اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن

حصہ اول

حیات و خدمات

حصہ دوم

اعتراضات و جوابات

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مکتبہ دار الایمان

اُمہاتُ المؤمنین رضی اللہ عنہن

حصہ اول

حیات و خدمات

حصہ دوم

اعتراضات و جوابات

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مکتبہ دار الایمان

نام کتاب	اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن
تالیف	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
تاریخ اشاعت	جون 2026ء
بار اشاعت	دوم
تعداد اشاعت	1100
ناشر	مکتبہ دار الایمان

@darulimansgd
www.Darulimansgd.com

مکتبہ دار الایمان
دار الایمان (رجسٹرڈ)
0300-6623540 / 0321-6353540

جملہ حقوق محفوظ ہیں

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا اور مکتبہ دار الایمان کی طرف سے اس کتاب کو دینی اور دعوتی مقاصد کے لیے شائع اور تقسیم کرنے کی عام اجازت ہے بشرطیکہ کسی قسم کی تبدیلی نہ کی جائے اور اشاعت سے قبل ادارہ سے اجازت لینا ضروری ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

پیشِ لفظ 27

حصہ اول: حیات و خدمات

مقدمہ 30

ازواجِ مطہرات؛ تعریف و مصداق 30

لفظ "ازواج" کی قرآنی بنیاد: 30

لفظ "مطہرات" کی قرآنی بنیاد: 31

امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن؛ تعداد اور اسمائے گرامی 31

امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کا سنِ نکاح: 32

امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے فضائل و مناقب 33

قرآن کریم میں امہات المؤمنین کا مقام: 33

حصہ اول: فضائلِ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن 33

(1)ایمان والوں کی مائیں 34
(2)دنیا کے مقابلے میں اللہ اور رسول کا انتخاب 34
(3)دوہرے اجر و ثواب کی بشارت 35
(4)ازواجِ مطہرات کا بے مثال مقام 36
(5)طہارت و پاکیزگی کا الٰہی اعلان 37
حصہ دوم: خصوصی احکامِ امہات المؤمنین 38
(1)کلام میں نرم لہجہ اختیار کرنے سے ممانعت 38
(2)گھروں میں قیام اور جاہلیت کے بناؤ سنگھار سے ممانعت 39
(3)عبادات کا خصوصی اہتمام اور اللہ و رسول کی کامل اطاعت 40
(4)عظمتِ حجاب اور طہارتِ قلوب 41
(5)جلباب (بڑی چادر) سے پردے کا خصوصی حکم 42
احادیث مبارکہ میں امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کا مقام: 42
(1): درودِ ابراہیمی میں امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کی شمولیت 43
(2): امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کا اختیار 43
(3): بھوک اور افلاس میں امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کی استقامت 44
(4): امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کا اہلِ بیت ہونا 45
(5): امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کا دفاع بزبانِ رسول ِ خدا ﷺ 45
(6): نیکی اور صدقہ میں امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کی مسابقت 46
(7): امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے درمیان عدل 46
(8): ایامِ علالت میں امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کا ایثار 47

علمائے امت کے ہاں مقامِ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن:........ 47
ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن) کے متعلق دس عقائد........ 51

ام المؤمنین سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا

اجمالی خاکہ........ 52
نام ونسب:........ 53
کنیت "اُمِّ ہند":........ 53
لقب "طاہرہ":........ 54
ولادت باسعادت:........ 54
بچپن:........ 55
سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح:........ 55
سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ابوہالہ سے اولاد:........ 55
سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا دوسرا نکاح:........ 56
سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عتیق بن عائذ سے اولاد:........ 56
سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عظمت اور پیغامِ نکاح:........ 57
تجارت میں دلچسپی:........ 57
طریقہ تجارت:........ 58
سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی درخواست:........ 59
تجارت میں نفع اور میسرہ کا مشاہدہ:........ 60
نکاح کی پیشگوئی:........ 61

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے نکاح کی پیشکش:.. 62
مقامِ نکاح:.. 63
وقتِ نکاح:.. 64
ابو طالب کا خطبہ نکاح:.. 65
ورقہ بن نوفل اور عمرو بن اسد کا اعلانِ نکاح:.. 66
ولیمہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا:.. 67
سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وجہ انتخاب:.. 67
قبولِ اسلام:.. 68
ادائیگی نماز:.. 69
فضائل و مناقب.. 69
1: جنتی گھر کی بشارت.. 69
2: جنتی انگور کھانے کا اعزاز.. 71
3: بہترین عورت ہونے کا اعزاز.. 71
4: اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام:.. 73
اولاد:.. 74
چند امتیازی خصوصیات.. 79
1: نزولِ وحی کے لمحات اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تسلی.. 79
2: بہترین عورت اور جنتی خواتین کی سردار.. 80
3: اسلام کی پہلی خاتون ہونے کا اعزاز.. 81
4: اپنی دولت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لٹادی.. 82

5:شِعْبِ ابی طالب میں تین سالہ محصوری 83
6: آپ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں دوسرا نکاح نہیں کیا 83
وفات سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا: 84
تدفین اور عدمِ جنازہ: 84

اُمّ المؤمنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

اجمالی خاکہ 86
نام ونسب: 87
خاندان: 87
ولادت: 88
خاندانی پس منظر: 88
سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا پہلا نکاح اور ہجرت حبشہ: 88
حضرت سکران رضی اللہ عنہ سے آپ رضی اللہ عنہا کی اولاد: 89
قبولِ اسلام اور بیعت: 89
آزمائشی حالات: 90
تبلیغِ اسلام: 90
حبشہ کی طرف پہلی ہجرت کے وقت: 90
حبشہ کی طرف دوسری ہجرت کے وقت: 91
دوخواب اور نکاح کی بشارت: 92
پہلا خواب: 92

دوسرا خواب: 93
حضرت سکران رضی اللہ عنہ کی وفات: 93
نکاح کی ضرورت: 94
پیغامِ نکاح کا مرحلہ: 95
سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی باہمی گفتگو: 96
سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا اور زمعہ کی باہمی گفتگو: 97
سودہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں: 98
سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح: 99
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا انفرادی مقام: 99
ہجرتِ مدینہ: 100
ضرورتاً باہر نکلنے کی اجازت: 101
سخاوت و دریادلی: 102
پابندی شریعت: 103
مناسکِ حج میں خصوصی رعایت: 104
خوشنودی نبوت کا حصول: 105
سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا ایثار: 105
سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی رفاقتِ نبوی کی آرزو: 107
ظرافت اور حسِ مزاح: 107
وفات: 108

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما

اجمالی خاکہ.......... 110

نام ونسب:.......... 111

کنیت "ام عبد اللہ":.......... 112

القابات وخطابات:.......... 112

1: صِدِّيْقہ.......... 113

2: حَبِيْبَۃُ الرَّسُوْلِ.......... 113

3: اَلْمُبَرَّۃُ.......... 113

4: طيِّبَہ.......... 114

5: حُمَيْرَاء.......... 114

6: أفقہ الناس، أعلم الناس، أحسن الناس.......... 114

7: مُوَفَّقَۃ.......... 115

ولادت:.......... 116

بچپن:.......... 116

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا لباس:.......... 116

نمبر 1: لباس میں سادگی اور سخاوت.......... 117

نمبر 2: لباس کے رنگ اور نفاست.......... 118

نمبر 3: دورانِ سفر شرعی پردے کا اہتمام.......... 118

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بناؤ سنگھار اور زیورات کا استعمال:.......... 118

1:زیورات 119
2:زعفرانی لباس کے استعمال کا جواز 119
کھیل کود اور طبعی مشاغل: 120
1: گڑیوں کے ساتھ کھیلنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت 120
2:پروں والے گھوڑے کا دلچسپ واقعہ 120
3:سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھولنا 121
خواب میں بشارت: 122
پیغامِ نکاح: 123
شبہ صدیقی کا نبوی جواب: 124
پہلی نسبت ٹوٹنے کی وجہ: 125
عائشہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں: 127
سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی امتیازی خصوصیات: 129
1: دنیا اور آخرت میں زوجہ رسول ہونے کی بشارت 129
2:دس عظیم الشان اور منفرد خصوصیات 129
3:مزید آٹھ مبارک خصلتیں اور اعزازات 131
4:جبرائیل علیہ السلام کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام: 132
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی علمی جلالت وشان: 132
1:صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے علمی مرجع 132
2:امت کی تمام عورتوں پر علمی فضیلت 133
3:بے مثال فصاحت، بلاغت اور ذہانت 133

4: ہمہ جہت اور وسیع ترین علوم پر دسترس 134
5: علم میراث (فرائض) میں کمال مہارت 135
6: بہترین گفتگو اور فصاحتِ لسان 135
7: کثرتِ روایت 135
عبادات و معمولات: 136
1: نفل نمازوں کا اہتمام 136
2: نفل روزوں کی پابندی 137
3: حج کا شوق اور پابندی 138
سخاوت و فیاضی: 139
غلام آزاد کرنا: 140
اِفک کا دلخراش سانحہ 141
سفر کی قرعہ اندازی اور غزوہ بنی مصطلق کو روانگی: 141
ہار کا گم ہونا اور قافلے کا روانہ ہو جانا: 142
صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کی آمد اور واپسی کا سفر: 143
مدینہ میں بیماری اور افواہوں کا پھیلنا: 143
والدین کے گھر منتقلی اور شدید صدمہ: 144
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے اصحاب سے مشورہ لینا اور باندی کی گواہی: 145
مسجد نبوی میں خطبہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی غیرت: 146
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور گفتگو: 146
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا جواب: 147

وحی کا نزول اور پاکدامنی کا آسمانی فیصلہ:.. 148
مِسطح رضی اللہ عنہ کی کفالت کا مسئلہ اور قرآنی حکم: 149
آیتِ تیمم کا نزول اور امت پر آسانی 150
خوشگوار ازدواجی زندگی کے چند واقعات 153
1: غایتِ محبت اور کمالِ الفت.. 153
2: تمام عورتوں پر فضیلت اور شانِ محبوبیت 153
3: چہرۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اور اظہارِ محبت 154
4: دوڑ کا مقابلہ اور خوش طبعی 155
5: گھریلو بے تکلفی اور محبت بھری صلح 155
6: رضا اور ناراضگی کی دلکش پہچان 156
7: جبرائیل علیہ السلام کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام 156
8: مدحِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ عائشہ رضی اللہ عنہا 157
وفات اور تدفین: 158

اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما

اجمالی خاکہ.. 160
نام ونسب اور خاندانی پس منظر: 161
والدہ کی جانب سے سلسلہ نسب اور خاندانی شرف: 161
ولادت باسعادت: 161
خاندانی پس منظر اور قبیلے کا منصب:.. 162

ابتدائی تعلیم و تربیت: 164
قبولِ اسلام: 164
نکاحِ اول اور ہجرت: 164
حضرت خُنَیس غزوہ بدر میں: 165
مدتِ عدت کی تکمیل اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی فکر مندی: 166
مناسب رشتے کی تلاش: 166
حفصہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں: 168
مہر کی مقدار اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی عمر: 169
سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا مکان: 169
نبوی گھرانے کی تربیت: 169
امتیازی فضیلت: 170
جمع قرآن میں آپ رضی اللہ عنہا کی معاونت: 171
سفر آخرت اور تدفین: 172

اُمّ المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

اجمالی خاکہ 175
نام و نسب: 176
ولادت اور خاندانی پس منظر: 177
بچپن اور پرورش: 178
"ام المساکین" کا عظیم لقب: 179

قبولِ اسلام: 179
سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ابتدائی دو نکاح: 180
ہجرتِ مدینہ: 180
شہادتِ عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ اور بیوگیِ زینب رضی اللہ عنہا: 181
تیسرا نکاح اور شوہر کی شہادت: 184
زینب رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں: 185
معیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مختصر زمانہ: 185
وفات: 186

اُمّ المؤمنین سیدہ ام سلمہ بنت ابی اُمیّہ رضی اللہ عنہا

اجمالی خاکہ 188
نام ونسب: 189
کنیت، ولادت اور خاندانی پس منظر: 189
سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح: 190
پہلے نکاح سے اولاد: 190
1: سلمہ رضی اللہ عنہ 191
2: عمر رضی اللہ عنہ 191
3: دُرّہ رضی اللہ عنہا 192
4: زینب (برّہ) رضی اللہ عنہا 193
حضرت ابو سلمہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا قبولِ اسلام: 194

حبشہ کی طرف پہلی ہجرت:........ 195
حبشہ سے مکہ مکرمہ کی طرف واپسی:........ 196
قبیلہ بنو مخزوم کا ابو طالب سے مکالمہ:........ 196
حبشہ کی طرف دوسری ہجرت:........ 197
کفار مکہ کے شاہ نجاشی کو تحائف اور شاہ نجاشی کا انکار:........ 198
نجاشی کے دربار میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا خطاب:........ 199
حضرت نجاشی کے تاثرات:........ 201
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مسلمانوں کا عقیدہ:........ 201
کفارِ مکہ کا ناکام وفد واپس لوٹا:........ 203
ہجرتِ مدینہ کا حکم اور مدینہ روانگی سے پہلے:........ 204
سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی استقامت اور ایک سال بعد مدینہ کی طرف سفر:........ 205
عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کی شرافت:........ 206
مدینہ کی بہاریں اور اولاد:........ 207
حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا مشورہ:........ 207
ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات اور نماز جنازہ:........ 208
سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی دعا:........ 209
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغامِ نکاح:........ 210
سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں:........ 210
خدمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مثالی جذبہ:........ 211
علم و فضل اور درس گاہِ نبوت کی طالبہ:........ 212

جبرائیل امین علیہ السلام کی زیارت: 212
خانگی معاملات میں امت کی رہنمائی: 213
نابینا شخص سے پردہ: 214
اولاد پر خرچ کرنا: 214
مرد وعورت: فضیلت اور ذمہ داری کا توازن 215
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مسائل دریافت کرنا: 215
صلحِ حدیبیہ میں دانش مندانہ کردار: 217
موئے مبارک سے محبت: 218
خوشبوئے نبوت: 219
وفات اور نمازِ جنازہ: 220
تدفین: 221

اُمّ المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

اجمالی خاکہ 222
نام ونسب: 223
ولادت اور خاندانی پس منظر 223
بَرّہ سے زینب: 224
قبولِ اسلام: 224
سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے لیے پیغامِ نکاح: 224
بزرگی کا معیار تقویٰ ہے: 225

نکاح کا انعقاد: 226
سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا مختصر تعارف: 227
اُمِّ اَیمَن رضی اللہ عنہا کا مختصر تعارف: 228
تکوینی واقعات میں مضمر ایک بڑی حکمت: 229
طلاق دینے کا پس منظر: 230
نبوی مشورہ اور پوشیدہ امر: 231
بالآخر طلاق ہو گئی: 232
زینب رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں: 232
نکاح کی بشارت اور شکرانہ: 234
حق مہر: 235
دعوتِ ولیمہ: 235
ولیمہ میں کھانے کی کثرت اور برکت: 236
پردے کے حکم کا نزول: 237
امتیازی خصوصیت: 239
تین انوکھی باتیں: 239
خشیتِ الٰہی کی پیکر: 240
اتباعِ شریعت: 241
سوکنوں کی گواہی: 241
سخاوت وفیاضی: 242
وفات کا اشارہ: 244

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی چند وصیتیں اور خواہشات:.......... 244
1: دو کفنوں میں سے ایک صدقہ کرنا.......... 245
2: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چارپائی پر جنازہ اٹھایا جانا 245
3: جنازہ کے پیچھے آگ نہ لے جانا.......... 245
وفات: 246
نمازِ جنازہ: 246
تدفین: 248

اُمّ المؤمنین سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

اجمالی خاکہ.......... 250
نام و نسب:.......... 251
ولادت: 251
خاندانی پسِ منظر: 251
سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح:.......... 252
یثرب کا چاند گود میں: 253
غزوہ مُرَیسیع: 253
جنگ کے اسباب اور اسلامی لشکر کی روانگی:.......... 255
دشمن کا خوف اور لشکرِ اسلام کی پیش قدمی: 256
مسلمانوں کی شاندار فتح اور مالِ غنیمت: 256
سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کا قبولِ اسلام: 258

جویریہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں:............ 258
قوم کے لیے عظیم برکت:............ 259
بَرّہ سے جویریہ:............ 260
حجاب کے حکم کی حکمت:............ 260
حارث بن ابی ضرار (رضی اللہ عنہ) کا سفر مدینہ:............ 261
حارث بن ابی ضرار (رضی اللہ عنہ) اور ان کے خاندان کا قبولِ اسلام:............ 262
بیتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلِ بیت:............ 263
کثرتِ ذکر اللہ:............ 263
سادگی اور قناعت کا نمونہ:............ 264
وفات:............ 265

اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہما

اجمالی خاکہ............ 267
نام ونسب:............ 268
کنیت:............ 269
ولادت:............ 269
خاندانی پسِ منظر:............ 269
پہلا نکاح اور قبولِ اسلام:............ 273
ہجرتِ حبشہ (ثانیہ):............ 273
حبشہ میں دیکھا گیا ہولناک خواب:............ 275

پہلے شوہر کی حالتِ ارتداد میں وفات: 276
دیارِ غیر میں پریشانی کے ایام: 276
ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں: 277
شاہی محل میں نکاح کی تقریب: 278
نجاشی کی جانب سے تحائف: 279
مبارک خواب کی تعبیر: 280
بسترِ رسول کی حرمت: 281
اتباعِ شریعت: 282
ذوقِ عبادت: 282
حقوق العباد کی فکر مندی: 283
وفات: 283

اُمّ المؤمنین سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا

اجمالی خاکہ 285
نام و نسب: 286
ولادت: 286
خاندانی پس منظر: 287
سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح: 287
بنو نضیر کی جلاوطنی کا پسِ منظر: 289
بئرِ معونہ کا المناک واقعہ: 289

سانحۂ بئرِ معونہ کے بعد دو صحابہ کرام کا طرزِ عمل: 291
عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کا بنو عامر کے دو افراد کو قتل کرنا: 292
بنو نضیر کی عہد شکنی اور سازش: 293
بنو نضیر کی دوسری سازش: 295
غزوہ بنو نضیر: 296
منافقین کی فریب دہی اور بنو نضیر کی جلاوطنی: 297
بنو نضیر کا مال: 298
سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا دوسرا نکاح: 299
جنگ کی تیاریاں: 300
غزوہ ذی قَرد: 300
غزوہ خیبر: 301
قلعہ قموص کی فتح: 302
مذکورہ جنگی ساز و سامان کی لغوی وضاحت: 305
خیبر کی نصف پیداوار: 305
خیبر میں قیام: 306
مالِ غنیمت کی تقسیم اور سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا: 307
سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا ابتدائی انتخاب: 308
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مشورہ: 309
سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو اختیار: 309
قبولِ اسلام: 310

صفیہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں:............ 311
مدینہ منورہ تشریف آوری:............ 312
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے محبت:............ 312
ایک خواب کی تعبیر پوری ہوئی:............ 313
سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی دل جوئی:............ 314
واللہ! صفیہ سچی ہیں:............ 315
باندی کو آزاد کر دیا:............ 316
درد مندی کا وصف:............ 316
شرفِ نسبی:............ 317
وفات:............ 318

اُمّ المؤمنین سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

اجمالی خاکہ............ 319
نام و نسب:............ 320
ولادت:............ 321
خاندانی پسِ منظر:............ 322
سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی دیگر بہنیں:............ 322
(1) حقیقی بہنیں............ 322
1: ام الفضل لبابۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا............ 322
2: عَزہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا............ 323

(2)باپ شریک بہنیں 324
(3)ماں شریک بہنیں 325
1:ام المؤ منین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا 326
2:اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا 326
3: سلمٰی بنت عمیس رضی اللہ عنہا 327
4:سُلامہ بنت عمیس رضی اللہ عنہا 328
سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ہند بنت عوف کی خوش قسمتی: 328
سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح: 330
سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا دوسرا نکاح: 331
عمرۃ القضاء کا پس منظر: 332
سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی تجویز: 333
پیغامِ نکاح اور منظوری: 334
میمونہ رضی اللہ عنہا ام المؤ منین بنتی ہیں: 334
"بَرَّہ" سے میمونہ؛ نام کی تبدیلی 336
اس مبارک نکاح کی برکات: 336
مکہ کے بااثر افراد کا قبولِ اسلام: 336
باکمال ایمان کی نبوی شہادت: 337
گھریلو زندگی اور عبادات کا اہتمام: 338
تقویٰ وصلہ رحمی: 338
علم وفضل: 339

سخاوت و دریا دلی: 340
غلام اور باندیاں آزاد کرنا: 341
مقامِ سرف کا منفرد اتفاق: 342
وفات: 342
سنِ وفات اور کل عمر: 343
نمازِ جنازہ: 346
تدفین: 346

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیزیں 348

فائدہ: سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا کے تذکرہ کی وجہ: 348

سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا 349

بادشاہوں کے نام دعوتی خطوط: 349
شاہ مُقَوقَس کے نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط: 349
فائدہ: خط کے آداب 351
قاصدِ رسول کی مقوقس کے دربار میں تشریف آوری: 351
شاہ مقوقس سے مکالمہ: 351
شاہ مقوقس کا خط: 353
شاہِ مقوقس کے تحائف اور ایک معالج کی واپسی: 354
سیدہ ماریہ اور سیرین رضی اللہ عنہما کا قبولِ اسلام: 355

پہلی روایت (دورانِ سفر اسلام): 355
دوسری روایت (مدینہ آمد پر اسلام): 355
دونوں روایات میں تطبیق: 356
مدینہ منورہ آمد: 356
سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا ام ولد بنتی ہیں: 357
اے ابو ابراہیم! آپ پر سلامتی ہو: 358
قبطیوں سے حسنِ سلوک کا حکم: 358
سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات: 360
سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کا غسل، جنازہ اور تدفین: 360
سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا کی وفات: 361

حصہ دوم: عتراضات وجوابات

اعتراض نمبر 1: امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن؛ اہلِ بیت میں شامل نہیں

جواب نمبر 1: دعویٰ اور دلیل میں عدمِ مطابقت 365
جواب نمبر 2: قرآنی صراحت اور مفسرین کا فیصلہ 367
جواب نمبر 3: منطقی ترتیب کے اعتبار سے اہلِ بیت کا، فردِ اول 368
جواب نمبر 4: لغتِ عرب میں بیت اور اہلِ بیت کا مفہوم 369
جواب نمبر 5: عرفِ عام اور روزمرہ کا محاورہ 369
جواب نمبر 6: دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کے واقعات میں قرآنی اسلوب 370

اعتراض نمبر 2: امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن آپس میں حسد کرتی تھیں

جواب نمبر 1: رشک اور غیرت عورت کا طبعی تقاضا ہے 373
جواب نمبر 2: سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر غیرت کی اصل وجہ 374
جواب نمبر 3: طبعی غیرت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عفو و درگزر 374

اعتراض نمبر 3: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر بوقتِ نکاح چھ، بوقتِ رخصتی نو سال تھی

جواب نمبر 1: نکاحِ عائشہ رضی اللہ عنہا اور عرب معاشرہ 377
جواب نمبر 2: کم عمری کے نکاح کے تاریخی شواہد 377
فائدہ: اس اعتراض سے متعلق چند ذیلی شبہات اور ان کے جوابات 380

اعتراض نمبر 4: عائشہ رضی اللہ عنہا نے ازواجِ مطہرات کی روزہ میں مباشرت نقل کی

جواب نمبر 1: لفظِ "مباشرت" کا درست لغوی اور فقہی مفہوم 389
جواب نمبر 2: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بے مثال ضبطِ نفس 390

اعتراض نمبر 5: امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن بال کٹوا کر چھوٹے کر لیتی تھیں

جواب: حدیث کی مراد بالوں کو ایک جگہ اکٹھا کرنا ہے، نہ کہ کٹوانا 392

اعتراض نمبر 6: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا جنگِ جمل کے لیے سفر قرآنی حکم کی مخالفت ہے

جواب نمبر 1: قرآنی آیت کا درست مفہوم اور ممانعت کی اصل علت 394
جواب نمبر 2: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا سفر، دینی مصلحت پر مبنی تھا 395
جواب نمبر 3: دیگر ازواجِ مطہرات کا عمل اور فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم 396

اعتراض نمبر 7: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم دیا

جواب نمبر 1: روایت کے راوی متروک و کذاب ہیں 399

جواب نمبر 2: محققین کے ہاں یہ روایت جھوٹی ہے 401

جواب نمبر 3: قتل کا حکم نہ دینے پر تین شاہد 401

اعتراض نمبر 8: عائشہ رضی اللہ عنہا کا جنگِ جمل پر نادم ہونا عداوتِ علی رضی اللہ عنہ کی دلیل ہے

جواب نمبر 1: یہ روایت غیر ثابت ہے 406

جواب نمبر 2: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اظہارِ افسوس کی اصل وجہ 406

اعتراض نمبر 9: عائشہ رضی اللہ عنہا کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لیٹنا نماز کے ٹوٹنے کا سبب تھا

جواب: 409

چار امور: 409

اعتراض نمبر 10: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی کنیز نہ تھی، نہ اس سے کوئی اولاد تھی

جواب نمبر 1: تاریخی حقائق پر ائمہ امت کا اجماع اور محدثین کی گواہی 413

جواب نمبر 2: قرآنِ مجید کی صریح نصوص اور ملکِ یمین کا شرعی ثبوت 415

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیشِ لفظ

أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى أَمَّا بَعْدُ!

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی فلاح، ہدایت اور کامل رہنمائی کے لیے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی اور رسول بنا کر بھیجا ہے۔ امت پر لازم ہے کہ وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سیرت کو پڑھے، سمجھے اور اپنی زندگیوں کو اس سانچے میں ڈھالنے کی بھرپور کوشش کرے۔

نبوت کی پاکیزہ زندگی کے دو اہم اور بنیادی حصے ہیں:

1: جَلْوَت (گھر سے باہر کی زندگی) جو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے تھی اور جس تک رسائی بہت آسان تھی۔ اس پہلو کو پڑھ اور سن کر، اُمت کے افراد اپنی ظاہری اور معاشرتی زندگی سنوار سکتے ہیں۔

2: خَلْوَت (گھر کے اندر کی زندگی) ہے، جس تک عام انسانوں کی رسائی ممکن نہیں تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا یہ حصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے امت کو بتایا جو مؤمن مردوں اور عورتوں کی مائیں ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ گھر کے اندر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات کیا تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات، اہل و عیال کے ساتھ برتاؤ، اور نجی زندگی کا طریقہ کار کیا تھا؟

انسانی معاشرہ مرد اور عورت دونوں سے مل کر تشکیل پاتا ہے اور خواتین اس معاشرے کا ایک اہم اور بنیادی حصہ ہیں۔ ان کی صحیح تعلیم و تربیت ہی ایک صالح اور ترقی یافتہ معاشرے کی بنیاد بنتی ہے۔ جس طرح مرد حضرات اپنی زندگی سنوارنے اور دین پر چلنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت کو اپنا نمونہ بناتے ہیں، اسی طرح خواتین کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کی پاکیزہ زندگیوں کا مطالعہ کریں۔ کیونکہ یہ عظیم ہستیاں خواتین کے لیے بہترین نمونۂ عمل ہیں، اور ان کی سیرت سے رہنمائی حاصل کیے بغیر شریعت کے مطابق زندگی گزارنے کا حق پوری طرح ادا نہیں ہو سکتا۔

زیرِ نظر کتاب "امہات المومنین رضی اللہ عنہن؛ حیات و خدمات، اعتراضات و جوابات" ہم نے اسی اہم ضرورت اور مقصد کے پیشِ نظر تحریر کی ہے۔ اس کتاب میں 11 امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے حالات کو

قلمبند کیا ہے۔ ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک کنیزِ محترم حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے حالات و واقعات کو بھی ذکر کیا ہے کیونکہ ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے:

حصہ اول: اس حصہ کے آغاز میں ایک جامع اور مفصل "مقدمہ" شامل کیا ہے جس میں امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے تعارف، تعداد، اسمائے گرامی اور تاریخِ نکاح کے ساتھ ساتھ قرآنِ کریم، احادیثِ مبارکہ اور اقوالِ اہلِ علم کی روشنی میں ان کے فضائل، مقام و مرتبہ کو بیان کیا ہے۔ نیز امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن سے متعلق بنیادی عقائد کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ مقدمہ کے بعد تمام امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے احوال الگ الگ تفصیل کے ساتھ بیان کیے ہیں اور ان کی مبارک زندگی اور دینی خدمات کا مدلل تذکرہ کیا ہے۔

حصہ دوم: اس میں امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن پر کیے جانے والے مختلف اعتراضات کے علمی و تحقیقی جوابات دیے ہیں تاکہ متلاشیانِ حق کے سامنے اہل السنۃ والجماعۃ کا معتدل اور منصفانہ موقف واضح ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے، قارئین کے لیے نافع اور ہدایت کا ذریعہ بنائے، اور ہم سب کو امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کی سچی محبت، ان کا ادب اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔اٰمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ، وَصَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَأَزْوَاجِہٖ وَأَھْلِ بَیْتِہٖ أَجْمَعِیْنَ.

محتاجِ دعا

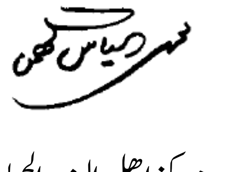

سرپرست مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

منگل:30-ذوالحج 1447ھ،16-جون 2026ء

﴿حصہ اول﴾

حیات و خدمات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

تاریخِ انسانیت میں بے شمار خواتین نے عظمت و کمال کی منازل طے کیں، لیکن جو رفعت اور کامل طہارت ربِ ذوالجلال نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو عطا فرمائی، اس کی کوئی مثال دنیا میں موجود نہیں۔ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نبوت کے اس پاکیزہ گھرانے کی امین ہیں جنہیں خود اللہ تعالیٰ نے پوری امتِ مسلمہ کی روحانی ماؤں کے عظیم ترین منصب پر فائز فرمایا ہے۔ ان کا ادب ہمارے ایمان کا بنیادی جزو، ان کی محبت ہماری بخشش کا سبب اور ان کی سیرت امت کے لیے ہدایت کا روشن مینار ہے۔

ازواجِ مطہرات: تعریف و مصداق

"ازواجِ مطہرات" (رضی اللہ عنہن) سے مراد وہ خوش نصیب اور برگزیدہ خواتین ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقدِ نکاح میں آئیں۔ اس لقب کے دونوں حصوں؛ "ازواج" اور "مطہرات" کا ماخذ قرآنِ کریم کی آیاتِ مقدسہ ہیں۔

لفظ "ازواج" کی قرآنی بنیاد:

ان قابلِ احترام خواتین کو "ازواج" سورۃ الاحزاب کی اس آیتِ مبارکہ
(اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ) [1]

ترجمہ: یہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ایمان والوں سے ان کی اپنی جانوں سے زیادہ قریب تر ہیں، اور نبی کی بیویاں اُن کی مائیں ہیں۔

کے الفاظ "وَ اَزْوَاجُهٗ" کی وجہ سے کہا جاتا ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے انہیں امت کی ماؤں کا رتبہ عطا فرمایا۔

[1] سورۃ الاحزاب:6

لفظ "مطہرات" کی قرآنی بنیاد:

ان عظیم ماؤں کو "مطہرات" (یعنی پاک ہستیاں) سورۃ الاحزاب ہی کی اس آیتِ مبارکہ
(اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًاۚ (٣٣)) [2]

ترجمہ: اے (نبی کے) اہلِ بیت! اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور رکھے اور خوب پاکیزگی عطا فرمائے۔

کے الفاظ "وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا" کی وجہ سے کہا جاتا ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے خود ان کی طہارت کا اعلان فرمایا ہے۔

ان آیاتِ مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو پوری امت کی روحانی مائیں قرار دیا ہے۔ آیتِ تطہیر کے ذریعے ان کی پاکیزگی اور طہارت کو بھی واضح فرمایا، اسی لیے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن امت میں نہایت بلند مقام اور کامل احترام کی مستحق ہیں۔

امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن؛ تعداد اور اسمائے گرامی

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی تعداد گیارہ ہے۔

1: علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف زرقانی مالکی رحمہ اللہ (ت 1122ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّهُنَّ إِحْدَى عَشْرَةَ امْرَأَةً، سِتَّةٌ مِنْ قُرَيْشٍ: خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ ... وَعَائِشَةُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ ... وَحَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ... وَأُمُّ حَبِيْبَةَ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ ... وَأُمُّ سَلَمَةَ بِنْتُ أَبِي أُمَيَّةَ ... وَسَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ ... وَأَرْبَعٌ عَرَبِيَّاتٌ: زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ ... وَمَيْمُوْنَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ الْهِلَالِيَّةُ، وَزَيْنَبُ بِنْتُ خُزَيْمَةَ الْهِلَالِيَّةُ أُمُّ الْمَسَاكِيْنِ، وَجُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ الْخُزَاعِيَّةُ الْمُصْطَلِقِيَّةُ، وَوَاحِدَةٌ غَيْرُ عَرَبِيَّةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ، وَهِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ مِنْ بَنِي النَّضِيْرِ. [3]

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی تعداد گیارہ تھی، ان میں سے چھ (6) خواتین قریش سے تھیں: خدیجہ بنت خویلد، عائشہ بنت ابی بکر، حفصہ بنت عمر بن خطاب، ام حبیبہ بنت ابی سفیان، ام

---

[2] سورۃ الاحزاب: 33

[3] شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ: ج4 ص359 المقصد الثانی. الفصل الثالث فی ذکر ازواجہ الطاھرات الخ

سلمہ بنت ابی امیہ، سودہ بنت زمعہ، اور چار عرب (غیر قریشی) خواتین تھیں: زینب بنت جحش، میمونہ بنت حارث ہلالیہ، زینب بنت خزیمہ ہلالیہ (جنہیں "ام المساکین" کہا جاتا ہے)، جویریہ بنت حارث خزاعیہ مصطلقیہ، اور ایک غیر عربی خاتون تھیں جو بنی اسرائیل سے تعلق رکھتی تھیں، اور وہ تھیں: صفیہ بنت حییّ بن اخطب، جو بنی نضیر سے تھیں۔

2: شیخ التفسیر مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ (ت 1394ھ) لکھتے ہیں:

"آپ کی ازواج مطہرات گیارہ تھیں۔"[4]

امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کا سنِ نکاح:

نمبر شمار	نام ام المؤمنین	تاریخ / سن
1	سیدہ خدیجہ بنت خُوَیلِد رضی اللہ عنہا (ت 10 نبوی)	15 سال قبل از بعثت
2	سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا (ت 23ھ)	10 نبوی میں
3	سیدہ عائشہ صدیقہ بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما (ت 58ھ)	شوال 1ھ
4	سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما (ت 45ھ)	شعبان المعظم 3ھ
5	سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا (ت 4ھ)	ذوالحجہ 3ھ
6	سیدہ ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا (ت 59ھ)	شوال 4ھ
7	سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا (ت 20ھ)	ذوالقعدہ 5ھ
8	سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہما (ت 50ھ)	5ھ
9	سیدہ ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہما (ت 44ھ)	6ھ میں
10	سیدہ صفیہ بنت حُیی رضی اللہ عنہا (ت 50ھ)	صفر المظفر 7ھ
11	سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا (ت 51ھ)	ذوالقعدہ 7ھ

[4] سیرت مصطفیٰ ﷺ: ج 3 ص 187

امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے فضائل و مناقب

امتِ مسلمہ پر اللہ تعالیٰ کا یہ عظیم احسان ہے کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کو قیامت تک کے لیے اس امت کی مائیں قرار دیا ہے۔ تمام امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن فضائل، مناقب اور رفعتِ شان میں بے مثال مقام رکھتی ہیں۔ چونکہ ہر ام المؤمنین کی انفرادی سیرت آگے تفصیل سے آرہی ہے، اس لیے یہاں قرآنِ کریم کی ان آیات اور مفسرین کی ان تشریحات کا ذکر کیا جاتا ہے جن میں تمام امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کی مشترکہ فضیلت، عظمت اور بلند مرتبہ بیان ہوا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ احادیث مبارکہ کی روشنی میں بھی ان کے مقام و مرتبہ کو بیان کیا جائے گا، اور علمائے امت کے اقوال کو بھی پیش کیا جائے گا تاکہ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کی عظمت اور ان کا حقیقی مقام پوری طرح واضح ہو سکے۔

قرآن کریم میں امہات المؤمنین کا مقام:

قرآن کریم میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے مقام و مرتبہ کو مختلف انداز سے بیان کیا گیا ہے۔ ان کا شرف و امتیاز صرف عمومی فضائل تک محدود نہیں بلکہ ان کے لیے مخصوص احکام اور خصوصی ہدایات بھی قرآن میں وارد ہوئی ہیں، جو ان کے بلند مقام اور عظیم ذمہ داری کی واضح دلیل ہیں۔

ہم نے اس عنوان کو دو بنیادی حصوں میں تقسیم کیا ہے:

حصہ اول: فضائلِ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن

اس حصے میں اُن قرآنی آیات کا تذکرہ کیا جائے گا جن کی تفسیر میں مفسرینِ کرام نے صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ان آیات میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے فضائل، مناقب، بلند مرتبہ اور خصوصی امتیازات کو اجاگر کیا گیا ہے۔ یہ آیات اس بات کو واضح کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو امتِ مسلمہ کی دیگر خواتین کے مقابلے میں ایک منفرد مقام، خاص شرف اور ممتاز حیثیت عطا فرمائی ہے، جس کے باعث وہ دینی، اخلاقی اور روحانی اعتبار سے اعلیٰ درجے کی حامل ہیں۔ ان تفسیری تصریحات کے ذریعے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی رفعتِ شان اور امت میں ان کے نمایاں مقام کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

(1) ایمان والوں کی مائیں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَ اَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ)[5]

ترجمہ: نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) مومنوں کے ساتھ ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں، اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

✿ امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری قرطبی مالکی رحمہ اللہ (ت 671ھ) لکھتے ہیں:

شَرَّفَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَزْوَاجَ نَبِيِّه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنْ جَعَلَهُنَّ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ، أَيْ فِيْ وُجُوْبِ التَّعْظِيْمِ وَالْمَبَرَّةِ وَالْإِجْلَالِ وَحُرْمَةِ النِّكَاحِ. [6]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کو یہ شرف بخشا کہ انہیں مومنوں کی مائیں قرار دیا، یعنی تعظیم، خیر خواہی، احترام کے واجب ہونے اور (ان سے) نکاح کے حرام ہونے میں۔

✿ حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) فرماتے ہیں:

أَيْ فِي الْحُرْمَةِ وَالِاحْتِرَامِ، وَالْإِكْرَامِ وَالتَّوْقِيرِ، وَالْإِعْظَامِ. [7]

ترجمہ: یعنی (ازواجِ مطہرات امہات المؤمنین ہیں) حرمت، احترام، وقار، اکرام اور عظمت کے اعتبار سے۔

(2) دنیا کے مقابلے میں اللہ اور رسول کا انتخاب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا) [8]

ترجمہ: اگر تم اللہ، اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہو تو (یہ بات جان لو کہ) یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم میں سے

---

[5] سورۃ الاحزاب:6

[6] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی: ج2 ص2452 سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ 6

[7] تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر: ج3 ص261 سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ 6

[8] سورۃ الاحزاب:29

نیکی کرنے والیوں کے لیے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

✿ امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری قرطبی مالکی رحمہ اللہ (ت 671ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ الْعُلَمَاءُ: لَمَّا اخْتَارَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَكَرَهُنَّ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ. [9]

ترجمہ: علماء نے فرمایا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے (دنیا کی زینت پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ترجیح دی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس انتخاب پر ان کی قدر دانی فرمائی۔

✿ حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

ذَكَرَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْعُلَمَاءِ -كَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، وَمُجَاهِدٍ، وَالضَّحَّاكِ، وَقَتَادَةَ، وَابْنِ زَيْدٍ، وَابْنِ جَرِيرٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ ، وَغَيْرِهِمْ- أَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ مُجَازَاةً لِأَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِضًى عَنْهُنَّ، عَلٰى حُسْنِ صَنِيْعِهِنَّ فِي اخْتِيَارِهِنَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ، لَمَّا خَيَّرَهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [10]

ترجمہ: متعدد اہلِ علم، جیسے حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ)، مجاہد، ضحاک، قتادہ، ابن زید، ابن جریر اور دیگر مفسرین رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کو ان کے حسنِ انتخاب کے صلہ اور ان سے اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے اظہار کے طور پر نازل ہوئی۔ اس لیے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو (دنیا اور آخرت کے درمیان) اختیار دیا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دارِ آخرت کا انتخاب کیا۔

(3) دوہرے اجر و ثواب کی بشارت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(وَ مَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَاۤ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَ اَعْتَدْنَا لَهَا

[9] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی: ج2 ص2475 سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ 30

[10] تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر: ج3 ص708 سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ 52

رِزْقًا كَرِيْمًا (۳۱))[11]

ترجمہ: تم میں سے جو عورت اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری اور نیک عمل کرے گی تو ہم اسے اس کا دوگنا ثواب دیں گے، اور ہم نے اس کے لیے عزت والا رزق تیار کر رکھا ہے۔

✿ علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی شافعی رحمہ اللہ (ت 911ھ) لکھتے ہیں:

{نُؤْتِهَاۤ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ} أَيْ مِثْلَيْ ثَوَابِ غَيْرِهِنَّ مِنَ النِّسَاءِ. [12]

ترجمہ: اس کا معنی یہ ہے کہ ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن) کو دوسری عورتوں کے مقابلہ میں دوگنا اجر ملے گا۔

✿ علامہ ابو العباس احمد بن محمد بن المہدی الفاسی رحمہ اللہ (ت 1224ھ) لکھتے ہیں:

{نُؤْتِهَاۤ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ} أَيْ: مِثْلُ ثَوَابِ غَيْرِهَا، مَرَّةً عَلَى الطَّاعَةِ، وَمَرَّةً عَلٰى طَلَبِهِنَّ رِضَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِالْقَنَاعَةِ، وَحُسْنِ الْمُعَاشَرَةِ. [13]

ترجمہ: اس آیت کا معنی یہ ہے کہ ان (ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن) کو دوسری عورتوں کے مقابلے میں دوہرا اجر ملے گا؛ ایک اجر اطاعت کی وجہ سے اور ایک اجر اِن کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے طلب کرنے، قناعت اختیار کرنے اور (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ) حسنِ معاشرت اختیار کرنے کی وجہ سے۔

(4) ازواجِ مطہرات کا بے مثال مقام

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًاۚ (۳۲))[14]

ترجمہ: اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم تقویٰ اختیار کرو۔ اس لیے بات کرنے میں نرم لہجہ اختیار نہ کرو کہ جس کے دل میں بیماری ہے وہ لالچ کرنے لگے، اور تم صاف سیدھی بات کیا کرو۔

---

[11] سورۃ الاحزاب: 31

[12] تفسیر الجلالین: ج2 ص354 سورۃ سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ 31

[13] تفسیر البحر المدید: ج6 ص23 سورۃ سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ 31

[14] سورۃ الاحزاب: 32

✿ امام حسین بن مسعود بن محمد بن الفراء بغوی شافعی رحمہ اللہ (ت516ھ) لکھتے ہیں:

(يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: يُرِيْدُ لَيْسَ قَدْرُكُنَّ عِنْدِيْ مِثْلَ قَدْرِ غَيْرِكُنَّ مِنَ النِّسَاءِ الصَّالِحَاتِ، أَنْتُنَّ أَكْرَمُ عَلَيَّ، وَثَوَابُكُنَّ أَعْظَمُ لَدَيَّ. [15]

ترجمہ: اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ "اے نبی کی بیویو! تمہارا مقام میرے نزدیک دوسری نیک عورتوں کے برابر نہیں ہے، بلکہ تم میرے نزدیک زیادہ معزز ہو اور میرے ہاں تمہارا اجر بہت زیادہ ہے۔

✿ علامہ اسماعیل حقی بن مصطفیٰ حنفی رحمہ اللہ (ت1127ھ) فرماتے ہیں:

وَالْمَعْنٰى: لَسْتُنَّ كَجَمَاعَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْ جَمَاعَاتِ النِّسَاءِ فِي الْفَضْلِ وَالشَّرَفِ بِسَبَبِ صُحْبَةِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّ الْمُضَافَ إِلَى الشَّرِيْفِ شَرِيْفٌ. [16]

ترجمہ: اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ تم فضیلت اور شرف میں عام عورتوں کے طبقات میں سے کسی طبقہ کی طرح نہیں ہو، اس لیے کہ تمہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل ہے۔ کیونکہ جو چیز کسی معزز شخصیت کی طرف منسوب ہو جائے وہ بھی معزز ہو جاتی ہے۔ (اور تم "نبی کی بیویاں" ہو، اس لیے اس نسبت سے معزز ہو۔)

(5) طہارت وپاکیزگی کا الٰہی اعلان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۚ (٣٣))[17]

ترجمہ: اے نبی کے گھر والو! اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور کر دے اور تمہیں خوب پاک و صاف کر دے۔

✿ حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) لکھتے ہیں:

وَهٰذَا نَصٌّ فِيْ دُخُوْلِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أَهْلِ الْبَيْتِ هَاهُنَا، لِأَنَّهُنَّ

---

[15] معالم التنزیل للبغوی: ج3 ص527 سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ 32

[16] تفسیر روح البیان: ج7 ص201 سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ 32

[17] سورۃ الاحزاب: 33

سَبَبُ نُزُوْلِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ. [18]

ترجمہ: یہ اس بات پر قطعی دلیل ہے کہ یہاں اہلِ بیت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات شامل ہیں، کیونکہ وہی اس آیت کے نزول کا سبب ہیں۔

✿ علامہ سید ابو الثناء محمود آلوسی آفندی بغدادی حنفی رحمہ اللہ (ت 1270ھ) لکھتے ہیں:

فَالْمُرَادُ بِأَهْلِه□ نِسَاؤُهُ الْمُطَهَّرَاتُ لِلْقَرَائِنِ الدَّالَّةِ عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الْاٰيَاتِ السَّابِقَةِ وَاللَّاحِقَةِ. [19]

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے "اہل" سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات ہیں کیونکہ اس بات کو (اس آیت سے) پہلے اور بعد والے قرائن ثابت کرتے ہیں۔

حصہ دوم: خصوصی احکامِ امہات المؤمنین

اس حصے میں وہ آیات ذکر کی جائیں گی جن میں ازواجِ مطہرات کو خاص ہدایات اور خصوصی شرعی احکام دیے گئے ہیں۔ ان احکام کی پابندی بذاتِ خود ان کے بلند مقام، عظیم ذمہ داری اور امت میں ان کی امتیازی حیثیت کی ایک روشن دلیل ہے، کیونکہ جس قدر مقام بلند ہو اسی قدر اس کے تقاضے اور احکام بھی خصوصی ہوتے ہیں۔

(1) کلام میں نرم لہجہ اختیار کرنے سے ممانعت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۚ (۳۲)) [20]

ترجمہ: تم بات کرنے میں نرمی اختیار نہ کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ جس کے دل میں بیماری ہے وہ کوئی لالچ کرنے لگے، اور تم معقول بات کہا کرو۔

✿ امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری قرطبی مالکی رحمہ اللہ (ت 671ھ) فرماتے ہیں:

أَيْ: لَا تَلِنَّ الْقَوْلَ، أَمَرَهُنَّ اللّٰهُ أَنْ يَكُوْنَ قَوْلُهُنَّ جَزْلًا، وَكَلَامُهُنَّ فَصْلًا، وَ لَا يَكُوْنُ

---

[18] تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر: ج3 ص684 سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ 33

[19] روح المعانی: ج12 ص13 سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ 33

[20] سورۃ الاحزاب: 32

عَلٰی وَجْهٍ يُظْهِرُ فِي الْقَلْبِ عَلَاقَةً بِمَا يَظْهَرُ عَلَيْهِ مِنَ اللِّيْنِ، كَمَا كَانَتِ الْحَالُ عَلَيْهِ عِنْدَ نِسَاءِ الْعَرَبِ مِنْ مُكَالَمَةِ الرِّجَالِ بِتَرْخِيْمِ الصَّوْتِ وَلِيْنِهِ ... فَنَهَاهُنَّ عَنْ مِثْلِ هٰذَا. [21]

ترجمہ: یعنی آپ بات میں نرمی اختیار نہ کریں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انہیں (ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن) حکم دیا ہے کہ ان کی گفتگو مضبوط اور دوٹوک ہو، اور ان کا کلام واضح اور فیصلہ کن ہو۔ اور ایسا انداز نہ اپنائیں جس سے دل میں کسی قسم کا میلان پیدا ہو جیسا کہ دیگر عرب عورتوں کا طریقہ تھا کہ وہ مردوں سے بات کرتے وقت آواز کو نرم ملائم بنا کر بات کیا کرتی تھیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس طرح کے انداز سے منع فرمادیا۔

✿ علامہ ناصر الدین ابو سعید عبد اللہ بن عمر شیر ازی البیضاوی رحمہ اللہ (ت 685ھ) لکھتے ہیں:

{فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ} فَلَا تَجِئْنَ بِقَوْلِكُنَّ خَاضِعًا لَيِّنًا مِثْلَ قَوْلِ الْمُرِيْبَاتِ. [22]

ترجمہ: آیت کا معنی یہ ہے کہ تم گفتگو میں ایسا نرم انداز اختیار نہ کرو جیسا کہ شک و اضطراب پیدا کرنے والی عورتیں (بعض اوقات) بات کرتی ہیں۔

(2) گھروں میں قیام اور جاہلیت کے بناؤ سنگھار سے ممانعت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

✿ (وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى) [23]

ترجمہ: اپنے گھروں میں وقار کے ساتھ ٹھہری رہو، اور زمانہ جاہلیتِ اولیٰ کی طرح اپنا بناؤ سنگھار مت دکھاتی پھرو۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی رحمہ اللہ (ت 671ھ) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

مَعْنٰى هٰذِهِ الْاٰيَةِ الْأَمْرُ بِلُزُوْمِ الْبَيْتِ، وَإِنْ كَانَ الْخِطَابُ لِنِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ دَخَلَ غَيْرُهُنَّ فِيْهِ بِالْمَعْنٰى. [24]

ترجمہ: اس آیت کا مطلب گھروں میں ٹھہرے رہنے کا حکم ہے۔ اگرچہ خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

---

[21] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی: ج2 ص2476 سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ32

[22] التفسیر البیضاوی: ج2 ص245 سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ32

[23] سورۃ الاحزاب: 33

[24] الجامع لاحکام القرآن: ج2 ص2477 سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ33

ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن) سے ہے لیکن معنی کے اعتبار سے دوسری عورتیں بھی اس حکم میں داخل ہیں۔

✿ حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) لکھتے ہیں:

أَيِ: الْزَمْنَ بُيُوتَكُنَّ فَلَا تَخْرُجْنَ لِغَيْرِ حَاجَةٍ. [25]

ترجمہ: یعنی اپنے گھروں کو لازم پکڑلو اور بغیر کسی (شدید) ضرورت کے باہر مت نکلو۔

(3) عبادات کا خصوصی اہتمام اور اللہ و رسول کی کامل اطاعت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ) [26]

ترجمہ: نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرتی رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

✿ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ (ت1225ھ) لکھتے ہیں:

(وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ) فِي كُلِّ مَا أُمِرْتُنَّ بِه وَنُهِيْتُنَّ عَنْهُ، فَإِنَّ ذٰلِكَ هُوَ التَّقْوٰى الَّتِيْ هِيَ شَرْطُ أَفْضَلِيَّتِكُنَّ عَلٰى سَائِرِ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ. [27]

ترجمہ: "نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرتی رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو" یعنی ہر اس چیز میں (اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہو) جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے اور جس سے تمہیں روکا گیا ہے۔ کیونکہ یہی تقویٰ ہے جو تمہاری تمام عورتوں پر فضیلت کی شرط ہے۔

✿ علامہ سید ابو الثناء محمود آلوسی آفندی بغدادی حنفی رحمہ اللہ (ت1270ھ) لکھتے ہیں:

(وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ) أُمِرْنَ بِهِمَا لِإِنَافَتِهِمَا عَلٰى غَيْرِهِمَا وَكَوْنِهِمَا أَسَاسَ الْعِبَادَاتِ الْبَدَنِيَّةِ وَالْمَالِيَّةِ، (وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ) أَيْ فِي كُلِّ مَا تَأْتِيْنَ وَتَذَرْنَ، لَا سِيَّمَا فِيْمَا أُمِرْتُنَّ بِه وَنُهِيْتُنَّ عَنْهُ. [28]

ترجمہ: "نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو"۔ ان دونوں کا حکم اس لیے دیا گیا ہے کہ یہ دیگر عبادات پر فضیلت رکھتے

---

[25] تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر: ج3 ص683 سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ 33

[26] سورۃ الاحزاب: 33

[27] التفسیر المظہری: ج7 ص339 سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ 33

[28] روح المعانی: ج22 ص12 سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ 33

ہیں اور جسمانی و مالی عبادات کی بنیاد ہیں۔ "اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو" یعنی ہر اس کام میں جو تم کرو یا چھوڑو خصوصاً ان امور میں جن کا تمہیں حکم دیا گیا ہے اور جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے۔

(4) عظمتِ حجاب اور طہارتِ قلوب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّؕ)[29]

ترجمہ: جب تم ان (نبی کی بیویوں) سے کوئی چیز مانگو تو ان سے پردے کے پیچھے سے مانگا کرو۔ یہ طریقہ تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کے لیے زیادہ پاکیزگی کا باعث ہے۔

✿ امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری قرطبی مالکی رحمہ اللہ (ت 671ھ) فرماتے ہیں:

{ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ} يُرِيدُ مِنَ الْخَوَاطِرِ الَّتِي تَعْرِضُ لِلرِّجَالِ فِي أَمْرِ النِّسَاءِ، وَلِلنِّسَاءِ فِي أَمْرِ الرِّجَالِ أَيْ: ذٰلِكَ أَنْفٰى لِلرِّيْبَةِ وَأَبْعَدُ لِلتُّهْمَةِ وَأَقْوٰى فِي الْحِمَايَةِ. [30]

ترجمہ: " یہ طریقہ تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کے لیے زیادہ پاکیزگی کا باعث ہے" یعنی ان خیالات اور وسوسوں کے لحاظ سے جو مردوں کے دلوں میں عورتوں کے بارے میں اور عورتوں کے دلوں میں مردوں کے بارے میں پیدا ہوتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ یہ طریقہ شک و شبہ کو زیادہ دور کرنے والا، تہمت سے زیادہ بچانے والا اور حفاظت کے اعتبار سے زیادہ مضبوط ہے۔

✿ حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

أَيْ: وَكَمَا نَهَيْتُكُمْ عَنِ الدُّخُولِ عَلَيْهِنَّ، كَذٰلِكَ لَا تَنْظُرُوا إِلَيْهِنَّ بِالْكُلِّيَّةِ، وَلَوْ كَانَ لِأَحَدِكُمْ حَاجَةٌ يُرِيْدُ تَنَاوُلَهَا مِنْهُنَّ، فَلَا يَنْظُرْ إِلَيْهِنَّ ، وَلَا يَسْأَلْهُنَّ حَاجَةً إِلَّا مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ. [31]

ترجمہ: یعنی جیسے میں نے تمہیں ان (ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن) کے پاس جانے سے منع کیا ہے اسی طرح تم

---

[29] سورۃ الاحزاب: 53

[30] الجامع لاحکام القرآن: ج 2 ص 2499 سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ 53

[31] تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر: ج 3 ص 714 سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ 53

ان کی طرف بالکل نہ دیکھو۔ اگر تم میں سے کسی کو ان سے کوئی ضروری کام ہو تو وہ بھی ان کی طرف نہ دیکھے۔ اسی طرح اگر کوئی چیز مانگنی ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگے۔

(5) جلباب (بڑی چادر) سے پردے کا خصوصی حکم

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ) [32]

ترجمہ: اے نبی! اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دیجیے کہ وہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے اوپر لٹکا لیا کریں۔

✿ حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

يَقُوْلُ تَعَالٰى اٰ مِرًا رَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا، أَنْ يَأْمُرَ النِّسَاءَ الْمُؤْمِنَاتِ - خَاصَّةً أَزْوَاجَهٗ وَبَنَاتِهٖ□ لِشَرَفِهِنَّ - بِأَنْ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ. [33]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتا ہے کہ وہ مؤمن عورتوں کو؛ خاص طور پر اپنی ازواج اور اپنی بیٹیوں کو ان کے مقام و مرتبہ کے پیشِ نظر، یہ حکم دیں کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادروں کو لٹکا لیا کریں۔

✿ علامہ اسماعیل حقی بن مصطفیٰ حنفی رحمہ اللہ (ت 1127ھ) لکھتے ہیں:

وَفِي الْاٰيَةِ تَنْبِيْهٌ لَهُنَّ عَلٰى حِفْظِ أَنْفُسِهِنَّ وَرِعَايَةِ حُقُوْقِهِنَّ بِالتَّصَاوُنِ وَالتَّعَفُّفِ. [34]

ترجمہ: اس آیت میں ان (ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن) کو اپنی حفاظت، اپنی عزت و حقوق کی نگہداشت پر، پاک دامنی اور باوقار رہنے کے ذریعے متنبہ کیا گیا ہے۔

احادیث مبارکہ میں امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کا مقام:

قرآنِ مجید کی طرح احادیثِ مبارکہ میں بھی امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے فضائل و مناقب اور بلند

---

[32] سورۃ الاحزاب:59

[33] تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر: ج3 ص732 سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ 59

[34] تفسیر روح البیان لاسماعیل الحقی: ج7 ص284 سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ 59

مقام کا ذکر کثرت سے ملتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر اپنی ازواجِ مطہرات کی پاکیزگی، اخلاص اور بلند درجات کی گواہی دی ہے، جو امت کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ ذیل میں وہ مستند احادیث اور محدثین کی تشریحات پیش کی جاتی ہیں جو امہات المؤمنین کے عظیم مقام و مرتبہ کی دلیل ہیں۔

(1): درودِ ابراہیمی میں امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کی شمولیت

امہات المؤمنین کی مشترکہ فضیلت کا ایک عظیم ترین مظہر یہ ہے کہ انہیں امت کی روزمرہ عبادات اور درود شریف میں شامل کیا گیا ہے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، أَنَّهُمْ قَالُوا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُولُوْا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِه وَذُرِّيَّتِه، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ، إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ. [35]

ترجمہ: حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم یوں کہو کہ اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر، آپ کی ازواج پر اور آپ کی اولاد پر رحمت نازل فرما، جیسا کہ تو نے آلِ ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی، اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر، آپ کی ازواج پر اور آپ کی اولاد پر برکت نازل فرما، جیسا کہ تو نے آلِ ابراہیم پر برکت نازل فرمائی۔ بے شک تو خوبیوں والا اور بزرگی والا ہے۔

(2): امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کا اختیار

جب ازواجِ مطہرات کو دنیا یا اللہ، اس کے رسول اور آخرت میں سے اختیار دیا گیا تو سب نے بلا تأمل اللہ، اس کے رسول اور آخرت کو اختیار کیا، جو اُن کے کامل ایمان اور عظیم ایثار کی روشن دلیل ہے۔

امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ : لَمَّا أُمِرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَخْيِيرِ

---

[35] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3369

أَزْوَاجِه، بَدَأَ بِيْ ، فَقَالَ : إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا ، فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَا تَعْجَلِي حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ ، قَالَتْ : قَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا لِيَأْمُرَانِي بِفِرَاقِه ، قَالَتْ : ثُمَّ قَالَ : إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ : (يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا (٢٨) وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا (٢٩))، قَالَتْ : فَقُلْتُ: فِي أَيِّ هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ ؟ فَإِنِّي أُرِيدُ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ ، قَالَتْ : ثُمَّ فَعَلَ أَزْوَاجُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ. [36]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ازواجِ مطہرات کو اختیار دینے کا حکم دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے مجھ سے آغاز کیا اور فرمایا کہ میں تم سے ایک بات کرنے والا ہوں لیکن تم جلدی نہ کرنا بلکہ اپنے والدین سے مشورہ کر لینا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں جانتی تھی کہ میرے والدین مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدائی کا حکم کبھی نہیں دیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد تلاوت فرمایا کہ "اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دیجیے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں سامانِ زندگی دے کر خوبصورتی کے ساتھ رخصت کر دوں گا، اور اگر تم اللہ، اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہو تو اللہ نے تم میں سے نیک سیرت عورتوں کے لیے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے"۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ میں اس بارے میں اپنے والدین سے کیا مشورہ لوں، میں تو اللہ، اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو اختیار کرتی ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج نے بھی وہی فیصلہ کیا جو میں نے کیا تھا۔

(3): بھوک اور افلاس میں امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کی استقامت

تمام امہات المؤمنین (رضی اللہ عنہن) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فقر و فاقہ کی زندگی نہایت صبر کے ساتھ گزاری۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ قَدِمَ

---

[36] صحیح مسلم: رقم الحدیث 1475

الْمَدِيْنَةَ مِنْ طَعَامِ الْبُرِّ ثَلَاثَ لَيَالٍ تِبَاعًا حَتّٰى قُبِضَ. [37]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج اور گھر والوں) نے مدینہ آنے کے بعد کبھی مسلسل تین راتیں گندم کا کھانا پیٹ بھر کر نہیں کھایا، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔

(4): امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کا اہلِ بیت ہونا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویاں آپ کے اہلِ بیت کا بنیادی حصہ ہیں۔

امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَقَالَ لَهُ حُصَيْنٌ : وَمَنْ أَهْلُ بَيْتِهِ؟ يَا زَيْدُ! أَلَيْسَ نِسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ؟ قَالَ : نِسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ. [38]

ترجمہ: حضرت حُصَین (بن سَبْرَہ) نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت کون ہیں؟ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات آپ کے اہلِ بیت میں شامل نہیں؟ انہوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں؛ آپ کے اہلِ بیت میں شامل ہیں۔

(5): امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کا دفاع بزبانِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی پاکدامنی اور عزت کی گواہی دی اور ان پر تہمت لگانے والوں کے خلاف اعلانِ جنگ کیا۔

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَوْمِهِ فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ! مَنْ يَعْذِرُنِيْ مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي عَنْهُ أَذَاهُ فِي أَهْلِي وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا. [39]

---

[37] صحیح البخاری: رقم الحدیث 5416

[38] صحیح مسلم: رقم الحدیث 2408

[39] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4141

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر عبد اللہ بن اُبی کا معاملہ (صحابہ کرام کے سامنے) رکھا۔ فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت! اس شخص کے معاملے میں کون میری معاونت کرے گا جس کی اذیتیں اب میرے اہلِ خانہ تک پہنچ گئی ہیں۔ اللہ کی قسم! میں اپنے اہلِ خانہ کے بارے میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتا۔

(6): نیکی اور صدقہ میں امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کی مسابقت

تمام امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن آپس میں دنیاوی مال کے بجائے نیک کاموں اور صدقہ کرنے میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔

امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَسْرَعُكُنَّ لَحَاقًا بِي أَطْوَلُكُنَّ يَدًا، قَالَتْ : فَكُنَّ يَتَطَاوَلْنَ أَيَّتُهُنَّ أَطْوَلُ يَدًا، قَالَتْ : فَكَانَتْ أَطْوَلَنَا يَدًا زَيْنَبُ ، لِأَنَّهَا كَانَتْ تَعْمَلُ بِيَدِهَا وَتَصَدَّقُ. [40]

ترجمہ: حضرت عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے (میری وفات کے بعد) سب سے پہلے مجھ سے وہ ملے گی جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہوں گے۔" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ازواجِ مطہرات آپس میں ہاتھ ناپنے لگیں کہ کس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں۔ ہم میں سے سب سے لمبے ہاتھ حضرت زینب (رضی اللہ عنہا) کے تھے، کیونکہ وہ اپنے ہاتھ سے کام کرتی تھیں اور صدقہ دیا کرتی تھیں۔

(7): امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے درمیان عدل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی تمام ازواجِ مطہرات کے درمیان عدل و مساوات قائم رکھنا ان کے بلند مقام و مرتبہ اور عظیم فضیلت کی روشن دلیل ہے۔

امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ فَيَعْدِلُ وَيَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ هٰذَا قَسْمِى فِيمَا أَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِىْ فِيمَا تَمْلِكُ وَلَا أَمْلِكُ". يَعْنِى الْقَلْبَ. [41]

---

[40] صحیح مسلم: رقم الحدیث 2452

[41] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 2134

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی تمام ازواج کے درمیان باری) تقسیم فرماتے تو پورا عدل فرماتے، اور (دعا کرتے ہوئے) ارشاد فرماتے: اے اللہ! یہ میری تقسیم اس چیز میں ہے جس کا میں مالک ہوں، تو مجھے اس چیز (دل کی محبت) پر مؤاخذہ نہ فرمانا جس کا تو مالک ہے اور میں مالک نہیں۔

(8): ایامِ علالت میں امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کا ایثار

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف کے پیشِ نظر تمام امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن نے اپنے انفرادی حقوق کو خوشی سے قربان کر دیا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْأَلُ فِي مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ: أَيْنَ أَنَا غَدًا؟ أَيْنَ أَنَا غَدًا؟ يُرِيْدُ يَوْمَ عَائِشَةَ فَأَذِنَ لَهٗ أَزْوَاجُهٗ يَكُوْنُ حَيْثُ شَاءَ فَكَانَ فِيْ بَيْتِ عَائِشَةَ حَتّٰى مَاتَ عِنْدَهَا. [42]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض الوفات میں بار بار یہ پوچھتے تھے کہ "کل میں کہاں ہوں گا؟ کل میں کہاں ہوں گا؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا دن تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے آپ کو اجازت دے دی کہ جہاں چاہیں رہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں منتقل ہو گئے اور وہیں قیام فرمایا یہاں تک کہ آپ کا وصال بھی اسی گھر میں ہوا۔

علمائے امت کے ہاں مقامِ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن:

علمائے امت نے اپنی تصانیف میں امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے فضائل، طہارت اور بلند مقام کو نمایاں طور پر بیان کیا ہے۔ امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نہایت عظیم شرف و فضیلت کی حامل ہیں۔ ذیل میں اس موضوع پر امت کے دس جلیل القدر ائمہ کے اقوال پیش کیے جا رہے ہیں جو امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے مقام و مرتبہ کو واضح کرتے ہیں:

---

[42] صحیح البخاری: رقم الحدیث 5217

(1) امام ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ الطحاوی رحمہ اللہ (ت 321ھ) لکھتے ہیں:

وَمَنْ أَحْسَنَ الْقَوْلَ فِيْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَزْوَاجِهِ الطَّاهِرَاتِ مِنْ كُلِّ دَنَسٍ وَذُرِّيَّاتِهِ الْمُقَدَّسِيْنَ مِنْ كُلِّ رِجْسٍ فَقَدْ بَرِئَ مِنَ النِّفَاقِ۔ [43]

ترجمہ: جس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ (رضی اللہ عنہم)، آپ کی ہر طرح کی آلائش سے پاکیزہ ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن) اور ہر قسم کی نجاست سے منزّہ آپ کی اولاد (رضی اللہ عنہم) کے بارے میں اچھا عقیدہ رکھا تو وہ یقیناً نفاق سے پاک ہے۔

(2) قاضی ابو الفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض مالکی رحمہ اللہ (ت 544ھ) لکھتے ہیں:

وَمِنْ تَوْقِيْرِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِرِّهِ بِرُّ اٰلِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، وَأُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ أَزْوَاجِهِ۔ [44]

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر اور ان کے ساتھ نیکی کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ ان کے اہلِ بیت، ان کی اولاد اور مؤمنوں کی مائیں یعنی ان کی ازواج کے ساتھ ادب و احترام کا معاملہ کیا جائے۔

(3) امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری قرطبی مالکی رحمہ اللہ (ت 671ھ) لکھتے ہیں:

شَرَّفَ اللهُ تَعَالٰى أَزْوَاجَ نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنْ جَعَلَهُنَّ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ، أَيْ فِي وُجُوْبِ التَّعْظِيمِ وَالْمَبَرَّةِ وَالْإِجْلَالِ، وَحُرْمَةِ النِّكَاحِ عَلَى الرِّجَالِ، وَحَجْبِهِنَّ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُنَّ، بِخِلَافِ الْأُمَّهَاتِ۔ [45]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کو یہ شرف عطا فرمایا کہ اس نے انہیں مؤمنوں کی مائیں قرار دیا، یعنی ان کی تعظیم کرنا، ان کی عزت کرنا اور ان کا احترام بجالانا واجب قرار دیا، اور مردوں پر ان سے نکاح کو حرام کر دیا، اور عام ماؤں کے برعکس ان پر پردہ لازم قرار دیا۔

(4) امام ابو عبد اللہ محمد بن محمد العبدری الفاسی مالکی المعروف بابن الحاج رحمہ اللہ (ت 737ھ) لکھتے ہیں:

أَلَا تَرٰى إِلٰى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُنَّ) اللَّاتِي اخْتَارَهُنَّ اللّٰهُ لَهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَاصْطَفَاهُنَّ لِمَا عَلِمَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى مَا فِيْهِنَّ مِنَ الشِّيَمِ

[43] متن العقیدۃ الطحاویۃ: ص 21

[44] الشفاء بتعریف حقوق المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم: ج2 ص35 الباب الثالث الفصل الخامس

[45] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی: ج2 ص2452 سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ 6

الْكَرِيْمَةِ وَالْأَحْوَالِ الْعَالِيَةِ الْمَرْضِيَّةِ. [46]

ترجمہ: کیا آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن) کے بارے غور نہیں کیا؟ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں خاص طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے منتخب فرمایا اور چن لیا، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ جانتا تھا کہ ان میں بلند اخلاق اور پسندیدہ صفات موجود ہیں۔

(5) حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

أَي: فِي الْحُرْمَةِ وَالِاحْتِرَام، وَالْإِكْرَام وَالتَّوْقِيْرِ وَالْإِعْظَامِ، وَلٰكِنْ لَا تَجُوْزُ الْخَلْوَةُ بِهِنَّ، وَلَا يَنْتَشِرُ التَّحْرِيْمُ إِلٰى بَنَاتِهِنَّ وَأَخَوَاتِهِنَّ بِالْإِجْمَاعِ. [47]

ترجمہ: یعنی: حرمت، احترام، اکرام، توقیر اور تعظیم کے اعتبار سے (وہ اس حکم میں داخل ہیں)، لیکن ان کے ساتھ تنہائی میں ملنا جائز نہیں، اور ان کی حرمت کا حکم ان کی بیٹیوں اور بہنوں تک بالاجماع منتقل نہیں ہوتا۔

(6) علامہ سراج الدین ابو حفص عمر ابن الملقن مصری شافعی رحمہ اللہ (ت 804ھ) لکھتے ہیں:

(يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ) فَدَلَّ عُمُوْمُ هٰذَا اللَّفْظِ عَلٰى فَضْلِ أَزْوَاجِه□ عَلٰى كُلِّ مَنْ قَبْلَهُنَّ وَبَعْدَهُنَّ، وَقَامَ الْإِجْمَاعُ عَلٰى أَنَّ نَبِيَّنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ مِنْ جَمِيْعِ الْأَنْبِيَاءِ، فَكَذٰلِكَ نِسَاؤُهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُنَّ مِنَ الْفَضْلِ عَلٰى سَائِرِ نِسَاءِ الدُّنْيَا مَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْفَضْلِ عَلٰى سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ، وَقَدْ صَحَّ أَنَّ نِسَاءَهٗ مَعَهٗ فِي الْجَنَّةِ. [48]

ترجمہ: اس آیت ﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ کہ "اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو" کا عموم یہ بات ثابت کرتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کو ان تمام عورتوں پر فضیلت حاصل ہے جو ان سے پہلے گزریں اور جو ان کے بعد آئیں، اور اس پر اجماع ہے کہ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام میں سب سے افضل ہیں، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کو بھی تمام جہان کی عورتوں پر وہی فضیلت حاصل ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء پر حاصل ہے۔ نیز یہ بات

---

[46] المدخل للعبدری: ج1ص181

[47] تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر: ج3ص661 سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ6

[48] التوضیح لشرح الجامع الصحیح: ج26ص183 باب الثرید

صحیح طور پر ثابت ہے کہ آپ کی ازواجِ مطہرات جنت میں آپ کے ساتھ ہوں گی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن) کے متعلق دس عقائد

(1) ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن؛ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے والی خواتین کو کہتے ہیں۔

(2) ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہیں۔

(3) ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ایمان والے مردوں اور عورتوں کی مائیں ہیں۔

(4) ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی تعداد گیارہ ہے۔ جن کے نام یہ ہیں:

۱: ام المؤمنین سیدہ خدیجۃ بنت خُوَیلِد رضی اللہ عنہا
۲: ام المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا
۳: ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا
۴: ام المؤمنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا
۵: ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا
۶: ام المؤمنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا
۷: ام المؤمنین سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا
۸: ام المؤمنین سیدہ صفیہ بنت حُیی رضی اللہ عنہا
۹: ام المؤمنین سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا
۱۰: ام المؤمنین سیدہ عائشہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا
۱۱: ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا

(5) ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے سیدہ خدیجۃ بنت خُوَیلِد رضی اللہ عنہا اور سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا؛ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں انتقال فرما گئی تھیں۔

(6) ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے بیک وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں نَو (۹) ازواج رہیں۔

(7) ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن پاک دامن تھیں۔

(8) ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اہل بیت کا اولین، کامل ترین فرد ہیں۔

(9) ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عدتِ وفات نہیں۔

(10) ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کسی کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کسی امتی کا نکاح جائز نہیں۔

فائدہ: ان عقائد پر تفصیلی دلائل کے لیے میری کتاب "دس عقائد و نظریات" ملاحظہ فرمائیں۔

ام المؤمنین سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا

اجمالی خاکہ

نام	خدیجہ
والد	خویلد بن اسد
والدہ	فاطمہ بنت زائدہ
سن پیدائش	55سال قبل از بعثت
قبیلہ	قریش (شاخ بنو اسد)
زوجیت رسول	15سال قبل از بعثت
سن وفات	10 نبوی (ہجرت سے تین برس قبل)
مقام تدفین	جنت المعلیٰ (مکہ مکرمہ)
کل عمر	65سال تقریباً

ام المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

نام ونسب:

آپ کانام "خدیجہ"، والد کانام "خویلد" اور والدہ کانام "فاطمہ" تھا۔

والد کی طرف سے سلسلہ نسب امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) نے یوں نقل کیا ہے:

خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قُصَيٍّ بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ بْنِ غَالِبِ بْنِ فِهْرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ۔ [49]

آپ رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب والد کی طرف سے چوتھی پشت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ "قُصَيٍّ" پر جاکر مل جاتا ہے۔ اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب یہ ہے:

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيٍّ بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعبِ بْنِ لُؤَيٍّ بْنِ غالِبِ بْنِ فِهْرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ مُدْرِكَةَ بْنِ إِلْيَاسَ بْنِ مُضَرَ بْنِ نِزَارِ بْنِ مَعَدِّ بْنِ عَدْنَانَ۔ [50]

والدہ کی طرف سے سلسلہ نسب علامہ نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی رحمہ اللہ (ت 807ھ) یوں بیان فرماتے ہیں:

خَدِيْجَةُ بِنْتُ فَاطِمَةَ بِنْتِ زَائِدَةَ بْنِ جُنْدُبٍ - وَهُوَ الْأَصَمُّ - بْنِ حَجَرِ بْنِ عَبْدِ مُعَيْصِ بْنِ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ۔ [51]

آپ کا تعلق قبیلہ قریش کی شاخ "بنو اسد" سے تھا۔ بنو اسد اپنی شرافت، ایمانداری اور کاروباری معاملات کی وجہ سے لوگوں کی نگاہ میں قابل عزت واحترام تھا۔

کنیت "اُمّ ہند":

---

[49] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص11 ذکر خدیجۃ بن خویلد

[50] صحیح البخاری: تحت باب مبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

[51] مجمع الزوائد للہیثمی: ج9 ص350 رقم الحدیث 15250

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی کنیت آپ کے پہلے شوہر ابوہالہ سے ہونے والے فرزند "ہند" کی نسبت سے "اُمِ ہند" تھی۔ عرب معاشرے میں کنیت شرافت کی علامت سمجھی جاتی تھی۔

امام ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) فرماتے ہیں

عَنْ عَائِشَةَ (رَضِيَ اللهُ عَنْهَا) : أَنَّ خَدِيْجَةَ (رَضِيَ اللهُ عَنْهَا) كَانَتْ تُكَنّٰى "أُمَّ هِنْدٍ". [52]

ترجمہ: حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کی کنیت "اُمّ ھند" تھی۔

لقب "طاہرہ":

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنی عفت، پاکیزہ سیرت اور بلند پایہ اخلاق کی وجہ سے زمانۂ جاہلیت ہی سے مکہ مکرمہ میں "طاہرہ" یعنی پاک دامن کے لقب سے مشہور تھیں۔

امام ابوالعباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبدالملک قسطلانی مصری رحمہ اللہ (ت923ھ) لکھتے ہیں:

فَأَمَّا أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ خَدِيْجَةُ، وَأُمُّهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ زَائِدَةَ بْنِ الْأَصَمِّ، فَكَانَتْ تُدْعٰى فِي الْجَاهِلِيَّةِ "الطَّاهِرَةَ". [53]

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جن کی والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدۃ بن الاصم ہے؛ انہیں زمانۂ جاہلیت میں "طاہرہ" کہا جاتا تھا۔

ولادت باسعادت:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ولادت مکہ مکرمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے تقریباً پندرہ سال پہلے ہوئی۔ نکاح کے وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس سال تھی۔

امام ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ حَبِيْبَةَ مَوْلَى الزُّبَيْرِ، قَالَ: سَمِعْتُ حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍ يَقُوْلُ: تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيْجَةَ، وَهِيَ ابْنَةُ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً، وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ

---

[52] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص12 ذکر خدیجہ بن خویلد

[53] المواھب اللدنیۃ: ج1 ص402 الفصل الثالث فی ذکر ازواجہ الطاھرات

خَمْسٍ وَعِشْرِيْنَ سَنَةً، وَكَانَتْ خَدِيْجَةُ أَسَنَّ مِنِّيْ بِسَنَتَيْنِ، وَوُلِدَتْ قَبْلَ الْفِيْلِ بِخَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً، وَوُلِدْتُ أَنَا قَبْلَ الْفِيْلِ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً. [54]

ترجمہ: ابو حبیبہ مولیٰ زبیر سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حکیم بن حزام کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جب وہ چالیس سال کی تھیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت پچیس سال کے تھے۔ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا مجھ (یعنی حکیم بن حزام) سے دو سال بڑی تھیں، وہ واقعۂ فیل سے پندرہ سال پہلے پیدا ہوئیں اور میں واقعۂ فیل سے تیرہ سال پہلے پیدا ہوا تھا۔

بچپن:

آپ رضی اللہ عنہا بچپن ہی سے نہایت نیک اور شریف مزاج تھیں۔ اعلیٰ اخلاق کا خوبصورت نمونہ تھیں۔ رحم دلی، غریبوں کی مدد اور سخاوت آپ کی نمایاں صفات تھیں۔ مالدار گھرانے میں پرورش پانے کی وجہ سے آپ کے پاس کافی دولت بھی تھی۔ اسی کے ساتھ حسنِ صورت اور حسنِ سیرت میں بھی اپنی ہم عصر خواتین میں ممتاز تھیں۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح ابو ہالہ ہند بن نباش تمیمی سے ہوا جن سے آپ کی اولاد بھی ہوئی۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ ... تَزَوَّجَهَا أَبُوْ هَالَةَ، وَاسْمُهُ هِنْدُ بْنُ النَّبَّاشِ بْنِ زُرَارَةَ بْنِ وَقْدَانَ بْنِ حَبِيْبِ بْنِ سَلَامَةَ بْنِ غَوِيِّ بْنِ جَرْوَةَ بْنِ أُسَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ تَمِيْمٍ. [55]

ترجمہ: خدیجہ بنت خویلد (رضی اللہ عنہا) سے ابو ہالہ نے نکاح کیا۔ ان کا نام ہند بن نباش بن زرارہ بن وقدان بن حبیب بن سلامہ بن غوی بن جروہ بن اسید بن عمرو بن تمیم تھا۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ابو ہالہ سے اولاد:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ابو ہالہ ہند بن نباش تمیمی سے دو بیٹے؛ ہند اور ہالہ پیدا ہوئے۔

---

[54] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 8 ص 13 ذکر خدیجۃ بن خویلد

[55] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 8 ص 11 ذکر خدیجۃ بن خویلد

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:
فَوَلَدَتْ خَدِيْجَةُ لِأَبِيْ هَالَةَ رَجُلًا يُقَالُ لَهٗ "هِنْدٌ"، وَهَالَةُ رَجُلٌ أَيْضًا. [56]

ترجمہ: خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کی ابوہالہ سے اولاد ہوئی۔ ایک بیٹے کا نام "ہند" اور دوسرے کا "ہالہ" تھا۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا دوسرا نکاح:

ابوہالہ ہند بن نباش تمیمی کی وفات کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کا دوسرا نکاح عتیق بن عائذ مخزومی سے ہوا۔ اس نکاح سے آپ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک صاحبزادی ہندہ (یا ہند) بھی پیدا ہوئیں۔ عتیق بن عائذ کے انتقال کے بعد آپ رضی اللہ عنہا نے اپنی پوری توجہ تجارت اور بچوں کی پرورش پر مرکوز کر دی تھی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقدر فرما دیا۔

حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:
وَكَانَتْ عِنْدَ أَبِيْ هَالَةَ بْنِ زُرَارَةَ بْنِ النُّبَّاشِ بْنِ عَدِيٍّ التَّمِيْمِيِّ أَوَّلًا، ثُمَّ خَلَفَ عَلَيْهَا بَعْدَ أَبِيْ هَالَةَ عَتِيقُ بْنُ عَائِذِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ مَخْزُومٍ، ثُمَّ خَلَفَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [57]

ترجمہ: حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) سب سے پہلے ابوہالہ بن زُرارہ بن نُبّاش بن عدی تمیمی کے نکاح میں تھیں۔ ابوہالہ (کی وفات) کے بعد ان سے عتیق بن عائذ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم نے نکاح کیا۔ ان کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ (رضی اللہ عنہا) سے نکاح فرمایا۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عتیق بن عائذ سے اولاد:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عتیق بن عائذ سے ایک صاحبزادی پیدا ہوئی جن کا نام "ہند" رکھا گیا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:
ثُمَّ خَلَفَ عَلَيْهَا بَعْدَ أَبِيْ هَالَةَ عَتِيْقُ بْنُ عَائِذِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ مَخْزُوْمٍ، فَوَلَدَتْ

[56] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 8 ص 11 ذکر خدیجۃ بن خویلد

[57] الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ لابن حجر: ج 4 ص 2479، 2480 ترجمۃ خدیجۃ بن خویلد

لَهُ جَارِيَةً يُقَالُ لَهَا "هِنْدٌ" . [58]

ترجمہ: ابوہالہ کے (انتقال کے) بعد آپ (رضی اللہ عنہا) سے عتیق بن عائذ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم نے نکاح کیا۔ ان سے آپ کی ایک بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام "ہند" تھا۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عظمت اور پیغامِ نکاح:

عتیق بن عائذ کی وفات کے بعد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا زیادہ وقت عبادات میں گزارتیں۔ آپ قریش کی نہایت معزز، باوقار اور دولت مند خاتون تھیں، جس کی بنا پر قریش کا ہر بڑا سردار آپ سے نکاح کی تمنا رکھتا تھا اور کئی نامور لوگوں نے پیغامات بھیجے، مگر آپ رضی اللہ عنہا نے کسی کی پیشکش قبول نہ فرمائی۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

كَانَتْ خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قُصَيٍّ امْرَأَةً حَازِمَةً، جَلِدَةً، شَرِيْفَةً، مَعَ مَا أَرَادَ اللهُ بِهَا مِنَ الْكَرَامَةِ وَالْخَيْرِ، وَهِيَ يَوْمَئِذٍ أَوْسَطُ قُرَيْشٍ نَسَبًا، وَأَعْظَمُهُمْ شَرَفًا، وَأَكْثَرَهُمْ مَالًا، وَكُلُّ قَوْمِهَا كَانَ حَرِيْصًا عَلَى نِكَاحِهَا لَوْ قَدَرَ عَلَى ذٰلِكَ. [59]

ترجمہ: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک نہایت زیرک، باہمت اور باعزت خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں خصوصی عزت و خیر کا فیصلہ فرمایا تھا۔ اس وقت آپ نسب کے اعتبار سے قریش کی سب سے معتبر خواتین میں سے تھیں، شرافت و وجاہت میں سب سے نمایاں تھیں اور مال و دولت میں بھی سب سے زیادہ تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کی قوم کا ہر (معزز و سردار) شخص، اگر استطاعت رکھتا، ان سے نکاح کا شرف حاصل کرنا چاہتا تھا۔

تجارت میں دلچسپی:

آپ کے والد محترم خویلد بن اسد بہت تجربہ کار تاجر تھے۔ جب بڑھاپے کی دہلیز تک پہنچے تو انہوں نے اپنا سارا کاروبار اپنی بیٹی حضرت خدیجہ کے سپرد کر دیا۔ تیس سال کی عمر میں آپ رضی اللہ عنہا تجارت سے وابستہ ہوئیں جس کی وجہ آپ رضی اللہ عنہا حجاز مقدس میں سب سے زیادہ مالدار خاتون شمار ہوتی تھیں۔ آپ کی تجارت کا سامان

---

[58] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 8 ص 11 ذکر خدیجۃ بن خویلد

[59] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 1 ص 105 ذکر تزویج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجۃ بن خویلد

عرب سے باہر ملک شام اور یمن میں سال میں دو مرتبہ جاتا تھا۔ اکیلا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا سامان تجارت مکہ کے سارے تجارتی قافلوں کے سامان کے برابر ہوتا تھا۔

طریقہ تجارت:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ کی ایک نہایت معزز، باوقار اور کامیاب تاجر خاتون تھیں۔ چونکہ اس دور میں خواتین کے لیے تجارتی قافلوں کے ساتھ دور دراز کے سفر کرنا دشوار تھا، اس لیے آپ رضی اللہ عنہا اپنے کاروبار کو چلانے کے لیے امانت دار مردوں کو اپنا نمائندہ مقرر فرماتی تھیں۔ نمائندگی کی دو صورتیں رائج تھیں:

1: مرد؛ ملازمت پر کام کرتے اور اپنی مقررہ اجرت وصول کرتے۔

2: مرد؛ مضاربت کا معاملہ کرتے جس میں طے شدہ نفع میں حاصل کرتے۔

امام عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: كَانَتْ خَدِيْجَةُ امْرَأَةً تَاجِرَةً ذَاتَ شَرَفٍ وَمَالٍ، تَسْتَأْجِرُ الرِّجَالَ فِي مَالِهَا تُضَارِبُهُمْ إِيَّاهُ بِشَيْءٍ تَجْعَلُهُ لَهُمْ مِنْهُ، [60]

ترجمہ: یونس سے روایت ہے کہ ابنِ اسحاق نے بیان کیا کہ حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) تجارت پیشہ، نہایت معزز اور مالدار خاتون تھیں۔ وہ مردوں کو اپنے مال کی تجارت کے لیے اجرت پر مقرر فرماتی تھیں۔ ان کے ساتھ مضاربت کا معاملہ کرتیں اور نفع میں سے ان کے لیے ایک طے شدہ حصہ مقرر کرتی تھیں۔

امام محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمہ اللہ (ت942ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَتْ خَدِيْجَةُ امْرَأَةً تَاجِرَةً ذَاتَ شَرَفٍ وَمَالٍ كَثِيْرٍ وَتِجَارَةٍ تَبْعَثُ بِهَا إِلَى الشَّامِ فَيَكُوْنُ عِيْرُهَا كَعَامَّةِ عِيْرِ قُرَيْشٍ، وَكَانَتْ تَسْتَأْجِرُ الرِّجَالَ وَتَدْفَعُ إِلَيْهِمُ الْأَمْوَالَ مُضَارَبَةً. [61]

ترجمہ: حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) ایک معزز، باوقار اور نہایت مالدار تاجر خاتون تھیں۔ ان کا تجارتی کاروبار بہت وسیع تھا۔ آپ اپنے تجارتی قافلے شام کی طرف روانہ کیا کرتی تھیں، یہاں تک کہ آپ کا تجارتی قافلہ حجم اور

---

[60] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج5 ص416 ترجمۃ خدیجۃ بن خویلد

[61] سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد: ج2 ص158 الباب الثالث عشر، فی سفرہ صلی اللہ علیہ وسلم مرۃ ثانیۃ الی الشام

اہمیت میں قریش کے مجموعی قافلوں کے برابر شمار ہوتا تھا۔ آپ تجارت کے لیے لوگوں کو اجرت پر مقرر کرتیں اور مضاربت کی بنیاد پر انہیں سرمایہ فراہم کرتی تھیں۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی درخواست:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت، عظیم امانت داری اور اعلیٰ اخلاق کا چرچا پہنچا تو آپ نے خواہش ظاہر کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا مالِ تجارت لے کر شام تشریف لے جائیں۔ اس خدمت کے عوض آپ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگر لوگوں کے مقابلے میں دوگنا معاوضہ دینے کی پیشکش کی، جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابو طالب کے مشورہ سے قبول فرمالیا۔ سفر پر روانگی کے وقت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے غلام میسرہ کو خصوصی ہدایت فرمائی کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی معاملے میں مداخلت نہ کرے اور ہر حال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کا احترام کرے۔

امام محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمہ اللہ (ت 942ھ) لکھتے ہیں:

وَبَلَغَ خَدِيْجَةَ .... مَا كَانَ مِنْ صِدْقِ حَدِيثِه وَعِظَمِ أَمَانَتِه وَكَرَمِ أَخْلَاقِه ... فَقَالَتْ: إِنَّهُ دَعَانِي إِلَى الْبَعْثِ إِلَيْكَ مَا بَلَغَنِي مِنْ صِدْقِ حَدِيثِكَ وَعِظَمِ أَمَانَتِكَ وَكَرَمِ أَخْلَاقِكَ، وَأَنَا أُعْطِيكَ ضِعْفَ مَا أُعْطِي رَجُلًا مِنْ قَوْمِكَ، فَفَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، ثُمَّ لَقِيَ عَمَّهُ أَبَا طَالِبٍ فَذَكَرَ لَهُ ذٰلِكَ، فَقَالَ: إِنَّ هٰذَا لَرِزْقٌ سَاقَهُ اللهُ إِلَيْكَ. فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ غُلَامِهَا مَيْسَرَةَ، وَقَالَتْ خَدِيجَةُ لِمَيْسَرَةَ: لَا تَعْصِ لَهُ أَمْرًا وَلَا تُخَالِفْ لَهُ رَأْيًا. [62]

ترجمہ: سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا تک ... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی، امانت داری اور اخلاقِ کریمہ کی خبریں پہنچ چکی تھیں ... انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا اور کہا: "آپ کی سچائی، امانت داری اور حسنِ اخلاق کی جو باتیں مجھ تک پہنچی ہیں، انہوں نے ہی مجھے اس بات پر آمادہ کیا ہے کہ میں آپ کو (تجارت کے لیے) بلاؤں۔ میں آپ کو اس سے دوگنا معاوضہ دوں گی جو میں آپ کی قوم کے کسی دوسرے شخص کو دیتی ہوں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول فرمالیا۔ پھر اپنے چچا ابو طالب سے ملے اور ان سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے

---

[62] سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد: ج2 ص158 الباب الثالث عشر، في سفره صلى الله عليه وسلم مرة ثانية الى الشام

فرمایا: "بے شک یہ ایسا رزق ہے جو اللہ نے آپ کی طرف بھیجا ہے"۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے میسرہ کو (تاکیداً) کہا: "آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کسی بات کو مت ٹالنا اور نہ ہی ان کی کسی رائے کی مخالفت کرنا"۔

تجارت میں نفع اور میسرہ کا مشاہدہ:

شام کے تجارتی سفر سے واپسی پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لائے تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے وہ سامان فروخت کیا جس میں اللہ تعالیٰ نے برکت عطا فرمائی اور معمول سے تقریباً دوگنا نفع حاصل ہوا۔ اس دوران سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ نے سفر کے دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کے بارے میں اپنے ایمان افروز مشاہدات بیان کیے، جن میں شام کے راہب کی گواہی اور سفر کی شدید دھوپ میں فرشتوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کرنا شامل تھا۔ ان محیر العقول واقعات اور عظیم تجارتی برکت نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا نقش گہرا کر دیا اور یہی مبارک سفر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے نکاح کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) فرماتے ہیں:

فَلَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ عَلٰى خَدِيْجَةَ بِمَالِهَا بَاعَتْ مَا جَاءَ بِه فَأَضْعَفَ أَوْ قَرِيْبًا، وَحَدَّثَهَا مَيْسَرَةُ عَنْ قَوْلِ الرَّاهِبِ، وَعَمَّا كَانَ يَرٰى مِنْ إِظْلَالِ الْمَلَائِكَةِ إِيَّاهُ. [63]

ترجمہ: جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال لے کر مکہ واپس آئے تو انہوں نے وہ سامان فروخت کیا جس سے (نفع) دوگنا یا اس کے قریب ہوا۔ میسرہ نے آپ (رضی اللہ عنہا) کو راہب کی گفتگو اور ان مشاہدات کے بارے میں بتایا کہ فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کر رہے تھے۔

امام عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) لکھتے ہیں:

عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: كَانَتْ خَدِيْجَةُ امْرَأَةً تاجِرَةً ذاتَ شَرَفٍ وَمالٍ تَسْتَأْجِرُ الرِّجَالَ فِي مَالِهَا تُضَارِبُهُمْ إِيَّاهُ بِشَيْءٍ تَجْعَلُهُ لَهُمْ مِنْهُ، فَلَمّا بَلَغَها عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَلَغَها مِنْ صِدْقِ حَدِيْثِه وَعِظَمِ أَمانَتِه وَكَرَمِ أَخْلَاقِه بَعَثَتْ إِلَيْهِ وَعَرَضَتْ عَلَيْهِ أَنْ

[63] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج1 ص698 تزویجہ علیہ السلام خدیجۃ بنت خویلد

يَخْرُجَ فِي مَالِهَا إِلَى الشَّامِ تَاجِرًا، وَتُعْطِيَهُ أَفْضَلَ مَا كَانَتْ تُعْطِي غَيْرَهُ مِنَ التُّجَّارِ، مَعَ غُلَامٍ لَهَا يُقَالُ لَهُ: مَيْسَرَةُ، فَقَبِلَهُ مِنْهَا، وَخَرَجَ فِي مَالِهَا وَمَعَهُ غُلَامُهَا مَيْسَرَةُ، حَتَّى قَدِمَ الشَّامَ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ظِلِّ شَجَرَةٍ قَرِيْبًا مِنْ صَوْمَعَةِ رَاهِبٍ، فَاطَّلَعَ الرَّاهِبُ إِلَى مَيْسَرَةَ فَقَالَ: مَنْ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ نَزَلَ تَحْتَ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ؟ قَالَ: هٰذَا رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ أَهْلِ الْحَرَمِ، فَقَالَ لَهُ الرَّاهِبُ: مَا نَزَلَ تَحْتَ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ قَطُّ إِلَّا نَبِيٌّ.

ثُمَّ بَاعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِلْعَتَهُ الَّتِي خَرَجَ بِهَا، وَاشْتَرٰى مَا أَرَادَ، ثُمَّ أَقْبَلَ قَافِلًا إِلٰى مَكَّةَ، فَلَمَّا قَدِمَ عَلٰى خَدِيْجَةَ بِمَالِهَا بَاعَتْ مَا جَاءَ بِهِ□، فَأَضْعَفَ أَوْ قَرِيْبًا، وَحَدَّثَهَا مَيْسَرَةُ عَنْ قَوْلِ الرَّاهِبِ. [64]

ترجمہ: ابن اسحاق نقل کرتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ (رضی اللہ عنہا) ایک معزز اور صاحبِ ثروت تاجر خاتون تھیں۔ وہ لوگوں کو مضاربت پر اپنا مال دے کر تجارت کے لیے بھیجا کرتی تھیں اور نفع میں ان کا حصہ مقرر فرماتی تھیں۔ جب انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی، عظیم امانت داری اور حسنِ اخلاق کی خبر ملی تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا اور یہ پیشکش کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا سامانِ تجارت لے کر شام جائیں اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگر تاجروں کے مقابلے میں سب سے بہترین معاوضہ دیں گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے غلام میسرہ کے ساتھ روانہ ہوئے یہاں تک کہ شام پہنچ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک راہب کے ٹھکانے کے قریب ایک درخت کے سائے میں ٹھہرے۔

راہب نے میسرہ سے دریافت کیا: "یہ کون صاحب ہیں جو اس درخت کے نیچے ٹھہرے ہیں؟" میسرہ نے بتایا: "یہ قریش کے ایک معزز فرد اور اہل حرم میں سے ہیں۔" راہب نے کہا: "اس درخت کے نیچے آج تک صرف نبی ہی ٹھہرا ہے۔" پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سامان فروخت کیا اور ضرورت کی اشیاء خریدیں۔ جب قافلہ مکہ واپس آیا تو سیدہ خدیجہ (رضی اللہ عنہا) نے وہ سامان بیچا جس میں معمول سے دوگنا یا اس کے قریب نفع ہوا۔ میسرہ نے انہیں راہب کی گفتگو بتائی۔

نکاح کی پیشگوئی:

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

---

[64] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج5 ص416، 417 ترجمۃ خدیجۃ بنت خویلد

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ نِسَاءَ أَهْلِ مَكَّةَ اجْتَمَعْنَ فِيْ عِيْدٍ لَهُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَتَمَثَّلَ لَهُنَّ رَجُلٌ، فَلَمَّا قَرُبَ نَادٰى بِأَعْلٰى صَوْتِه: يَا نِسَاءَ مَكَّةَ! إِنَّهُ سَيَكُوْنُ فِي بَلَدِكُنَّ نَبِيٌّ، يُقَالُ لَهُ "أَحْمَدُ"، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُنَّ أَنْ تَكُوْنَ زَوْجًا لَهُ فَلْتَفْعَلْ، فَحَصَبْنَهُ إِلَّا خَدِيْجَةَ، فَإِنَّهَا عَضَّتْ عَلٰى قَوْلِه، وَلَمْ تُعْرِضْ لَهُ. [65]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مکہ کی عورتیں جاہلیت میں اپنے ایک تہوار کے موقع پر جمع تھیں کہ ان کے سامنے ایک شخص ظاہر ہوا۔ جب وہ قریب آیا تو اس نے بلند آواز سے کہا: اے مکہ کی عورتو! عنقریب تمہارے شہر میں ایک نبی مبعوث ہو گا جس کا نام "احمد" ہو گا۔ تم میں سے جو اس کی بیوی بننے کی استطاعت رکھتی ہو، وہ ایسا کرے۔ اس پر سب عورتوں نے اسے (پتھر وغیرہ مار کر) بھگا دیا، سوائے خدیجہ کے؛ انہوں نے اس کی بات کو غور سے لیا اور اس سے تعرض نہ کیا۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے نکاح کی پیشکش:

شام کے کامیاب تجارتی سفر سے واپسی کے بعد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ایک سہیلی نفیسہ بنت منیہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تاکہ وہ نکاح کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیالات جان سکیں۔ اس گفتگو سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سادگی، کمالِ توکل اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بلند مقام کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مالی قلت کا ذکر فرمایا لیکن جب نفیسہ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا جیسی باوقار شخصیت کا نام لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول فرما لیا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ نُفَيْسَةَ بِنْتِ مُنَيَّةَ قَالَتْ: كَانَتْ خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزّٰى بْنِ قُصَيٍّ امْرَأَةً حَازِمَةً، جَلِدَةً، شَرِيْفَةً، مَعَ مَا أَرَادَ اللهُ بِهَا مِنَ الْكَرَامَةِ وَالْخَيْرِ، وَهِيَ يَوْمَئِذٍ أَوْسَطُ قُرَيْشٍ نَسَبًا، وَأَعْظَمُهُمْ شَرَفًا، وَأَكْثَرُهُمْ مَالًا، ... فَأَرْسَلَتْنِيْ دَسِيْسًا إِلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ أَنْ رَجَعَ فِي عِيْرِهَا مِنَ الشَّامِ، فَقُلْتُ: يَا مُحَمَّدُ! مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَتَزَوَّجَ؟ فَقَالَ: "مَا بِيَدِيْ مَا أَتَزَوَّجُ بِه"، قُلْتُ: فَإِنْ كُفِيْتَ ذٰلِكَ وَدُعِيْتَ إِلَى الْجَمَالِ وَالْمَالِ وَالشَّرَفِ وَالْكِفَاءَةِ أَلَا تُجِيْبُ؟ قَالَ: "فَمَنْ هِيَ؟" قُلْتُ: خَدِيْجَةُ. [66]

---

[65] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2480 ترجمۃ خدیجۃ بنت خویلد

[66] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج1 ص105 ذکر تزویج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجۃ بنت خویلد

ترجمہ: نفیسہ بنت منیہ بیان کرتی ہیں کہ سیدہ خدیجہ بنت خویلد ایک نہایت سمجھدار، باہمت اور شریف النفس خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے جو بزرگی اور بھلائی مقدر فرمائی تھی وہ الگ بات تھی۔ آپ اس وقت نسب کے لحاظ سے قریش کی سب سے معزز خواتین میں سے ایک تھیں۔ شرافت و وقار میں سب سے بلند اور مال و دولت میں سب سے بڑھ کر تھیں۔... سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے مجھے (یعنی نفیسہ بنت منیہ کو) شام کے سفر سے واپسی کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک رازدار بنا کر بھیجا۔ میں نے جا کر عرض کیا: "اے محمد! آپ نکاح کیوں نہیں کرتے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میرے پاس نکاح کے لیے ضروری اخراجات نہیں ہیں۔" میں نے عرض کیا: "اگر آپ کو ان اخراجات سے بے نیاز کر دیا جائے اور آپ کو حسن و جمال، مال و دولت، شرف و بزرگی اور کفاءت (برابری والے معزز خاندان) کی طرف سے پیغام آئے تو کیا آپ اسے قبول نہیں فرمائیں گے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: "وہ کون ہے؟" میں نے عرض کیا: "خدیجہ (رضی اللہ عنہا)"۔

مقامِ نکاح:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے نکاح کی پیشکش قبول ہونے کے بعد، نکاح کی تقریب مکہ مکرمہ میں منعقد ہوئی۔ اس بابرکت محفل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچاؤں کے ہمراہ تشریف لائے۔ چونکہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد خویلد بن اسد مشہور جنگِ فِجار سے قبل ہی وفات پا چکے تھے، اس لیے اس محفل میں آپ کے چچا عمرو بن اسد اور خاندان کے دیگر بزرگوں نے شرکت کی۔ عمرو بن اسد نے ہی آپ کا نکاح پڑھایا۔ نکاح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پچیس سال جبکہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال تھی۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ: وَكَيْفَ لِي بِذٰلِكَ؟، قَالَتْ قُلْتُ: عَلَيَّ، قَالَ: فَأَنَا أَفْعَلُ، فَذَهَبْتُ فَأَخْبَرْتُهَا، فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ أَنِ ائْتِ لِسَاعَةِ كَذَا وَكَذَا، وَأَرْسَلَتْ إِلٰى عَمِّهَا عَمْرِو بْنِ أَسَدٍ لِيُزَوِّجَهَا، فَحَضَرَ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عُمُومَتِهِ، فَزَوَّجَهُ أَحَدُهُمْ، فَقَالَ عَمْرُو بْنُ أَسَدٍ: هٰذَا الْبُضْعُ لَا يُقْرَعُ أَنْفُهُ، وَتَزَوَّجَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَعِشْرِينَ سَنَةً، وَخَدِيْجَةُ يَوْمَئِذٍ بِنْتُ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً. [67]

---

[67] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 1 ص 105 ذکر تزویج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ بنت خویلد

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نفیسہ سے) دریافت فرمایا: "میرے لیے یہ (نکاح) کیسے ممکن ہے؟" انہوں نے کہا: "یہ میری ذمہ داری ہے"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پھر میں تیار ہوں"۔ نفیسہ کہتی ہیں کہ میں نے جا کر انہیں (سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو) بتایا تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا کہ فلاں وقت پر تشریف لائیں۔ نیز انہوں نے اپنے چچا عمرو بن اسد کو بلوا بھیجا تا کہ وہ ان کا نکاح کروائیں۔ چنانچہ وہ تشریف لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے چچاؤں کے ہمراہ تشریف لائے۔ چنانچہ ان میں سے ایک بزرگ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح پڑھایا۔ عمرو بن اسد نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاندانی وجاہت دیکھ کر) کہا: "یہ وہ عالی نسب شخصیت ہیں جن کی برابری سے کوئی انکار نہیں کر سکتا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرمایا تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس سال جبکہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال تھی۔

اُس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد زندہ نہ تھے، وہ پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔ اس لیے اس محفل میں آپ کے چچا عمرو بن اَسد اور خاندان کے دیگر بزرگ شریک ہوئے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ وَ ... عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالُوا: إِنَّ عَمَّهَا عَمْرَو بْنَ أَسَدٍ زَوَّجَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّ أَبَاهَا مَاتَ قَبْلَ الْفِجَارِ. [68]

ترجمہ: سیدہ عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا عمرو بن اسد نے ان کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کروایا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے والد (خویلد بن اسد) جنگِ فجار سے پہلے ہی وفات پا چکے تھے۔

وقتِ نکاح:

ملکِ شام کے کامیاب تجارتی سفر سے مکہ مکرمہ واپسی کے کچھ عرصہ بعد ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مبارک نکاح انجام پایا۔ یہ بابرکت نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شام سے واپسی کے دو ماہ اور پچیس دن بعد منعقد ہوا۔

---

[68] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 1 ص 105 ذکر تزویج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجۃ بنت خویلد

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف زرقانی مالکی رحمہ اللہ (ت 1122ھ) لکھتے ہیں:

(وَتَزَوَّجَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيْجَةَ بَعْدَ ذٰلِكَ) أَيْ قُدُومِه□ مِنَ الشَّامِ (بِشَهْرَيْنِ وَخَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ يَوْمًا). [69]

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شام سے واپس تشریف لانے کے دو مہینے اور پچیس دن بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔

ابو طالب کا خطبہ نکاح:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کی اس پر وقار محفل میں ابو طالب نے باقاعدہ خطبہ نکاح دیا۔ اس خطبہ میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد اپنے خاندان کی عظمت، بیت اللہ کی تولیت اور شرف کا تذکرہ کیا۔ اس کے بعد انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بے مثال کمالات، اخلاق اور خاندانی وجاہت کو انتہائی شاندار الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا اور مال و دولت کو ایک ڈھلتے ہوئے سائے سے تشبیہ دی۔

امام ابو العباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک قسطلانی مصری رحمہ اللہ (ت 923ھ) لکھتے ہیں

فَخَطَبَ أَبُوْ طَالِبٍ فَقَالَ: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَنَا مِنْ ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيْمَ، وَزَرْعِ إِسْمَاعِيْلَ، وَضِئْضِئِ مَعَدٍّ، وَعُنْصُرِ مُضَرَ، وَجَعَلَنَا حَضَنَةَ بَيْتِهِ، وَسُوَّاسَ حَرَمِهِ، وَجَعَلَ لَنَا بَيْتًا مَّحْجُوْجًا، وَحَرَمًا اٰمِنًا، وَجَعَلَنَا الْحُكَّامَ عَلَى النَّاسِ، ثُمَّ إِنَّ ابْنَ أَخِيْ هٰذَا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ لَا يُوْزَنُ بِرَجُلٍ إِلَّا رَجَحَ بِهِ، فَإِنْ كَانَ فِي الْمَالِ قُلٌّ، فَإِنَّ الْمَالَ ظِلٌّ زَائِلٌ، وَأَمْرٌ حَائِلٌ، وَمُحَمَّدٌ مِمَّنْ قَدْ عَرَفْتُمْ قَرَابَتَهُ". [70]

ترجمہ: ابو طالب نے خطبہ دیا اور فرمایا: سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں ابراہیم (علیہ السلام) کی اولاد اور اسماعیل (علیہ السلام) کی نسل سے پیدا کیا، اور معد کی اصل اور مضر کے خاندان سے بنایا۔ اس نے ہمیں اپنے گھر (کعبہ) کا رکھوالا اور اپنے حرم کا متولی بنایا۔ ہمارے لیے ایسا گھر بنایا جس کا حج کیا جاتا ہے اور اسے جائے امن قرار دیا، اور ہمیں لوگوں پر حاکم مقرر فرمایا۔ یہ بات جان لیں کہ میرے یہ بھتیجے محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ عظیم شخصیت ہیں کہ جس شخص کے ساتھ بھی ان کا موازنہ کیا جائے، یہ اسی پر بھاری (اور افضل) رہیں گے۔ اگرچہ مال

---

[69] شرح العلامۃ الزرقانی: ج1 ص372 تزوجہ علیہ السلام من خدیجۃ بنت خویلد

[70] المواھب اللدنیۃ: ج1 ص101 ذکر حضانتہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے اعتبار سے ان کے پاس کمی ہے، لیکن مال تو ایک ڈھلتا ہوا سایہ اور بدل جانے والی (عارضی) چیز ہے۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قرابت اور خاندانی شرف سے تو تم بخوبی واقف ہو۔

ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا عمرو بن اَسد کے مشورہ سے 500 درہم مہر مقرر رہوا۔

ورقہ بن نوفل اور عمرو بن اسد کا اعلانِ نکاح:

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف زرقانی مالکی رحمہ اللہ (ت 1122ھ) لکھتے ہیں:

تَكَلَّمَ وَرَقَةُ بْنُ نَوْفَلٍ، فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَنَا كَمَا ذَكَرْتَ، وَفَضَّلَنَا عَلٰى مَا عَدَدْتَ، فَنَحْنُ سَادَةُ الْعَرَبِ وَقَادَتُهَا، وَأَنْتُمْ أَهْلُ ذٰلِكَ كُلِّه□ لَا تَنْكُرُ الْعَشِيْرَةَ فَضْلَكُمْ، وَلَا يُرَدُّ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ فَخْرُكُمْ وَشَرَفُكُمْ، وَقَدْ رَغِبْنَا فِي الاِتِّصَالِ بِحُبْلِكُمْ وَشَرَفِكُمْ فَاشْهَدُوا عَلَيَّ يَا مُعَاشِرَ قُرَيْشٍ! أَنِّي قَدْ زَوَّجْتُ خَدِيْجَةَ بِنْتَ خُوَيْلِدٍ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَلٰى أَرْبَعِمِائَةِ دِيْنَارٍ، ثُمَّ سَكَتَ، فَقَالَ أَبُوْ طَالِبٍ: قَدْ أَحْبَبْتُ أَنْ يُشْرِكَكِ عَمُّهَا، فَقَالَ عَنْهَا: اشْهَدُوْا عَلَيَّ يَا مَعَاشِرَ قُرَيْشٍ! أَنِّي قَدْ أَنْكَحْتُ مُحَمَّدًا بْنَ عَبْدِ اللهِ خَدِيْجَةَ بِنْتَ خُوَيْلِدٍ، وَشَهِدَ عَلٰى ذٰلِكَ صَنَادِيْدُ قُرَيْشٍ. [71]

ترجمہ: ورقہ بن نوفل نے (نکاح کے موقع پر) گفتگو کرتے ہوئے کہا: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں ویسا ہی بنایا جیسا آپ نے ذکر کیا، اور ہمیں ان تمام باتوں پر فضیلت دی جو آپ نے شمار کیں۔ پس ہم عرب کے سردار اور پیشوا ہیں، اور آپ (بنو ہاشم) بھی اس تمام (شرف و فضیلت) کے مکمل اہل ہیں۔ کوئی بھی قبیلہ آپ کی فضیلت کا انکار نہیں کر سکتا، اور لوگوں میں سے کوئی بھی آپ کے فخر اور شرف کو مسترد نہیں کر سکتا۔ اور بے شک ہم نے آپ کے خاندان اور شرف کے ساتھ تعلق (رشتہ ازدواج) قائم کرنے کی رغبت کی ہے۔ پس اے قریش کی جماعت! تم مجھ پر گواہ رہنا کہ میں نے خدیجہ بنت خویلد کا نکاح محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے چار سو دینار (مہر) کے عوض کر دیا ہے۔ پھر وہ خاموش ہو گئے۔ تو حضرت ابو طالب نے فرمایا: میری خواہش ہے کہ ان (خدیجہ رضی اللہ عنہا) کے چچا بھی اس (اعلان) میں شریک ہوں۔ تو ان کے چچا (عمرو بن اسد) نے کہا: اے قریش کی جماعت! تم مجھ پر گواہ رہنا کہ میں نے محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نکاح خدیجہ بنت خویلد سے کر دیا ہے، اور

[71] شرح العلامۃ الزرقانی: ج1 ص377 تزوجہ علیہ السلام من خدیجۃ بنت خویلد

اس بات پر قریش کے نامور سرداروں نے گواہی دی۔

ولیمہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نکاح کے بعد دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔ نکاح کے بعد جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے جانے لگے تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے درخواست کی کہ ایک یا دو اونٹ ذبح کر کے لوگوں کی دعوت کی جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول فرمایا اور لوگوں کو کھانا کھلایا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کا سب سے پہلا ولیمہ تھا۔

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف زرقانی مالکی رحمہ اللہ (ت 1122ھ) لکھتے ہیں

أَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا تَزَوَّجَهَا ذَهَبَ لِيُخْرِجَ، فَقَالَتْ لَهُ: إِلَى أَيْنَ يَا مُحَمَّدُ؟ اذْهَبْ وَانْحَرْ جَزُوْرًا أَوْ جَزُوْرَيْنِ وَأَطْعِمِ النَّاسَ، فَفَعَلَ وَهُوَ أَوَّلُ وَلِيْمَةٍ أَوْلَمَهَا۔ [72]

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان (سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا) سے نکاح فرمایا تو آپ باہر تشریف لے جانے لگے۔ اس پر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: "اے محمد! آپ کہاں جارہے ہیں؟ ایسا کیجیے کہ ایک یا دو اونٹ ذبح فرمائیں اور لوگوں کو کھانا کھلائیں۔" چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔ یہ سب سے پہلا ولیمہ تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وجہ انتخاب:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ کی ایک انتہائی معزز، صاحبِ ثروت اور دانا خاتون تھیں، جن سے نکاح کے لیے قریش کے بڑے بڑے سردار خواہش مند تھے لیکن جب انہوں نے تجارتی سفر کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دیانت، امانت، سچائی اور اعلیٰ اخلاق کا مشاہدہ کیا، تو دنیاوی مال و منصب کو ترجیح دینے کے بجائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت اور بلند کردار کو اپنے لیے منتخب فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہا کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونے والی گفتگو میں اس بات کا واضح ثبوت ملتا ہے کہ اس عظیم اور مبارک رشتے کی بنیاد حسنِ اخلاق اور صداقت

[72] شرح العلامۃ الزرقانی: ج1 ص379 تزوجہ علیہ السلام من خدیجۃ بنت خویلد

پر رکھی گئی تھی۔

امام عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) لکھتے ہیں:

إِنِّي قَدْ رَغِبْتُ فِيْكَ لِقَرَابَتِكَ مِنِّي، وَشَرَفِكَ فِي قَوْمِكَ، وَأَمَانَتِكَ عِنْدَهُمْ وَحُسْنِ خُلُقِكَ وَصِدْقِ حَدِيْثِكَ. [73]

ترجمہ: میں آپ سے آپ کی قرابت داری، قوم میں آپ کی عزت، آپ کی امانت داری، حسنِ اخلاق اور سچائی کی وجہ سے نکاح کی رغبت رکھتی ہوں۔

قبولِ اسلام:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یہ عظیم شرف اور بے مثال فضیلت حاصل ہے کہ وہ سب سے پہلے اسلام لائیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہا نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے فوراً آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی سعادت حاصل کی۔ آپ رضی اللہ عنہا نہ صرف پہلی مسلمان تھیں، بلکہ دعوتِ دین کے اس انتہائی کٹھن اور مشکل دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی مُونس وغم خوار بھی تھیں۔ جب مشرکین کی مخالفت، طعن وتشنیع اور تکذیب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل رنجیدہ ہوتا تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی وہ ہستی تھیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتیں اور آپ کا حوصلہ بلند فرماتیں۔

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب حمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

وَ آمَنَتْ بِهِ خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَصَدَّقَتْ بِمَا جَاءَهُ مِنَ اللهِ، وَوَازَرَتْهُ عَلٰى أَمْرِهِ، وَكَانَتْ أَوَّلَ مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَبِرَسُوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَصَدَّقَ بِمَا جَاءَ مِنْهُ. [74]

ترجمہ: حضرت خدیجہ بنت خویلد (رضی اللہ عنہا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں، اور جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف سے لائے تھے اس کی سچے دل سے تصدیق کی، اور اس (دین کے) کام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھرپور ساتھ دیا۔ وہ سب سے پہلی شخصیت تھیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو سچا مانا۔

---

[73] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج 5 ص 416، 417 ترجمۃ خدیجۃ بنت خویلد

[74] السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: ج 1 ص 231 اسلام خدیجۃ بنت خویلد

ادائیگی نماز:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یہ عظیم شرف حاصل ہے کہ ابتدائے اسلام کے نہایت کٹھن دور میں جب علانیہ عبادت دشوار تھی، آپ رضی اللہ عنہا؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتی رہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے ایک طویل عرصے تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چھپ کر نمازیں ادا کیں۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) لکھتے ہیں:

عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: مَكَثَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَدِيْجَةُ يُصَلِّيَانِ سِرًّا مَا شَاءَ اللهُ۔ [75]

ترجمہ: ابن ابی ذئب نے امام زہری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک عرصے تک (جس قدر اللہ تعالیٰ نے چاہا) چھپ کر نماز ادا فرماتے رہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

فضائل ومناقب

1: جنتی گھر کی بشارت

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بے لوث خدمت، بے مثال رفاقت اور قربانیوں کے صلہ میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے انہیں دنیا ہی میں جنت کی عظیم خوشخبری عطا فرمادی گئی تھی۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[75] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص14 ذکر خدیجۃ بن خویلد

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَتٰى جِبْرِيْلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذِهٖ خَدِيْجَةُ قَدْ أَتَتْ مَعَهَا إِنَاءٌ فِيْهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا وَمِنِّيْ وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ. [76]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا: "یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ خدیجہ (رضی اللہ عنہا) آ رہی ہیں، ان کے پاس ایک برتن ہے جس میں سالن یا کھانا یا پینے کی کوئی چیز ہے۔ پس جب وہ آپ کے پاس آجائیں، تو انہیں ان کے رب کی طرف سے اور میری طرف سے سلام کہیے گا، اور انہیں جنت میں خول دار موتی کے بنے ہوئے ایک ایسے گھر کی خوشخبری سنا دیجئے جس میں نہ کوئی شور وغل ہو گا اور نہ کوئی مشقت (تکلیف)۔"

حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

اِنَّ ذٰلِكَ كَانَ وَهُوَ بِحِرَاءٍ. [77]

ترجمہ: جبرائیل (علیہ السلام) کی یہ آمد اس وقت ہوئی تھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حراء میں تھے۔

معلوم ہوا کہ یہ واقعہ غارِ حراء میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کی پہلی آمد کے بعد کا ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ مکہ کی سب سے زیادہ دولت مند اور معمر خاتون ہونے کے باوجود، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانے پینے کا سامان گھر پر تیار کر کے مکہ سے اڑھائی تین میل پیدل سفر کرنا، بلکہ غارِ حراء کی بلندی تک چڑھنا کس قدر دشوار معلوم ہوتا ہے۔ چونکہ یہ عمل خلوصِ دل سے تھا، اس لیے پروردگارِ عالم اور جبرئیل امین علیہ السلام کے سلام پہنچتے ہیں۔

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب حمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أُمِرْتُ أَنْ أُبَشِّرَ خَدِيْجَةَ بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ، لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ". [78]

---

[76] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3820

[77] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج7 ص174 باب تزويج النبي صلى الله عليه و سلم خديجة وفضلها

[78] السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: ج1 ص231 اسلام خدیجہ بنت خویلد

ترجمہ: عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کو ایک ایسے گھر کی خوشخبری دوں جو کھوکھلے موتی سے بنا ہو، جس میں نہ شور ہو اور نہ تکلیف۔"

2: جنتی انگور کھانے کا اعزاز

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بے پناہ خلوص، بے لوث محبت اور لازوال قربانیوں کے سبب اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا ہی میں جنت کی نعمتوں سے سرفراز فرما دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس عظیم اور وفا شعار زوجہ کو اپنے مبارک ہاتھوں سے جنت کے انگور کھلائے۔

علامہ نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی رحمہ اللہ (ت 807ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قالَتْ: أَطْعَمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيْجَةَ مِنْ عِنَبِ الْجَنَّةِ. [79]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کو جنت کے انگور کھلائے۔

3: بہترین عورت ہونے کا اعزاز

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو امتِ مسلمہ کی بہترین عورت ہونے کا شرف حاصل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے اس قدر محبت فرماتے اور انہیں اتنی کثرت سے یاد فرماتے کہ دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو ان پر رشک آتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بے پناہ فضیلت بیان فرمائی اور انہیں اپنی دیگر ازواج پر اس لیے بھی ترجیح دی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے اولاد عطا فرمائی۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَيْرُ

---

[79] مجمع الزوائد للہیثمی: ج 9 ص 361 رقم الحدیث 15284

نِسَائِهَا مَرْيَمُ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيْجَةُ. [80]

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنے زمانے کی بہترین عورت مریم (علیہا السلام) ہیں، اور (اس امت کی) بہترین عورت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) ہیں۔"

علامہ نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی رحمہ اللہ (ت 807ھ) فرماتے ہیں

عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَقَدْ فُضِّلَتْ خَدِيْجَةُ عَلٰى نِسَاءِ أُمَّتِيْ كَمَا فُضِّلَتْ مَرْيَمُ عَلٰى نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ". [81]

ترجمہ: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کو میری امت کی عورتوں پر اسی طرح فضیلت دی گئی ہے جس طرح مریم (علیہا السلام) کو اپنے زمانے کی عورتوں پر فضیلت دی گئی تھی۔"

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ : مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ، هَلَكَتْ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَنِيْ، لِمَا كُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا ، وَأَمَرَهُ اللهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ، وَإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيُهْدِيْ فِي خَلَائِلِهَا مِنْهَا مَا يَسَعُهُنَّ. [82]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی زوجہ پر اتنا رشک نہیں کیا جتنا مجھے خدیجہ (رضی اللہ عنہا) پر آیا، حالانکہ وہ مجھ سے نکاح سے پہلے ہی وفات پا چکی تھیں۔ یہ اس لیے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کثرت سے ان کا ذکر کرتے سنتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا تھا کہ انہیں (جنت میں) موتی کے بنے ہوئے گھر کی خوشخبری سنائیں اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بکری ذبح کرتے تو اس میں سے خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کی سہیلیوں کو اتنا بھیجتے جو اُن کے لیے کافی ہوتا۔"

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلٰى أَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

---

[80] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3815

[81] مجمع الزوائد للہیثمی: ج 9 ص 357 رقم الحدیث 15270

[82] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3816

وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ وَمَا رَأَيْتُهَا وَلٰكِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا أَعْضَاءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِيْ صَدَائِقِ خَدِيْجَةَ فَرُبَّمَا، قُلْتُ لَهُ: كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا إِلَّا خَدِيْجَةُ فَيَقُوْلُ: إِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِيْ مِنْهَا وَلَدٌ. [83]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے کسی پر اتنا رشک نہیں کیا جتنا مجھے خدیجہ (رضی اللہ عنہا) پر آیا، حالانکہ میں نے انہیں دیکھا تک نہیں تھا۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے ان کا ذکر فرماتے تھے۔ بسا اوقات آپ بکری ذبح فرماتے، پھر اس کے حصے کاٹتے اور انہیں خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کی سہیلیوں کے ہاں بھیج دیتے۔ کبھی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر دیتی: گویا دنیا میں خدیجہ کے سوا کوئی عورت ہی نہ تھی! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: بے شک وہ ایسی تھیں، ایسی تھیں (یعنی ان کی خوبیاں گنواتے) اور ان سے میری اولاد بھی تھی۔"

بعض روایات میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دوسری عورتوں سے اولاد نہیں دی۔

علامہ نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی رحمہ اللہ (ت 807ھ) فرماتے ہیں

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: ... قَالَ: "وَرَزَقَنِي اللّٰهُ أَوْلَادَهَا، وَحَرَمَنِيْ أَوْلَادَ النَّاسِ". [84]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا: "اور اللہ نے مجھے اس (خدیجہ رضی اللہ عنہا) سے اولاد عطا فرمائی، اور مجھے دوسری عورتوں کی اولاد سے محروم رکھا۔"

نوٹ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اولاد ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہے سوائے حضرت ابراہیم کے، یہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے جن کا مستقل تذکرہ کتاب کے آخر میں آرہا ہے۔

4: اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عظمت و فضیلت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے ان کے لیے اپنا خصوصی سلام بھیجا، جس کا انہوں نے کمالِ معرفت اور ادب

---

[83] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3818

[84] مجمع الزوائد للہیثمی: ج9 ص361 رقم الحدیث 15281

کے ساتھ جواب دیا۔

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب حمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ هِشَامٍ رَحِمَہُ اللهُ: وَحَدَّثَنِيْ مَنْ أَثِقُ بِه أَنَّ جِبْرِيْلَ أَتٰى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "أَقْرِئْ خَدِيْجَةَ السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا". فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا خَدِيْجَةُ! هٰذَا جِبْرِيْلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ مِنْ رَبِّكِ". فَقَالَتْ خَدِيْجَةُ: "اللهُ السَّلَامُ، وَمِنْهُ السَّلَامُ، وَعَلٰى جِبْرِيْلَ السَّلَامُ". [85]

ترجمہ: ابن ہشام فرماتے ہیں: مجھے ایک بااعتماد شخص نے بیان کیا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا: خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کو ان کے رب کی طرف سے سلام کہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے خدیجہ! یہ جبرائیل ہیں جو تمہیں تمہارے رب کی طرف سے سلام کہہ رہے ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے (جواباً) عرض کیا: اللہ تعالیٰ ہی سلام (سلامتی والا) ہے، اسی کی طرف سے سلامتی ہے، اور جبرائیل پر بھی سلام ہو۔

اولاد:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک جب 30 برس کی ہوئی یعنی رشتہ ازدواج کے تقریباً 5 سال بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہوئی۔ اس کی تفصیل یہ ہے:

[1]: سیدنا قاسم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سیدنا قاسم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پہلے صاحبزادے تھے۔ آپ کی ولادت اعلانِ نبوت سے پہلے مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور کنیت "ابو القاسم" انہی کے نام کی نسبت سے ہوئی۔ آپ بچپن ہی میں، تقریباً دو سال کی عمر میں، مکہ مکرمہ میں وفات پا گئے۔ آپ کی وفات کے موقع پر عاص بن وائل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "ابتر" (بے اولاد) کہا، جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ کوثر نازل فرما کر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی اور مخالفین کو ردّ فرمایا۔

---

[85] السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: ج 1 ص 231 اسلام خدیجۃ بنت خویلد

[2]:سیدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں۔ آپ کی ولادت مکہ مکرمہ میں نبوی عمر کے تیسویں سال ہوئی۔ اعلانِ نبوت سے پہلے آپ کا نکاح حضرت ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ سے ہوا، جو مکہ کے امانت دار اور کامیاب تاجروں میں شمار ہوتے تھے۔ آپ کے ہاں دو اولادیں ہوئیں؛ حضرت علی اور سیدہ امامہ رضی اللہ عنہما، جن میں حضرت علی کم عمری میں وفات پا گئے، جبکہ سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی، مگر راستے میں پیش آنے والے واقعہ سے شدید صدمہ پہنچا اور حمل ساقط ہو گیا۔ غزوۂ بدر کے بعد جب حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ قیدی بنے تو آپ نے ان کے فدیے میں اپنی والدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ہار بھیجا، جسے دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متاثر ہوئے۔ بعد میں حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔ اسی صدمے کے اثرات کے باعث آپ 8 ہجری میں وفات پا گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کفن دیا، تدفین میں شرکت فرمائی اور ان کے لیے دعا فرمائی۔ آپ صبر، وفاداری اور نبوی محبت کی عظیم مثال تھیں، اور آپ کی عمر تقریباً 31 سال تھی۔

[3]:سیدنا عبد اللہ بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سیدنا عبد اللہ بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دوسرے صاحبزادے تھے۔ آپ کی ولادت مکہ مکرمہ میں دورِ اسلام میں ہوئی، اسی وجہ سے آپ کو "طیب" اور "طاہر" کے القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ القابات آپ کی پاکیزہ نسبت اور اسلام کے زمانے میں ولادت کی بنا پر مشہور ہوئے۔ آپ بھی اپنے بڑے بھائی سیدنا قاسم رضی اللہ عنہ کی طرح بچپن ہی میں وفات پا گئے اور مکہ مکرمہ ہی میں مدفون ہوئے۔

[4]:سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی دوسری صاحبزادی تھیں۔ آپ کی ولادت مکہ مکرمہ میں ہوئی اور ابتدائی دور ہی میں اسلام قبول کیا۔ ابتدا میں عتبہ بن ابی لہب سے نکاح ہوا، لیکن

رخصتی سے پہلے طلاق ہوگئی۔ بعد ازاں آپ کا نکاح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوا، جن کے ساتھ آپ نے حبشہ کی ہجرت اور پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

آپ کے ہاں حضرت عبد اللہ پیدا ہوئے، لیکن بچپن ہی میں وفات پا گئے۔ غزوۂ بدر کے موقع پر آپ شدید بیمار تھیں، اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپ کی تیمارداری کے لیے مدینہ میں رہے۔ آپ کی وفات رمضان 2 ہجری میں ہوئی اور جنت البقیع میں تدفین ہوئی۔ آپ صبر، استقامت اور وفاداری کا روشن نمونہ تھیں۔

[5]: سیدہ ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تیسری صاحبزادی تھیں۔ آپ کی ولادت اعلانِ نبوت سے پہلے مکہ مکرمہ میں ہوئی، اگرچہ سنِ ولادت متعین نہیں۔ ابتدا میں آپ کا نکاح عتیبہ بن ابی لہب سے ہوا لیکن رخصتی سے پہلے طلاق ہوگئی۔ بعد میں آپ نے اپنی والدہ کے اسلام کے ساتھ ہی اسلام قبول کیا اور حضرت زید بن حارثہ اور حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہما کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت فرمائی۔

3 ہجری میں آپ کا نکاح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ آپ صبر، تقویٰ اور نبوی تربیت کی اعلیٰ مثال تھیں۔ وفات کے وقت آپ کو غسل دینے والی خواتین میں حضرت اسماء بنت عمیس اور حضرت صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہما شامل تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کفن دیا اور نمازِ جنازہ بھی پڑھائی۔ تدفین میں حضرت علی، فضل بن عباس اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم شریک ہوئے۔ آپ کا شمار اہلِ بیت کی نہایت باعظمت ہستیوں میں ہوتا ہے۔

[6]: سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی سب سے چھوٹی اور نہایت محبوب صاحبزادی تھیں۔ آپ کی ولادت تقریباً 5 تا 6 قبلِ نبوت مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ آپ کو "البتول" اور "سیدۃ نساء العالمین" کے القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔ بچپن سے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیرِ تربیت پروان چڑھیں اور اہلِ بیت کے ساتھ مکہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی۔ بعد میں آپ کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا، جن سے حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت محسن، حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے۔

آپ سادگی، زہد، قناعت اور عبادت میں ممتاز تھیں اور گھر کے کام خود کرتی تھیں۔ آپ کو جنت میں خواتین کی سرداری اور قربِ نبوی کی بشارت عطا ہوئی۔ آپ کی وفات تقریباً 11 ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوئی، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رات کے وقت جنت البقیع میں تدفین فرمائی۔ آپ کی عمر تقریباً29 سال تھی۔

امام ابو محمد عبد الغنی بن عبد الواحد مقدسی رحمہ اللہ (ت600ھ) لکھتے ہیں:

كَانَ لَهُ مِنَ الْوَلَدِ الذُّكُوْرِ ثَلَاثَةٌ، وَقِيْلَ: أَرْبَعَةٌ: الْقَاسِمُ وَبه□ كَانَ يُكْنٰى وَعَبْدُ اللهِ وَهُوَ الطَّاهِرُ وَالطَّيِّبُ،وَإِبْرَاهِيْمُ وَالصَّحِيْحُ أَنَّهُمْ ثَلَاثَةٌ .... وَوَلَدُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ مِنْ خَدِيْجَةَ إِلَّا إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّهُ مِنْ مَارِيَةَ، وَلَمْ يَلِدْ لَهُ غَيْرُهُمَا. [86]

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکر اولاد میں تین بیٹے تھے، اور ایک قول یہ ہے کہ چار تھے: حضرت قاسم رضی اللہ عنہ، جن کے نام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت تھی، اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ، اور وہی طاہر اور طیب ہیں، اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ۔ صحیح بات یہ ہے کہ وہ تین ہی (صاحبزادے) تھے... اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تھی، سوائے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے، کیونکہ وہ حضرت ماریہ (قبطیہ) رضی اللہ عنہا سے تھے۔ اور ان دونوں (سیدہ خدیجہ اور سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہما) کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی (کسی اور زوجہ سے) کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

علامہ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت676ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَ لَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعُ بَنَاتٍ: زَيْنَبُ تَزَوَّجَهَا أَبُو الْعَاصِ بْنُ الرَّبِيْعِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ، وَهُوَ ابْنُ خَالَتِهَا، وَأُمُّهُ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ. وَفَاطِمَةُ تَزَوَّجَهَا عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَرُقَيَّةُ وَأُمُّ كُلْثُوْمٍ تَزَوَّجَهُمَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، تَزَوَّجَ رُقَيَّةَ، ثُمَّ أُمَّ كُلْثُوْمٍ. [87]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں تھیں۔ حضرت زینب (رضی اللہ عنہا) سے ابو العاص بن ربیع بن عبد العزیٰ بن عبد شمس نے نکاح کیا، وہ ان کے خالہ زاد تھے کیونکہ ان کی والدہ ہالہ بنت خویلد تھیں (جو حضرت

---

[86] الکمال فی اسماء الرجال للمقدسی: ج1 ص116 تحت محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[87] تہذیب الاسماء واللغات للنووی: ج1 ص33 فصل فی ابنائہ وبناتہ

خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں)۔ حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے حضرت علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) نے نکاح کیا، اور حضرت رقیہ اور حضرت اُمِّ کلثوم (رضی اللہ عنہما) سے حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) نے نکاح کیا؛ پہلے حضرت رقیہ (رضی اللہ عنہا) سے، پھر ان کے بعد حضرت اُمِّ کلثوم (رضی اللہ عنہا) سے۔

نوٹ: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو اولاد ہوئی ان کے تفصیلی حالات کے لیے میری کتاب "اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، حیات و خدمات، اعتراضات و جوابات" ملاحظہ فرمائیں۔

چند امتیازی خصوصیات

1: نزولِ وحی کے لمحات اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تسلی

غارِ حراء میں پہلی وحی کے نزول کے وقت جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک غیر معمولی کیفیت اور گھبراہٹ طاری ہوئی، تو اس کٹھن صورتحال میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انتہائی دانائی اور بصیرت کا ثبوت دیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بے مثال اخلاق، ہمدردی اور انسانیت کی خدمت جیسی صفات کا تذکرہ کرکے آپ کو یہ کامل یقین دلایا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہیں، اللہ آپ کو تنہا نہیں چھوڑے گا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِه□ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ وَكَانَ يَخْلُوْ بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ يَنْزِعَ إِلٰى أَهْلِه□ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلٰى خَدِيْجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتّٰى جَاءَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ، فَقَالَ: اقْرَأْ، قَالَ: مَا أَنَا بِقَارِئٍ، قَالَ: فَأَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيْ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي، فَقَالَ: اقْرَأْ، قُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِئٍ، فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي، فَقَالَ: اقْرَأْ، فَقُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِئٍ، فَأَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: (اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ (١) خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ (٢) اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ (٣)) فَرَجَعَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْجُفُ فُؤَادُهٗ فَدَخَلَ عَلٰى خَدِيْجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، فَقَالَ: زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي، فَزَمَّلُوهُ حَتّٰى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ، فَقَالَ لِخَدِيْجَةَ وَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ: لَقَدْ خَشِيتُ عَلٰى نَفْسِيْ، فَقَالَتْ خَدِيجَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: كَلَّا وَاللّٰهِ مَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ أَبَدًا إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ. [88]

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا آغاز نیند میں سچے خوابوں سے ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو خواب بھی دیکھتے وہ صبح کی سفیدی کی طرح سچا اور روشن ظاہر ہوتا۔ پھر آپ کو تنہائی پسند آگئی۔ چنانچہ آپ غارِ حراء میں تنہائی اختیار فرماتے اور اس میں کئی کئی راتیں مسلسل عبادت

[88] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3

کرتے۔ اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کی طرف لوٹتے۔ آپ اس کے لیے توشہ (کھانا پانی) ساتھ لے جاتے، پھر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس تشریف لاتے اور اسی طرح مزید (کچھ دنوں کا) توشہ لے جاتے۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس حق (وحی) آگیا اور آپ اس وقت غارِ حراء میں تھے۔ آپ کے پاس فرشتہ آیا اور کہنے لگا: پڑھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس نے مجھے پکڑا اور اتنے زور سے دبایا کہ مجھے انتہائی مشقت محسوس ہوئی، پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا: پڑھیں۔ میں نے کہا: میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اس نے مجھے پکڑا اور دوسری مرتبہ اتنے زور سے دبایا کہ مجھے انتہائی مشقت محسوس ہوئی، پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا: پڑھیں۔ میں نے کہا: میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اس نے مجھے پکڑا اور تیسری مرتبہ دبایا، پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا: (اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَۚ (۱) خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍۚ (۲) اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُۙ (۳)) [ترجمہ: پڑھیں اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا، پڑھیں اور آپ کا رب نہایت کریم ہے۔] پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان آیات کو لے کر واپس لوٹے۔ اس وقت آپ کا دل دھڑک رہا تھا۔ آپ سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: مجھے چادر اوڑھا دو، مجھے چادر اوڑھا دو۔ انہوں نے آپ کو چادر اوڑھا دی یہاں تک کہ آپ کا خوف دور ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سارا واقعہ سنایا اور فرمایا: مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہرگز نہیں! اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا، کیونکہ آپ رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کرتے ہیں، کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، محتاجوں (جو کما نہ سکیں) کے لیے کماتے ہیں، مہمان نواز ہیں اور حق کی راہ میں آنے والی مصیبتوں پر لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔

2: بہترین عورت اور جنتی خواتین کی سردار

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو دنیا اور جنت کی تمام عورتوں میں سب سے افضل ہونے کا شرف حاصل ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا کو کائنات کی برگزیدہ ترین خواتین کی فہرست میں نمایاں مقام عطا فرمایا ہے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيْجَةُ. [89]

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے زمانے کی بہترین عورت مریم (علیہا السلام) ہیں، اور (اس امت کی) بہترین عورت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) ہیں۔

امام عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) لکھتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قالَ: خَطَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَ خُطُوْطٍ، فَقَالَ: "أَتَدْرُوْنَ مَا هٰذَا؟" قالُوْا: اللهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَفْضَلُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ: خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ، وَمَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَ اٰسِيَةُ بِنْتُ مُزَاحِمٍ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ". [90]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر چار لکیریں کھینچیں اور دریافت فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جنت کی عورتوں میں سب سے افضل خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد، مریم بنت عمران، اور فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم ہیں۔

3: اسلام کی پہلی خاتون ہونے کا اعزاز

نزولِ وحی کے ابتدائی ایام میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو تورات اور انجیل کے بڑے عالم تھے۔ ان کی زبانی غارِ حراء کا واقعہ اور نبوت کی تصدیق سن کر آپ نے فوراً اسلام قبول کر لیا اور پوری امت میں سب سے پہلے ایمان لانے کا شرف پایا۔

امام عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) لکھتے ہیں:

خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزّٰى بْنِ قُصَيٍّ الْقُرَشِيَّةُ الْأَسَدِيَّةُ، أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ، زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوَّلُ امْرَأَةٍ تَزَوَّجَهَا، وَأَوَّلُ خَلْقِ اللهِ أَسْلَمَ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِيْنَ،

[89] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3815

[90] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج5 ص418 ترجمۃ خدیجۃ بنت خویلد

لَمْ يَتَقَدَّمْهَا رَجُلٌ وَلَا امْرَأَةٌ. [91]

ترجمہ: خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی، قریش کی اسدیہ خاتون تھیں۔ آپ (رضی اللہ عنہا) ام المؤمنین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ تھیں۔ آپ (رضی اللہ عنہا) پہلی خاتون تھیں جن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا۔ امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ آپ (رضی اللہ عنہا)؛ تمام لوگوں میں سب سے پہلی شخصیت تھیں جو ایمان لائیں، آپ سے پہلے نہ کوئی مرد ایمان لایا اور نہ کوئی عورت۔

4: اپنی دولت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لٹادی

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے دولت مندی کی نعمت سے بھی خوب نوازا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنی پوری دولت اور اپنے غلام زید کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا اور آپ کو دین اسلام کی اشاعت کے مقدس مشن میں گھریلو معاشی فکر سے بے نیاز کر دیا۔

امام عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ: لَا وَاللّٰهِ، مَا أَبْدَلَنِيَ اللّٰهُ خَيْرًا مِنْهَا، آمَنَتْ إِذْ كَفَرَ النَّاسُ، وَصَدَّقَتْنِي إِذْ كَذَّبَنِي النَّاسُ، وَوَاسَتْنِي فِي مَالِهَا إِذْ حَرَمَنِيَ النَّاسُ. [92]

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے مجھے خدیجہ سے بہتر کوئی بیوی عطا نہیں فرمائی۔ وہ اس وقت مجھ پر ایمان لائیں جب لوگ کفر کر رہے تھے، انہوں نے اس وقت میری تصدیق کی جب لوگ مجھے جھٹلا رہے تھے، اور اپنے مال کے ذریعے اس وقت میری مدد و غم خواری کی جب لوگوں نے مجھے محروم کر رکھا تھا۔

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب حمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

فَوَهَبَتْهُ لَهُ فَأَعْتَقَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [93]

ترجمہ: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے یہ غلام (حضرت زید بن حارثہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ دے دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو آزاد فرما دیا۔

---

[91] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج5 ص415 ترجمۃ خدیجۃ بنت خویلد

[92] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج5 ص420 ترجمۃ خدیجۃ بن خویلد

[93] السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: ج1 ص237 اسلام زید بن حارثۃ ثانیاً

5: شِعْبِ ابی طالب میں تین سالہ محصوری

مشرکینِ مکہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ اسلام کو دبانے اور مسلمانوں کو کمزور کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کی۔ جب وہ اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہوئے تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور بنو ہاشم کے ان افراد کا معاشرتی اور معاشی بائیکاٹ کر دیا جو قرابت داری کی بنا پر آپ کی حمایت کرتے تھے، اگرچہ ان میں سے بعض اسلام قبول نہیں کر چکے تھے۔

اس بائیکاٹ کے نتیجے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خاندان کے افراد کو شعبِ ابی طالب میں محصور کر دیا گیا۔ ان پر خرید و فروخت، میل جول اور دیگر معاشرتی تعلقات بند کر دیے گئے، جس کی وجہ سے انہیں شدید تنگی اور بھوک کا سامنا کرنا پڑا۔ حالات یہاں تک پہنچ گئے کہ بعض اوقات انہیں درختوں کے پتے کھا کر گزارا کرنا پڑتا تھا۔ یہ کٹھن آزمائش تقریباً تین سال تک جاری رہی۔ اس پورے دورِ محصوری میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ثابت قدمی کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ رہیں اور ہر تکلیف میں آپ کا ساتھ دیا۔

6: آپ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں دوسرا نکاح نہیں کیا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا تو اس کے بعد تقریباً 24 سال تک آپ رضی اللہ عنہا بقیدِ حیات رہیں۔ اس پورے 24 سالہ دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی دوسرا نکاح نہیں فرمایا۔

امام ابو الحسن مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ : لَمْ يَتَزَوَّجِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خَدِيْجَةَ حَتّٰى مَاتَتْ . [94]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کی وفات تک دوسرا نکاح نہیں کیا۔

[94] صحیح مسلم: رقم الحدیث 2436

وفات سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہجرتِ مدینہ سے تین سال قبل، نماز جنازہ فرض ہونے سے پہلے ماہِ رمضان المبارک میں ہوئی۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر پینسٹھ برس تھی۔

امام ابوعبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) لکھتے ہیں:

تُوُفِّيَتْ خَدِيْجَةُ لِعَشْرٍ خَلَوْنَ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ، وَذٰلِكَ قَبْلَ الْهِجْرَةِ بِثَلَاثِ سِنِيْنَ، وَهِيَ يَوْمَئِذٍ بِنْتُ خَمْسٍ وَسِتِّيْنَ سَنَةً. [95]

ترجمہ: حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کی وفات رمضان المبارک کے دس دن گزرنے کے بعد (یعنی دس رمضان کو) ہوئی، اور یہ ہجرت سے تین سال قبل کا واقعہ ہے، اور اس وقت ان کی عمر پینسٹھ سال تھی۔

مزید لکھتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: تُوُفِّيَتْ خَدِيْجَةُ قَبْلَ أَنْ تُفْرَضَ الصَّلَاةُ، وَذٰلِكَ قَبْلَ الْهِجْرَةِ بِثَلَاثِ سِنِيْنَ. [96]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کی وفات نماز فرض ہونے سے قبل ہوئی، اور یہ ہجرت سے تین سال پہلے کی بات ہے۔

تدفین اور عدمِ جنازہ:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات نبوت کے دسویں سال رمضان المبارک میں پینسٹھ برس کی عمر میں ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہا کو مکہ مکرمہ کے مقام "حجون" میں دفن کیا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کی قبر مبارک میں اترے۔ اس وقت تک چونکہ نمازِ جنازہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اس لیے آپ کی نمازِ جنازہ ادا نہیں کی گئی۔

امام ابوعبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) لکھتے ہیں:

تُوُفِّيَتْ خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ سَنَةَ عَشْرٍ مِنَ النُّبُوَّةِ، وَهِيَ يَوْمَئِذٍ بِنْتُ خَمْسٍ وَسِتِّيْنَ سَنَةً، فَخَرَجْنَا بِهَا مِنْ مَنْزِلِهَا حَتّٰى دَفَنَّاهَا بِالْحُجُوْنِ، وَنَزَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى

---

[95] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص14 ذکر خدیجۃ بن خویلد

[96] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص14 ذکر خدیجۃ بن خویلد

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حُفْرَتِهَا، وَلَمْ تَكُنْ يَوْمَئِذٍ سَنَةَ الصَّلَاةِ عَلَيْهَا.. [97]

ترجمہ: خدیجہ بنت خویلد (رضی اللہ عنہا) کی وفات نبوت کے دسویں سال ماہِ رمضان میں ہوئی۔ بوقتِ وفات ان کی عمر پینسٹھ سال تھی۔ ہم ان کی میت کو گھر سے لے کر نکلے اور انہیں مقامِ حجون میں دفن کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قبر میں اترے۔ اس وقت تک ان پر نماز (جنازہ) کا طریقہ مقرر نہیں ہوا تھا۔

[97] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص15 ذکر خدیجۃ بن خویلد

اُمّ المؤمنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

اجمالی خاکہ

نام	سودہ
والد	زمعہ بن قیس بن شمس (قبیلہ عامر بن لوی)
والدہ	شموس بنت قیس بن عمرو (قبیلہ بنو نجار)
سن پیدائش	40 سال قبل از بعثت
قبیلہ	قریش (شاخ بنو عامر)
زوجیت رسول	10 نبوی (ہجرت سے تین برس قبل)
سن وفات	23 ہجری
مقام تدفین	جنت البقیع (مدینہ منورہ)
کل عمر	76 سال تقریباً

اُمّ المؤمنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب:

آپ کا نام "سَودَہ"، والد کا نام "زمعہ" اور والدہ کا نام "شموس" تھا۔

والد کی طرف سے سلسلہ نسب یوں ہے:

سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدوُدّ بن نصر بن مالک بن حِسل بن عامر بن لؤي۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) لکھتے ہیں:

سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَبْدِ شَمْسِ بْنِ عَبْدِ وُدِّ بْنِ نَصْرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ حِسْلِ بْنِ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ. [98]

ترجمہ: سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدِ وُد بن نصر بن مالک بن حِسل بن عامر بن لؤی۔

والدہ کی طرف سے سلسلہ نسب یوں ہے:

سودہ بنت شموس بنت قیس بن عمرو بن زید بن لبید بن خداش بن عامر بن غنم بن عدي بن النجار۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) لکھتے ہیں

شُمُوْسُ بِنْتُ قَيْسِ بْنِ عَمْرِو بْنِ زَيْدِ بْنِ لَبِيْدِ بْنِ خِدَاشِ بْنِ عَامِرِ بْنِ غَنْمِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ النَّجَّارِ مِنَ الْأَنْصَارِ. [99]

ترجمہ: شُموس بنتِ قیس بن عمرو بن زید بن لبید بن خداش بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار انصار میں سے تھیں۔

خاندان:

آپ مدینہ منورہ کے خاندان "بنو عدی بن نجار" سے تھیں۔

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) لکھتے ہیں:

---

[98] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص42 ذکر سودۃ بنت زمعۃ

[99] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص42 ذکر سودۃ بنت زمعۃ

مِنْ بَنِيْ عَدِيِّ بْنِ النَّجَّارِ. [100]

ترجمہ: آپ کا تعلق خاندانِ بنی عدی بن النجار سے تھا۔

ولادت:

آپ رضی اللہ عنہا کی ولادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت سے 40 سال قبل ہوئی۔

خاندانی پس منظر:

آپ رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب مبارک سے "لُوَیْ" میں جا کر مل جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کے نانا قیس بن زید، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا ہاشم کے "برادرِ نسبتی" تھے۔ یثرب کے معروف قبیلہ بنو نجار کے چشم و چراغ قیس بن زید کی ہمشیرہ سلمٰی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا ہاشم کی شادی ہوئی تھی۔

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا پہلا نکاح اور ہجرت حبشہ:

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح ان کے چچازاد سکران بن عمرو سے ہوا تھا۔ ان دونوں میاں بیوی کو یہ سعادت حاصل ہے کہ انہوں نے ابتدائے اسلام میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا اور دونوں نے مل کر حبشہ کی طرف دوسری ہجرت کی۔ ہجرت سے واپسی پر یا بعض اقوال کے مطابق حبشہ میں ہی ان کے شوہر وفات پا گئے۔

امام ابوالعباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک قسطلانی مصری رحمہ اللہ (ت 923ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَتْ تَحْتَ ابْنِ عَمٍّ لَهَا يُقَالُ لَهُ "السَّكْرَانُ بْنُ عَمْرٍو" أَخُوْ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو، أَسْلَمَ مَعَهَا قَدِيْمًا، وَهَاجَرَا جَمِيْعًا إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ الْهِجْرَةَ الثَّانِيَةَ، فَلَمَّا قَدِمَا مَكَّةَ مَاتَ زَوْجُهَا، وَقِيْلَ: إِنَّهُ مَاتَ بِالْحَبَشَةِ. [101]

ترجمہ: آپ (سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا) اپنے چچازاد کے نکاح میں تھیں جن کا نام "سکران بن عمرو" تھا۔ یہ سہیل بن عمرو کے بھائی تھے۔ انہوں نے آپ (سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا) کے ساتھ ہی ابتدائی دور میں اسلام قبول کر لیا تھا۔

---

[100] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2546 ترجمۃ سودۃ بنت زمعۃ

[101] المواھب اللدنیۃ: ج1 ص405 باب فی ذکر ازواجہ الطاہرات

دونوں نے مل کر حبشہ کی طرف دوسری ہجرت کی۔ چنانچہ جب دونوں مکہ واپس آئے تو آپ کے شوہر (سکران بن عمرو) کا انتقال ہو گیا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کے شوہر کا انتقال حبشہ میں ہی ہوا تھا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

تَزَوَّجَهَا السَّكْرَانُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ شَمْسِ بْنِ عَبْدِ وُدِّ بْنِ نَصْرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ حَسَلِ بْنِ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ، وَأَسْلَمَتْ بِمَكَّةَ قَدِيمًا وَبَايَعَتْ، وَأَسْلَمَ زَوْجُهَا السَّكْرَانُ بْنُ عَمْرٍو، وَخَرَجَا جَمِيعًا مُهَاجِرَيْنِ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ فِي الْهِجْرَةِ الثَّانِيَةِ. [102]

ترجمہ: آپ (سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا) سے سکران بن عمرو بن عبد شمس بن عبد وُدّ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لؤی نے نکاح کیا۔ آپ نے مکہ میں ابتدائی دور میں اسلام قبول کیا اور بیعت کی۔ آپ کے شوہر سکران بن عمرو بھی اسلام لائے اور دونوں نے حبشہ کی طرف دوسری ہجرت کی۔

حضرت سکران رضی اللہ عنہ سے آپ رضی اللہ عنہا کی اولاد:

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر حضرت سکران بن عمرو رضی اللہ عنہ سے آپ کا ایک بیٹا "عبد الرحمٰن" پیدا ہوا البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ رضی اللہ عنہا کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ آپ کے اس بیٹے نے خلافتِ فاروقی میں فارس کے علاقے میں لڑی جانے والی مشہور جنگِ جَلُولاء میں جامِ شہادت نوش کیا۔

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف زرقانی مالکی رحمہ اللہ (ت 1122ھ) لکھتے ہیں:

وَوَلَدَتْ لَهُ ابْنًا؛ اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، قُتِلَ فِي حَرْبِ جَلُوْلَاءَ، قَرْيَةٍ مِنْ قُرَى فَارِسَ. [103]

ترجمہ: ان (سکران بن عمرو) کا ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام عبد الرحمٰن تھا جو فارس کی بستیوں میں سے ایک بستی جَلُولاء کی جنگ میں شہید ہوا۔

قبولِ اسلام اور بیعت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ دین مکہ کے ہر گھر تک پہنچ رہی تھی۔ اسی دوران سیدہ سودہ رضی اللہ

[102] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 8 ص 42 سودة بنت زمعة

[103] شرح العلامة الزرقانی: ج 4 ص 377 سودة ام المؤمنين

عنہانے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا اور حلقہ بگوش اسلام ہو گئیں۔

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو یہ عظیم سعادت حاصل ہے کہ آپ نے مکہ مکرمہ میں بالکل ابتدائی دور میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا اور بیعت کا شرف پایا تھا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

وَأَسْلَمَتْ بِمَكَّةَ قَدِيْمًا وَبَايَعَتْ. [104]

ترجمہ: آپ (سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا) نے مکہ میں ابتدائی دور میں اسلام قبول کیا اور بیعت کی۔

آزمائشی حالات:

اسلام کے ابتدائی زمانہ میں اسلام قبول کرنا اور پھر اس کا اظہار کرنا بہت مشکل تھا۔ جو کوئی بھی اسلام قبول کرتا تو اس کے گھر والے، اس کا خاندان اور سردارانِ مکہ مل کر اس مسلمان کو قبولِ اسلام کی پاداش میں اپنے ظلم کا نشانہ بناتے اور انسانیت سوز تکالیف سے گزارتے تاکہ کسی طریقے وہ اسلام کو چھوڑ دے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے جب اسلام قبول کیا تو کفارِ مکہ کی طرف سے آپ کو تکالیف کا سامنا کرنا پڑا اور ایک عرصے تک آپ ان سب مظالم کو سہتی رہیں۔

تبلیغ اسلام:

قبولِ اسلام کے بعد آپ رضی اللہ عنہا نے دین کی دعوت دینا شروع کی۔ اس کا آغاز آپ نے اپنے خاندان سے کیا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہا کی پُر اثر تبلیغ سے متاثر ہو کر آپ کے شوہر نامدار مسلمان ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہا کی داعیانہ و مبلغانہ مساعی جمیلہ کی بدولت عبد اللہ بن سہیل بن عمرو، حاطب بن عمرو، سلیط بن عمرو، فاطمہ بنت علقمہ، مالک بن زمعہ اور ابو صبرہ بن ابی رہم رضی اللہ عنہم اجمعین مسلمان ہوئے۔

حبشہ کی طرف پہلی ہجرت کے وقت:

جب کفار مکہ کے مظالم کا سلسلہ نہ تھما تو نبوت کے پانچویں سال رجب کے مہینے میں مسلمانوں کے ایک

[104] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 8 ص 42 سودۃ بنت زمعۃ

قافلے نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ اس پہلی ہجرت کے موقع پر سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر حضرت سُکران بن عمرو رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ میں ہی قیام کو ترجیح دی اور حبشہ ہجرت نہ فرمائی۔

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) لکھتے ہیں:

وَرَوَى الْوَاقِدِيُّ أَنَّ خُرُوْجَهُمْ إِلَيْهَا فِيْ رَجَبٍ سَنَةَ خَمْسٍ مِنَ الْبَعْثَةِ، وَأَنَّ أَوَّلَ مَنْ هَاجَرَ مِنْهُمْ أَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا وَأَرْبَعُ نِسْوَةٍ، وَأَنَّهُمُ انْتَهَوْا إِلَى الْبَحْرِ مَا بَيْنَ مَاشٍ وَرَاكِبٍ، فَاسْتَأْجَرُوْا سَفِيْنَةً بِنِصْفِ دِيْنَارٍ إِلَى الْحَبَشَةِ، وَهُمْ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، وَامْرَأَتُهُ رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبُوْ حُذَيْفَةَ بْنُ عُتْبَةَ، وَامْرَأَتُهُ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ، وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ، وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ، وَأَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الْأَسَدِ، وَامْرَأَتُهُ أُمُّ سَلَمَةَ بِنْتُ أَبِيْ أُمَيَّةَ، وَعُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ، وَعَامِرُ بْنُ رَبِيْعَةَ الْعَنَزِيُّ، وَامْرَأَتُهُ لَيْلَى بِنْتُ أَبِيْ حَثْمَةَ، وَأَبُوْ سَبْرَةَ بْنُ أَبِيْ رُهْمٍ وَيُقَالُ: بَلْ أَبُوْ حَاطِبِ بْنُ عَمْرٍو، وَسُهَيْلُ بْنُ بَيْضَاءَ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِيْنَ. [105]

ترجمہ: امام واقدی نے روایت کیا کہ اُن (صحابہ رضی اللہ عنہم) کا حبشہ کی طرف نکلنا بعثت کے پانچویں سال رجب کے مہینے میں ہوا۔ ان میں سے سب سے پہلے ہجرت کرنے والے گیارہ مرد اور چار عورتیں تھیں۔ یہ تمام افراد پیدل اور سوار ہو کر سمندر تک پہنچے۔ پھر نصف دینار کے عوض حبشہ تک کے لیے ایک کشتی کرائے پر حاصل کی۔ ان کے نام یہ ہیں: عثمان بن عفان اور ان کی زوجہ؛ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابو حذیفہ بن عتبہ اور ان کی زوجہ سہلہ بنت سہیل، زبیر بن عوام، مصعب بن عمیر، عبد الرحمٰن بن عوف، ابو سلمہ بن عبد الاسد اور ان کی زوجہ ام سلمہ بنت ابی امیہ، عثمان بن مظعون، عامر بن ربیعہ عنزی اور ان کی زوجہ لیلیٰ بنت ابی حثمہ اور ابو سبرہ بن ابی رہم۔ یہ بھی منقول ہے کہ ان کے بجائے ابو حاطب بن عمرو، سہیل بن بیضاء اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم تھے۔

حبشہ کی طرف دوسری ہجرت کے وقت:

اس کے ایک برس بعد نبوت کے چھٹے سال میں دوبارہ حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم ملا۔ چنانچہ اس بار 20 خواتین اور 83 مردوں پر مشتمل قافلہ حبشہ پہنچا۔ اس قافلہ سخت جاں میں سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا اور آپ رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت سَکران رضی اللہ عنہ نے بھی شامل ہونے کا ارادہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا کے قبیلہ والوں نے

[105] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج2 ص73 باب ہجرۃ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مکۃ الی ارض الحبشۃ

پوری کوشش کی کہ آپ ہجرت نہ کرنے پائیں اور آپ کے خاندان کا کوئی فرد آپ کے ہمراہ ہجرت نہ کرے لیکن کفارِ مکہ کی خواہشات پر اَوس پڑ گئی اور آپ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ کے شوہر حضرت سکران رضی اللہ عنہ اور خاندان کے کئی دیگر افراد ہجرت کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے مہاجرین میں سے بعض حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہیں مقیم رہے اور غزوۂ خیبر کے موقع پر مدینہ منورہ پہنچے، جبکہ اکثر مہاجرین اس سے پہلے ہی مکہ مکرمہ واپس آ گئے تھے۔ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر بھی انہی واپس آنے والوں میں شامل تھے۔

دو خواب اور نکاح کی بشارت:

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آنے سے قبل دو سچے خواب دیکھے جن میں ان کے پہلے شوہر سکران بن عمرو کی وفات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے مبارک نکاح کی واضح بشارت تھی۔ ان کے شوہر نے خود ان خوابوں کی تعبیر یہی بتائی اور چند ہی روز میں وہ سچی ثابت ہو گئی۔

پہلا خواب:

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ عِنْدَ السَّكْرَانِ بْنِ عَمْرٍو، أَخِيْ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو، فَرَأَتْ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ يَمْشِيْ حَتّٰى وَطِئَ عَلٰى عُنُقِهَا، فَأَخْبَرَتْ زَوْجَهَا بِذٰلِكَ، فَقَالَ: وَأَبِيْكِ، لَئِنْ صَدَقَتْ رُؤْيَاكِ لَأَمُوتَنَّ وَلَيَتَزَوَّجَنَّكِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَتْ: حِجْرًا وَسِتْرًا. [106]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا حضرت سکران بن عمرو رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں جو سہیل بن عمرو کے بھائی تھے۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چلتے ہوئے آئے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (سیدہ سودہ) کی گردن پر قدم مبارک رکھا۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کو یہ خواب بتایا تو انہوں نے کہا:

---

[106] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 8 ص 45 سودۃ بنت زمعۃ

تمہارے باپ کی قسم! اگر تمہارا خواب سچا ہے تو میں ضرور مر جاؤں گا اور میرے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے نکاح کریں گے۔ سودہ (رضی اللہ عنہا) نے (گھبرا کر) کہا: پناہ اور پردہ چاہتی ہوں۔

دوسرا خواب:

امام ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ثُمَّ رَأَتْ فِي الْمَنَامِ لَيْلَةً أُخْرٰى أَنَّ قَمَرًا انْقَضَّ عَلَيْهَا مِنَ السَّمَاءِ وَهِيَ مُضْطَجِعَةٌ، فَأَخْبَرَتْ زَوْجَهَا، فَقَالَ: وَأَبِيْكِ، لَئِنْ صَدَقَتْ رُؤْيَاكِ لَمْ أَلْبَثْ إِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى أَمُوْتَ، وَتَتَزَوَّجِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ، فَاشْتَكَى السَّكْرَانُ مِنْ يَوْمِهٖ ذٰلِكَ، فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا قَلِيْلًا حَتّٰى مَاتَ، وَتَزَوَّجَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.[107]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے پھر دوسری رات ایک اور خواب دیکھا کہ ایک چاند آسمان سے ان پر آ گرا ہے اور وہ لیٹی ہوئی ہیں۔ انہوں نے پھر اپنے شوہر کو یہ خواب بتایا تو انہوں نے کہا: تمہارے باپ کی قسم! اگر تمہارا خواب سچا ہے تو میں کچھ عرصہ ہی زندہ رہوں گا پھر فوت ہو جاؤں گا اور تم میرے بعد نکاح کرو گی۔ چنانچہ سکران (رضی اللہ عنہ) اسی دن بیمار پڑ گئے۔ کچھ عرصہ بعد آپ وفات پا گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (عدت کے بعد) ان سے نکاح کر لیا۔

حضرت سکران رضی اللہ عنہ کی وفات:

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر حضرت سکران بن عمرو رضی اللہ عنہ کی وفات کے حوالے سے مختلف اقوال ملتے ہیں۔ بعض کے نزدیک ان کا انتقال ہجرتِ حبشہ کے دوران وہیں ہو گیا تھا جبکہ بعض اقوال کے مطابق وہ حبشہ سے مکہ واپس آ گئے تھے اور ہجرتِ مدینہ سے قبل مکہ مکرمہ میں ہی وفات پا گئے۔

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب حمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

وَالسَّكْرَانُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ مَعَهُ امْرَأَتُهُ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ بْنِ قَيْسٍ، مَاتَ بِمَكَّةَ قَبْلَ هِجْرَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ.[108]

---

[107] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 8 ص 45 سودۃ بنت زمعۃ

[108] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ج 1 ص 340 من عاد من بنی عامر وحلفاء ھم

ترجمہ: سکران بن عمرو بن عبد شمس کے ساتھ ان کی بیوی سودہ بنت زمعہ بن قیس بھی تھیں۔ انہوں (یعنی سکران) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ کی طرف سے ہجرت کرنے سے قبل مکہ میں وفات پائی۔

امام عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) لکھتے ہیں:

اَلسَّكْرَانُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ شَمْسِ بْنِ عَبْدِ وُدِّ بْنِ نَصْرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ حَسَلِ بْنِ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ أَخُو سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو، وَهُوَ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْحَبَشَةِ، هَاجَرَ إِلَيْهَا وَمَعَهُ امْرَأَتُهُ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ، وَتُوُفِّيَ هُنَاكَ، قَالَهُ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، وَأَبُو مَعْشَرٍ، وَالزُّبَيْرُ. وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ وَالْوَاقِدِيُّ: رَجَعَ السُّكْرَانُ إِلَى مَكَّةَ فَمَاتَ بِهَا قَبْلَ الْهِجْرَةِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ. [109]

ترجمہ: سکران بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لؤی جو سہیل بن عمرو کے بھائی تھے؛ ان کا شمار مہاجرینِ حبشہ میں ہوتا ہے۔ انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور ان کے ساتھ ان کی بیوی سودہ بنت زمعہ (رضی اللہ عنہا) تھیں۔ وہیں ان کی وفات ہوئی۔ یہ بات موسیٰ بن عقبہ، ابو معشر اور زبیر نے کہی ہے جبکہ امام ابن اسحاق اور امام واقدی نے فرمایا: سکران مکہ واپس آ گئے تھے اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت سے قبل مکہ میں ہی ان کی وفات ہو گئی۔

نکاح کی ضرورت:

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کی وفات کے غم سے دوچار تھیں جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد رنج والم کی کیفیت سے گزر رہے تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دعوتِ اسلام کے ابتدائی اور نہایت دشوار مرحلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھرپور ساتھ دیا تھا، اس لیے ان کی وفات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک بڑا صدمہ تھی۔

دوسری طرف گھر کے معاملات، صاحبزادیوں کی تربیت و نگہداشت اور دینِ اسلام کی عظیم ذمہ داریاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھیں۔ اس لیے حالات کا تقاضا تھا کہ ایسی رفیقۂ حیات موجود ہو جو گھر کی ذمہ داریاں سنبھالے، آپ کے غم و فکر میں شریک ہو اور دین کے کام میں معاون و مددگار ثابت ہو۔ سیدہ سودہ رضی اللہ

[109] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن کثیر: ج2 ص305 السکران بن عمرو

عنہا کے ساتھ نکاح میں یہ حکمت نمایاں طور پر موجود تھی۔

پیغامِ نکاح کا مرحلہ:

ان حالات کے پیشِ نظر حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی اہلیہ سیدہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ کو ایک غمگسار رفیقہ حیات کی ضرورت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! کیونکہ پہلے تو گھر بار کا انتظام اور بال بچوں کی پرورش سب خدیجہ کیا کرتی تھیں۔ اس پر خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کیا میں آپ کے لئے کہیں نکاح کا پیغام دے دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بالکل مناسب بات ہے، خواتین ہی اس کام کے لئے موزوں ہوتی ہیں۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَيَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ قَالَا: جَاءَتْ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيْمِ بْنِ الْأَوْقَصِ السُّلَمِيَّةِ، امْرَأَةُ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! كَأَنِّيْ أَرَاكَ قَدْ دَخَلَتْكَ خِلَّةٌ لِفَقْدِ خَدِيْجَةَ، فَقَالَ: "أَجَلْ، كَانَتْ أُمَّ الْعِيَالِ وَرَبَّةَ الْبَيْتِ".

قَالَتْ: أَفَلَا أَخْطُبُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: بَلٰى، فَإِنَّكُنَّ مَعْشَرَ النِّسَاءِ أَرْفَقُ بِذٰلِكَ.

فَخَطَبَتْ عَلَيْهِ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ مِنْ بَنِيْ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ، وَخَطَبَتْ عَلَيْهِ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِيْ بَكْرٍ، فَتَزَوَّجَهَا، فَبَنٰى بِسَوْدَةَ بِمَكَّةَ، وَعَائِشَةُ يَوْمَئِذٍ بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ، حَتّٰى بَنٰى بِهَا بَعْدَ ذٰلِكَ حِيْنَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ. [110]

ترجمہ: ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن اور یحییٰ بن عبد الرحمٰن بن حاطب سے روایت ہے، دونوں کہتے ہیں کہ حضرت عثمان بن مظعون کی بیوی خولہ بنت حکیم بن اوقص سلمیہ رضی اللہ عنہا؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! ایسا لگتا ہے کہ خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کی وفات کے بعد آپ پر ایک تنہائی چھا گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، وہ بچوں کی ماں اور گھر کی نگران تھیں۔ انہوں نے عرض کیا: کیا میں آپ کے لیے (کسی مناسب جگہ) نکاح کا پیغام نہ دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں، پیغامِ نکاح دینے کے معاملے میں تم خواتین زیادہ مناسب ہو۔ چنانچہ خولہ بنت حکیم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام (نکاح) بنو عامر بن

---

[110] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص45 سودۃ بنت زمعۃ

لؤی کی سودہ بنت زمعہ اور عائشہ بنت ابی بکر دونوں کو دیا۔ (بعد میں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے نکاح فرمالیا۔ سودہ (رضی اللہ عنہا) کی رخصتی مکہ میں فرمائی، اس وقت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی عمر چھ سال تھی۔ ان کی رخصتی اس وقت ہوئی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے۔

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف زرقانی مالکی رحمہ اللہ (ت 1122ھ) لکھتے ہیں:

رَوَى الْإِمَامُ أَحْمَدُ بِسَنْدٍ جَيِّدٍ، وَالطَّبَرَانِيُّ بِرِجَالٍ ثِقَاتٍ، عَنْ عَائِشَةَ وَابْنُ سَعْدٍ وَالْبَيْهَقِيُّ بِسَنْدٍ حَسَنٍ مِنْ مُرْسَلِ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ، وَوَصَلَهُ ابْنُ أَبِيْ عَاصِمٍ أَنَّ خَوْلَةَ بِنْتَ حَكِيْمٍ، امْرَأَةَ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ، جَاءَتْ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: أَلَا تَتَزَوَّجُ؟

قَالَ: مَنْ؟ قَالَتْ: إِنْ شِئْتَ بِكْرًا، وَإِنْ شِئْتَ ثَيِّبًا، أَمَّا الْبِكْرُ فَبِنْتُ أَحَبِّ الْخَلْقِ إِلَيْكَ: عَائِشَةُ، وَأَمَّا الثَّيِّبُ فَسَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ قَدْ اٰمَنَتْ بِكَ وَاتَّبَعَتْكَ.

قَالَ: اذْهَبِيْ فَاذْكُرِيْهِمَا۔ [111]

ترجمہ: امام احمد نے سند جید کے ساتھ اور امام طبرانی نے ثقہ راویوں کے واسطہ سے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے، اسی طرح امام ابن سعد اور امام بیہقی نے سندِ حسن کے ساتھ ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بن حاطب مرسلاً اور امام ابن ابی عاصم نے متصلاً روایت کی ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی خولہ بنت حکیم؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا: آپ نکاح کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کس سے؟ انہوں نے عرض کیا: اگر آپ چاہیں تو کنواری سے اور اگر چاہیں تو بیوہ سے۔ کنواری تو آپ کو مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب شخص (ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) کی بیٹی عائشہ ہیں، اور بیوہ سودہ بنت زمعہ ہیں جو آپ پر ایمان لاچکی ہیں اور آپ کی پیروی اختیار کر چکی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ اور انہیں میرا پیغامِ نکاح دے دو۔

سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی باہمی گفتگو:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت پانے کے بعد حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئیں اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نکاح کے پیغام کی عظیم خوشخبری

[111] شرح العلامۃ الزرقانی: ج4 ص379 سودۃ ام المؤمنین

سنائی، جسے انہوں نے بخوشی قبول کرتے ہوئے اپنے والد سے اس کا ذکر کرنے کا مشورہ دیا۔

علامہ ابوعبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف زرقانی مالکی رحمہ اللہ (ت 1122ھ) لکھتے ہیں

فَذَهَبْتُ إِلٰى سَوْدَةَ، فَقُلْتُ: مَا ذَا أَدْخَلَ اللهُ عَلَيْكُمْ مِنَ الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ؟
فَقَالَتْ: وَمَا ذَاكَ؟
قُلْتُ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَنِيْ إِلَيْكِ لِأَخْطُبَكِ عَلَيْهِ.
فَقَالَتْ: وَدِدْتُ ذٰلِكَ، لٰكِنِ ادْخُلِيْ عَلٰى أَبِيْ فَاذْكُرِيْ لَهٗ ذٰلِكَ. [112]

ترجمہ: (خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) میں سودہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس گئی اور ان سے کہا: اللہ تعالیٰ نے تم پر کیا ہی خیر اور برکت فرمائی ہے۔ انہوں نے پوچھا: وہ کیسے؟ میں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پیغامِ نکاح دے کر مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ انہوں نے جواب دیا: میں یہ پیغام قبول کرتی ہوں، لیکن تم میرے والد کے پاس جاؤ اور ان سے اس بات کا تذکرہ کرو۔

سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا اور زمعہ کی باہمی گفتگو:

سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا کو جب یہ معلوم ہوا کہ سیدہ سودہ اس پر رضامند ہیں تو وہ آپ رضی اللہ عنہا کے بوڑھے والد زمعہ بن قیس کے پاس گئیں اور جا کر کہا کہ میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بن عبد اللہ بن عبد المطلب کی طرف سے آپ کی بیٹی سودہ کے لئے نکاح کا پیغام لائی ہوں۔ زمعہ نے یہ سن کر کہا: آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) انتہائی معزز اور ہم پلہ شخص ہیں۔ واقعی میری بیٹی کی خوش قسمتی ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس رشتے کے لیے سب سے زیادہ موزوں ہیں لیکن آپ سودہ کی رائے بھی معلوم کر لیں۔ اس پر سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے ان سے بات کر لی ہے اور انہیں یہ پیغام قبول ہے۔

علامہ ابوعبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف زرقانی مالکی رحمہ اللہ (ت 1122ھ) لکھتے ہیں

وَكَانَ شَيْخًا كَبِيْرًا قَدْ جَلَسَ عَلَى الْمَوَاسِمِ، فَحَيَّاهُ بِتَحِيَّةِ الْجَاهِلِيَّةِ، فَقُلْتُ: أَنْعَمَ صَبَاحًا، فَقَالَ: وَمَنْ أَنْتِ؟ قُلْتُ: خَوْلَةُ، فَرَحَّبَ بِيْ، وَقَالَ مَا شَاءَ أَنْ يَقُوْلَ، فَقُلْتُ: إِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُطَّلِبِ يَذْكُرُ ابْنَتَكِ، قَالَ: هُوَ كُفْءٌ كَرِيْمٌ، فَمَا تَقُوْلُ صَاحِبَتُكِ؟ قُلْتُ: تُحِبُّ ذٰلِكَ، قَالَ: فَقُوْلِيْ لَهٗ فَلْيَأْتِ، فَجَاءَ، فَمَلَكَهَا وَقَدِمَ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَمْعَةَ، فَوَجَدَ أُخْتَهٗ قَدْ تَزَوَّجَهَا رَسُوْلُ اللهِ

---

[112] شرح العلامۃ الزرقانی: ج4ص379 سودۃ ام المؤمنین

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَحَثَا التُّرَابَ عَلٰى رَأْسِه، فَلَمَّا أَسْلَمَ كَانَ يَجِدُ فِي نَفْسِه مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا وَيَقُوْلُ: إِنِّيْ لَسَفِيْهٌ يَوْمَ أَحْثُو التُّرَابَ عَلٰى رَأْسِيْ أَنْ تَزَوَّجَ أُخْتِيْ. [113]

ترجمہ: (حضرت خولہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ) وہ (زمعہ) ایک بوڑھے شخص تھے جو میلوں میں بیٹھا کرتے تھے۔ میں نے انہیں جاہلیت کے طریقے پر سلام کیا اور کہا: تمہاری صبح خوشگوار ہو۔ انہوں نے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: خولہ۔ تو انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور جو کہنا تھا کہا۔ پھر میں نے کہا: محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب نے آپ کی بیٹی کے لیے رشتے کا پیغام بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا: وہ ہم پلہ اور شریف شخص ہیں۔ تمہاری سہیلی (سودہ) کیا کہتی ہے؟ میں نے کہا: وہ اس پر آمادہ ہیں۔ انہوں نے کہا: تو انہیں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے) کہو کہ وہ آجائیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور انہیں اپنے نکاح میں لے لیا۔ پھر عبد اللہ بن زمعہ (سیدہ سودہ کے بھائی) آئے۔ جب انہیں حقیقتِ حال کا علم ہوا کہ ان کی بہن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کر لیا ہے، تو انہوں نے (غصے میں) اپنے سر پر خاک ڈالی۔ پھر جب وہ (بعد میں) اسلام لائے تو اپنے دل میں اس پر سخت ندامت محسوس کرتے تھے اور فرماتے تھے: بے شک میں اس دن بڑا نادان تھا جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان سے نکاح کرنے پر اپنے سر پر خاک ڈالی تھی۔

سودہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں:

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے وہ خواب شرمندہ تعبیر ہونے لگے جو آپ نے حضرت سکران رضی اللہ عنہ کی وفات سے پہلے دیکھے تھے۔ زمعہ بن قیس نے سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی اجازت مانگی اور کہا: اے میری لختِ جگر! خولہ بنت حکیم مجھ سے کہتی ہیں کہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب نے تجھے نکاح کا پیغام بھیجا ہے۔ کیا تو اس کے لیے راضی ہے؟ دیکھ بیٹی! میرے نزدیک تو وہ نہایت عزت دار گھرانہ ہے۔ اگر تو بھی راضی ہو تو میں اس معاملہ کو پکا کر دوں؟ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ جی ابو جان! میری رائے بھی یہی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے گئے اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے والد زمعہ بن قیس نے آپ کا نکاح پڑھایا اور 400 درہم حق مہر مقرر ہوا۔

---

[113] شرح العلامۃ الزرقانی: ج4 ص379 سودۃ ام المؤمنین

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب حمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں
وَأَصْدَقَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَ مِأَةِ دِرْهَمٍ. [114]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حق مہر چار سو درہم مقرر فرمایا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ: تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْدَةَ فِي رَمَضَانَ سَنَةَ عَشْرٍ مِنَ النُّبُوَّةِ بَعْدَ وَفَاةِ خَدِيْجَةَ وَقَبْلَ تَزَوُّجِ عَائِشَةَ. [115]

ترجمہ: محمد بن عبد اللہ بن مسلم سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (عبد اللہ بن مسلم) کو یہ فرماتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ (رضی اللہ عنہا) سے نبوت کے دسویں سال رمضان میں حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کی وفات کے بعد اور حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے نکاح سے پہلے نکاح فرمایا۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح:

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو یہ عظیم شرف اور اعزاز حاصل ہوا کہ آپ پہلی خاتون تھیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد نکاح فرمایا۔

حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں
فَتَزَوَّجَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَتْ أَوَّلَ امْرَأَةٍ تَزَوَّجَهَا بَعْدَ خَدِيْجَةَ. [116]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا) سے نکاح فرمایا۔ آپ (رضی اللہ عنہا) پہلی خاتون تھیں جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے بعد نکاح فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا انفرادی مقام:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو یہ منفرد اور عظیم شرف حاصل ہوا کہ

---

[114] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ج1 ص541

[115] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص42 سودۃ بنت زمعۃ

[116] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2546 ترجمۃ سودۃ بنت زمعۃ

وہ تقریباً چار سال تک تنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں رہیں۔ اس دوران کسی اور بیوی یا باندی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کا یہ شرف نہیں ملا۔ آپ رضی اللہ عنہا کا شمار کائنات کی نہایت معزز، دانشمند اور بلند مرتبہ خواتین میں ہوتا تھا۔

علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) لکھتے ہیں:

رَوٰي عَنْهَا ابْنُ عَبَّاسٍ وَيَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ ... وَقَدِ انْفَرَدَتْ بِصُحْبَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَ سِنِيْنٍ لَا تُشَارِكُهَا فِيْهَا امْرَأَةٌ وَلَا سَرِيَّةٌ، ثُمَّ بَنٰى بِعَائِشَةَ بَعْدُ، وَلَهَا تِسْعُ سِنِيْنَ، وَكَانَتْ سَوْدَةُ مِنْ سَادَاتِ النِّسَاءِ. [117]

ترجمہ: سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا سے حضرت عبد اللہ بن عباس اور یحیٰ بن عبد اللہ انصاری (رضی اللہ عنہم) نے روایات نقل کی ہیں... انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں چار سال تک تنہا رہنے کا اعزاز (انفراد) حاصل رہا، اس عرصے میں کسی اور بیوی یا باندی نے ان کے ساتھ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں) شرکت نہیں کی۔ پھر اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی فرمائی۔ ان (عائشہ رضی اللہ عنہا) کی عمر (اس وقت) نو سال تھی۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا شمار معزز خواتین میں ہوتا تھا۔

ہجرتِ مدینہ:

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں تین سال رہیں اس کے بعد اللہ کی طرف سے ہجرت مدینہ کا حکم آیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم؛ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ طیبہ ہجرت فرماگئے۔ چونکہ حالات اس قدر سنگین ہو چکے تھے کہ اس وقت اپنے اہل وعیال کو ساتھ لے جانا خطرے سے خالی نہیں تھا اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے گھر والوں کو ساتھ نہ لے جاسکے۔

چھ ماہ تک سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بچیوں کی دیکھ بھال، تربیت کی کٹھن ذمہ داریوں کو خوش اسلوبی سے پورا کرتی رہیں۔ ایک عمر رسیدہ خاتون کے لئے اپنی سوتیلی اولاد سے شفقت و محبت کا برتاؤ کرنا انتہائی مشکل ہوتا ہے مگر آپ رضی اللہ عنہا نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادیوں کے ساتھ

[117] سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج2 ص332 ترجمۃ سودۃ بنت زمعۃ بن قیس

باوجودیکہ وہ سوتیلی اولاد تھیں، انہیں حقیقی ماں جیسا پیار دیا۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کم و بیش پانچ چھ سال تک سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی زیرِ تربیت رہیں لیکن ساری زندگی کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا، نہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے اور نہ ہی سیدہ ام کلثوم اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہما کی طرف سے۔

مدینہ طیبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی تعمیر کی اور ساتھ ہی دو مکان بھی تعمیر کرائے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان 1 ہجری کو حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ اور ابو رافع رضی اللہ عنہ کو دو اونٹ اور پانچ سو درہم دے کر مکہ کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ مقامِ قدید (قُدَیْد... "قاف" پر پیش اور پہلے "دال" پر زبر کے ساتھ پڑھنا ہے) سے مزید ایک اور اونٹ بھی خرید لینا تاکہ سیدہ سودہ، سیدہ ام کلثوم اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہن آسانی سے سوار ہو سکیں۔ چنانچہ زید بن حارثہ اور ابو رافع حسبِ حکم مکہ آئے اور خاندانِ نبوت کو بحفاظت ہمراہ لے گئے۔

ضرورتاً باہر نکلنے کی اجازت:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حجاب کے حکم نازل ہونے کے بعد سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا قضائے حاجت کے لیے گھر سے باہر نکلیں۔ چونکہ آپ رضی اللہ عنہا کا جسم بھاری بھر کم تھا اس وجہ سے لوگ آپ رضی اللہ عنہا کو باوجود پردے کے بھی قدو قامت کی وجہ سے پہچان لیتے تھے جنہوں نے حجاب کا حکم نازل ہونے سے پہلے آپ رضی اللہ عنہا کو دیکھا ہوا تھا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدہ سودہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو فرمایا: میں نے آپ کو پہچان لیا ہے۔ چنانچہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا الٹے پاؤں واپس پلٹیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو میرے گھر میں کھانا تناول فرما رہے تھے، اس وقت آپ علیہ السلام کے ہاتھ میں پُر گوشت ہڈی تھی۔ اس دوران سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ علیہ السلام پر کیفیتِ وحی طاری ہو گئی۔ جب یہ کیفیت ختم ہوئی تو پُر گوشت ہڈی کو ہاتھ میں تھامے ہوئے فرمایا: تمہیں اپنی حاجات کے لیے باہر نکلنے کی اجازت دے دی گئی ہے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا - قَالَتْ: خَرَجَتْ سَوْدَةُ بَعْدَ مَا ضُرِبَ الْحِجَابُ لِحَاجَتِهَا، وَكَانَتِ امْرَأَةً جَسِيْمَةً، لَا تَخْفٰى عَلٰى مَنْ يَعْرِفُهَا، فَرَآهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: يَا سَوْدَةُ!

أَمَا وَاللهِ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا، فَانْظُرِيْ كَيْفَ تَخْرُجِيْنَ، قَالَتْ: فَانْكَفَأَتْ رَاجِعَةً، وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ، وَإِنَّهُ لَيَتَعَشَّى وَفِيْ يَدِهِ عَرْقٌ، فَدَخَلَتْ، فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِنِّيْ خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِيْ، فَقَالَ لِيْ عُمَرُ كَذَا وَكَذَا، قَالَتْ: فَأَوْحَى اللهُ إِلَيْهِ، ثُمَّ رُفِعَ عَنْهُ، وَإِنَّ الْعَرْقَ فِي يَدِهِ مَا وَضَعَهُ، فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ. [118]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد اپنی ضرورت کے لیے باہر نکلیں۔ آپ بڑی قد و قامت والی خاتون تھیں اس لیے جو شخص آپ کو پہچانتا تھا آپ اس سے چھپ نہ سکتی تھیں (یعنی فوراً پہچان لی جاتیں)۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا تو کہا: "اے سودہ! اللہ کی قسم، آپ ہم سے چھپ نہیں سکتیں، دیکھیے آپ کس طرح باہر نکلی ہیں؟" یہ سنتے ہی وہ واپس مڑ گئیں۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں کھانے کے لیے بیٹھے تھے اور ہاتھ میں پُر گوشت ہڈی لیے ہوئے تھے۔ سودہ نے داخل ہو کر کہا: "اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنی ضرورت کے لیے نکلی تھی، اور عمر نے یہ کہا کہ ایسا اور ایسا ہوا۔" اس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی کا نازل شروع ہوا۔ جب نزولِ وحی کی کیفیت ختم ہوئی تو آپ اسی حالت میں تھے کہ پُر گوشت ہڈی آپ کے ہاتھ میں ہی تھی۔ پھر۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں قضائے حاجت کے لیے باہر نکلنے کی اجازت دے دی گئی ہے۔

سخاوت و دریادلی:

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا فطری طور پر دنیا سے بے رغبت اور نہایت سخی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت نے اس وصف کو مزید نکھار دیا تھا۔ آپ دستکاری اور کھالیں تیار کرنے میں مہارت رکھتی تھیں اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی راہِ خدا میں خرچ کر دیتی تھیں۔ ایک مرتبہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دراہم سے بھری ایک تھیلی بھیجی۔ جب معلوم ہوا کہ اس میں دراہم ہیں تو فرمایا: "تھیلی تو کھجوروں کی ہے اور اس میں دراہم ہیں!" پھر تمام دراہم کھجوروں کی طرح ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَعَثَ إِلٰى سَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ

[118] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4795

بِغُرَارَةٍ مِنْ دَرَاهِمَ، فَقَالَتْ: مَا هٰذِهِ؟ قَالُوْا: دَرَاهِمُ، قَالَتْ: فِي الْغُرَارَةِ مِثْلُ التَّمْرِ، يَا جَارِيَةُ! بَلِّغِيْنِي الْقِنَعَ، قَالَ: فَفَرَّقَتْهَا. [119]

ترجمہ: محمد بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے پاس دراہم سے بھری ہوئی ایک ٹوکری بھیجی۔ انہوں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ لانے والوں نے کہا: دراہم ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کھجوروں والی ٹوکری میں دراہم؟ اے باندی! میرے پاس یہ ٹوکری لا (جس میں دراہم ہیں)۔ راوی کہتے ہیں: آپ رضی اللہ عنہا نے وہ سارے دراہم (اسی وقت) تقسیم فرما دیے۔

آپ رضی اللہ عنہا کی یہ کیفیت سخاوت اور شانِ استغناء کی عظیم آئینہ دار تھی۔

پابندی شریعت:

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا دیگر اوصاف کے ساتھ ساتھ شریعت کی انتہائی پابند تھیں۔ عبادات و ریاضت اور زہد و تقویٰ میں بلند شان کی حامل تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "اس کے بعد چٹائیوں پر بیٹھنا ہے" کے مفہوم کو اختیار کرتے ہوئے بعد میں آپ رضی اللہ عنہا نے سفر حج نہیں کیا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التُّوَامَةِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: حَجَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنِسَائِهِ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، ثُمَّ قَالَ: هٰذِهِ الْحَجَّةُ ثُمَّ ظُهُوْرُ الْحَصْرِ.

قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: وَكَانَ كُلُّ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحُجَّجْنَ إِلَّا سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ وَزَيْنَبُ بِنْتُ جُحْشٍ، قَالَتَا: لَا تُحَرِّكُنَا دَابَّةٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [120]

ترجمہ: صالح مولیٰ توامہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے سال اپنی ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) کے ہمراہ حج کیا۔ پھر فرمایا: یہ حج جو تم نے کر لیا کافی ہے۔ اس کے بعد چٹائیوں پر بیٹھنا ہے (یعنی گھروں میں رہنا ہے)۔

---

[119] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 8 ص 45 سودۃ بنت زمعۃ

[120] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 8 ص 44 سودۃ بنت زمعۃ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج (بعد میں بھی) حج کیا کرتی تھیں سوائے حضرت سودہ بنت زمعہ اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہما کے، یہ دونوں فرماتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے اس فرمان) کے بعد ہمیں کوئی سواری حرکت نہ دے (یعنی ہم کوئی سفر نہیں کریں گی)۔

مناسکِ حج میں خصوصی رعایت:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے 10 ہجری میں حج ادا فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن) ہمراہ تھیں۔ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا چونکہ سن رسیدہ بھی تھیں اور جسم قدرے بھاری ہو گیا تھا اس لیے تیز رفتاری کے ساتھ چل پھر نہ سکتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کمالِ شفقت فرماتے ہوئے انہیں اجازت مرحمت فرمادی۔ چنانچہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا رات ہی میں لوگوں سے پہلے مزدلفہ سے روانہ ہو گئیں۔

امام ابوالحسن مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتِ: اسْتَأْذَنَتْ سَوْدَةُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ تَدْفَعُ قَبْلَهُ، وَقَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ، وَكَانَتِ امْرَأَةً ثَبِطَةً ... فَأَذِنَ لَهَا، فَخَرَجَتْ قَبْلَ دَفْعِهِ، وَحَبَسَنَا حَتّٰى أَصْبَحْنَا، فَدَفَعْنَا بِدَفْعِهِ، وَلَأَنْ أَكُوْنَ اسْتَأْذَنْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا اسْتَأْذَنَتْهُ سَوْدَةُ فَأَكُوْنَ أَدْفَعُ بِإِذْنِهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مَفْرُوْحٍ بِهِ. [121]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے مزدلفہ کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگوں کے ہجوم کی بھیڑ سے پہلے (منیٰ کی طرف) روانہ ہو جائیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ایک بھاری بھرکم خاتون تھیں... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی۔ چنانچہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی سے پہلے چلی گئیں۔ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روکے رکھا یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ پھر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے۔ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) اور اگر میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح اجازت لے لیتی جیسے حضرت

---

[121] صحیح مسلم: رقم الحدیث 1290

سودہ (رضی اللہ عنہا) نے اجازت لی تھی تو میرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے (پہلے) روانہ ہونا مجھے ہر اس چیز سے زیادہ محبوب ہوتا جس سے مجھے خوشی مل سکتی ہے۔

نوٹ: حج کے دوران مزدلفہ میں رات گزارنا اور صبح طلوعِ فجر کے بعد منیٰ کی طرف روانہ ہونا واجب ہے۔ تاہم مریض، بہت زیادہ ضعیف افراد اور خواتین اگر کسی حقیقی عذر کی بنا پر مزدلفہ میں وقوف نہ کر سکیں اور فجر سے پہلے ہی منیٰ چلی جائیں تو ان کے لیے اس کی اجازت ہے، اور عذر کی وجہ سے اس ترکِ واجب پر دم بھی لازم نہ ہو گا۔

خوشنودی نبوت کا حصول:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے موقع پر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے درمیان قرعہ ڈالتے اور جس کا نام نکلتا اسے ساتھ لے جاتے۔ آپ نے ان کے درمیان باری بھی مقرر فرمائی تھی، البتہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی کی خاطر اپنی باری سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی تھی۔

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ وَكَانَ يَقْسِمُ لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا غَيْرَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبْتَغِي بِذٰلِكَ رِضَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [122]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج کے درمیان قرعہ ڈالتے ان میں سے جس کا قرعہ نکلتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اپنے ہمراہ لے جاتے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج میں سے ہر ایک کے لیے اس کا دن اور رات مقرر فرماتے تھے لیکن حضرت سودہ بنت زمعہ (رضی اللہ عنہا) نے اپنا دن اور رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کو ہبہ کر دیا تھا، اس (ایثار) سے ان کا مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنا تھا۔

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا ایثار:

[122] صحیح البخاری: رقم الحدیث 2593

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ازواجِ مطہرات میں سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے خاص محبت تھی۔ جب سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے بڑھاپے میں یہ اندیشہ محسوس کیا کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے علیحدگی اختیار نہ فرمالیں تو زوجیتِ نبوی کے شرف کو برقرار رکھنے کی خاطر انہوں نے اپنی باری سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ درخواست قبول فرمالی۔ مفسرین کے مطابق اس واقعے کے ضمن میں سورۃ النساء کی یہ آیت نازل ہوئی:

(وَ اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا١ؕ وَ الصُّلْحُ خَيْرٌ١ؕ) [123]

ترجمہ: اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے نااتفاقی یا بے رخی کا اندیشہ ہو تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ آپس میں کسی مناسب طریقے سے صلح کرلیں، اور صلح کرنا بہتر ہے۔

اس آیت میں میاں بیوی کے باہمی صلح ومصالحت کو بہتر قرار دیا گیا ہے۔

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا لِعَائِشَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ لِعَائِشَةَ بِيَوْمِهَا، وَيَوْمِ سَوْدَةَ. [124]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت سودہ بنت زمعہ (رضی اللہ عنہا) نے اپنی باری کا دن حضرت عائشہ کو ہبہ کر دیا تھا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے لیے ان کی اپنی باری کا دن اور حضرت سودہ کی باری کا دن مقرر فرماتے تھے۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ترمذی رحمہ اللہ (ت279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ، قَالَ: "خَشِيَتْ سَوْدَةُ أَنْ يُطَلِّقَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: لَا تُطَلِّقْنِي وَأَمْسِكْنِي، وَاجْعَلْ يَوْمِي لِعَائِشَةَ، فَفَعَلَ ، فَنَزَلَتْ: (فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا١ؕ وَ الصُّلْحُ خَيْرٌ١ؕ) [125]

[123] سورۃ النساء:128

[124] صحیح البخاری: رقم الحدیث5212

[125] جامع الترمذی: رقم الحدیث3040

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: حضرت سودہ (رضی اللہ عنہا) کو اندیشہ ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں طلاق دے دیں گے، تو انہوں نے عرض کیا: آپ مجھے طلاق نہ دیں اور مجھے اپنی زوجیت میں رکھیں، اور میری باری کا دن عائشہ کے لیے مقرر فرما دیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی: (فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۭ وَ الصُّلْحُ خَيْرٌ ۭ)

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی رفاقتِ نبوی کی آرزو:

بڑھاپے میں سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو طلاق کا اندیشہ ہوا، مگر ان کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ دنیا و آخرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت اور زوجیت کے شرف سے محروم نہ ہوں۔ اسی جذبے کے تحت انہوں نے اپنی باری سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دی۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ مَعْمَرٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: بَلَغَنِيْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَرَادَ فِرَاقَ سَوْدَةَ، فَكَلَّمَتْهُ فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! مَا بِيْ عَلَى الْأَزْوَاجِ حِرْصٌ، وَلٰكِنِّيْ أُحِبُّ أَنْ يَبْعَثَنِيَ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ زَوْجًا لَكَ. [126]

ترجمہ: امام معمر کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ (رضی اللہ عنہا) کو طلاق دینے کا ارادہ فرمایا تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے شوہر کی کوئی خواہش نہیں ہے لیکن میری یہ دلی آرزو ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے قیامت کے دن آپ کی زوجہ ہونے کی حیثیت سے اٹھائے۔

ظرافت اور حسِ مزاح:

ام المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے مزاج میں اگرچہ کچھ تیزی تھی لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ انتہائی خوش مزاج اور ظرافت کی حامل خاتون تھیں۔ کبھی کبھار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسانے کی غرض سے عام انداز سے ہٹ کر چل کر دکھاتیں جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا پڑتے۔ ایک رات وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قیام اللیل میں کھڑی ہو گئیں، اور نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگیں: میں نے

---

[126] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 8 ص 43 سودۃ بنت زمعۃ

آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ نے اتنا لمبا رکوع فرمایا کہ مجھے یوں لگا جیسے میری نکسیر پھوٹ پڑے گی، یہ کہہ کر وہ اپنی ناک سہلانے لگیں، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت مسکرائے۔

حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: قَالَتْ سَوْدَةُ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلَّيْتُ خَلْفَكَ اللَّيْلَةَ، فَرَكَعْتَ بِيْ حَتَّى أَمْسَكْتُ بِأَنْفِيْ مَخَافَةَ أَنْ يَقْطُرَ الدَّمُ. فَضَحِكَ، وَكَانَتْ تُضْحِكُهُ بِالشَّيْءِ أَحْيَانًا. [127]

ترجمہ: امام ابراہیم (نخعی) رحمہ اللہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: آج رات میں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی، آپ نے اتنی دیر رکوع کیا کہ میں نے خون ٹپکنے کے ڈر سے اپنی ناک پکڑلی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ آپ رضی اللہ عنہا بعض اوقات کسی نہ کسی بات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسا دیا کرتی تھیں۔

وفات:

ان کی وفات کے بارے میں مورخین کا اتفاق ہے کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہوئی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح سند کے ساتھ اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے یقین کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ان کا انتقال خلافتِ عمر کے آخر میں ہوا، اور ابن سید الناس کے مطابق یہی قول مشہور ہے۔

امام ابو العباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک قسطلانی مصری رحمہ اللہ (ت 923ھ) لکھتے ہیں:

وَرَوَى الْبُخَارِيُّ فِي تَارِيْخِه بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ إِلَى سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ هِلَالٍ أَنَّهَا مَاتَتْ فِيْ خِلَافَةِ عُمَرَ، وَجَزَمَ الذَّهَبِيُّ فِي "التَّارِيْخِ الْكَبِيْرِ" بِأَنَّهَا مَاتَتْ فِي اٰخِرِ خِلَافَةِ عُمَرَ، وَقَالَ ابْنُ سَيِّدِ النَّاسِ: إِنَّهُ الْمَشْهُوْرُ. [128]

ترجمہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں سعید بن ابی ہلال تک صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ ان (سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا) کی وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی۔ اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے "التاریخ

[127] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2547 ترجمۃ سودۃ بنت زمعۃ

[128] المواھب اللدنیۃ: ج1 ص405 ذکر ازواجہ الطاہرات وسراریہ المطہرات

الکبیر" میں یقین کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ان کی وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری دور میں ہوئی، اور ابن سید الناس نے فرمایا کہ یہی بات مشہور ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما

اجمالی خاکہ

نام	عائشہ
کنیت	ام عبد اللہ
القابات	حبیبۃ الرسول، صدیقہ، حمیرا
والد	ابو بکر صدیق (قبیلہ قریش شاخ بنو تمیم)
والدہ	ام رومان (قبیلہ قریش شاخ بنو کنانہ)
سن پیدائش	5 نبوی (بعثت نبوی کے پانچ برس بعد)
قبیلہ	قریش (شاخ بنو تمیم)
زوجیت رسول	شوال 1 ہجری (رخصتی)
سن وفات	58 ہجری
مقام تدفین	جنت البقیع (مدینہ منورہ)
کل عمر	67 سال تقریباً

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما

نام و نسب:

آپ کا نام "عائشہ"، والد کا نام "عبد اللہ" (ابو بکر) اور والدہ کا نام "ام رومان" تھا۔

والد کی طرف سے سلسلہ نسب یہ ہے:

عائشہ بنت ابی بکر بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک۔

امام ابو العباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک قسطلانی مصری رحمہ اللہ (ت 923ھ) لکھتے ہیں

عَائِشَةُ بِنْتُ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ أَبِي قُحَافَةَ بْنِ عَامِرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ كَعْبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ تَيْمِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ. [129]

ترجمہ: عائشہ بنت ابی بکر بن ابی قحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرہ بن کعب بن لوی۔

والدہ محترمہ کی طرف سے سلسلہ نسب یہ ہے:

عائشہ بنت اُم رومان زینب بنت عامر بن عویمر بن عبد شمس بن عتاب بن اذینہ بن سبیع بن وہمان بن حارث بن غنم بن مالک بن کنانہ۔

امام عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) لکھتے ہیں:

أُمُّهَا أُمُّ رُوْمَانَ ابْنَةُ عَامِرِ بْنِ عُوَيْمِرِ بْنِ عَبْدِ شَمْسِ بْنِ عَتَّابِ بْنِ أُذَيْنَةَ بْنِ سُبَيْعِ بْنِ دُهْمَانَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ غَنْمِ بْنِ مَالِكِ بْنِ كِنَانَةَ الْكِنَانِيَّةُ. [130]

ترجمہ: ان (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) کی والدہ ام رومان ہیں، جو عامر بن عویمر بن عبد شمس بن عتاب بن اذینہ بن سبیع بن دھمان بن حارث بن غنم بن مالک بن کنانہ الکنانیہ (قبیلہ کنانہ سے) کی بیٹی ہیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا والد کی طرف سے نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے "مرہ بن

---

[129] المواہب اللدنیۃ للقسطلانی: ج1 ص402 ذکر ازواجہ الطاہرات وسراریہ المطہرات

[130] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج5 ص494 عائشۃ بنت ابی بکر الصدیق

کعب" پر آٹھویں پشت میں مل جاتا ہے جبکہ والدہ کی طرف سے آپ رضی اللہ عنہا کا نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے "مالک بن کنانہ" پر گیارہویں پشت میں مل جاتا ہے۔ یوں آپ کا ننھیال اور ددھیال دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب میں مل جاتے ہیں۔

کنیت "ام عبد اللہ":

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی کوئی اولاد نہ تھی، اس لیے انہوں نے اپنی کنیت کے بارے میں ازراہ حسرت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خواہش کا اظہار کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کے بھانجے عبد اللہ کے نام پر "ام عبد اللہ" کی کنیت اختیار کرنے کا ارشاد فرمایا۔

امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كُلُّ صَوَاحِبِيْ لَهُنَّ كُنًى، قَالَ:" فَاكْتَنِي بِابْنِكِ عَبْدِ اللّٰهِ"، يَعْنِي ابْنَ أُخْتِهَا، قَالَ مُسَدَّدٌ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: فَكَانَتْ تُكَنَّى بِأُمِّ عَبْدِ اللّٰهِ. [131]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری تمام سہیلیوں (یعنی دیگر ازواج مطہرات) کی کنیتیں ہیں (اور میری کوئی کنیت نہیں)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے بیٹے (یعنی بھانجے) عبد اللہ کے نام پر اپنی کنیت رکھ لو۔ راوی مسدد کہتے ہیں کہ اس سے مراد "عبد اللہ بن زبیر" تھے۔ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی کنیت "ام عبد اللہ" مشہور ہو گئی۔

فائدہ: حضرت عبد اللہ بن زبیر؛ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے بیٹے ہیں۔ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کا نکاح مشہور صحابی رسول حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے نمایاں کارنامے اور اسلام کے لیے ان کی خدمات حدیث و تاریخ کی کتب میں بکثرت موجود ہیں۔ ان کا تعارف میری کتاب "صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنہم؛ فضائل و مناقب، اعتراضات و جوابات" میں ملاحظہ فرمائیں۔

القابات و خطابات:

---

[131] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 4970

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مختلف القابات سے مشہور ہیں، جیسے صدیقہ، بنت الصدیق، حبیبۃ الرسول، طیبہ، طاہرہ، المبرأۃ، حمیراء، افقہ الناس، اعلم الناس اور مبرّءۃ یا موفّقہ۔ یہ تمام خطابات آپ کے بلند مقام، علمی و روحانی کمالات اور بارگاہِ رسالت میں خصوصی شرف کی غمازی کرتے ہیں۔

1: صِدِّیْقہ

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ مَسْرُوْق رَحِمَہُ اللهُ أَنَّهُ كَانَ إِذَا حَدَّثَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَ: حَدَّثَتْنِي "الصِّدِّيْقَةُ" بِنْتُ الصِّدِّيْقِ. [132]

ترجمہ: مسروق رحمہ اللہ جب بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کرتے تو فرماتے: مجھ سے اس خاتون نے حدیث بیان کی جو صدیقہ (ہمیشہ سچ بولنے والی) بنت صدیق (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ) ہیں۔

2: حَبِيْبَۃُ الرَّسُوْلِ

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: فَرَضَ عُمَرُ لِأُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَشَرَةَ آلَافٍ وَزَادَ عَائِشَةَ أَلْفَيْنِ وَقَالَ: إِنَّهَا حَبِيْبَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [133]

ترجمہ: مصعب بن سعد سے روایت ہے، انہوں نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امہات المؤمنین کے لیے دس ہزار (درہم وظیفہ) مقرر فرمایا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے دو ہزار کا اضافہ کیا اور فرمایا: آپ رضی اللہ عنہا؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب بیوی ہیں۔

3: اَلْمُبَرَّۃُ

اس کا معنی ایسی خاتون ہے جس کی پاکدامنی کی گواہی اور ان پر لگنے والے جھوٹے الزام سے براءت؛ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نازل فرمائی۔

امام عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) صاحب لکھتے ہیں:

---

[132] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص53 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[133] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص53 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وَكَانَ مَسْرُوْقٌ إِذَا رَوٰى عَنْهَا يَقُوْلُ: حَدَّثَتْنِي الصِّدِّيْقَةُ بِنْتُ الصِّدِّيْقِ الْبَرِيْئَةُ الْمُبَرَّأَةُ. [134]

ترجمہ: امام مسروق رحمہ اللہ جب آپ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کرتے تو فرماتے: مجھ سے اس خاتون نے حدیث بیان کی جو صدیقہ بنت صدیق ہیں، بے گناہ ہیں اور (اللہ کی طرف سے) پاک دامن قرار دی گئی ہیں۔

4: طیِّبَہ

امام ابو یعلیٰ احمد بن علی بن المثنی بن یحیی بن عیسیٰ تمیمی موصلی رحمہ اللہ (ت 307ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: ... وَلَقَدْ خُلِقْتُ طَيِّبَةً وَعِنْدَ طَيِّبٍ. [135]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ... میں طیبہ (پاکیزہ) پیدا کی گئی اور طیب (پاکیزہ ہستی یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس رہی۔

5: حُمَيْرَاء

حُمَيْرَاء ؛کا معنی سرخ رنگت والی خاتون ہے۔

امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی رحمہ اللہ (ت 303ھ) فرماتے ہیں

عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: دَخَلَ الْحَبَشَةُ الْمَسْجِدَ يَلْعَبُوْنَ، فَقَالَ لِي: "يَا حُمَيْرَاءُ! أَتُحِبِّيْنَ أَنْ تَنْظُرِيْ إِلَيْهِمْ؟"، فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَامَ بِالْبَابِ وَجِئْتُهُ فَوَضَعْتُ ذَقَنِيْ عَلٰى عَاتِقِهٖ فَأَسْنَدْتُ وَجْهِيَ إِلٰى خَدِّهٖ. [136]

ترجمہ: زوجہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم؛ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کچھ حبشی لوگ مسجد میں جنگی مشق دِکھا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے حمیراء! کیا تم انہیں دیکھنا پسند کرو گی؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دروازے پر کھڑے ہو گئے اور میں آپ کے پاس آگئی۔ پھر میں نے اپنی ٹھوڑی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر رکھ دی اور اپنا چہرہ آپ کے رخسار سے لگا دیا۔

6: أفقه الناس، أعلم الناس، أحسن الناس

---

[134] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن حجر: ج5 ص496 عائشۃ بنت ابی بکر الصدیق

[135] مسند ابی یعلیٰ الموصلی: ج8 ص91 رقم الحدیث 4626

[136] السنن الکبریٰ للنسائی: ج5 ص307 رقم الحدیث 8951

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ مَسْرُوقٍ: رَأَيْتُ مِشْيَخَةَ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ الْأَكَابِرِ يَسْأَلُوْنَهَا عَنِ الْفَرَائِضِ، وَقَالَ عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ: كَانَتْ عَائِشَةُ أَفْقَهَ النَّاسِ، وَأَعْلَمَ النَّاسِ، وَأَحْسَنَ النَّاسِ رَأْيًا فِي الْعَامَّةِ. [137]

ترجمہ: حضرت مسروق فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرائض (وراثت کے مسائل) کے بارے میں سوال کرتے تھے۔ عطاء بن ابی رباح المکی رحمہ اللہ نے فرمایا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لوگوں میں سب سے زیادہ فقیہ (دین کی گہری سمجھ رکھنے والی)، لوگوں میں سب سے زیادہ علم رکھنے والی، اور عام معاملات میں لوگوں کے درمیان سب سے بہترین رائے اور بصیرت رکھنے والی خاتون تھیں۔

7: مُوَفَّقَة

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سَورۃ ترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) لکھتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللہُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنْ كَانَ لَهُ فَرَطَانِ مِنْ أُمَّتِي أَدْخَلَهُ اللہُ بِهِمَا الْجَنَّةَ". فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَنْ كَانَ لَهُ فَرَطٌ مِنْ أُمَّتِكَ؟ قَالَ: "وَ مَنْ كَانَ لَهُ فَرَطٌ ، يَا مُوَفَّقَةُ"، قَالَتْ: فَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ فَرَطٌ مِنْ أُمَّتِكَ؟ قَالَ: "فَأَنَا فَرَطُ أُمَّتِي، لَنْ يُصَابُوْا بِمِثْلِي. [138]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میری امت میں سے جس شخص کے دو فرط (ایسے نابالغ بچے جو والدین سے پہلے وفات پا کر آخرت میں ان کے لیے پیش رَو بنیں) وفات پا گئے تو اللہ ان دونوں کی وجہ سے اس شخص کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: آپ کی امت میں سے جس کا صرف ایک بچہ آگے گیا ہو تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا ایک بچہ آگے گیا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے بھی جنت میں داخل فرمائے گا اے موفقہ! (یعنی اے اللہ کی طرف سے توفیق ور ہنمائی پانے والی خاتون) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پھر عرض کیا: اگر آپ کی امت میں سے جس کا

---

[137] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج4ص2574 ترجمۃ عائشۃ بنت ابی بکر الصدیق

[138] جامع الترمذی: رقم الحدیث 1062

کوئی بچہ بھی آگے نہ گیا ہو تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو میں اپنی امت کا فرط (پیش رَو) ہوں، انہیں میرے (دنیا سے پردہ فرما جانے کے) صدمے جیسی کوئی اور مصیبت نہیں پہنچے گی۔

ولادت:

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ولادت باسعادت مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ یہ وہ بابرکت دور تھا جب اسلام کی کرنیں پھیلنا شروع ہو چکی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے آنکھ کھولتے ہی اپنے گھر میں توحید اور اسلام کی روشنی دیکھی اور کبھی کفر و شرک کا زمانہ نہ پایا۔ آپ رضی اللہ عنہا کی ولادت اعلانِ نبوت کے چوتھے یا پانچویں سال میں ہوئی، اور کم سنی ہی میں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آنے کا عظیم شرف حاصل ہوا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَتْ عَائِشَةُ وُلِدَتِ السَّنَةَ الرَّابِعَةَ مِنَ النُّبُوَّةِ فِيْ أَوَّلِهَا، وَتَزَوَّجَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّنَةِ الْعَاشِرَةِ فِيْ شَوَّالَ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ، وَتَزَوَّجَهَا بَعْدَ سَوْدَةَ بِشَهْرٍ. [139]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبوت کے چوتھے سال کے آغاز میں پیدا ہوئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نبوت کے دسویں سال شوال کے مہینہ میں نکاح فرمایا۔ اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے (نکاح کے) ایک مہینے بعد ان سے نکاح فرمایا۔

بچپن:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بچپن بہت خوشگوار گزرا ہے۔ جہاں آنکھ کھولی وہ گھر صداقت کا گہوارہ تھا اور بچپنے میں ہی جہاں جا کر ازدواجی زندگی بسر فرمائی وہاں نبوت کا بسیرا تھا۔ اس لیے چاق و چوبند ہونے کے ساتھ ساتھ بے پناہ صلاحیتوں نے آپ کی شخصیت کو خوب نکھارا۔ علم و ادب سے گہری وابستگی، فطری حاضر جوابی، ذکاوت و ذہانت، مذہبی واقفیت اور غیر معمولی قوت حافظہ کی وجہ سے آپ کو اپنی سہیلیوں میں امتیازی مقام حاصل ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا لباس:

---

[139] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص63 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا لباس مبارک آپ کی سادہ، پاکیزہ اور باوقار زندگی کا بہترین عکاس تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا عام طور پر نہایت سادہ مگر صاف ستھرا لباس زیب تن فرماتیں، جس میں زہد و قناعت کا رنگ نمایاں ہوتا تھا۔ تاہم، اپنی طبعی نفاست کے پیش نظر آپ کبھی کبھار زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے، سرخ کُرتا اور سیاہ دوپٹہ بھی استعمال فرما لیتیں۔ شرم و حیا اور پردے کا یہ عالم تھا کہ حج و عمرہ کے سفر اور طوافِ کعبہ کے دوران غیر محرموں کے گزرنے پر اپنے چہرہ مبارک کو چادر سے ڈھانپ لیتیں۔ الغرض، آپ کا لباس مبارک سادگی، نفاست اور شرعی پردے کا ایک حسین اور جامع امتزاج تھا۔

لباس کے حوالے سے چند اہم پہلو درج ذیل ہیں:

نمبر 1: لباس میں سادگی اور سخاوت

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک کُرتا تھا جس کی قیمت اس زمانے کے اعتبار سے پانچ درہم تھی، جو کہ ایک قیمتی جوڑا شمار کیا جاتا تھا۔ مدینہ منورہ میں جب بھی کسی لڑکی کی شادی ہوتی تو وہ دلہن اس جوڑے کو عاریتاً لے کر پہنا کرتی تھی۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ أَيْمَنَ قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَعَلَيْهَا دِرْعُ قِطْرٍ، ثَمَنُ خَمْسَةِ دَرَاهِمَ، فَقَالَتْ: ارْفَعْ بَصَرَكَ إِلٰى جَارِيَتِي انْظُرْ إِلَيْهَا، فَإِنَّهَا تُزْهٰى أَنْ تَلْبَسَهُ فِي الْبَيْتِ، وَقَدْ كَانَ لِيْ مِنْهُنَّ دِرْعٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ تُقَيَّنُ بِالْمَدِيْنَةِ إِلَّا أَرْسَلَتْ إِلَيَّ تَسْتَعِيْرُهُ۔ [140]

ترجمہ: عبد الواحد بن ایمن کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے قِطر (یمن کے کپڑے کی ایک قسم) کا کرتا پہنا ہوا تھا جس کی قیمت پانچ درہم تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ذرا میری اس باندی کو دیکھو، یہ اسے گھر میں پہننے سے بھی کتراتی ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں میرے پاس ایسا ہی ایک کرتا ہوا کرتا تھا تو مدینہ میں جس عورت

---

[140] صحیح البخاری: رقم الحدیث 2628

کو بھی (نکاح کے لیے) آراستہ کیا جاتا تھا تو وہ اسے مانگنے کے لیے میرے پاس پیغام بھیجتی تھی۔

نمبر 2: لباس کے رنگ اور نفاست

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لباس میں زعفرانی، سرخ اور سیاہ رنگوں کا ذکر بھی ملتا ہے جو آپ کی پاکیزہ نفاست کو ظاہر کرتا ہے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، حَدَّثَتْنَا حَبِيبَةُ بِنْتُ عَبَّادٍ الْبَارِقِيَّةُ عَنْ أُمِّهَا قَالَتْ: رَأَيْتُ عَلٰى عَائِشَةَ دِرْعًا أَحْمَرَ وَخِمَارًا أَسْوَدَ. [141]

ترجمہ: ہمیں فضل بن دکین نے خبر دی، انہیں حبیبہ بنت عباد بارقیہ نے بتایا کہ میری والدہ سے بتایا کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جسم مبارک پر سرخ رنگ کا کرتا اور سیاہ رنگ کا دوپٹہ دیکھا۔

نمبر 3: دورانِ سفر شرعی پردے کا اہتمام

حج و عمرہ کے سفر میں آپ رضی اللہ عنہا اپنے پردے کا اس قدر اہتمام فرماتیں کہ سواروں اور غیر محرموں کے آتے ہی چہرے پر چادر لٹکا لیتیں۔

امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّوْنَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْرِمَاتٌ، فَإِذَا حَاذَوْا بِنَا سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلٰى وَجْهِهَا فَإِذَا جَاوَزُونَا كَشَفْنَاهُ. [142]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام کی حالت میں تھیں۔ سوار ہمارے پاس سے گزرتے تھے۔ جب وہ ہمارے بالکل سامنے آجاتے تو ہم میں سے ہر ایک اپنی بڑی چادر اپنے سر سے کھینچ کر چہرے پر لٹکا لیتی، اور جب وہ ہمارے پاس سے آگے گزر جاتے تو ہم اپنے چہرے کو کھول لیتیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بناؤ سنگھار اور زیورات کا استعمال:

---

[141] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 8 ص 57 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[142] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 1833

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سادگی اور زہد و قناعت کی پیکر ہونے کے ساتھ ساتھ طبعی نفاست اور شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے جائز زیب و زینت کا اہتمام بھی فرمایا کرتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا زیورات میں سونے کی انگوٹھیاں اور زعفرانی لباس استعمال فرمایا کرتی تھیں۔

1: زیورات

آپ رضی اللہ عنہا کبھی کبھی انگلیوں میں سونے کی انگوٹھیاں بھی پہنا کرتی تھیں۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) فرماتے ہیں:

وَكَانَ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا خَوَاتِيْمُ الذَّهَبِ. [143]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (کے ہاتھوں میں) سونے کی انگوٹھیاں ہوتی تھیں۔

2: زعفرانی لباس کے استعمال کا جواز

لوگوں میں یہ گمان تھا کہ شاید خواتین کے لیے سونا اور زعفرانی لباس منع ہے لیکن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا عمل اس کی نفی کرتا ہے اور خواتین کے لیے اس کے جواز کو ثابت کرتا ہے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو قَالَ: سَأَلْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ قُلْتُ: إِنَّ نَاسًا يَزْعُمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ، نَهٰى عَنِ الْأَحْمَرَيْنِ؛ الْعُصْفُرِ وَالذَّهَبِ، فَقَالَ: لَا، كَذَبُوْا، وَاللهِ لَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ تَلْبَسُ الْمُعَصْفَرَاتِ وَتَلْبَسُ خَوَاتِمَ الذَّهَبِ. [144]

ترجمہ: عمرو بن ابی عمرو کہتے ہیں کہ میں نے قاسم بن محمد (جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے ہیں) سے پوچھا: کچھ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو سرخ چیزوں یعنی عصفر (زعفران سے رنگے کپڑے) اور سونے سے منع فرمایا ہے۔ قاسم رحمہ اللہ نے فرمایا: نہیں، ان لوگوں نے جھوٹ بولا ہے، اللہ کی قسم! میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو عصفر (زعفران) سے رنگے کپڑے اور سونے کی انگوٹھیاں پہنے ہوئے دیکھا ہے۔

---

[143] صحیح البخاری: کتاب اللباس، تحت باب الخاتم للنِّساءِ

[144] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص56 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کھیل کود اور طبعی مشاغل:

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رخصتی کے وقت چونکہ کم سن تھیں اس لیے ان کی طبیعت میں کھیل کود کا فطری رجحان موجود تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی شفیق اور مزاج شناس تھے، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ کی کم عمری کے مشاغل کا نہ صرف خیال رکھتے بلکہ ان کی خوشی کی خاطر ان کی سہیلیوں کو بھی ان کے ساتھ کھیلنے کے لیے بلا لیا کرتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو خاص طور پر گڑیوں سے کھیلنے اور جھولا جھولنے کا بہت شوق تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے کھلونوں کو دیکھ کر خوش ہوتے اور کبھی کبھار ان کے ساتھ کھلونوں کے حوالے سے پرمزاح اور دلچسپ گفتگو بھی فرماتے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے والہانہ محبت، حسنِ سلوک اور بے تکلفی کا ایک انتہائی خوبصورت ثبوت ہے۔

آپ رضی اللہ عنہا کے کھیل کود کے حوالے سے چند منتخب اور جامع روایات درج ذیل ہیں:

1: گڑیوں کے ساتھ کھیلنا اور رسول اللہ ﷺ کی شفقت

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ لِي صَوَاحِبُ يَلْعَبْنَ مَعِي، فَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ يَتَقَمَّعْنَ مِنْهُ فَيُسَرِّبُهُنَّ إِلَيَّ فَيَلْعَبْنَ مَعِي. [145]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی، اور میری کچھ سہیلیاں تھیں جو میرے ساتھ کھیلتی تھیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حجرہ مبارک میں) تشریف لاتے تو وہ (حیا کے باعث) آپ سے چھپ جاتیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں میرے پاس (کھیلنے کے لیے) بھیج دیا کرتے تھے، پھر وہ میرے ساتھ کھیلتی تھیں۔

2: پروں والے گھوڑے کا دلچسپ واقعہ

امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) فرماتے ہیں:

---

[145] صحیح البخاری: رقم الحدیث 6130

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ، أَوْ خَيْبَرَ وَفِيْ سَهْوَتِهَا سِتْرٌ، فَهَبَّتْ رِيحٌ فَكَشَفَتْ نَاحِيَةَ السِّتْرِ عَنْ بَنَاتٍ لِعَائِشَةَ لُعَبٍ، فَقَالَ: "مَا هٰذَا يَا عَائِشَةُ؟" قَالَتْ: بَنَاتِي، وَرَأَى بَيْنَهُنَّ فَرَسًا، لَهُ جَنَاحَانِ مِنْ رِقَاعٍ، فَقَالَ: "مَا هٰذَا الَّذِي أَرٰى وَسْطَهُنَّ؟" قَالَتْ: فَرَسٌ، قَالَ: "وَمَا هٰذَا الَّذِي عَلَيْهِ؟" قَالَتْ: جَنَاحَانِ، قَالَ: "فَرَسٌ لَهُ جَنَاحَانِ؟" قَالَتْ: أَمَا سَمِعْتَ أَنَّ لِسُلَيْمَانَ خَيْلًا لَهَا أَجْنِحَةٌ؟ قَالَتْ: فَضَحِكَ حَتّٰى رَأَيْتُ نَوَاجِذَهُ. [146]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک یا غزوہ خیبر سے واپس تشریف لائے تو میرے طاقچہ کے آگے پردہ پڑا ہوا تھا۔ اتنے میں ہوا چلی تو اس نے پردے کی ایک جانب کو میری گڑیوں (کھلونوں) سے ہٹا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "عائشہ! یہ کیا ہے؟" میں نے عرض کیا: "یہ میری گڑیاں ہیں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان کپڑے کا ایک گھوڑا دیکھا جس کے دو پر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ ان کے درمیان میں کیا دیکھ رہا ہوں؟" میں نے عرض کیا: "گھوڑا ہے۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "اس کے اوپر کیا ہے؟" میں نے کہا: "دو پر ہیں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "(عجیب بات ہے) گھوڑا اور اس کے دو پر ہیں؟" میں نے عرض کیا: "کیا آپ نے سنا نہیں کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے گھوڑوں کے پر تھے؟" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (یہ معصومانہ جواب سن کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر ہنسے کہ میں نے آپ کی مبارک داڑھیں دیکھ لیں۔

3: سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھولنا

امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلْنَا فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، قَالَتْ: فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَعَلٰى أُرْجُوحَةٍ بَيْنَ عِذْقَيْنِ فَجَاءَتْنِي أُمِّي فَأَنْزَلَتْنِي وَلِي جُمَيْمَةٌ. [147]

ترجمہ: یحییٰ بن عبد الرحمٰن بن حاطب رحمہ اللہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی

[146] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 4932

[147] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 4937

ہیں: جب ہم (ہجرت کر کے) مدینہ منورہ آئے تو ہم نے بنو حارث بن خزرج کے ہاں قیام کیا۔ اللہ کی قسم! میں کھجور کے دو درختوں کے درمیان جھولے پر (اپنی سہیلیوں کے ساتھ جھول رہی) تھی کہ میری والدہ (ام رومان رضی اللہ عنہا) میرے پاس آئیں اور انہوں نے مجھے جھولے سے اتارا، اور اس وقت میرے کندھوں تک بال تھے۔

خواب میں بشارت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت بڑی سعادت ہے جبکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت یہ ہے کہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں آپ کو دیکھا اور فرشتوں کے ذریعے آپ کو بشارت بھی دی گئی۔

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُرِيْتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ، إِذَا رَجُلٌ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةِ حَرِيْرٍ فَيَقُوْلُ: هٰذِهِ امْرَأَتُكَ، فَأَكْشِفُهَا فَإِذَا هِيَ أَنْتِ، فَأَقُوْلُ: إِنْ يَكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللهِ يُمْضِهِ. [148]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: میں نے تمہیں دو بار خواب میں دیکھا ہے، ایک شخص (فرشتہ) ریشمی کپڑے کے ٹکڑے میں تمہیں اٹھائے ہوئے تھا اور وہ کہنے لگا: یہ آپ کی اہلیہ ہیں۔ میں نے پردہ اٹھا کر دیکھا تو وہ تم تھیں۔ تب میں نے کہا: اگر یہ (خواب) اللہ کی طرف سے ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور پورا فرمائے گا۔

اسی خواب اور بشارت کے متعلق ایک اور صریح روایت جامع الترمذی میں بھی موجود ہے، جس میں صراحت ہے کہ وہ فرشتہ حضرت جبریل امین علیہ السلام تھے اور انہوں نے دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے زوجہ رسول ہونے کی خوشخبری سنائی۔

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ترمذی رحمہ اللہ (ت279ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ جِبْرِيْلَ، جَاءَ بِصُوْرَتِهَا فِي خِرْقَةِ حَرِيْرٍ خَضْرَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: هٰذِهِ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.. [149]

---

[148] صحیح البخاری: رقم الحدیث 5078

[149] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3880

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام سبز ریشمی کپڑے میں ان کی (سیدہ عائشہ کی) تصویر لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: بیشک یہ دنیا اور آخرت میں آپ کی زوجہ ہیں۔

پیغامِ نکاح:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد سیدہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغامِ نکاح لے کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئیں اور ان کی والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا کو اطلاع دی۔ انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے آنے کا انتظار کیا، پھر انہیں پورا معاملہ بتایا گیا۔

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا تُوُفِّيَتْ خَدِيْجَةُ قَالَتْ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيْمِ بْنِ الْأَوْقَصِ امْرَأَةُ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ وَذٰلِكَ بِمَكَّةَ: أَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَا تَزَوَّجُ؟ قَالَ: مَنْ؟ قَالَتْ: إِنْ شِئْتَ بِكْرًا وَإِنْ شِئْتَ ثَيِّبًا. قَالَ: فَمَنِ الْبِكْرُ؟ قَالَتْ: بِنْتُ أَحَبِّ خَلْقِ اللّٰهِ إِلَيْكَ عَائِشَةُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ: وَمَنِ الثَّيِّبُ؟ قَالَتْ: سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ، اٰمَنَتْ بِكَ وَاتَّبَعَتْكَ. قَالَ: فَاذْهَبِي فَاذْكُرِيْهِمَا عَلَيَّ، فَجَاءَتْ، فَدَخَلَتْ بَيْتَ أَبِيْ بَكْرٍ، فَوَجَدَتْ أُمَّ رُوْمَانَ، فَقَالَتْ: مَا أَدْخَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ مِنَ الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ، قَالَتْ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَتْ: أَرْسَلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْطُبُ عَلَيْهِ عَائِشَةَ، قَالَتْ: وَدِدْتُّ، انْتَظِرِيْ أَبَا بَكْرٍ، فَجَاءَ أَبُوْبَكْرٍ، فَذَكَرَتْ لَهٗ، فَقَالَ: وَهَلْ تَصْلُحُ لَهٗ وَهِيَ بِنْتُ أَخِيْهِ؟ فَرَجَعَتْ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قُوْلِيْ لَهٗ: أَنْتَ أَخِيْ فِي الْإِسْلَامِ، وَابْنَتُكَ تَحِلُّ لِيْ، فَجَاءَ فَأَنْكَحَهٗ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ. [150]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہو گئی تو مکہ مکرمہ میں حضرت عثمان بن مظعون کی زوجہ خولہ بنت حکیم بن اوقص نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نکاح کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کس سے؟ انہوں نے عرض کیا: اگر آپ چاہیں تو کنواری خاتون سے اور اگر چاہیں تو بیوہ خاتون سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کنواری کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ کی مخلوق میں آپ کو جو سب سے زیادہ محبوب شخص ہیں ان کی بیٹی یعنی عائشہ بنت ابی بکر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور بیوہ

[150] الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2574 ترجمۃ عائشۃ بنت ابی بکر الصدیق

کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا: سودہ بنت زمعہ جو آپ پر ایمان لائیں اور انہوں نے آپ کی پیروی کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو جاؤ اور ان دونوں کے ہاں میرا پیغام دو۔

وہ آئیں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر داخل ہوئیں۔ وہاں ام رومان رضی اللہ عنہا سے ملاقات ہوئی۔ خولہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں پر کیسی خیر اور برکت نازل فرمائی ہے۔ ام رومان نے پوچھا: وہ کیا؟ خولہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عائشہ کے لیے نکاح کا پیغام دے کر بھیجا ہے۔ ام رومان نے کہا: میں بھی یہی چاہتی ہوں، بس ابو بکر کا انتظار کر لو۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے تو خولہ نے ان سے اس بات کا تذکرہ کیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا عائشہ ان کے لیے حلال ہے حالانکہ وہ ان کے (دینی) بھائی کی بیٹی ہے؟

خولہ واپس چلی گئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان سے جا کر کہو کہ تم اسلام میں میرے بھائی ہو، اور تمہاری بیٹی میرے لیے حلال ہے۔ چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔ اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی۔

شبہ صدیقی کا نبوی جواب:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابتدا میں اسلامی بھائی چارے کی بنا پر نکاح کے بارے میں تردد ظاہر کیا، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی کہ یہ دینی بھائی چارہ ہے، نسبی نہیں؛ لہٰذا نکاح جائز ہے۔ اس وضاحت کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مطمئن ہو گئے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ عُرْوَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ عَائِشَةَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّمَا أَنَا أَخُوكَ، فَقَالَ: أَنْتَ أَخِي فِي دِينِ اللَّهِ وَكِتَابِهِ□ وَهِيَ لِي حَلَالٌ. [151]

ترجمہ: حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے نکاح کا پیغام بھیجا، تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے (بذریعہ خولہ رضی اللہ عنہا) عرض کیا: میں تو آپ کا بھائی ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ اللہ کے دین

[151] صحیح البخاری: رقم الحدیث 5081

اور اس کی کتاب کی رو سے میرے بھائی ہیں، اور وہ (عائشہ) میرے لیے حلال ہے۔

پہلی نسبت ٹوٹنے کی وجہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغامِ نکاح آنے سے قبل عرب کے خاندانی رواج کے مطابق سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نسبت (منگنی) مطعم بن عدی کے بیٹے جبیر سے طے پا چکی تھی۔ جب بارگاہِ رسالت سے پیغام آیا تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی دیانت داری اور ایفائے عہد کی عظیم الشان مثال قائم کرتے ہوئے پہلے اس سابقہ وعدے سے باعزت طریقے سے دستبردار ہونے کو ضروری سمجھا۔ چونکہ مطعم کا خاندان ابھی مشرف بہ اسلام نہیں ہوا تھا اور انہیں خدشہ تھا کہ یہ رشتہ ان کے بیٹے کو بھی ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دین میں داخل کر دے گا، اس لیے انہوں نے خود ہی اس نسبت سے انکار کر دیا۔ اس طرح یہ سابقہ رکاوٹ بخیر و خوبی دور ہو گئی اور ام المؤمنین کے لیے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس مبارک و عظیم رشتے کا راستہ ہموار ہو گیا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ عَائِشَةَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ كُنْتُ وَعَدْتُ بِهَا أَوْ ذَكَرْتُهَا لِمُطْعِمِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ لِابْنِهٖ جُبَيْرٍ، فَدَعْنِي حَتّٰى أَسُلَّهَا مِنْهُمْ. فَفَعَلَ. [152]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے نکاح کا پیغام بھیجا۔ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں ان کا وعدہ کر چکا ہوں، یا یہ عرض کیا کہ میں نے مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف سے اس کے بیٹے جبیر کے لیے ان کی نسبت طے کی تھی، آپ مجھے کچھ مہلت دیں تاکہ میں انہیں ان (کے وعدے) سے نکال لوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا (مہلت دے دی)۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مطعم بن عدی سے سابق وعدے کی وضاحت کی۔ جب مطعم اور اس کے اہلِ خانہ نے اس رشتے سے عملاً دست برداری ظاہر کر دی تو حضرت ابو بکر

[152] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص46 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رضی اللہ عنہ اس وعدے سے فارغ ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغامِ نکاح کو قبول کر لیا، چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گیا۔

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف زرقانی مالکی رحمہ اللہ (ت 1122ھ) لکھتے ہیں:

فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ لِأُمِّ رُومَانَ: إِنَّ الْمُطْعِمَ بْنَ عَدِيٍّ قَدْ كَانَ ذَكَرَهَا عَلَى ابْنِهِ، وَاللهِ مَا أَخْلَفَ أَبُو بَكْرٍ وَعْدًا قَطُّ، فَأَتَى لِمُطْعِمٍ وَعِنْدَهُ امْرَأَتُهُ أُمُّ الْفَتَى، فَقَالَ: مَا تَقُولُ فِي أَمْرِ هٰذِهِ الْجَارِيَةِ؟ فَأَقْبَلَ عَلَى امْرَأَتِهِ، فَقَالَ: مَا تَقُولِينَ؟ فَأَقْبَلَتْ عَلَى أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَتْ: لَعَلَّنَا إِنْ أَنْكَحْنَا هٰذَا الصَّبِيَّ إِلَيْكَ تُصْبِئُهُ وَتُدْخِلُهُ فِي دِيْنِكَ، وَالَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا تَقُولُ أَنْتَ؟ فَقَالَ: إِنَّهَا تَقُولُ مَا تَسْمَعُ، فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ لَيْسَ فِي نَفْسِهِ شَيْءٌ مِنَ الْمَوْعِدِ، فَقَالَ لِخَوْلَةَ: قُولِي لِرَسُوْلِ اللهِ فَلْيَأْتِ، فَدَعَتْهُ، فَجَاءَ، فَمَلَكَهَا. [153]

ترجمہ: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ام رومان (رضی اللہ عنہا) سے فرمایا: مطعم بن عدی نے اپنے بیٹے کے لیے اس کا ذکر کیا تھا (یعنی نسبت طے کی تھی)، اور اللہ کی قسم ابو بکر نے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ مطعم کے پاس گئے۔ اس وقت اس کے پاس اس کی بیوی یعنی لڑکے کی ماں بھی موجود تھی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے (مطعم سے) فرمایا: اس لڑکی کے معاملے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ مطعم نے اپنی بیوی کی طرف متوجہ ہو کر کہا: تم کیا کہتی ہو؟ تو وہ عورت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئی اور کہنے لگی: اگر ہم نے اس لڑکے کا نکاح آپ کے ہاں کر دیا تو شاید آپ اسے بے دین کر دیں گے اور اسے اپنے اس دین میں داخل کر لیں گے جس پر آپ خود ہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے (مطعم سے) فرمایا: پھر تم کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا: یہ وہی کہہ رہی ہے جو آپ سن رہے ہیں۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ وہاں سے کھڑے ہو گئے اور ان کے دل میں اس وعدے کا کوئی بوجھ باقی نہ رہا، پھر انہوں نے (گھر آکر) خولہ سے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہو کہ وہ تشریف لے آئیں۔ چنانچہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا، آپ تشریف لائے اور حضرت عائشہ آپ کے عقد (نکاح) میں آگئیں۔

نوٹ:

یہ بات ملحوظ رہے کہ صرف نسبت طے ہوئی تھی یعنی منگنی ہوئی تھی، نکاح یا رخصتی وغیرہ نہیں ہوئی تھی۔

[153] شرح العلامۃ الزرقانی: ج4 ص382 ذکر عائشۃ ام المؤمنین

یعنی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کنواری تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آپ کا کسی سے نکاح نہیں ہوا تھا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں:

ہجرت مدینہ کے بعد سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے عزیز و اقارب کے ہمراہ بنو حارث بن خزرج کے محلہ میں رہائش پذیر ہوئیں۔ مدینہ منورہ کی آب و ہوا موافق نہ آنے کی وجہ سے اکثر مہاجرین بیمار پڑ گئے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی شدید بخار ہوا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے والد کی تیمارداری میں مصروف رہیں۔ کچھ دنوں بعد آپ رضی اللہ عنہا بھی بخار میں مبتلا ہو گئیں، مرض کی شدت کا یہ حال تھا کہ آپ کے سر کے بال تک جھڑ گئے، مگر کچھ عرصہ بعد بخار اتر گیا اور بال دوبارہ کندھوں تک آ گئے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلْنَا فِيْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ، فَوُعِكْتُ فَتَمَزَّقَ شَعَرِيْ فَوَفَى جُمَيْمَةً. [154]

ترجمہ: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح فرمایا تو میں چھ سال کی تھی، پھر ہم مدینہ آئے اور بنو حارث بن خزرج کے ہاں ٹھہرے۔ وہاں مجھے بخار ہو گیا اور میرے بال جھڑ گئے۔ پھر (چند دن بعد میں صحت یاب ہوئی تو) میرے بال دوبارہ کندھوں تک آ گئے۔

جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا صحت یاب ہو گئیں تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصتی کے حوالے سے بات کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق مہر کا ذکر فرمایا، جس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رقم کا انتظام کیا اور یوں رخصتی عمل میں آئی۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا سُئِلَتْ: مَتٰى بَنٰى بِكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَتْ: ... قَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا يَمْنَعُكَ مِنْ أَنْ تَبْنِيَ بِأَهْلِكَ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الصَّدَاقُ، فَأَعْطَاهُ أَبُوْ بَكْرٍ الصَّدَاقَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً وَنَشًّا فَبَعَثَ بِهَا رَسُوْلُ

[154] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3894

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْنَا، وَبَنَى بِي رَسُوْلُ اللّٰهِ فِي بَيْتِي هٰذَا الَّذِي أَنَا فِيهِ وَهُوَ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [155]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی رخصتی کب کی؟ تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا... حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کو اپنی اہلیہ کی رخصتی سے کیا چیز مانع ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہر (کی ادائیگی)۔ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بارہ اوقیہ اور ایک نش (نصف اوقیہ، تقریباً بیس درہم کی مقدار) دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مہر کے طور پر ہماری طرف بھیج دیا۔ یوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری رخصتی میرے اسی گھر میں کی جس میں میں (اب) ہوں اور یہ وہی گھر ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رخصتی یوں ہوئی کہ ایک دن ان کی والدہ انہیں کھیل سے بلا کر گھر لے آئیں، جہاں انصار کی عورتوں نے ان کا بناؤ سنگھار کیا، پھر چاشت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ رضی اللہ عنہا رخصت ہو کر کاشانہ نبوت میں آ گئیں۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَأَتَتْنِيْ أُمِّيْ أُمُّ رُوْمَانَ، وَإِنِّيْ لَفِيْ أُرْجُوْحَةٍ وَمَعِيْ صَوَاحِبُ لِيْ، فَصَرَخَتْ بِيْ فَأَتَيْتُهَا لَا أَدْرِيْ مَا تُرِيْدُ بِيْ، فَأَخَذَتْ بِيَدِيْ حَتّٰى أَوْقَفَتْنِيْ عَلٰى بَابِ الدَّارِ وَإِنِّي لَأُنْهِجُ حَتّٰى سَكَنَ بَعْضُ نَفَسِيْ، ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ مَاءٍ فَمَسَحَتْ بِهِ وَجْهِيْ وَرَأْسِي ثُمَّ أَدْخَلَتْنِي الدَّارَ، فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ، فَقُلْنَ: عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ، وَعَلٰى خَيْرِ طَائِرٍ، فَأَسْلَمَتْنِيْ إِلَيْهِنَّ فَأَصْلَحْنَ مِنْ شَأْنِي، فَلَمْ يَرُعْنِيْ إِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحًى، فَأَسْلَمَتْنِيْ إِلَيْهِ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ. [156]

ترجمہ: (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ) ایک دن میری والدہ ام رومان میرے پاس آئیں، میں اس وقت اپنی سہیلیوں کے ساتھ جھولے پر تھی۔ انہوں نے مجھے پکارا تو میں ان کے پاس گئی، مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ کیا کرنا چاہتی ہیں۔ میرا ہاتھ پکڑا اور گھر کے دروازے پر لا کر کھڑا کر دیا، میرا سانس پھول رہا تھا اور کچھ دیر بعد بحال ہوا۔ پھر

[155] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 8 ص 39، 40 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[156] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3894

انہوں نے تھوڑا سا پانی لیا اور (گیلا ہاتھ) میرے چہرے اور سر پر پھیرا۔ پھر مجھے گھر کے اندر لے گئیں، تو وہاں انصار کی کچھ عورتیں موجود تھیں، جنھوں نے کہا: خیر و برکت اور اچھے نصیب پر۔ والدہ نے مجھے ان کے سپرد کیا، انہوں نے میرا بناؤ سنگھار کیا۔ مجھے کسی بات کا علم ہی نہیں تھا کہ چاشت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میری والدہ نے مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا، اور اس وقت میری عمر نو سال تھی۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی امتیازی خصوصیات:

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے بے شمار ایسی بے مثال فضیلتیں اور امتیازی خصوصیات عطا ہوئیں جو ان کے علاوہ امت کی کسی اور خاتون کو نصیب نہیں ہوئیں۔ دنیا اور آخرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کا شرف، کم سنی میں نکاح، آسمان سے براءت کا نزول اور نزول وحی کے وقت آپ کی قربت جیسے عظیم الشان اعزازات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا خاصہ ہیں۔

ان امتیازی خصوصیات کے حوالے سے احادیث اور تاریخ کی کتب میں مفصل روایات موجود ہیں جن کو ترتیب کے ساتھ یہاں پیش کیا جا رہا ہے:

1: دنیا اور آخرت میں زوجہ رسول ہونے کی بشارت

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سَورۃ ترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ جِبْرِيْلَ، جَاءَ بِصُوْرَتِهَا فِي خِرْقَةِ حَرِيْرٍ خَضْرَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: هٰذِهِ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ.. [157]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام سبز ریشمی کپڑے میں ان کی (سیدہ عائشہ کی) تصویر لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: بیشک یہ دنیا اور آخرت میں آپ کی زوجہ ہیں۔

2: دس عظیم الشان اور منفرد خصوصیات

[157] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3880

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللہُ عَنْهَا قَالَتْ: فُضِّلْتُ عَلٰى نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَشْرٍ، قِيلَ: مَا هُنَّ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَتْ: لَمْ يَنْكِحْ بِكْرًا قَطُّ غَيْرِيْ، وَلَمْ يَنْكِحْ امْرَأَةً أَبَوَاهَا مُهَاجِرَانِ غَيْرِيْ، وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بَرَاءَتِي مِنَ السَّمَاءِ، وَجَاءَهُ جِبْرِيْلُ بِصُوْرَتِي مِنَ السَّمَاءِ فِي حَرِيْرَةٍ وَقَالَ: تَزَوَّجْهَا فَإِنَّهَا امْرَأَتُكَ، فَكُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَهُوَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، وَلَمْ يَكُنْ يَصْنَعُ ذٰلِكَ بِأَحَدٍ مِنْ نِسَائِهِ غَيْرِيْ، وَكَانَ يُصَلِّي وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ يَفْعَلُ ذٰلِكَ بِأَحَدٍ مِنْ نِسَائِهِ غَيْرِي، وَكَانَ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ وَهُوَ مَعِي وَلَمْ يَنْزِلْ عَلَيْهِ وَهُوَ مَعَ أَحَدٍ مِنْ نِسَائِهِ غَيْرِي، وَقَبَضَ اللّٰهُ نَفْسَهُ وَهُوَ بَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي، وَمَاتَ فِي اللَّيْلَةِ الَّتِي كَانَ يَدُوْرُ عَلَيَّ فِيهَا وَدُفِنَ فِيْ بَيْتِيْ. [158]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی (دیگر) ازواج پر دس باتوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ پوچھا گیا: اے ام المؤمنین! وہ کیا ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

1: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سوا کسی کنواری سے نکاح نہیں کیا۔

2: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سوا کسی ایسی عورت سے نکاح نہیں کیا جس کے والدین مہاجر ہوں۔

3: اللہ عزوجل نے آسمان سے میری براءت نازل فرمائی۔

4: حضرت جبریل (علیہ السلام) آسمان سے میری تصویر ریشمی کپڑے میں لے کر آئے اور عرض کی کہ ان سے نکاح کر لیجیے، یہ آپ کی زوجہ ہیں۔

5: میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سوا اپنی کسی اور زوجہ کے ساتھ ایسا نہیں کرتے تھے۔

6: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے ہوتے تھے اور میں آپ کے سامنے لیٹی ہوتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سوا اپنی کسی اور زوجہ کے ساتھ ایسا نہیں کرتے تھے۔

7: آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی اور اس وقت آپ میرے ساتھ ہوتے تھے۔ میرے سوا کسی اور زوجہ کے ساتھ ہوتے ہوئے وحی نازل نہیں ہوتی تھی۔

---

[158] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص50 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

8: اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح جب قبض فرمائی تو اس وقت آپ میرے سینے اور گلے کے درمیان تھے۔

9: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال اس رات ہوا جس میں میری باری تھی۔

10: آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہی حجرے میں دفن کیے گئے۔

3:مزید آٹھ مبارک خصلتیں اور اعزازات

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: أُعْطِيْتُ خِلَالًا مَا أُعْطِيَتْهَا امْرَأَةٌ، مَلَكَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا بِنْتُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَأَتَاهُ الْمَلَكُ بِصُوْرَتِيْ فِيْ كَفِّهِ فَنَظَرَ إِلَيْهَا وَبَنٰى بِيْ لِتِسْعِ سِنِيْنَ، وَرَأَيْتُ جِبْرِيْلَ وَلَمْ تَرَهُ امْرَأَةٌ غَيْرِيْ، وَكُنْتُ أَحَبَّ نِسَائِهِ إِلَيْهِ وَكَانَ أَبِيْ أَحَبَّ أَصْحَابِهِ إِلَيْهِ، وَمَرِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْ بَيْتِيْ فَمَرَّضْتُهُ فَقُبِضَ وَلَمْ يَشْهَدْهُ غَيْرِيْ وَالْمَلَائِكَةُ. [159]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے کچھ ایسی خصلتیں (فضیلتیں) عطا کی گئی ہیں جو کسی اور عورت کو عطا نہیں کی گئیں۔

1: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے نکاح میں لیا تو میں سات سال کی تھی۔

2: فرشتہ اپنی ہتھیلی پر میری تصویر لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے اسے دیکھا۔

3: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری رخصتی کی تو میں نو سال کی تھی۔

4: میں نے حضرت جبریل (علیہ السلام) کو دیکھا اور میرے سوا کسی اور عورت نے انہیں نہیں دیکھا۔

5: میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب تھی۔

6: میرے والد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب تھے۔

7: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے حجرے میں بیمار ہوئے تو میں نے آپ کی تیمارداری کی۔

8: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو میرے اور فرشتوں کے سوا کوئی وہاں موجود نہیں تھا۔

---

[159] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 8 ص 51 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

4: جبرائیل علیہ السلام کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا: يَا عَائِشَةُ هٰذَا جِبْرِيْلُ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ فَقَالَتْ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ تَرٰى مَا لَا أَرٰى تُرِيْدُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [160]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے عائشہ! یہ جبرائیل (علیہ السلام) ہیں جو تمہیں سلام کہتے ہیں۔ تو انہوں نے عرض کیا: اور ان پر بھی سلام، اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ (پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ دیکھتے ہیں جو میں نہیں دیکھتی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی علمی جلالت وشان:

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو امت مسلمہ میں ایک منفرد اور اعلیٰ ترین علمی مقام حاصل تھا۔ آپ نہ صرف قرآن وسنت کی عالمہ تھیں بلکہ فقہ، طب، شاعری، تاریخ اور انساب جیسے بے شمار علوم پر کامل دسترس رکھتی تھیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو جب بھی کسی پیچیدہ دینی یا فقہی مسئلے میں رہنمائی کی ضرورت پیش آتی، تو وہ آپ رضی اللہ عنہا ہی کی طرف رجوع کرتے تھے۔

1: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے علمی مرجع

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سَورۃ ترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، قَالَ: مَا أَشْكَلَ عَلَيْنَا أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثٌ قَطُّ، فَسَأَلْنَا عَائِشَةَ، إِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا. [161]

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کبھی کسی مسئلہ کے سمجھنے میں کوئی اشکال پیش آیا تو ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو ان کے پاس اس کا علم پایا۔

---

[160] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3217

[161] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3883

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

وَقَالَ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسٰی، عَنْ أَبِيهِ: مَا أَشْكَلَ عَلَيْنَا أَمْرٌ فَسَأَلْنَا عَنْهُ عَائِشَةَ إِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا فِيْهِ عِلْمًا. [162]

ترجمہ: ابوبردہ بن ابی موسیٰ نے اپنے والد (حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) سے نقل کرتے ہیں کہ ہمیں جب بھی کسی معاملے میں مشکل پیش آئی اور ہم نے اس کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا، تو ہم نے ان کے پاس اس معاملہ کا علم پایا۔

2:امت کی تمام عورتوں پر علمی فضیلت

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی طبرانی رحمہ اللہ (ت 360ھ) لکھتے ہیں:

عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ جُمِعَ عِلْمُ نِسَاءِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ فِيهِنَّ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِلْمُ عَائِشَةَ أَكْثَرَ مِنْ عِلْمِهِنَّ. [163]

ترجمہ: امام زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اس امت کی تمام عورتوں کا علم جمع کر لیا جائے، جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج بھی شامل ہوں، تو بھی عائشہ کا علم ان سب کے علم سے زیادہ ہو گا۔

حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ الزُّهْرِيُّ: لَوْ جُمِعَ عِلْمُ عَائِشَةَ إِلٰى عِلْمِ جَمِيْعِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَعِلْمِ جَمِيْعِ النِّسَاءِ لَكَانَ عِلْمُ عَائِشَةَ أَفْضَلَ. [164]

ترجمہ: امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر سیدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے علم کا تمام امہات المؤمنین (رضی اللہ عنہن) اور تمام عورتوں کے علم کے ساتھ تقابل کیا جائے تو سیدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کا علم افضل ہو گا۔

3:بے مثال فصاحت، بلاغت اور ذہانت

---

[162] الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2574 عائشۃ بنت ابی بکر الصدیق

[163] المعجم الکبیر للطبرانی: ج10 ص6 رقم الحدیث 18820

[164] الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2574 عائشۃ بنت ابی بکر الصدیق

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی طبرانی رحمہ اللہ (ت360ھ) لکھتے ہیں:

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: وَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُ خَطِيْبًا قَطُّ أَبْلَغَ وَلَا أَفْطَنَ مِنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا. [165]

ترجمہ: امام قاسم بن محمد نقل کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے کبھی کسی خطیب کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر بلیغ اور ذہین نہیں دیکھا۔

4: ہمہ جہت اور وسیع ترین علوم پر دسترس

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم صرف حدیث اور فقہ تک محدود نہ تھا بلکہ آپ قرآن، میراث، حلال و حرام، شاعری، حکمت و طب، عرب کی تاریخ اور علم انساب کی بھی بہت بڑی عالمہ تھیں۔

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) لکھتے ہیں:

وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ رَحِمَهُ اللهُ ، عَنْ أَبِيهِ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَعْلَمَ بِفِقْهٍ، وَلَا بِطِبٍّ، وَلَا بِشِعْرٍ مِنْ عَائِشَةَ. [166]

ترجمہ: ہشام بن عروہ اپنے والد (عروہ بن زبیر بن العوام) سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے فقہ، طب اور شاعری میں حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں دیکھا۔

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف زرقانی مالکی رحمہ اللہ (ت1122ھ) لکھتے ہیں:

وَقَالَ عُرْوَةُ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَعْلَمَ بِالْقُرْآنِ، وَلَا بِفَرِيْضَةٍ، وَلَا بِحَرَام، وَلَا بِحَلَالٍ، وَلَا بِفِقْهِ، وَلَا بِشِعْرٍ، وَلَا بِطِبٍّ، وَلَا بِحَدِيْثِ الْعَرَبِ، وَلَا نَسَبٍ مِنْ عَائِشَةَ. [167]

ترجمہ: حضرت عروہ (بن زبیر بن العوام) رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے قرآن، علم میراث، حلال و حرام، فقہ، شاعری، طب، تاریخِ عرب اور علم انساب میں حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں دیکھا۔

---

[165] المعجم الکبیر للطبرانی: ج10 ص6 رقم الحدیث 18819

[166] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2574 عائشۃ بنت ابی بکر الصدیق

[167] شرح العلامۃ الزرقانی: ج4 ص389 ذکر عائشۃ ام المؤمنین

5: علم میراث (فرائض) میں کمال مہارت

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:
عَنْ مَسْرُوقٍ، أَنَّهُ قِيلَ لَهُ: هَلْ كَانَتْ عَائِشَةُ تُحْسِنُ الْفَرَائِضَ؟ فَقَالَ: أَيْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ□، لَقَدْ رَأَيْتُ مَشْيَخَةَ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَكَابِرَ يَسْأَلُونَهَا عَنِ الْفَرَائِضِ. [168]

ترجمہ: مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ان سے پوچھا گیا: کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا علمِ فرائض (علم میراث) اچھی طرح جانتی تھیں؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یقیناً میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے معمر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ وہ ان سے فرائض کے متعلق سوال کرتے تھے۔

6: بہترین گفتگو اور فصاحتِ لسان

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب شامی طبرانی رحمہ اللہ (ت 360ھ) لکھتے ہیں:
عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَفْصَحَ مِنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا. [169]

ترجمہ: موسیٰ بن طلحہ رحمہ اللہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر فصیح اللسان (بہترین گفتگو کرنے والا) نہیں دیکھا۔

7: کثرتِ روایت

آپ رضی اللہ عنہا کا شمار "مکثرین صحابہ" میں ہوتا ہے۔ مکثرین ان صحابہ کو کہا جاتا ہے جو کثرت کے ساتھ احادیث روایت کرنے والے ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی احادیث کی تعداد دو ہزار دو سو دس (2210) ہے۔

امام حافظ محمد بن عبد الرحمن سخاوی شافعی رحمہ اللہ (ت 902ھ) لکھتے ہیں:

---

[168] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص52 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[169] المعجم الکبیر للطبرانی: ج10 ص5 رقم الحدیث 18813

اَلْمُكَثِّرِيْنَ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ... الَّذِيْنَ زَادَ حَدِيْثُهُمْ عَلٰى أَلْفٍ ... وَلِعَائِشَةَ: أَلْفَيْنِ وَمِائَتَيْنِ وَعَشَرَةٌ۔ [170]

ترجمہ: کثرت سے احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے وہ حضرات مراد ہیں جن کی مروی احادیث ایک ہزار سے زیادہ ہیں... اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کردہ احادیث کی تعداد دو ہزار دو سو دس ہے۔

عبادات و معمولات:

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مبارک زندگی عبادات اور نیک معمولات کا ایک حسین نمونہ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا کو نماز، روزہ اور حج جیسی بنیادی عبادات سے بے حد لگاؤ تھا اور آپ ان معمولات کی از حد پابندی فرماتی تھیں۔ آپ راتوں کو طویل قیام کرتیں، دن کو کثرت سے روزے رکھتیں اور حج کی عبادت کو اس قدر اہمیت دیتیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقاعدگی سے ہر سال حج ادا فرماتی تھیں۔

1: نفل نمازوں کا اہتمام

✪ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب تہجد کے لیے اٹھتے تو ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی اٹھتیں اور نماز تہجد ادا فرماتیں۔

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: ذُكِرَ لَهَا أَنَّ نَاسًا يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ فِي اللَّيْلَةِ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ فَقَالَتْ: أُولٰئِكَ قَرَءُوْا وَلَمْ يَقْرَءُوْا، كُنْتُ أَقُوْمُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ التَّمَامِ فَكَانَ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ وَ آلِ عِمْرَانَ وَالنِّسَاءِ فَلَا يَمُرُّ بِآيَةٍ فِيْهَا تَخَوُّفٌ إِلَّا دَعَا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَاسْتَعَاذَ وَلَا يَمُرُّ بِآيَةٍ فِيْهَا اسْتِبْشَارٌ إِلَّا دَعَا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَرَغِبَ إِلَيْهِ۔ [171]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا گیا کہ کچھ لوگ رات میں ایک یا دو مرتبہ مکمل قرآن پڑھ لیتے ہیں۔ تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: انہوں نے پڑھا بھی اور نہیں بھی پڑھا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پوری رات قیام کرتی تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ البقرۃ، سورۃ آل عمران اور سورۃ النساء

[170] فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث: ج3 ص116، 117 معرفۃ الصحابۃ

[171] مسند احمد: ج17 ص382 رقم الحدیث 24490

کی تلاوت فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تلاوتِ قرآن کے دوران آیاتِ عذاب پر اللہ تعالیٰ سے پناہ اور رحمت کی دعا کرتے، جبکہ آیاتِ بشارت پر اس کے فضل وانعام کی امید رکھتے ہوئے دعا اور رغبت کا اظہار فرماتے۔

✪ نیز آپ رضی اللہ عنہا دوسروں کو بھی تہجد کی ترغیب دیا کرتی تھیں۔

امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِيْ قَيْسٍ يَقُوْلُ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: لَا تَدَعْ قِيَامَ اللَّيْلِ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدَعُهُ وَكَانَ إِذَا مَرِضَ أَوْ كَسِلَ صَلّٰى قَاعِدًا. [172]

ترجمہ: یزید بن خُمَیر سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن ابی قیس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مجھ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رات کا قیام (نمازِ تہجد) نہ چھوڑنا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے نہیں چھوڑتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوتے یا تھکاوٹ محسوس کرتے تو بیٹھ کر نماز ادا فرماتے۔

✪ آپ رضی اللہ عنہا کا چاشت کی آٹھ رکعات کا معمول زندگی بھر رہا۔

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبۃ ابراہیم بن عثمان عبسی کوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ رُمَيْثَةَ عَنْ جَدَّتِهِ قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ وَهِيَ تُصَلِّيْ مِنَ الضُّحٰى فَصَلَّتْ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ. [173]

ترجمہ: ابو رُمَیثہ اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی دادی نے فرمایا: میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی۔ وہ اس وقت چاشت کی نماز پڑھ رہی تھیں۔ انہوں نے چاشت کی آٹھ رکعات ادا فرمائیں۔

2: نفل روزوں کی پابندی

عبادات کے معمولات میں نماز کے ساتھ ساتھ آپ رضی اللہ عنہا کثرت سے روزے رکھتیں۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

---

[172] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 1307

[173] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج 5 ص 266 رقم الحدیث 7894 کتاب الصلاۃ، کم تصلی من رکعۃ

عَنِ الْقَاسِمِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كَانَتْ تَصُومُ الدَّهْرَ. [174]

ترجمہ: قاسم (بن محمد) رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کثرت سے روزہ رکھا کرتی تھیں۔

ایک مرتبہ سخت گرمی میں عرفہ کا روزہ رکھا ہوا تھا۔ جب اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ یومِ عرفہ کا روزہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَطَاءٍ الْخُرَاسَانِيِّ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ يَوْمَ عَرَفَةَ وَهِيَ صَائِمَةٌ وَالْمَاءُ يُرَشُّ عَلَيْهَا، فَقَالَ لَهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: أَفْطِرِي، فَقَالَتْ: أُفْطِرُ وَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِنَّ صَوْمَ يَوْمِ عَرَفَةَ يُكَفِّرُ الْعَامَ الَّذِيْ قَبْلَهُ". [175]

ترجمہ: عطاء خراسانی سے روایت ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر (رضی اللہ عنہما) یوم عرفہ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔ اس وقت آپ روزہ سے تھیں اور (گرمی کی شدت کی وجہ سے) آپ پر پانی چھڑکا جارہا تھا۔ حضرت عبد الرحمٰن نے ان سے کہا کہ روزہ افطار کرلیں (توڑ دیں)۔ انہوں نے فرمایا: کیا میں روزہ توڑ دوں حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عرفہ کے دن کا روزہ پچھلے ایک سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

3: حج کا شوق اور پابندی

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حج کی بہت پابند تھیں۔ بہت کم ایسا ہوا کہ آپ نے حج نہ کیا ہو۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَا نَغْزُوْ وَنُجَاهِدُ مَعَكُمْ؟ فَقَالَ" لٰكِنْ أَحْسَنُ الْجِهَادِ وَأَجْمَلُهُ، الْحَجُّ، حَجٌّ مَبْرُورٌ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَا أَدَعُ الْحَجَّ بَعْدَ إِذْ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [176]

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا

---

[174] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 8 ص 54 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[175] مسند احمد: ج 17 ص 477 رقم الحدیث 24851

[176] صحیح البخاری: رقم الحدیث 1861

ہم آپ کے ساتھ غزوہ اور جہاد میں شرکت نہ کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (تمہارا) سب سے بہترین اور خوبصورت جہاد؛ مقبول حج ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سنی ہے، میں نے اس کے بعد کبھی حج نہیں چھوڑا۔

سخاوت وفیاضی:

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ذاتِ مبارکہ جود وسخا اور دریادلی کی ایک اعلیٰ اور بے مثال تصویر تھی۔ آپ کو دنیاوی مال و دولت سے ذرہ برابر رغبت نہ تھی اور جو کچھ بھی آپ کے پاس آتا، اسے فوراً اللہ کی راہ میں خرچ فرمادیتیں۔

ایک بار آپ نے ستر ہزار درہم تقسیم فرمادیے لیکن اپنی حالت یہ تھی آپ کے کُرتے کے گریبان میں پیوند لگے ہوئے تھے۔

امام ابونعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد اصبہانی شافعی رحمہ اللہ (ت430ھ) نقل فرماتے ہیں:

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تَقْسِمُ سَبْعِيْنَ أَلْفًا وَإِنَّهَا لَتُرَقِّعُ جَيْبَ دِرْعِهَا. [177]

ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ آپ نے ستر ہزار درہم تقسیم فرمادیے جبکہ اس وقت آپ رضی اللہ عنہا کا اپنا حال یہ تھا کہ آپ کے کُرتے کے گریبان میں پیوند لگے ہوئے تھے۔

جلیل القدر تابعی امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ آپ کی دریادلی کا ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں جسے علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) تحریر کرتے ہیں:

عَنْ عَطَاءٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: بَعَثَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا بِقِلَادَةٍ بِمِائَةِ أَلْفٍ فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ. [178]

ترجمہ: امام عطاء رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایک

---

[177] حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء: ج2 ص58 ذکر عائشۃ زوج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[178] سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج3 ص328 ذکر عائشۃ ام المؤمنین

ہار بھیجا جس کی قیمت ایک لاکھ درہم تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے وہ ہار امہات المومنین میں تقسیم فرما دیا۔

غلام آزاد کرنا:

سخاوت اور مالی صدقات کے ساتھ ساتھ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو معاشرے کے پسے ہوئے اور محکوم طبقے یعنی غلاموں کو آزادی دلانے کا بھی بے حد شوق تھا۔ آپ مالی صدقہ کثرت سے دیتیں، فقراء، مساکین اور حاجت مندوں کا بہت خیال فرماتیں اور ان کی عزت و توقیر کو ہمیشہ ملحوظِ خاطر رکھتیں۔

آپ کی اسی دریا دلی اور انسانی ہمدردی کے عظیم ثبوت کے حوالے سے کتبِ فقہ و تاریخ میں یہ شاندار حقیقت درج ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنی زندگی میں سڑسٹھ (67) غلاموں کو آزادی کی نعمت سے ہمکنار فرمایا۔

اسی طرح غلاموں کو آزادی دلانے کی اسی فکر کے تحت تاریخ میں یہ بھی منقول ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنی وفات کے وقت اپنے غلام ذکوان کو بھی آزاد کرنے کی وصیت کی تھی۔

اِفک کا دلخراش سانحہ

آپ رضی اللہ عنہا کی زندگی کے بہت سے واقعات ایسے ہیں جو "حوادثات" کہلاتے ہیں۔ دشمنانِ اسلام منافقین نے آپ کی عفت وپاکدامنی پر انگلیاں بھی اٹھائیں جسے عرفِ عام میں "واقعہ افک" کہا جاتا ہے۔ یہ بہت دلخراش سانحہ تھا۔ کئی دنوں کے صبر واستقلال کے بعد بالآخر اللہ تعالیٰ نے آپ کی پاکدامنی پر قرآنی مہر ثبت کردی جوکہ قرآن کریم کی سورۃ نور میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔

اِفک: جھوٹ، تہمت اور بے بنیاد الزام لگانے کو کہتے ہیں۔ بعض اہل لغت کے ہاں "افک" محض جھوٹ کو نہیں بلکہ ایسے بڑے جھوٹ کو کہتے ہیں جو اصل معاملے کی ساری صورتحال کو یکسر بدل دے۔

اس طویل اور سبق آموز واقعہ کو ہم تفصیلاً بیان کرتے ہیں تاکہ اس واقعہ کے تمام پہلو سامنے آجائیں۔

سفر کی قرعہ اندازی اور غزوہ بنی مصطلق کو روانگی:

غزوہ بنو مصطلق جو "غزوہ مریسیع" کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، اس سفر میں امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا خود اپنے جانے کا سبب اور سفر کا احوال بیان فرماتی ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِه□ فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ سَهْمِي فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَمَا نَزَلَ الْحِجَابُ فَأَنَا أُحْمَلُ فِي هَوْدَجِي وَأُنْزَلُ فِيهِ فَسِرْنَا حَتَّى إِذَا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَتِه□ تِلْكَ وَقَفَلَ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے، جن کا نام نکلتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنے ہمراہ لے جاتے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوے میں ہمارے درمیان قرعہ ڈالا تو میرا نام نکلا۔ چنانچہ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئی۔ مجھے اپنے ہودج میں بٹھایا جاتا (اور کسی

مقام پر) اتار دیا جاتا۔ پس ہم چلتے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس غزوے سے فارغ ہوئے اور واپس لوٹے۔

ہار کا گم ہونا اور قافلے کا روانہ ہو جانا:

مدینہ منورہ سے پہلے "ذی قرع" ایک بستی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام پر پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا۔ لشکر کی روانگی سے کچھ پہلے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا قضائے حاجت کے لیے لشکر سے ذرا دور نکل کر باہر آڑ میں چلی گئیں۔ جب واپس تشریف لا رہی تھیں تو اتفاقاً آپ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ اپنے گلے پر پڑا، ایک دم ٹھٹک کر رہ گئیں کیونکہ اپنی ہمشیرہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے جو ہار عاریتاً لائی تھیں وہ گلے میں موجود نہیں تھا بلکہ کہیں گر چکا تھا۔ آپ کا کجاوہ ڈولی نما ہوا کرتا تھا جس میں مستورات سفر کرتی تھیں۔ چونکہ پردے کے احکام نازل ہو چکے تھے اس لیے ازواج مطہرات سفر میں باپردہ ہی رہتی تھیں۔ قافلے کی روانگی کا منظر وہ خود یوں بیان فرماتی ہیں:

وَدَنَوْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَافِلِينَ آذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيلِ فَقُمْتُ حِينَ آذَنُوا بِالرَّحِيلِ فَمَشَيْتُ حَتّٰى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ فَلَمَّا قَضَيْتُ شَأْنِي أَقْبَلْتُ إِلٰى رَحْلِي فَلَمَسْتُ صَدْرِي فَإِذَا عِقْدٌ لِي مِنْ جَزْعِ أَظْفَارٍ قَدِ انْقَطَعَ فَرَجَعْتُ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِي فَحَبَسَنِي ابْتِغَاؤُهُ، قَالَتْ: وَأَقْبَلَ الرَّهْطُ الَّذِيْنَ كَانُوا يُرَحِّلُونِي فَاحْتَمَلُوا هَوْدَجِي فَرَحَلُوهُ عَلٰى بَعِيرِي الَّذِي كُنْتُ رَكِبْتُ عَلَيْهِ وَهُمْ يَحْسِبُوْنَ أَنِّي فِيْهِ وَكَانَ النِّسَاءُ إِذْ ذَاكَ خِفَافًا لَمْ يُثْقِلْهُنَّ اللَّحْمُ إِنَّمَا يَأْكُلْنَ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ خِفَّةَ الْهَوْدَجِ حِينَ رَفَعُوهُ وَحَمَلُوهُ وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيثَةَ السِّنِّ فَبَعَثُوا الْجَمَلَ فَسَارُوا وَوَجَدْتُ عِقْدِي بَعْدَمَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ.

ترجمہ: ہم مدینہ کے قریب پہنچ گئے، ایک رات کوچ کا اعلان ہوا۔ جب اعلان ہوا تو میں اٹھی اور لشکر سے آگے نکل گئی، فراغت کے بعد جب میں اپنی سواری کی طرف آئی تو سینے پر ہاتھ پڑا، دیکھا کہ میر اظفار کے نگینوں والا ہار ٹوٹ کر گر گیا ہے۔ میں ہار تلاش کرنے واپس گئی اور اسی تلاش نے مجھے روک لیا۔ اتنے میں وہ لوگ آئے جو مجھے سوار کیا کرتے تھے، انہوں نے میرا ہودج اٹھایا اور میرے اونٹ پر رکھ دیا جس پر میں سوار ہوتی تھی، وہ سمجھے کہ میں اسی میں ہوں۔ اس وقت عورتیں ہلکی پھلکی ہوتی تھیں، ان پر گوشت نہیں چڑھا تھا کیونکہ وہ بہت کم کھانا کھاتی تھیں، اس لیے ہودج اٹھانے والوں کو اس کا ہلکا پن محسوس نہ ہوا اور میں ویسے بھی کم عمر لڑکی تھی۔ انہوں نے اونٹ کو ہنکایا اور چل دیے۔ لشکر گزر جانے کے بعد مجھے اپنا ہار مل گیا۔

صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کی آمد اور واپسی کا سفر:

چونکہ قافلہ جاچکا تھا، قافلہ کے آخری حصہ کے ذمہ دار حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ تھے، جن کی ذمہ داری تھی کہ قافلے والوں کی کوئی چیز راستے میں گر گئی ہو تو وہ اسے اٹھائیں۔ وہ وہاں پہنچے اور دیکھا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آرام فرمارہی ہیں۔

فَجِئْتُ مَنَازِلَهُمْ وَلَيْسَ بِهَا دَاعٍ وَلَا مُجِيْبٌ فَأَمَمْتُ مَنْزِلِي الَّذِيْ كُنْتُ بِهِ وَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ سَيَفْقُدُوْنِي فَيَرْجِعُونَ إِلَيَّ فَبَيْنَا أَنَا جَالِسَةٌ فِي مَنْزِلِي غَلَبَتْنِي عَيْنِي فَنِمْتُ وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْجَيْشِ فَأَدْلَجَ فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي فَرَاٰى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٍ فَعَرَفَنِي حِينَ رَآنِي وَكَانَ رَآنِي قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِيْنَ عَرَفَنِي فَخَمَّرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي وَوَاللّٰهِ مَا كَلَّمَنِي كَلِمَةً وَلَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ اسْتِرْجَاعِهِ حَتّٰى أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ فَوَطِئَ عَلٰى يَدِهَا فَقُمْتُ إِلَيْهَا فَرَكِبْتُهَا فَانْطَلَقَ يَقُودُ بِي الرَّاحِلَةَ حَتّٰى أَتَيْنَا الْجَيْشَ بَعْدَ مَا نَزَلُوا مُوغِرِينَ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ وَهُمْ نُزُولٌ فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِي تَوَلّٰى كِبْرَ الْإِفْكِ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ ابْنَ سَلُولَ.

ترجمہ: جب میں لشکر کے پڑاؤ پر آئی تو وہاں کوئی پکارنے والا تھا نہ جواب دینے والا۔ میں اسی جگہ بیٹھ گئی جہاں میرا پڑاؤ تھا، میں نے سوچا کہ جب وہ لوگ مجھے نہیں پائیں گے تو یقیناً میری تلاش میں واپس یہیں آئیں گے۔ میں بیٹھی تھی کہ میری آنکھ لگ گئی اور میں سو گئی۔ صفوان بن معطل سلمی (رضی اللہ عنہ) لشکر کے پیچھے رہ گئے تھے، صبح وہ میری قیام گاہ پر پہنچے تو ایک سوئے ہوئے انسان کا سایہ دیکھا۔ انہوں نے مجھے دیکھتے ہی پہچان لیا کیونکہ پردے کا حکم آنے سے پہلے وہ مجھے دیکھ چکے تھے۔ جب انہوں نے مجھے پہچان کر "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا تو میں جاگ گئی اور اپنی چادر سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا۔ اللہ کی قسم! ہم نے آپس میں کوئی بات نہیں کی اور نہ ہی میں نے ان کے منہ سے استرجاع (انا للہ پڑھنے) کے سوا کوئی اور کلمہ سنا۔ انہوں نے اپنا اونٹ بٹھا کر اس کے اگلے پاؤں پر پاؤں رکھ دیا تو میں اس پر سوار ہو گئی۔ وہ اونٹ کی نکیل پکڑے آگے آگے چلنے لگے یہاں تک کہ ہم لشکر تک پہنچ گئے جب وہ سخت دوپہر کے وقت رکے ہوئے تھے۔ بس پھر جس کو ہلاک ہونا تھا ہلاک ہوا، اور جس نے اس تہمت کا سب سے بڑا حصہ اپنے سر لیا وہ عبداللہ بن ابی ابن سلول تھا۔

مدینہ میں بیماری اور افواہوں کا پھیلنا:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مدینہ پہنچنے کے بعد میں بیمار ہو گئی اور تقریباً ایک ماہ تک علیل رہی۔

اس دوران بہتان تراش لوگوں نے افواہوں کا ایک طوفان کھڑا کر رکھا تھا، لیکن مجھے ان باتوں کی کوئی خبر نہ تھی۔

فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَاشْتَكَيْتُ حِينَ قَدِمْتُ شَهْرًا وَالنَّاسُ يُفِيضُونَ فِي قَوْلِ أَصْحَابِ الْإِفْكِ لَا أَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ وَهُوَ يَرِيبُنِي فِي وَجَعِي أَنِّي لَا أَعْرِفُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللُّطْفَ الَّذِي كُنْتُ أَرَى مِنْهُ حِينَ أَشْتَكِي إِنَّمَا يَدْخُلُ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُولُ كَيْفَ تِيكُمْ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَذٰلِكَ يَرِيبُنِي وَلَا أَشْعُرُ بِالشَّرِّ.

ترجمہ: ہم مدینہ آئے تو میں آتے ہی ایک مہینہ تک بیمار رہی۔ لوگ تہمت لگانے والوں کی باتوں کا چرچا کر رہے تھے جبکہ مجھے کسی چیز کا علم نہ تھا۔ ہاں مجھے اپنی بیماری کے دوران اس بات سے کھٹک ہوتی تھی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے وہ لطف و مہربانی نہیں دیکھتی تھی جو میں اپنی گزشتہ بیماری کے وقت دیکھا کرتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بس آتے، سلام کرتے اور فرماتے: یہ کیسی ہے؟ پھر چلے جاتے۔ یہ بات مجھے کھٹکتی تھی لیکن مجھے اس شر کا کوئی احساس اور علم نہیں تھا۔

والدین کے گھر منتقلی اور شدید صدمہ:

ایسے حالات نے آپ رضی اللہ عنہا کو دل گرفتہ کر دیا تھا۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے والدین کے پاس جانے کی اجازت لی۔ ایک رات آپ قضائے حاجت کے لیے ام مسطح رضی اللہ عنہا کے ساتھ باہر گئیں۔ راستے میں ام مسطح رضی اللہ عنہا کو ٹھوکر لگی تو انہوں نے اپنے بیٹے مسطح کو بد دعا دی جس پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں ٹوکا۔ تب ام مسطح رضی اللہ عنہا نے انہیں منافقین کی پھیلائی گئی تہمت کا سارا ماجرا سنایا۔

قَالَتْ فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلٰى بَيْتِي دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: كَيْفَ تِيكُمْ؟ فَقُلْتُ لَهُ: أَتَأْذَنُ لِي أَنْ اٰتِيَ أَبَوَيَّ، قَالَتْ: وَأَنَا حِينَئِذٍ أُرِيدُ أَنْ أَسْتَيْقِنَ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا، قَالَتْ: فَأَذِنَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ لِأُمِّي: يَا أُمَّتَاهُ! مَاذَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ؟ قَالَتْ: يَا بُنَيَّةُ! هَوِّنِي عَلَيْكِ، فَوَاللّٰهِ لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ قَطُّ وَضِيئَةً عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا لَهَا ضَرَائِرُ إِلَّا كَثَّرْنَ عَلَيْهَا، قَالَتْ: فَقُلْتُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! أَوَلَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهٰذَا، قَالَتْ: فَبَكَيْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتّٰى أَصْبَحْتُ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ ثُمَّ أَصْبَحْتُ أَبْكِي.

ترجمہ: جب میں اپنے گھر واپس آئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے، سلام کیا اور پوچھا کہ یہ کیسی ہے؟ تو میں نے کہا: کیا آپ مجھے میرے والدین کے پاس جانے کی اجازت دیں گے؟ میں چاہتی تھی کہ اپنے والدین سے اس بات کی تحقیق کروں۔ آپ نے مجھے اجازت دے دی۔ میں نے اپنے والدین کے گھر آ کر اپنی ماں

سے پوچھا: امی جان! لوگ کیا باتیں کر رہے ہیں؟ انہوں نے کہا: بیٹی گھبراؤ نہیں، اللہ کی قسم! ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ کوئی خوبصورت عورت کسی ایسے شوہر کے پاس ہو جو اس سے محبت کرتا ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں، اور وہ اس پر باتیں نہ بنائیں۔ میں نے کہا: سبحان اللہ! کیا واقعی لوگوں نے یہ باتیں کی ہیں؟ میں پوری رات روتی رہی، نہ میرے آنسو تھمتے تھے اور نہ میری آنکھ میں نیند آئی، اور میں صبح تک روتی رہی۔

رسول اللہ ﷺ کا اپنے اصحاب سے مشورہ لینا اور باندی کی گواہی:

جب وحی آنے میں تاخیر ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے مشورہ فرمایا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کی گواہی دی، جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مزید تحقیق کے لیے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کرنے کا مشورہ دیا۔ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا نے بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں خیر و پاکیزگی ہی کی گواہی دی۔

وَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِينَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْتَأْمِرُهُمَا وَيَسْتَشِيرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ، قَالَتْ: فَأَمَّا أُسَامَةُ فَأَشَارَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالَّذِيْ يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ وَبِالَّذِي يَعْلَمُ لَهُمْ فِي نَفْسِهِ مِنَ الْوُدِّ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَهْلَكَ وَلَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا وَأَمَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَمْ يُضَيِّقِ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ وَأَنْ تَسْأَلَ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ، قَالَتْ: فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيرَةَ، فَقَالَ: أَيْ بَرِيرَةُ! هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَرِيبُكِ؟ قَالَتْ لَهُ بَرِيرَةُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنْ رَأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا قَطُّ أَغْمِصُهُ عَلَيْهَا سِوٰى أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِيْنِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ.

ترجمہ: جب وحی آنے میں دیر ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید کو بلایا تاکہ اپنی بیوی کے بارے میں ان سے مشورہ کریں۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے ان کی پاکدامنی اور اپنے دل میں ان کے احترام کے مطابق مشورہ دیا اور کہا: یہ آپ کی بیوی ہیں، اور ہم ان میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! اللہ نے آپ پر تنگی نہیں رکھی اور ان کے علاوہ بھی بہت سی عورتیں ہیں، آپ باندی سے پوچھ لیں وہ آپ کو سچ بتادے گی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو بلایا اور پوچھا: اے بریرہ! کیا تم نے عائشہ کی کوئی ایسی بات دیکھی ہے جس سے تمہیں شک ہو؟ بریرہ نے جواب دیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! میں نے ان میں کوئی قابلِ گرفت بات نہیں دیکھی۔ ہاں یہ بات الگ ہے

کہ وہ کم عمر لڑکی ہیں، اپنے گھر والوں کا آٹا گوندھ کر سو جاتی ہیں اور پالتو بکری آکر اسے کھا جاتی ہے۔

مسجد نبوی میں خطبہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی غیرت:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا کا یہ جواب سنا تو فوراً مسجد نبوی میں تشریف لے گئے اور منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے حمایت طلب کی۔

فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَعْذَرَ يَوْمَئِذٍ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ ابْنِ سَلُوْلَ فَقَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ! مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي عَنْهُ أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي، وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا وَمَا يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا مَعِي فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَا أَعْذِرُكَ فَإِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ ضَرَبْنَا عُنُقَهُ وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا أَمْرَكَ.

ترجمہ: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی دن منبر پر تشریف لائے اور عبد اللہ بن ابی ابن سلول کے خلاف مدد چاہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت! کون ہے جو میری اس شخص کے خلاف مدد کرے جس کی اذیت اب میرے گھر والوں تک پہنچ گئی ہے؟ اللہ کی قسم! میں نے اپنی بیوی میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں دیکھا، اور انہوں نے جس مرد کا ذکر کیا ہے میں نے اس میں بھی بھلائی کے سوا کچھ نہیں دیکھا، اور وہ جب بھی میرے گھر آیا میرے ساتھ ہی آیا۔ یہ سن کر بنی عبد الاشہل کے بھائی سعد بن معاذ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: یارسول اللہ! میں اس کے خلاف آپ کی مدد کروں گا، اگر وہ اوس میں سے ہوا تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا، اور اگر وہ ہمارے بھائی خزرج میں سے ہوا تو آپ ہمیں حکم دیں، ہم آپ کے حکم کی تعمیل کریں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور گفتگو:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرا یہ سارا دن بھی روتے ہوئے گزرا، لمحہ بھر کے لیے بھی آنسو نہیں تھمے۔ رات بھی اسی طرح گزری۔ جب صبح ہوئی تو میرے والدین میرے پاس بیٹھے تھے اور میں روئے جا رہی تھی اتنے میں انصار کی ایک عورت آگئی اور وہ بھی میرے ساتھ رونے لگی۔

فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذٰلِكَ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ قَالَتْ: وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِيْ مُنْذُ قِيْلَ مَا قِيْلَ قَبْلَهَا وَقَدْ لَبِثَ شَهْرًا لَا يُوْحٰى إِلَيْهِ فِي شَأْنِي بِشَيْءٍ، قَالَتْ: فَتَشَهَّدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ جَلَسَ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ! فَإِنَّهُ بَلَغَنِي

عَنْكِ كَذَا وَكَذَا فَإِنْ كُنْتِ بَرِيئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللّٰهُ وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِيْ اللّٰهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ إِلَى اللّٰهِ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ.

ترجمہ: ہم اسی حال میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے، سلام کیا اور بیٹھ گئے۔ جب سے مجھ پر تہمت لگائی گئی تھی، آپ میرے پاس کبھی نہیں بیٹھے تھے، ایک مہینہ گزر چکا تھا مگر میرے معاملے میں آپ پر کوئی وحی نہیں آئی تھی۔ آپ نے بیٹھ کر کلمہ شہادت پڑھا پھر فرمایا: اما بعد! اے عائشہ، مجھے تمہارے بارے میں ایسی ایسی بات پہنچی ہے، پس اگر تم بے گناہ ہو تو عنقریب اللہ تمہاری پاکدامنی ظاہر کر دے گا، اور اگر تم سے کوئی گناہ ہو گیا ہے تو اللہ سے بخشش مانگو اور اس کے حضور توبہ کرو، کیونکہ بندہ جب گناہ کا اقرار کر کے اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا جواب:

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی گفتگو مکمل فرمائی تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والدین سے جواب دینے کا کہا لیکن ان کی خاموشی پر انہوں نے خود ہی ایک انتہائی ایمان افروز اور مدلل جواب دیا جس سے ان کی بے گناہی اور کمال درجہ کی عقل و فہم ظاہر ہوتی ہے۔

قَالَتْ: فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ قَلَصَ دَمْعِيْ حَتّٰى مَا أُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً فَقُلْتُ لِأَبِي: أَجِبْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِّي فِيمَا قَالَ، قَالَ أَبِي: وَاللّٰهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ لِأُمِّي: أَجِيبِي رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا قَالَ، قَالَتْ أُمِّي: وَاللّٰهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ لَا أَقْرَأُ كَثِيرًا مِنَ الْقُرْآنِ إِنِّي وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَقَدْ سَمِعْتُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ حَتّٰى اسْتَقَرَّ فِي أَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهِ فَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّي بَرِيئَةٌ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ لَا تُصَدِّقُونِي بِذٰلِكَ وَلَئِنِ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرٍ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّي مِنْهُ بَرِيئَةٌ لَتُصَدِّقُنِّي وَاللّٰهِ مَا أَجِدُ لَكُمْ مَثَلًا إِلَّا قَوْلَ أَبِي يُوسُفَ حِيْنَ قَالَ: (فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۗ وَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ).

ترجمہ: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بات مکمل کی تو میرے آنسو بالکل خشک ہو گئے یہاں تک کہ مجھے ایک قطرہ بھی محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ میں نے اپنے والد سے کہا کہ آپ میری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیں، انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے سمجھ نہیں آ رہا کہ میں کیا جواب دوں۔ پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا، تو

انہوں نے بھی یہی کہا کہ مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ میں کیا کہوں۔ تو میں نے کہا حالانکہ میں ایک کم عمر لڑکی تھی اور میں نے قرآن بھی زیادہ نہیں پڑھا تھا، میں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے معلوم ہے کہ آپ لوگوں نے یہ باتیں سنی ہیں اور وہ آپ کے دلوں میں بیٹھ گئی ہیں اور آپ نے ان کو سچ مان لیا ہے۔ اب اگر میں کہوں کہ میں بے گناہ ہوں، اور اللہ جانتا ہے کہ میں بے گناہ ہوں، تو آپ لوگ نہیں مانیں گے، اور اگر میں کسی بات کا اقرار کرلوں، اور اللہ جانتا ہے کہ میں بے گناہ ہوں، تو آپ لوگ مان لیں گے۔ اللہ کی قسم! میں اپنے اور آپ لوگوں کے لیے حضرت یوسف علیہ السلام کے والد کے اس قول کے سوا کوئی اور مثال نہیں پاتی جب انہوں نے کہا تھا: پس صبر ہی بہتر ہے، اور تم جو کچھ کہہ رہے ہو اس پر اللہ ہی سے مدد مانگی جاتی ہے۔

وحی کا نزول اور پاکدامنی کا آسمانی فیصلہ:

آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اس کے بعد میں نے کروٹ لی اور اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ اس وقت میرے دل کو کامل یقین ہو گیا کہ ضرور اللہ تعالیٰ مجھے اس سے بری ثابت فرمائیں گے، لیکن یہ تو میرے وہم و گمان میں نہیں تھا کہ میرے بارے میں اللہ تعالیٰ ایسی وحی نازل فرمائے گا جس کی ہمیشہ تلاوت ہوتی رہے گی۔

قَالَتْ: فَوَاللّٰهِ مَا رَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجْلِسَهُ وَلَا خَرَجَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ حَتّٰى أُنْزِلَ عَلَيْهِ فَأَخَذَهُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ مِنَ الْبُرَحَاءِ حَتّٰى إِنَّهُ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِثْلُ الْجُمَانِ مِنَ الْعَرَقِ وَهُوَ فِي يَوْمٍ شَاتٍ مِنْ ثِقَلِ الْقَوْلِ الَّذِي يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَتْ: فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُرِّيَ عَنْهُ وَهُوَ يَضْحَكُ فَكَانَتْ أَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا أَنْ قَالَ: يَا عَائِشَةُ! أَمَّا اللّٰهُ فَقَدْ بَرَّأَكِ، فَقَالَتْ أُمِّي: قُومِي إِلَيْهِ فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ لَا أَقُومُ إِلَيْهِ لَا أَحْمَدُ إِلَّا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى: (إِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْإِفْكِ) الْعَشْرَ الْآيَاتِ.

ترجمہ: اللہ کی قسم! ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ سے اٹھے بھی نہ تھے اور نہ ہی گھر والوں میں سے کوئی باہر نکلا تھا کہ آپ پر وحی نازل ہونے لگی۔ آپ پر وحی کی وہی کیفیت طاری ہو گئی جو شدید ہوتی تھی، یہاں تک کہ سردی کے دن ہونے کے باوجود نزولِ وحی کے بوجھ سے آپ کی پیشانی سے موتیوں کی طرح پسینے کے قطرے ٹپکنے لگے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ کیفیت دور ہوئی تو آپ مسکرا رہے تھے، اور سب سے پہلی بات جو آپ نے ارشاد فرمائی وہ یہ تھی: اے عائشہ! اللہ نے تمہاری پاکدامنی ظاہر کر دی ہے۔ میری والدہ نے مجھ سے کہا: اٹھو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شکریہ ادا کرو۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں ان کا شکریہ ادا نہیں کروں گی، میں

صرف اللہ عزوجل کی ہی حمد و ثناء کروں گی جس نے میری براءت نازل فرمائی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے میری پاکدامنی کے بارے میں سورۃ النور کی یہ دس آیات ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ﴾ نازل فرمائیں۔

مِسطح رضی اللہ عنہ کی کفالت کا مسئلہ اور قرآنی حکم:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے سورۃ النور کی دس آیتیں میری براءت میں نازل فرمائیں تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غصے میں آکر فیصلہ کیا کہ اب وہ حضرت مسطح کی مالی معاونت نہیں کریں گے کیونکہ انہوں نے بھی تہمت لگانے والوں کا ساتھ دیا تھا۔

قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحِ بْنِ أُثَاثَةَ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ وَفَقْرِهِ: وَاللّٰهِ لَا أُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ الَّذِيْ قَالَ لِعَائِشَةَ مَا قَالَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: (وَ لَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَ السَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْا اُولِى الْقُرْبٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَ لْيَعْفُوْا وَ لْيَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) قَالَ أَبُو بَكْرٍ: بَلٰى وَاللّٰهِ إِنِّي أُحِبُّ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لِيْ، فَرَجَعَ إِلٰى مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِي كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ وَقَالَ: وَاللّٰهِ لَا أَنْزِعُهَا مِنْهُ أَبَدًا. [179]

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، جو کہ مسطح بن اثاثہ کی قرابت داری اور غربت کی وجہ سے ان پر خرچ کیا کرتے تھے، فرمانے لگے: اللہ کی قسم! جو کچھ اس نے عائشہ کے بارے میں کہا ہے اس کے بعد اب میں مسطح پر کبھی کچھ خرچ نہیں کروں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: "اور تم میں سے جو لوگ صاحب فضل اور وسعت والے ہیں، وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ رشتہ داروں، مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہیں دیں گے۔ انہیں چاہیے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کریں۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہاری مغفرت فرمائے؟ اور اللہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم فرمانے والا ہے"۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا: کیوں نہیں! اللہ کی قسم! میں ضرور چاہتا ہوں کہ اللہ مجھے بخش دے۔ چنانچہ انہوں نے مسطح کا خرچ دوبارہ جاری کر دیا اور فرمایا: اللہ کی قسم! میں اس کے یہ اخراجات کبھی بند نہیں کروں گا۔

---

[179] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4750

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

آیتِ تیمم کا نزول اور امت پر آسانی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک سفروں میں جہاں امت کے لیے بے شمار برکات پوشیدہ ہوتی تھیں، وہیں ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ذاتِ گرامی بھی مسلمانوں کے لیے کئی بار رحمت اور آسانی کا سبب بنی۔ ایک مرتبہ سفر کے دوران آپ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہو گیا، جس کی تلاش میں قافلے کو ایسی جگہ پڑاؤ ڈالنا پڑا جہاں پانی موجود نہیں تھا۔ بظاہر یہ ایک پریشانی کا لمحہ تھا جس پر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیٹی کی سرزنش بھی کی، لیکن اس واقعے کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے امتِ مسلمہ پر رحم فرماتے ہوئے پانی نہ ملنے کی صورت میں وضو کے متبادل کے طور پر تیمم کی سہولت نازل فرمائی، جسے صحابہ کرام نے آلِ ابو بکر کی عظیم برکت قرار دیا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) اس واقعے کو یوں نقل فرماتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهِ، حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِيْ، فَأَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهِ، وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَاءٍ، فَأَتَى النَّاسُ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ، فَقَالُوْا: أَلَا تَرٰى إِلٰى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ؟ أَقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسِ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَجَاءَ أَبُوْبَكْرٍ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلٰى فَخِذِيْ قَدْ نَامَ، فَقَالَ: حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ، وَلَيْسُوْا عَلٰى مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَعَاتَبَنِيْ أَبُوْ بَكْرٍ، وَقَالَ: مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَّقُوْلَ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِيْ بِيَدِهِ فِيْ خَاصِرَتِيْ، فَلاَ يَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى فَخِذِيْ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أَصْبَحَ عَلٰى غَيْرِ مَاءٍ، فَأَنْزَلَ اللهُ اٰيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوْا، فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ: مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا اٰلَ أَبِيْ بَكْرٍ! قَالَتْ: فَبَعَثْنَا الْبَعِيْرَ الَّذِيْ كُنْتُ عَلَيْهِ، فَأَصَبْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ. [180]

---

[180] صحیح البخاری: رقم الحدیث 334

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں نکلے۔ جب ہم بیداء یا ذات الجیش کے مقام پر پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ کر گر گیا۔ اس کو تلاش کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رک گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب لوگ بھی رک گئے۔ وہ ایسی جگہ نہ تھی جہاں پانی میسر ہو۔ لوگ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: کیا آپ دیکھتے نہیں کہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کیا کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سب لوگوں کو روک دیا ہے، حالانکہ نہ وہ پانی والے مقام پر تھے اور نہ ہی خود ان کے پاس پانی تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک میری ران پر رکھے آرام فرما رہے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگوں کو روک دیا ہے، حالانکہ نہ یہاں پانی ہے اور نہ ہی قافلہ میں کسی شخص کے پاس پانی موجود ہے۔ پھر انہوں نے مجھے ڈانٹا اور جو کچھ کہنا تھا وہ کہہ دیا اور اپنی انگلی سے میری کمر (یا پہلو) میں چھوکا دیا، لیکن میں نے حرکت نہ کی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں سر رکھے ہوئے تھے۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح بیدار ہوئے تو پانی موجود نہ تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی تو سب لوگوں نے تیمم کیا (اور نماز ادا کی)۔ اس پر حضرت اسید بن حُضَیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے آلِ ابو بکر! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے (یعنی اللہ نے تمہارے ذریعے پہلے بھی خیر پہنچائی ہے)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: پھر ہم نے اس اونٹ کو چلانے کے لیے حرکت دی جس پر میں بیٹھی تھی تو وہ ہار اسی کے نیچے سے نکل آیا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ

خوشگوار ازدواجی زندگی کے چند واقعات

1: غایتِ محبت اور کمالِ الفت

امام ابوالحسن مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَشْرَبُ وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ فَاهُ عَلٰى مَوْضِعِ فِيَّ فَيَشْرَبُ وَأَتَعَرَّقُ الْعَرْقَ وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ فَاهُ عَلٰى مَوْضِعِ فِيَّ.. [181]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ایام کی حالت میں ہوتی اور پانی پیتی تو وہی برتن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑا دیتی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا مبارک منہ وہیں رکھتے جہاں میں نے پیا ہوتا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے پی لیتے۔ میں ایام کی حالت میں ہوتی اور ہڈی سے گوشت نوچ کر کھاتی، پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیتی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا مبارک منہ وہیں رکھتے جہاں میں نے منہ رکھ کر کھایا ہوتا۔

2: تمام عورتوں پر فضیلت اور شانِ محبوبیت

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَ آسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ. [182]

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مردوں میں تو بہت سے کامل ہوئے ہیں لیکن عورتوں میں مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ کے سوا کوئی کامل نہیں ہوئی، اور تمام عورتوں پر عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی فضیلت ایسے ہے جیسے تمام کھانوں پر ثرید (گوشت اور روٹی کے ملیدے) کی فضیلت ہے۔

---

[181] صحیح مسلم: رقم الحدیث 300

[182] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3769

3: چہرۂ مصطفیٰ ﷺ کا نور اور اظہارِ محبت

امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ بیہقی رحمہ اللہ (ت 458ھ) روایت نقل فرماتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ قَاعِدَةً أَغْزِلُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْصِفُ نَعْلَهُ فَجَعَلَ جَبِينُهُ يَعْرَقُ وَجَعَلَ عَرَقُهُ يَتَوَلَّدُ نُورًا فَبُهِتُّ فَنَظَرَ إِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَالَكِ يَا عَائِشَةُ بُهِتِّ؟ قُلْتُ: جَعَلَ جَبِيْنُكَ يَعْرَقُ وَجَعَلَ عَرَقُكَ يَتَوَلَّدُ نُورًا وَلَوْ رَآكَ أَبُوْ كَبِيرٍ الْهُذَلِيُّ لَعَلِمَ أَنَّكَ أَحَقُّ بِشِعْرِه، قَالَ: وَمَا يَقُولُ أَبُو كَبِيرٍ؟ قَالَتْ: قُلْتُ: يَقُولُ:

وَمُبَرَّأً مِنْ كُلِّ غُبَّرِ حَيْضَةٍ ... وَفَسَادِ مُرْضِعَةٍ وَدَاءٍ مُغَيِّلِ
فَإِذَا نَظَرْتَ إِلَى أَسِرَّةِ وَجْهِه ... بَرَقَتْ كَبَرْقِ الْعَارِضِ الْمُتَهَلِّلِ

قَالَتْ: فَقَامَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيَّ وَقَالَ: جَزَاكِ اللّٰهُ يَا عَائِشَةُ عَنِّي خَيْرًا، مَا سُرِرْتِ مِنِّيْ كَسُرُورِيْ مِنْكِ. [183]

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں بیٹھی چرخہ کات رہی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا مبارک جوتا گانٹھ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر پسینہ آنے لگا اور آپ کا پسینہ نور بن کر چمکنے لگا، تو میں یہ خوبصورت نظارہ دیکھ کر دنگ رہ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف دیکھ کر فرمایا: اے عائشہ! تمہیں کیا ہوا کہ تم حیران کھڑی دیکھ رہی ہو؟ میں نے عرض کی: آپ کی مبارک پیشانی سے پسینے کے قطرے بہہ رہے ہیں اور وہ پسینہ نور بن کر چمک رہا ہے۔ اگر (زمانہ جاہلیت کا مشہور شاعر) ابو کبیر ہذلی آپ کو دیکھ لیتا تو وہ جان لیتا کہ اس کے اشعار کے سب سے زیادہ حق دار آپ ہی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ابو کبیر نے کیا کہا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی، وہ کہتا ہے:

"وہ (محبوب) ہر آفت، خرابی اور بیماری سے پاک ہے، اور جب تو اس کے چہرہِ روشن کو دیکھے گا تو اس کے رخساروں کی چمک یوں محسوس ہو گی جیسے برستے بادل میں بجلی کوند جائے۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر میری طرف اٹھے، میری دونوں آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) بوسہ دیا اور فرمایا: اے عائشہ! اللہ تمہیں میری طرف سے بہترین جزا دے،

---

[183] السنن الکبریٰ للبیہقی: ج7 ص422 باب الحیض علی الحمل

تمہیں مجھے دیکھ کر اتنی خوشی نہیں ہوئی ہوگی جتنی خوشی مجھے تمہاری یہ بات سن کر ہوئی ہے۔

4: دوڑ کا مقابلہ اور خوش طبعی

امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ، قَالَتْ: فَسَابَقْتُهُ فَسَبَقْتُهُ عَلٰى رِجْلَيَّ فَلَمَّا حَمَلْتُ اللَّحْمَ سَابَقْتُهُ فَسَبَقَنِي فَقَالَ: هٰذِهِ بِتِلْكَ السَّبْقَةِ. [184]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوڑ میں مقابلہ کیا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے بڑھ گئی۔ پھر (کسی دوسرے موقع پر) جب میرا جسم قدرے بھاری ہو گیا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (دوبارہ) دوڑ لگائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے آگے نکل گئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اس (پہلی) دوڑ کا بدلہ ہے۔

5: گھریلو بے تکلفی اور محبت بھری صلح

امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ: اسْتَأْذَنَ أَبُو بَكْرٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ صَوْتَ عَائِشَةَ عَالِيًا، فَلَمَّا دَخَلَ تَنَاوَلَهَا لِيَلْطِمَهَا وَقَالَ: أَلَا أَرَاكِ تَرْفَعِيْنَ صَوْتَكِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْجِزُهُ وَخَرَجَ أَبُو بَكْرٍ مُغْضَبًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ خَرَجَ أَبُوْ بَكْرٍ: كَيْفَ رَأَيْتِنِيْ أَنْقَذْتُكِ مِنَ الرَّجُلِ؟ قَالَ: فَمَكَثَ أَبُوْ بَكْرٍ أَيَّامًا ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَهُمَا قَدِ اصْطَلَحَا، فَقَالَ لَهُمَا: أَدْخِلَانِي فِي سِلْمِكُمَا كَمَا أَدْخَلْتُمَانِي فِي حَرْبِكُمَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ فَعَلْنَا، قَدْ فَعَلْنَا. [185]

ترجمہ: نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت مانگی، تو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آواز بلند سنی۔ جب وہ اندر داخل ہوئے تو انہیں مارنے کے لیے پکڑنا چاہا اور فرمایا: یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

---

[184] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 2578

[185] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 4999

آواز پر اپنی آواز بلند کر رہی ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں (ایسا کرنے سے) روکنے لگے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ غصے کی حالت میں باہر نکل گئے، تو ان کے جانے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے دیکھا کہ میں نے تمہیں اس شخص سے کیسے بچایا؟ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ چند دن تک ٹھہرے رہے۔ پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو ان دونوں (میاں بیوی) کو دیکھا کہ وہ صلح کر چکے تھے۔ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے فرمایا: مجھے بھی اپنی صلح میں شامل کر لیں جس طرح آپ نے مجھے اپنی جنگ میں شامل کیا تھا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم نے شامل کر لیا، ہم نے شامل کر لیا۔

6: رضا اور ناراضگی کی دلکش پہچان

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي لَأَعْلَمُ إِذَا كُنْتِ عَنِّيْ رَاضِيَةً وَإِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبٰى، قَالَتْ: فَقُلْتُ: مِنْ أَيْنَ تَعْرِفُ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: أَمَّا إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً فَإِنَّكِ تَقُولِينَ "لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ"، وَإِذَا كُنْتِ غَضْبٰى قُلْتِ: "لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيمَ"، قَالَتْ: قُلْتُ: أَجَلْ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا أَهْجُرُ إِلَّا اسْمَكَ. [186]

ترجمہ: ہشام اپنے والد (عروہ بن زبیر بن العوام) سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں خوب جانتا ہوں جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: آپ یہ کیسے جان لیتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو تو کہتی ہو: "ربِ محمد کی قسم!" اور جب تم ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو: "ربِ ابراہیم کی قسم!" حضرت عائشہ فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا: جی ہاں، قسم بخدا، یا رسول اللہ! (ناراضگی میں بھی) میں صرف آپ کا نام ہی چھوڑتی ہوں (جبکہ آپ کی محبت میرے دل میں قائم رہتی ہے)۔

7: جبرائیل علیہ السلام کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام

---

[186] صحیح البخاری: رقم الحدیث 5228

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا:يَا عَائِشَةُ هٰذَا جِبْرِيْلُ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ فَقَالَتْ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ تَرٰى مَا لَا أَرٰى تُرِيْدُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [187]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے عائشہ! یہ جبرائیل (علیہ السلام) ہیں جو تمہیں سلام کہتے ہیں۔ تو انہوں نے عرض کیا: اور ان پر بھی سلام، اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ (پھر آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ دیکھتے ہیں جو میں نہیں دیکھتی۔

8: مدحِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بزبانِ عائشہ رضی اللہ عنہا

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو والہانہ محبت تھی اس کا اظہار اکثر اُن کی گفتگو اور اشعار سے بھی ہوتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بے مثال حسن وجمال اور شانِ عظمت کو انتہائی خوبصورت اور بلیغ اشعار میں خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف زرقانی مالکی رحمہ اللہ (ت 1122ھ) لکھتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ مبارک میں یہ اشعار کہے:

وَلَوْ سَمِعُوا فِي مِصْرَ أَوْصَافَ خَدِّهٖ
لَمَا بَذَلُوْا فِي سَوْمِ يُوْسُفَ مِنْ نَقْدٍ
لَوَاحِي زُلَيْخَا لَوْ رَأَيْنَ جَبِينَهٗ
لَآثَرْنَ بِالْقَطْعِ الْقُلُوبَ عَلَى الْأَيْدِيْ [188]

ترجمہ: مصر والے اگر میرے محبوب کے رخسار مبارک کے اوصاف سُن لیتے تو حضرت یوسف علیہ السلام پر سیم وزر کی قیمتیں لگانا بھول جاتے۔ اور زلیخا کو ملامت کرنے والی عورتیں اگر میرے محبوب کی جبینِ مبارک کو دیکھ لیتیں تو ہاتھوں کے بجائے اپنے دل کاٹنے کو ترجیح دیتیں۔

ان اشعار کی خوبصورت اور لطیف تشریح یہ ہے کہ زلیخا کو ملامت کرنے والی مصری خواتین اگر میرے

---

[187] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3217

[188] شرح العلامۃ الزرقانی: ج4 ص390 ذکر عائشۃ ام المؤمنین

محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جمال کا مشاہدہ کر لیتیں تو انگلیاں کاٹنے کے بجائے اپنے دل کاٹ لیتیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دل "مرکزِ بدن" ہے اور انگلیاں "شاخِ بدن" ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سراپا "مرکزِ حسن" ہیں، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں حضرت یوسف علیہ السلام "شاخِ حسن" ہیں۔ تو زلیخا کو ملامت کرنے والی مصری خواتین نے شاخِ حسن کو دیکھا تو شاخِ بدن (انگلیاں) کاٹ لیں، اگر وہ مرکزِ حسن (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھ لیتیں تو بے ساختہ مرکزِ بدن (دل) کاٹ لیتیں۔

وفات اور تدفین:

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی حیاتِ مبارکہ کا طویل عرصہ امت کی علمی و روحانی رہنمائی میں گزارنے کے بعد 58 ہجری میں وفات پائی۔ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں آپ سخت بیمار ہو گئیں۔ عیادت کے لیے آنے والے جب آپ کو جنت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کی بشارتیں سناتے تو آپ کمالِ عاجزی اور خشیتِ الٰہی کے سبب فرماتیں کہ اے کاش میں کوئی یاد نہ رکھی جانے والی چیز ہوتی۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) نقل فرماتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: يَا لَيْتَنِي كُنْتُ نَبَاتًا مِنْ نَبَاتِ الْأَرْضِ وَلَمْ أَكُنْ شَيْئًا مَذْكُورًا۔ [189]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کاش! میں زمین کی نباتات میں سے کوئی جڑی بوٹی ہوتی اور میں کوئی قابلِ ذکر چیز نہ ہوتی۔

بالآخر 17 رمضان المبارک 58 ہجری، منگل کی رات، نمازِ وتر کی ادائیگی کے بعد آپ اس دارِ فانی سے کوچ کر گئیں۔ اس وقت مدینہ منورہ کے قائم مقام حاکم سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو رات کے وقت ہی جنت البقیع میں دفن کیا گیا اور آپ کے محرم بھانجوں اور بھتیجوں نے آپ کو قبر مبارک میں اتارا۔

امام عز الدین علی بن ابی الکرم شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) بیان فرماتے ہیں:

تُوُفِّيَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهما سَنَةَ ثَمَانٍ وَخَمْسِينَ لَيْلَةَ الثُّلَاثَاءِ لِسَبْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً

[189] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص60 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ وَأُمِرَتْ أَنْ تُدْفَنَ بِالْبَقِيعِ لَيْلًا فَدُفِنَتْ وَصَلَّى عَلَيْهَا أَبُو هُرَيْرَةَ وَنَزَلَ فِي قَبْرِهَا خَمْسَةٌ عَبْدُ اللَّهِ وَعُرْوَةُ ابْنَا الزُّبَيْرِ وَالْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ. [190]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے 58 ہجری، 17 رمضان المبارک منگل کی رات وفات پائی۔ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ آپ کو رات کے وقت بقیع میں دفن کیا جائے، چنانچہ آپ کو دفن کیا گیا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ آپ کی قبر مبارک میں پانچ افراد اترے: عبد اللہ بن زبیر، عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد بن ابی بکر، عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر، اور عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم۔

[190] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج 5 ص 497 عائشۃ بنت ابی بکر الصدیق

اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما

اجمالی خاکہ

نام	حفصہ
والد	عمر بن خطاب
والدہ	زینب بنت مظعون
سن پیدائش	بعثت نبوی سے 5 سال قبل
قبیلہ	قریش (شاخ بنو عدی)
زوجیت رسول	شعبان 3 ہجری
سن وفات	45 ہجری
مقامِ تدفین	جنت البقیع (مدینہ منورہ)
کل عمر	60 سال تقریباً

اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما

نام و نسب اور خاندانی پس منظر:

ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا تعلق قریش کے انتہائی معزز قبیلے سے تھا۔ آپ کے والد خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور والدہ حضرت زینب بنت مظعون رضی اللہ عنہا تھیں۔ والد کی طرف سے آپ کا خاندانی سلسلہ نہایت اعلیٰ اور پاکیزہ ہے جو آگے چل کر "کعب بن لوئی" کے واسطے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نسب سے جاملتا ہے۔

امام ابوعبد اللہ محمد بن سعد بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) والد سے سلسلہ نسب بیان فرماتے ہیں:
حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بْنِ نُفَيْلِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ رِيَاحِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُرْطِ بْنِ رَزَاحِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ [191]

والدہ کی جانب سے سلسلہ نسب اور خاندانی شرف:

ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا ننھیالی خاندان بھی قریش کے انتہائی معزز اور جلیل القدر گھرانوں میں شمار ہوتا تھا۔ آپ کی والدہ محترمہ حضرت زینب بنت مظعون رضی اللہ عنہا تھیں جو مشہور اور عظیم المرتبت صحابی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی سگی ہمشیرہ تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا یہ مبارک خاندانی سلسلہ نویں پشت میں "عدی" کے مقام پر جاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبِ اطہر سے مل جاتا ہے۔

امام ابوعبد اللہ محمد بن سعد بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) والدہ سے سلسلہ نسب بیان فرماتے ہیں:
زَيْنَبُ بِنْتُ مَظْعُوْنِ بْنِ حَبِيْبِ بْنِ وَهْبِ بْنِ حُذَافَةَ بْنِ جُمَحَ أُخْتُ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ. [192]

ترجمہ: (آپ کی والدہ) زینب بنت مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح جو عثمان بن مظعون کی بہن ہیں۔

ولادت باسعادت:

---

[191] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 8 ص 65 ام المؤمنین سیدۃ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما

[192] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 8 ص 65 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔ یہ وہ موقع تھا جب قریش؛ خانہ کعبہ کی تعمیر نَو، کر رہے تھے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت سے تقریباً پانچ سال قبل کا وقت تھا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: وُلِدَتْ حَفْصَةُ وَقُرَيْشٌ تَبْنِي الْبَيْتَ قَبْلَ مَبْعَثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَمْسِ سِنِيْنَ. [193]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حفصہ کی ولادت اس وقت ہوئی جب قریش بیت اللہ کی (نئے سرے سے) تعمیر کر رہے تھے۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت سے پانچ سال پہلے کا وقت تھا۔

خاندانی پس منظر اور قبیلے کا منصب:

مکہ مکرمہ میں مختلف قبائل آباد تھے۔ انتظامی معاملات کو احسن انداز میں چلانے کے لیے مختلف قبیلوں کو الگ الگ ذمہ داریاں سونپی گئی تھیں۔ ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے قبیلہ "بنی عدی" کے پاس سفارت کا عہدہ تھا۔ دیگر قبائل آپسی اختلافات اور تنازعات کو حل کرنے کے لیے اسی قبیلے کو ثالثی کے لیے منتخب کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر کسی دوسرے قبیلے کو قریش کے ساتھ کوئی سیاسی معاملہ پیش آ جاتا تو بنی عدی کے سردار ہی بحیثیتِ سفیر اِن تمام معاملات کو حل کرتے تھے۔ خود سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے والد گرامی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اسلام لانے سے قبل بحیثیتِ سفیر لوگوں کے معاملات اور مسائل حل فرمایا کرتے تھے۔

ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے ننھیالی شرف و مرتبے کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کے سگے ماموں جلیل القدر صحابی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ تھے۔ جب ان کا انتقال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے، ان کی پیشانی کا بوسہ لیا اور اس قدر روئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک آنسو سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے رخسار پر ٹپکنے لگے۔

امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ عُثْمَانَ

[193] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 8 ص 65 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بْنَ مَظْعُوْنٍ وَهُوَ مَيِّتٌ حَتّٰى رَأَيْتُ الدُّمُوْعَ تَسِيْلُ. [194]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ عثمان بن مظعون (رضی اللہ عنہ کی میت) کو بوسہ دے رہے تھے جب ان کا انتقال ہوا تھا یہاں تک کہ میں نے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک آنسوؤں کو) بہتے ہوئے دیکھا۔

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ دنیا سے بے رغبتی اور زہد وقناعت میں اپنی مثال آپ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی وفات پر ان کے اسی زہد وکمال کی گواہی دی کہ وہ دنیا سے بالکل بے داغ اور لاتعلق ہو کر رخصت ہوئے۔

امام ابوعبد اللہ محمد بن سعد بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ أَبِي النَّضْرِ قَالَ: لَمَّا مُرَّ بِجَنَازَةِ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ذَهَبْتَ وَلَمْ تَلْبَسْ مِنْهَا بِشَيْءٍ يَعْنِي الدُّنْيَا. [195]

ترجمہ: ابو نضر سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا جنازہ گزرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم دنیا سے اس حال میں چلے گئے کہ تم نے اس کی کسی چیز کو خود پر طاری نہیں کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں ان کا مقام اس قدر بلند تھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لختِ جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے حوالے سے "سلف صالح" کا بے مثال خطاب عطا فرمایا۔

امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی رحمہ اللہ (ت360ھ) فرماتے ہیں:

عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ سَرِيعٍ قَالَ: لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ أَشْفَقَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَيْهِ فَلَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أُلْحِقَ بِسَلَفِنَا الصَّالِحِ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ. [196]

ترجمہ: حضرت اسود بن سریع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا

---

[194] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 3162

[195] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3 ص304 عثمان بن مظعون

[196] المعجم الکبیر للطبرانی: ج1 ص222 رقم الحدیث 835

انتقال ہوا تو مسلمانوں کو بہت صدمہ ہوا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم کا انتقال ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابراہیم ہمارے نیک پیشرو؛ عثمان بن مظعون کے ساتھ جا ملا ہے۔

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے ماموں محترم کو یہ عظیم اور منفرد سعادت بھی حاصل ہے کہ وہ مسلمانوں کی تاریخ میں پہلے صحابی ہیں جنہیں جنت البقیع میں دفن ہونے کا شرف ملا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ دُفِنَ بِالْبَقِيْعِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ: عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ فَأَمَرَ بِهِ□ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [197]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسلمانوں میں سب سے پہلے شخص جنہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا وہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ تھے۔ (جنت البقیع میں ان کی تدفین کا) یہ حکم خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا۔

ابتدائی تعلیم و تربیت:

آپ رضی اللہ عنہا نے جس گھر میں آنکھ کھولی جرأت و عزیمت، بہادری و شجاعت کا وہاں پر پہلے سے بسیرا تھا۔ اس لیے آپ رضی اللہ عنہا کے مزاج میں بے خوفی کا پیدا ہونا فطری تقاضا تھا۔ اس کے علاوہ یہ گھر مکہ کے ان گنے چنے گھروں میں شمار ہوتا ہے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ اس لیے آپ نے بھی بچپن میں لکھنا پڑھنا سیکھ لیا تھا۔ مزید اخلاقی تربیت آپ کے والد گرامی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمائی۔

قبولِ اسلام:

آپ رضی اللہ عنہا نے انہی دنوں میں اسلام قبول کیا جب آپ کے والد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے قبول فرمایا۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک دس سال کے قریب تھی۔

نکاحِ اول اور ہجرت:

[197] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 3 ص 304 عثمان بن مظعون

ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح قبیلہ بنو سہم کے چشم و چراغ حضرت خُنَیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ حضرت خنیس رضی اللہ عنہ کا شمار ان جلیل القدر صحابہ کرام میں ہوتا ہے جو "السابقون الاولون" کے عظیم اعزاز سے متصف ہیں اور جنہیں حبشہ اور مدینہ منورہ، دونوں جانب ہجرت کرنے کا شرف حاصل ہے۔ ہجرتِ حبشہ سے مکہ مکرمہ واپسی پر حضرت خنیس رضی اللہ عنہ کا نکاح سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ انجام پایا۔ جب مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا وقت آیا تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر سیدنا خنیس رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

امام علی بن ابی الکرم محمد بن محمد شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَتْ حَفْصَةُ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ وَكَانَتْ قَبْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ. [198]

ترجمہ: سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا شمار مہاجرات (ہجرت کرنے والی خواتین) میں ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آنے سے قبل آپ خُنَیس بن حُذافہ سہمی (رضی اللہ عنہ) کے نکاح میں تھیں۔

حضرت خُنَیس غزوہ بدر میں:

مدینہ منورہ میں دین حق کی دعوت کو مضبوط کرنے اور کفار کے شر و فتن سے محفوظ رہنے کے لیے جب باضابطہ پہلا معرکہ میدانِ بدر میں بپا ہوا، تو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے شوہر بھی اس میں انتہائی ایمانی جوش و جذبے کے ساتھ شریک ہوئے۔ انہوں نے اپنی شجاعت کے بے مثال جوہر دکھلائے اور مردانہ وار لڑتے ہوئے کاری ضرب کھائی۔ شدید زخمی حالت میں آپ کو واپس مدینہ منورہ لایا گیا، لیکن علاج معالجے کے باوجود آپ جانبر نہ ہو سکے اور شہادت کے عظیم مرتبے پر فائز ہو گئے۔ اس طرح سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا عین جوانی میں بیوہ ہو گئیں۔

حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَمَاتَ بِالْمَدِيْنَةِ. [199]

---

[198] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج5 ص405 حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما

[199] الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2469 حفصہ بنت عمر

ترجمہ: خُنَیس بن حذافہ ان صحابہ میں سے تھے جو غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ انہوں نے مدینہ میں وفات پائی۔

مدتِ عدت کی تکمیل اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی فکر مندی:

حضرت خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی عمر تقریباً 21 سال تھی۔ اس کم عمری میں بیوگی کا صدمہ سہنا ہرگز آسان نہیں تھا۔ مزید یہ کہ آپ کے والد گرامی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مزاجِ اسلام اور انسانی نفسیات کو بہت اچھی طرح سمجھتے تھے، اس لیے انہیں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی عدت مکمل ہونے کے بعد ان کے دوسرے نکاح کی سخت فکر لاحق ہوئی، کیونکہ ان کی دلی خواہش تھی کہ جلد از جلد ان کی بیٹی کا گھر دوبارہ آباد ہو جائے۔

مناسب رشتے کی تلاش:

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے ایک نیک، صالح اور سلیقہ مند شوہر کی تلاش شروع کی۔ دوسری طرف غزوۂ بدر کے دنوں میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لختِ جگر سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو چکا تھا۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ انتہائی حیادار اور نیک انسان تھے، اس لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس سلسلے میں بات کرنے ان کے گھر تشریف لے گئے اور اپنا مدعا بیان کیا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سوچنے کے لیے کچھ دن کا وقت لیا اور پھر معذرت کر لی کہ فی الحال میرا نکاح کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ اس کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بات کی لیکن انہوں نے ساری بات بغور سننے کے باوجود کوئی جواب دیے بغیر خاموشی اختیار کر لی جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شدید رنج ہوا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِيْنَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا تُوُفِّيَ بِالْمَدِيْنَةِ. قَالَ عُمَرُ: فَلَقِيتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ، قَالَ: سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِيْ، فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ فَقَالَ: قَدْ بَدَا لِي أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هٰذَا، قَالَ عُمَرُ: فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ فَصَمَتَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا فَكُنْتُ عَلَيْهِ أَوْجَدَ

مِنِّي عَلٰى عُثْمَانَ. [200]

ترجمہ: امام زہری سے روایت ہے کہ سالم بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب حفصہ بنت عمر اپنے شوہر خنیس بن حذافہ سہمی؛ صحابی رسول کی وفات کی وجہ سے بیوہ ہو گئیں جو غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے اور مدینہ میں وفات پائی تھی، تو میں عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) سے ملا اور ان کے سامنے حفصہ کا ذکر کیا۔ میں نے کہا: اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ بنت عمر کا نکاح آپ سے کر دوں۔ انہوں نے کہا: میں اس معاملے میں غور کروں گا۔ میں چند دن ٹھہرا رہا۔ پھر انہوں نے مجھے کہا کہ میرے لیے یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں ان دنوں شادی نہ کروں۔ حضرت عمر فرماتے ہیں: پھر میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہا: اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ کا نکاح آپ سے کر دوں۔ ابو بکر خاموش رہے اور مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ ان پر عثمان سے بھی زیادہ رنجیدہ ہوا۔

اس خاموشی اور انکار سے رنجیدہ ہو کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور اپنی اس پریشانی کا ذکر کیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ایسی عظیم خوشخبری سنائی کہ ان کا سارا ملال ختم ہو گیا اور بعد میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی خاموشی کی نہایت خوبصورت وجہ بیان فرمائی۔

حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابنِ حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

فَذَكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَتَزَوَّجُ حَفْصَةَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْ عُثْمَانَ وَيَتَزَوَّجُ عُثْمَانُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْ حَفْصَةَ، فَلَقِيَ أَبُو بَكْرٍ عُمَرَ فَقَالَ: لَا تَجِدْ عَلَيَّ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ حَفْصَةَ فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ تَرَكَهَا لَتَزَوَّجْتُهَا. [201]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حفصہ کی شادی اس شخص سے ہو گی جو عثمان سے بہتر ہے (یعنی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)، اور عثمان

---

[200] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4005

[201] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2469 حفصہ بنت عمر

کی شادی اس خاتون سے ہو گی جو حفصہ سے بہتر ہے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی)۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر، حضرت عمر سے ملے اور فرمایا: آپ مجھ پر ناراض نہ ہوں، دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ کا ذکر کیا تھا (کہ وہ ان سے نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں)، تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز افشا نہیں کر سکتا تھا۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نکاح نہ فرماتے تو میں حفصہ سے ضرور نکاح کر لیتا۔

حفصہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں:

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنی بیٹی کے نکاح کی جو فکر لاحق تھی، وہ اس وقت مسرت میں بدل گئی جب کچھ عرصہ بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے لیے اپنا پیامِ نکاح ان کے گھر بھجوایا، جسے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بصد خوشی قبول فرمایا۔

امام عزالدین علی بن ابی الکرم شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) لکھتے ہیں:

خَطَبَهَا إِلَى عُمَرَ فَتَزَوَّجَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [202]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سیدہ حفصہ کے رشتے کا پیغام دیا (جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منظور کیا)۔ یوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرمالیا۔

چنانچہ ماہِ شعبان المعظم 3 ہجری میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) اس فرماتے ہیں:

عَنْ حُسَيْنِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ قَالَ: تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَفْصَةَ فِي شَعْبَانَ عَلَى رَأْسِ ثَلَاثِيْنَ شَهْرًا قَبْلَ أُحُدٍ. [203]

ترجمہ: حسین بن ابی حسین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے شعبان کے مہینے میں غزوہ احد سے پہلے، ہجرت کے تیس مہینے مکمل ہونے پر نکاح فرمایا۔

---

[202] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج 5 ص 405 حفصہ بنت عمر

[203] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 8 ص 66 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مہر کی مقدار اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی عمر:

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے 400 درہم مہر کے عوض اپنی بیٹی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کر دیا۔ اس وقت ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی عمر تقریباً 22 سال تھی۔

امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام حمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:
زَوَّجَهُ إِيَّاهَا أَبُوْهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَأَصْدَقَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَ مِائَةِ دِرْهَمٍ۔ [204]

ترجمہ: سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے والد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان کا نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چار سو درہم مہر دیا۔

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا مکان:

جلیل القدر صحابی حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے مسجد نبوی کے قریب کئی مکانات تھے۔ ان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت اور محبت کا یہ عالم تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی سے نکاح فرماتے تو حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ خوشی سے اپنا ایک مکان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش فرما دیتے۔ چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے ہوا تو اس موقع پر بھی حضرت حارثہ نے اپنا ایک مکان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد فرمایا۔ شادی کے بعد ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو جو مکان ملا وہ مسجد نبوی کے مشرقی جانب واقع تھا۔

نبوی گھرانے کی تربیت:

ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو اپنے والد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے گھرانے سے جو اعلیٰ اوصاف وراثتاً ملے ان میں جرات، حق گوئی، معاملہ فہمی، دور اندیشی، نکتہ آفرینی، زورِ خطابت اور فصاحت و بلاغت نمایاں تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں چونکہ خواتین کی تعلیم و تربیت انتہائی ضروری تھی، اس لیے آپ

---

[204] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ج4 ص541 ذکر ازواجہ؛ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن

صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی تعلیمی صلاحیتوں میں مزید نکھار لانے کے لیے خصوصی اہتمام فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پڑھی لکھی خاتون سیدہ شفا بنت عبد اللہ عدویہ رضی اللہ عنہا کو مقرر فرمایا کہ وہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی تعلیمی حالت میں مزید بہتری لائیں۔ چنانچہ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہا کو مزید پڑھایا لکھایا اور زہریلے کیڑے مکوڑوں کے کاٹنے کا دم بھی سکھلایا۔

امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الشِّفَاءِ بِنْتِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا عِنْدَ حَفْصَةَ، فَقَالَ لِي: أَلَا تُعَلِّمِينَ هٰذِهِ رُقْيَةَ النَّمْلَةِ كَمَا عَلَّمْتِيهَا الْكِتَابَةَ. [205]

ترجمہ: حضرت شفاء بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے، اس وقت میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: کیا تم انہیں (حفصہ کو) چیونٹی (حشرات الارض) کے کاٹنے کا دم نہیں سکھا دیتیں جیسے تم نے انہیں لکھنا سکھایا ہے؟

امتیازی فضیلت:

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو بارگاہِ رسالت اور آسمانوں پر جو بلند مقام حاصل تھا، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ خود حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے آسمان سے اتر کر ان کی عبادت گزاری کی گواہی دی اور ان کی فضیلت اور جنت میں آپ کی رفاقت کی خوشخبری سنائی۔

حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) نقل کرتے ہیں:

قَالَ أَبُوْ عُمَرَ: طَلَّقَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَطْلِيْقَةً ثُمَّ ارْتَجَعَهَا وَذٰلِكَ أَنَّ جِبْرِيْلَ قَالَ لَهُ: أَرْجِعْ حَفْصَةَ فَإِنَّهَا صَوَّامَةٌ قَوَّامَةٌ وَإِنَّهَا زَوْجَتُكَ فِي الْجَنَّةِ. [206]

ترجمہ: امام ابو عمر (ابن عبد البر مالکی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو ایک طلاق دی، پھر ان سے رجوع فرمالیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جبرائیل امین علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: حفصہ سے رجوع کر لیجیے، کیونکہ وہ بہت زیادہ روزے رکھنے والی اور کثرت سے راتوں کو قیام

---

[205] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 3887

[206] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج 4 ص 2470 حفصہ بنت عمر

کرنے والی ہیں۔ نیز وہ جنت میں بھی آپ کی زوجہ ہیں۔

جمع قرآن میں آپ رضی اللہ عنہا کی معاونت:

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس وہ صحیفے محفوظ تھے جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں جمعِ قرآن کے موقع پر مرتب کیے گئے تھے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے امت کو ایک مصحف پر جمع کرنے کا ارادہ فرمایا تو انہی صحیفوں کو بنیاد بنا کر مصاحف تیار کیے گئے۔ اس طرح جمعِ قرآن کے اس عظیم الشان کام میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی امانت داری اور معاونت کو بنیادی اہمیت حاصل رہی، جیسا کہ درج ذیل روایت سے معلوم ہوتا ہے:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَدِمَ عَلٰى عُثْمَانَ وَكَانَ يُغَازِيْ أَهْلَ الشَّأْمِ فِي فَتْحِ إِرْمِيْنِيَةَ وَ أَذْرَبِيْجَانَ مَعَ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَأَفْزَعَ حُذَيْفَةَ اخْتِلَافُهُمْ فِي الْقِرَاءَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ لِعُثْمَانَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَدْرِكْ هٰذِهِ الْأُمَّةَ قَبْلَ أَنْ يَّخْتَلِفُوْا فِي الْكِتَابِ اخْتِلَافَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى فَأَرْسَلَ عُثْمَانُ إِلٰى حَفْصَةَ أَنْ أَرْسِلِي إِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُهَا فِي الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا إِلَيْكِ فَأَرْسَلَتْ بِهَا حَفْصَةُ إِلٰى عُثْمَانَ فَأَمَرَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَسَخُوْهَا فِي الْمَصَاحِفِ،

وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّيْنَ الثَّلَاثَةِ: إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَاكْتُبُوْهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوْا حَتّٰى إِذَا نَسَخُوْا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ رَدَّ عُثْمَانُ الصُّحُفَ إِلٰى حَفْصَةَ وَأَرْسَلَ إِلٰى كُلِّ أُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِمَّا نَسَخُوْا۔ [207]

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ وہ اہل شام اور اہل عراق کے ساتھ مل کر آرمینیا اور آذربائیجان کی فتح کے لیے جہاد کر رہے تھے۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ کو لوگوں کے قرآن کی قراءت میں اختلاف نے گھبراہٹ میں ڈال دیا تھا۔ تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: اے امیر المؤمنین! اس امت کی خبر لیجیے قبل اس کے کہ وہ اپنی کتاب (قرآن) میں یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح اختلاف کرنے لگیں۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا

[207] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4987

کہ آپ وہ صحیفے ہمارے پاس بھیج دیں تا کہ ہم ان سے اور مصاحف (نسخے) نقل کر لیں، پھر ہم انہیں آپ کو واپس لوٹا دیں گے۔ تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے وہ صحیفے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیے۔ پھر آپ نے زید بن ثابت، عبد اللہ بن زبیر، سعید بن عاص اور عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام کو حکم دیا تو انہوں نے ان صحیفوں سے مصاحف میں نقل کیے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قریش کے ان تینوں اشخاص سے فرمایا: جب تمہارا اور زید بن ثابت کا قرآن کے کسی لفظ میں اختلاف ہو جائے تو اسے قریش کی لغت کے مطابق لکھنا، کیونکہ قرآن انہی کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، یہاں تک کہ جب انہوں نے صحیفوں سے مصاحف نقل کر لیے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ اصل صحیفے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو واپس لوٹا دیے، اور جو مصاحف انہوں نے نقل کیے تھے ان میں سے ایک ایک مصحف ہر علاقے کی طرف بھیج دیا۔

سفر آخرت اور تدفین:

ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بابرکت زندگی کے ساٹھ سال مکمل کرنے کے بعد 45 ہجری کے مہینہ شعبان المعظم میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ یہ وہ وقت تھا جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت تھی اور مدینہ منورہ کے حاکم مروان بن حکم تھے۔ مروان بن حکم ہی نے آپ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی اور کچھ دور تک ان کے جنازے کو کندھا بھی دیا۔ اس کے بعد جلیل القدر صحابی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مسلسل قبر تک جنازے کو کندھا دیے چلتے رہے۔ جب تدفین کا وقت آیا تو آپ رضی اللہ عنہا کے دونوں بھائیوں حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت عاصم بن عمر رضی اللہ عنہم، نیز تین بھتیجوں حضرت سالم بن عبد اللہ، حضرت عبد اللہ بن عبد اللہ اور حضرت حمزہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم نے آگے بڑھ کر اپنی مقدس پھوپھی اور بہن کو قبر میں اتارا۔ یوں آپ رضی اللہ عنہا کو جنت البقیع میں دیگر امہات المؤمنین کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ تُوُفِّيَتْ حَفْصَةُ فِي شَعْبَانَ سَنَةَ خَمْسٍ وَأَرْبَعِيْنَ فِي خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ

بْنِ أَبِي سُفْيَانَ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ ابْنَةُ سِتِّيْنَ سَنَةً. [208]

ترجمہ: محمد بن عمر بیان کرتے ہیں کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے 45 ہجری کے شعبان میں حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں وفات پائی، اور اس وقت آپ کی عمر ساٹھ برس تھی۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں:

عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: تُوُفِّيَتْ حَفْصَةُ فَصَلّٰى عَلَيْهَا مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ عَامِلُ الْمَدِيْنَةِ. [209]

ترجمہ: حضرت سالم (بن عبد اللہ بن عمر) اپنے والد (حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو مروان بن حکم نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی جو اُن دنوں مدینہ کے عامل (حاکم) تھے۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں:

نَزَلَ فِيْ قَبْرِ حَفْصَةَ: عَبْدُ اللّٰهِ وَعَاصِمٌ؛ ابْنَا عُمَرَ وَسَالِمٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ وَحَمْزَةُ بَنُوْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ. [210]

ترجمہ: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی قبر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دونوں بیٹے؛ عبد اللہ اور عاصم، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹے سالم، عبد اللہ اور حمزہ اترے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ

[208] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص69 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[209] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص68 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[210] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص69 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اُمّ المؤ منین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

اجمالی خاکہ

نام	زینب
لقب	اُمّ المساکین
والد	خزیمہ بن حارث
والدہ	ہند بنت عوف
سن پیدائش	(بعثت نبوی سے 13 سال قبل)
قبیلہ	بنو ہلال
زوجیت رسول	ذوالحج 3 ہجری
سن وفات	4 ہجری
مقامِ تدفین	جنت البقیع (مدینہ منورہ)
کل عمر	30 سال تقریباً

اُمّ المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

نام و نسب:

آپ رضی اللہ عنہا کا نام "زینب"، والد کا نام "خزیمہ بن حارث" اور والدہ کا نام "ہند بنت عوف" تھا۔

والد کی جانب سے آپ کا سلسلہ نسب یوں ہے:

زینب بنت خزیمہ بن حارث بن عبد اللہ بن عمرو بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس عیلان الہلالیہ۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) لکھتے ہیں:

زَيْنَبُ بِنْتُ خُزَيْمَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ هِلَالِ بْنِ عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ. [211]

ترجمہ: زینب بنت خزیمہ بن حارث بن عبد اللہ بن عمرو بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ۔

سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کا یہ مبارک سلسلہ نسب اکیسویں پشت میں جا کر "معد بن عدنان" کے مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبِ اطہر سے مل جاتا ہے۔

والدہ کی طرف سے سلسلہ نسب یوں ہے:

سیدہ زینب بنت ہند بنت عوف بن زُہیر بن حارث بن حماطہ بن حارث۔

سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا؛ سیدہ میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا کی ماں شریک بہن ہیں یعنی دونوں کی والدہ "ہند بنت عوف بن زہیر بن الحارث" ہیں۔

امام عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) لکھتے ہیں:

زَيْنَبُ بِنْتُ خُزَيْمَةَ بْنِ الْحَارِثِ ... كَانَتْ أُخْتَ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمِّهَا. [212]

---

[211] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص91 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[212] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج5 ص452 ترجمۃ زینب بنت خزیمۃ

ترجمہ: سیدہ زینب بنت خزیمہ بن حارث (رضی اللہ عنہا)... آپ؛ حضرت میمونہ زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں؛ کی ماں شریک بہن تھیں۔

اور امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 405ھ) نے سیدہ میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا کا والدہ کی جانب سے سلسلہ نسب یوں بیان کیا:

وَأُمُّهَا هِنْدُ بِنْتُ عَوْفِ بْنِ زُهَيْرِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ حَمَاطَةَ بْنِ حَارِثٍ مِنْ حِمْيَرَ.[213]

ترجمہ: آپ (رضی اللہ عنہا) کی والدہ ہند بنت عوف بن زُہیر بن حارث بن حماطہ بن حارث ہیں جن کا تعلق قبیلہ حمیر سے ہے۔

اس اعتبار سے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا والدہ کی طرف سے سلسلہ نسب وہی ہے جو اوپر ذکر ہوا۔

فائدہ:

ام المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا اور ام المؤمنین سیدہ میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا ماں شریک بہنیں تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ تاہم وہ نکاح کے چند ماہ بعد ہی وفات پا گئیں۔ بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا جو آپ کی ازواجِ مطہرات میں آخری نکاح تھا۔

ولادت اور خاندانی پس منظر:

ام المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کی ولادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت سے تقریباً 13 سال پہلے ہوئی۔ آپ کا تعلق حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کے ایک بڑے قبیلے بنو عامر کی شاخ بنو ہلال سے تھا۔ یہ قبیلہ ابتدائی طور پر یمن میں آباد تھا۔ یمن کے لوگ اگرچہ انتہائی خوشحال تھے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے نافرمان بھی تھے۔ وہ سورج اور چاند کے علاوہ کئی خود ساختہ معبودوں کی پوجا کرتے تھے، جن میں شمالی یمن کے علاقے "تبالہ" میں موجود ذو الخلصہ (جسے عام طور پر ذوالخامہ بھی کہا جاتا تھا) نامی ایک بڑا بت خاص طور پر شامل تھا۔ لوگ

---

[213] المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج5 ص38، رقم الحدیث 6869

اس بت کی پوجا بطور خاص کیا کرتے تھے۔

اس قوم کی نافرمانیوں کے سبب ان پر کئی بار سیلاب آئے۔ انہوں نے سیلاب سے بچنے کے لیے مآرب کے مقام پر ایک مضبوط ترین بند باندھا، جو قوم سبا کا دارالحکومت تھا لیکن جب یہ قوم شرک اور معاشرتی گناہوں کے نشے میں مکمل طور پر مست ہو گئی، تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسا زور آور سیلاب بھیجا جس نے اس مضبوط بند کو توڑ دیا اور ان کی ہری بھری کھیتیاں اجاڑ ڈالیں۔ اس تباہی کے بعد وہاں جھاؤ اور بیری جیسی جھاڑیوں کے سوا کچھ نہ اگتا تھا۔ سیلاب کے اس عذاب کا تذکرہ قرآن کریم کی سورۃ سبا میں ان واضح اور خوبصورت عربی الفاظ میں موجود ہے:

﴿ لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِیْ مَسْكَنِهِمْ اٰیَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ یَّمِیْنٍ وَّ شِمَالٍ۬ ؕ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَ اشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَیِّبَةٌ وَّ رَبٌّ غَفُوْرٌ (١٥) فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ سَیْلَ الْعَرِمِ وَ بَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَیْهِمْ جَنَّتَیْنِ ذَوَاتَیْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّ اَثْلٍ وَّ شَیْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِیْلٍ (١٦)﴾[214]

ترجمہ: یقیناً قوم سبا کے لیے ان کی رہائش گاہوں میں ایک نشانی تھی، دو باغ دائیں اور بائیں، (ہم نے ان سے کہا) اپنے رب کا رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو، یہ ایک عمدہ شہر ہے اور رب غفور ہے۔ لیکن انہوں نے منہ موڑ لیا تو ہم نے ان پر زور دار سیلاب (سیل عرم) بھیج دیا، اور ہم نے ان کے دونوں باغوں کو دو ایسے باغوں سے بدل دیا جن کے پھل کڑوے تھے اور ان میں کچھ جھاؤ اور تھوڑی سی بیری تھی۔

سیلاب کے اس عذاب کے باعث جب ان کے مکانات اور بستیاں کھنڈرات اور ویرانے میں تبدیل ہو گئیں تو وہ وہاں سے نقل مکانی پر مجبور ہو گئے۔ انہی ہجرت کرنے والوں میں سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کا قبیلہ بنو ہلال بھی شامل تھا جو یمن سے ہجرت کر کے حجاز میں آ کر آباد ہو گیا۔

بچپن اور پرورش:

آپ رضی اللہ عنہا کے والد خزیمہ کا شمار عرب کے نامور سرداروں میں ہوتا تھا۔ اس لیے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا بچپن بڑے ناز و نعم اور خوشحالی میں گزرا۔ اس کے باوجود آپ کی طبیعت میں کچھ ایسی انفرادی اور اعلیٰ

[214] سورۃ سبا: 15 تا 16

خصوصیات موجود تھیں جو آپ کو اپنے ہم جولیوں سے بالکل ممتاز اور نمایاں کرتی تھیں۔

"ام المساکین" کا عظیم لقب:

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی فطرت میں غریب پروری اور سخاوت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ مساکین کو کھانا کھلانا اور ان کی دیگر معاشی ضروریات کو پورا کرنا آپ کے اخلاق عالیہ کا سب سے روشن پہلو تھا۔ اسی بے مثال سخاوت اور فیاضی کی وجہ سے زمانہ جاہلیت سے ہی لوگ آپ کو ام المساکین یعنی مسکینوں کی ماں کہہ کر پکارتے تھے۔

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَتْ يُقَالُ لَهَا أُمُّ الْمَسَاكِيْنِ لِأَنَّهَا كَانَتْ تُطْعِمُهُمْ وَتَتَصَدَّقُ عَلَيْهِمْ. [215]

ترجمہ: آپ کو "ام المساکین" کہا جاتا تھا کیونکہ آپ مساکین کو کھانا کھلاتیں، ان پر کثرت سے صدقہ کرتیں۔

غریب پروری اور مساکین کی دیکھ بھال کرنا ایسے عمدہ اور پسندیدہ اوصاف ہیں کہ قرآن کریم نے بطور خاص ان کی تعریف فرمائی ہے۔ چنانچہ ایسے ہی نیک دل لوگوں کے بارے میں قرآن مجید کی سورۃ الدہر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا (۸) اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا (۹) اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا (۱۰)﴾[216]

ترجمہ: وہ اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں، اور ان سے کہتے ہیں کہ ہم تمہیں صرف اللہ کی خاطر کھلا رہے ہیں، ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ شکریہ، ہمیں تو اپنے رب سے اس دن کے عذاب کا خوف لاحق ہے جو سخت مصیبت کا طویل ترین دن ہو گا۔

قبولِ اسلام:

ام المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کی ولادت چونکہ بعثت نبوی سے 13 سال قبل ہوئی تھی،

[215] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2520 زینب بنت خزیمۃ

[216] سورۃ الدھر: 8 تا 10

اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت کے کچھ عرصہ بعد جو خوش نصیب افراد ابتدائی دور میں مسلمان ہوئے، ان میں سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ابتدائی دو نکاح:

آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح طفیل بن حارث سے ہوا۔ ان کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہا کچھ عرصہ ہی ازدواجی زندگی کی بہاریں دیکھ پائی تھیں کہ انہوں نے کسی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کا دوسرا نکاح طفیل کے بھائی حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے ہوا۔

امام عزالدین علی بن ابی الکرم شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) لکھتے ہیں:

كَانَتْ عِنْدَ الطُّفَيْلِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ ثُمَّ خَلَفَ عَلَيْهَا أَخُوْهُ عُبَيْدَةُ بْنُ الْحَارِثِ. [217]

ترجمہ: آپ پہلے طفیل بن حارث بن مطلب بن عبد مناف کے نکاح میں تھیں۔ ان (کی طلاق) کے بعد ان کے بھائی عبیدہ بن حارث نے آپ سے نکاح کر لیا۔

ہجرتِ مدینہ:

مشرکین مکہ نے جب اسلام کو پھلتا پھولتا دیکھا تو وہ ظلم و تشدد پر اتر آئے۔ سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا اور آپ کے شوہر حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ پر بھی طرح طرح کے مصائب و مشکلات کے پہاڑ توڑے گئے۔ اسی کٹھن دور میں ہجرت کا حکم نازل ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو جمع فرمایا اور ہجرت کے حوالے سے حکم خداوندی سنایا۔ شام ڈھلے جب حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ گھر لوٹے تو انہوں نے سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کو سارا ماجرا بتایا۔ چنانچہ دونوں میاں بیوی نے ہجرت کی تیاریاں شروع کر دیں۔

بالآخر ایک دن یہ مبارک قافلہ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا جس میں سیدہ زینب بنت خزیمہ کے گھرانے کے چار افراد سیدہ زینب، آپ کے شوہر حضرت عبیدہ بن حارث اور ان کے دونوں بھائی حضرت طفیل اور حصین بن

---

[217] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج 5 ص 452 ترجمۃ زینب بنت خزیمۃ

حارث رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ یہ سب حضرت مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ منورہ پہنچے، جہاں اس قافلے کا شاندار استقبال حضرت عبد اللہ بن سلمہ عجلانی رضی اللہ عنہ نے کیا۔

امام عز الدین علی بن ابی الکرم شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) اس ہجرت کو یوں بیان فرماتے ہیں:

وَهَاجَرَ عُبَيْدَةُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ مَعَ أَخَوَيْهِ طُفَيْلٍ وَالْحُصَيْنِ ابْنَيْ الْحَارِثِ وَمَعَ مِسْطَحِ بْنِ أُثَاثَةَ بْنِ عَبَّادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ وَنَزَلُوْا عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَمَةَ الْعَجْلَانِيِّ. [218]

ترجمہ: عبیدہ (بن حارث) نے اپنے دونوں بھائیوں طفیل اور حصین بن حارث اور مسطح بن اثاثہ بن عباد بن مطلب کے ہمراہ مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ ان سب نے عبد اللہ بن سلمہ عجلانی کے ہاں قیام کیا۔

کچھ دنوں بعد جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو آپ نے مہاجرین وانصار کے درمیان مواخات (بھائی چارہ) قائم فرمائی۔ اس موقع پر حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کو حضرت عمیر بن حمام انصاری رضی اللہ عنہ کا بھائی قرار دیا گیا۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے انتہائی ایثار کا مظاہرہ کرتے ہوئے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان کے لیے ایک مکان اور کافی ساری زمین وقف کر دی۔ مہاجرین وانصار آپ رضی اللہ عنہ کو شیخ المہاجرین کے معزز لقب سے یاد کرتے تھے۔ مکہ مکرمہ کی طرح مدینہ طیبہ میں بھی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا حسبِ معمول غرباء اور مساکین پر اپنا مال خرچ کرتی رہیں اور اپنی سخاوت کا سلسلہ جاری رکھا۔

شہادتِ عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ اور بیوگیِ زینب رضی اللہ عنہا:

ہجرت کے کچھ عرصہ بعد غزوۂ بدر کا عظیم واقعہ پیش آیا۔ مدینہ منورہ سے میدان بدر کا فاصلہ تقریباً اٹھانوے میل تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جاں نثار اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ جمعہ کی رات 17 رمضان المبارک 2 ہجری کو بدر کے مقام پر اترے۔ یہ اسلامی تاریخ کا حق و باطل کے درمیان پہلا باضابطہ اور فیصلہ کن معرکہ تھا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) اس تاریخ کا تعین یوں بیان فرماتے ہیں:

[218] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج 3 ص 294 عبیدۃ

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ لَيْلَةِ بَدْرٍ، فَقَالَ: لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ لِسَبْعِ عَشْرَةَ مَضَتْ مِنْ رَمَضَانَ. [219]

ترجمہ: امام زہری فرماتے ہیں کہ میں نے ابو بکر بن عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام سے شبِ بدر کے بارے میں پوچھاتوانہوں نے فرمایا کہ وہ جمعہ کی رات تھی اور رمضان کی سترہ تاریخ گزر چکی تھی۔

دونوں لشکروں میں صف آرائی ہونے کے بعد دشمنان اسلام کی طرف سے کفار مکہ کے سردار عتبہ، شیبہ اور ولید میدان جنگ میں اترے اور انفرادی لڑائی کے لیے آواز لگائی۔ ان کے مقابلے کے لیے پہلے انصار کے چند نوجوان نکلے، لیکن کفار نے یہ کہہ کر ان سے لڑنے سے انکار کر دیا کہ ہمیں تمہاری کوئی حاجت نہیں، ہم اپنے ہم پلہ اور اپنے قبیلے کے لوگوں سے لڑیں گے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تین جاں نثار اور بہادر اصحاب حضرت علی، حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم کو میدان میں بھیجا۔

امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت نقل فرماتے ہیں:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: تَقَدَّمَ يَعْنِي عُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَتَبِعَهُ ابْنُهُ وَأَخُوهُ فَنَادٰى: مَنْ يُبَارِزُ؟ فَانْتَدَبَ لَهُ شَبَابٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: مَنْ أَنْتُمْ؟ فَأَخْبَرُوْهُ، فَقَالَ: لَا حَاجَةَ لَنَا فِيكُمْ، إِنَّمَا أَرَدْنَا بَنِي عَمِّنَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُمْ يَا حَمْزَةُ! قُمْ يَا عَلِيُّ! قُمْ يَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْحَارِثِ! فَأَقْبَلَ حَمْزَةُ إِلٰى عُتْبَةَ وَأَقْبَلْتُ إِلٰى شَيْبَةَ وَاخْتَلَفَ بَيْنَ عُبَيْدَةَ وَالْوَلِيدِ ضَرْبَتَانِ فَأَثْخَنَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ، ثُمَّ مِلْنَا عَلَى الْوَلِيدِ فَقَتَلْنَاهُ وَاحْتَمَلْنَا عُبَيْدَةَ. [220]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عتبہ بن ربیعہ آگے بڑھا اور اس کے پیچھے اس کا بیٹا اور بھائی بھی تھے۔ اس نے آواز دی کہ کون مقابلہ کرے گا؟ تو انصار کے چند نوجوان اس کے مقابلے کے لیے نکلے۔ اس نے پوچھا: تم کون ہو؟ انہوں نے اپنا تعارف کرایا۔ اس نے کہا: ہمیں تمہاری ضرورت نہیں، ہم تو اپنے چچازاد بھائیوں سے لڑنا چاہتے ہیں۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حمزہ اٹھو، اے علی اٹھو، اے عبیدہ بن حارث اٹھو۔ چنانچہ حمزہ، عتبہ کی طرف بڑھے اور میں شیبہ کی طرف بڑھا جبکہ عبیدہ اور ولید کے درمیان دو واروں کا تبادلہ ہوا اور دونوں نے ایک دوسرے کو شدید زخمی کر دیا۔ پھر ہم (علی اور حمزہ) ولید پر ٹوٹ پڑے اور اسے قتل کر دیا اور عبیدہ کو

---

[219] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 2 ص 15 غزوۃ بدر

[220] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 2665

اٹھالائے۔

حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کا ایک پاؤں کٹ کر شدید زخمی ہو چکا تھا۔ بدر کے دن مسلمانوں میں سب سے معمر شخص حضرت عبیدہ ہی تھے جن کی عمر تریسٹھ برس تھی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا سر مبارک اپنی گود میں رکھا تو انہوں نے کمال عشق ووارفتگی کا مظاہرہ کیا۔

امام عزالدین علی بن ابی الکرم شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) نقل کرتے ہیں:

إِنَّ عُبَيْدَةَ كَانَ أَسَنَّ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَ بَدْرٍ فَقُطِعَتْ رِجْلُهُ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ عَلٰى رُكْبَتِهِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوْ رَآنِي أَبُو طَالِبٍ لَعَلِمَ أَنِّي أَحَقُّ بِقَوْلِه مِنْهُ حَيْثُ يَقُوْلُ:

وَنُسْلِمَهُ حَتّٰى نُصَرَّعَ حَوْلَهُ
وَنَذْهَلَ عَنْ أَبْنَائِنَا وَالْحَلَائِلِ

وَعَادَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَدْرٍ فَتُوُفِّيَ بِالصَّفْرَاءِ. [221]

ترجمہ: حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ بدر کے دن مسلمانوں کے لشکر میں سب سے زیادہ عمر والے تھے۔ ان کی ٹانگ کٹ گئی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا سر اپنے مبارک گھٹنوں پر رکھا۔ حضرت عبیدہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر آج ابو طالب مجھے دیکھ لیتے تو جان لیتے کہ میں ان کے اس قول کا ان سے بھی زیادہ حق دار ہوں جہاں وہ کہتے ہیں:

"ہم ان کو (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) اس وقت تک دشمنوں کے حوالے نہیں کریں گے جب تک کہ ہم ان کے ارد گرد کٹ کرنہ گر جائیں، اور ہم اپنے بیٹوں اور بیویوں کو بھول جائیں گے۔"

پھر آپ؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر سے واپس لوٹے اور مقام صفراء پر وفات پا گئے۔

ایک سفر میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے ساتھ مقام "تاربین" میں پڑاؤ ڈالا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہمیں یہاں سے مشک کی خوشبو آرہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا کیوں نہ ہو، یہاں تمہارے بھائی عبیدہ کی قبر جو ہے۔

---

[221] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج 3 ص 295 عبیدہ

امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر رحمہ اللہ (ت 463ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَيُرْوٰى أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ بِأَصْحَابِهِ بِالتَّارِبَيْنِ، قَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ: إِنَّا نَجِدُ رِيحَ الْمِسْكِ. قَالَ: "وَمَا يَمْنَعُكُمْ؟ وَهَا هُنَا قَبْرُ أَبِي مُعَاوِيَةَ." [222]

ترجمہ: مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ "تاربین" کے مقام پر پڑاؤ ڈالا تو صحابۂ کرام نے عرض کیا: "ہمیں یہاں مشک کی خوشبو محسوس ہو رہی ہے۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں مشک کی خوشبو کیوں نہ آئے، یہاں ابو معاویہ کی قبر موجود ہے۔

اس غزوہ میں حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا ایک بار پھر بیوہ ہو گئیں۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

فَتَزَوَّجَهَا عُبَيْدَةُ بْنُ الْحَارِثِ فَقُتِلَ عَنْهَا يَوْمَ بَدْرٍ شَهِيدًا. [223]

ترجمہ: ان (سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا) سے عبیدہ بن حارث نے نکاح کیا، پھر وہ بدر کے دن شہید ہو گئے اور انہیں بیوہ چھوڑ گئے۔

تیسرا نکاح اور شوہر کی شہادت:

ام المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کا تیسرا نکاح حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے ہوا، جو ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے۔ حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے جنگ احد میں شرکت کی اور اسی معرکے میں بہادری سے لڑتے ہوئے جامِ شہادت نوش کر گئے، جس کے بعد آپ رضی اللہ عنہا ایک بار پھر بیوہ ہو گئیں۔

امام شہاب الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک قسطلانی مصری رحمہ اللہ (ت 923ھ) لکھتے ہیں:

فَكَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَحْشٍ فِيْ قَوْلِ ابْنِ شِهَابٍ قُتِلَ عَنْهَا يَوْمَ أُحُدٍ. [224]

---

[222] الاستیعاب لابن عبد البر: ج 3 ص 1021 رقم الترجمۃ 1748 ترجمۃ عبیدۃ بن الحارث بن المطلب

[223] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 8 ص 91 زینب بنت خزیمۃ

[224] المواہب اللدنیہ: ج 1 ص 411 ذکر ازواجہ الطاہرات وسراریہ المطہرات

ترجمہ: ابن شہاب کے قول کے مطابق آپ رضی اللہ عنہا حضرت عبد اللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں۔ وہ بھی غزوہ احد کے دن شہید ہو گئے (اور انہیں بیوہ چھوڑ دیا)۔

زینب رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں:

حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ شوال 3 ہجری میں غزوہ احد کے میدان میں شہید ہوئے۔ ان کی شہادت کے کچھ ہی دنوں بعد حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک ناتمام بچہ پیدا ہوا جس کی وجہ سے ان کی عدت ختم ہو گئی۔ اس کے بعد ذوالحجہ 3 ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمالیا۔

امام ابو العباس احمد بن محمد قسطلانی مصری رحمہ اللہ (ت 923ھ) لکھتے ہیں:

فَكَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَحْشٍ فِي قَوْلِ ابْنِ شِهَابٍ قُتِلَ عَنْهَا يَوْمَ أُحُدٍ فَتَزَوَّجَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَنَةَ ثَلَاثٍ. [225]

ترجمہ: ابن شہاب کے قول کے مطابق آپ رضی اللہ عنہا حضرت عبد اللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں، وہ غزوہ احد کے دن شہید ہو گئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ہجری میں ان سے نکاح فرمالیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کا مہر 400 درہم ادا فرمایا۔

امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام حمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

وَأَصْدَقَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَ مِئَةِ دِرْهَمٍ. [226]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چار سو درہم حق مہر ادا کیا۔

معیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مختصر زمانہ:

ام المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زیادہ وقت گزارنے کا موقع نہیں ملا، بلکہ نکاح کے کچھ ہی عرصہ بعد آپ وفات پا گئیں۔ اس بارے میں مؤرخین نے 2 ماہ، 3 ماہ، 5 ماہ، 6 ماہ،

---

[225] المواہب اللدنیہ: ج 1 ص 411 ذکر ازواجہ الطاہرات وسراریہ المطہرات

[226] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ج 4 ص 543 ذکر ازواجہ؛ امہات المؤمنین

8 ماہ اور بعض نے اس سے کچھ زیادہ زمانہ معیتِ رسول کا لکھا ہے، لیکن یہ حقیقت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا زیادہ عرصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں گزار پائی تھیں۔

امام ابو العباس احمد بن محمد قسطلانی مصری رحمہ اللہ (ت 923ھ) لکھتے ہیں:

وَلَمْ تَلْبَثْ عِنْدَهٗ إِلَّا شَهْرَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً وَتُوُفِّيَتْ فِي حَيَاتِه وَقِيلَ مَكَثَتْ عِنْدَهٗ ثَمَانِيَةَ أَشْهُرٍ. [227]

ترجمہ: آپ ان کے پاس دو یا تین ماہ ہی رہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں ہی وفات پا گئیں، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ آٹھ ماہ ان کے پاس رہیں۔

وفات:

ام المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا نے ہجرت کے انتالیسویں مہینے (یعنی 4 ہجری) ربیع الثانی کے آخر میں وفات پائی۔ آپ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی اور آپ کو مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) بیان کرتے ہیں:

وَتُوُفِّيَتْ فِي اٰخِرِ شَهْرِ رَبِيْعِ الْاٰخِرِ عَلٰى رَأْسِ تِسْعَةٍ وَثَلَاثِيْنَ شَهْرًا وَصَلّٰى عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَفَنَهَا بِالْبَقِيْعِ. [228]

ترجمہ: آپ نے (ہجرت کے) انتالیسویں مہینے ربیع الثانی کے آخر میں وفات پائی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور انہیں بقیع میں دفن کیا۔

امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن میں سے صرف سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کو یہ منفرد اعزاز حاصل ہے کہ آپ کا جنازہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھایا۔ واضح رہے کہ اگرچہ ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ہوئی تھی، لیکن اس وقت تک نمازِ جنازہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔

---

[227] المواہب اللدنیہ: ج 1 ص 411 ذکر ازواجہ الطاہرات وسراریہ المطہرات

[228] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 8 ص 91، 92 زنیب بنت خزیمۃ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا
صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ
حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
اَللّٰھُمّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا
بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ
حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اُمّ المؤمنین سیدہ ام سلمہ بنت ابی اُمیّہ رضی اللہ عنہا

اجمالی خاکہ

نام	ہند
کنیت	ام سلمہ
والد	ابو امیہ سہیل بن مغیرہ
والدہ	عاتکہ بنت عامر
سن پیدائش	بعثت نبوی سے 9سال قبل
قبیلہ	بنو مخزوم
زوجیت رسول	شوال4ہجری
سن وفات	59ہجری
مقامِ تدفین	جنت البقیع (مدینہ منورہ)
کل عمر	81سال تقریباً

اُمّ المؤمنین سیدہ ام سلمہ بنت ابی اُمیّہ رضی اللہ عنہا

نام و نسب:

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا اصل نام "ہند" تھا۔ آپ کا تعلق قریش کے معزز قبیلے بنو مخزوم سے تھا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) فرماتے ہیں:

هِنْدُ بِنْتُ أَبِيْ أُمَيَّةَ وَاسْمُهُ سُهَيْلٌ زَادُ الرَّكْبِ ابْنُ الْمُغِيْرَةِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ مَخْزُوْمٍ.
[229]

ترجمہ: ہند بنت ابی امیہ ہیں، اور ان (ابو امیہ) کا نام سہیل زاد الرکب بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم ہے۔

والد کی طرح والدہ کی جانب سے بھی آپ کا سلسلہ نسب انتہائی معزز ہے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) فرماتے ہیں:

وَأُمُّهَا عَاتِكَةُ بِنْتُ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُذَيْمَةَ بْنِ عَلْقَمَةَ جَذْلِ الطِّعَانِ ابْنِ فِرَاسِ بْنِ غَنَمِ بْنِ مَالِكِ بْنِ كِنَانَةَ. [230]

ترجمہ: آپ کی والدہ عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ بن مالک بن جذیمہ بن علقمہ جذل الطعان بن فراس بن غنم بن مالک بن کنانہ ہیں۔

کنیت، ولادت اور خاندانی پس منظر:

ام المؤمنین سیدہ کی کنیت "ام سلمہ" تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا کی ولادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت سے تقریباً 9 سال قبل ہوئی۔

خاندانی پس منظر کے اعتبار سے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے والد ابو اُمیہ کا تعلق قریش کے معزز قبیلے بنو مخزوم سے تھا۔ وہ اپنے قبیلے کے ممتاز سردار، نہایت سخی اور فیاض انسان تھے۔ ان کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ جب کسی

---

[229] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 8 ص 69 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[230] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 8 ص 69 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ام سلمہ

قافلے کے ساتھ سفر کرتے تو شریکِ سفر افراد کے تمام اخراجات خود برداشت کرتے۔ اسی غیر معمولی فیاضی کے باعث ان کا لقب "زادُ الرَّکب" (یعنی مسافروں کو زادِ راہ فراہم کرنے والا) مشہور ہو گیا تھا۔

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

وَيُلَقَّبُ "زَادَ الرَّكْبِ" لِأَنَّهُ كَانَ أَحَدَ الْأَجْوَادِ فَكَانَ إِذَا سَافَرَ لَا يَتْرُكُ أَحَدًا يُرَافِقُهُ وَمَعَهُ زَادٌ بَلْ يَكْفِي رُفْقَتَهُ مِنَ الزَّادِ. [231]

ترجمہ: انہیں "زاد الرکب" کا لقب دیا گیا تھا کیونکہ وہ عرب کے سخی لوگوں میں سے ایک تھے۔ وہ جب سفر کرتے تو اپنے ساتھ سفر کرنے والے کسی شخص کو اپنا زادِ راہ (خرچ) نہیں لانے دیتے تھے، بلکہ وہ اپنے تمام ساتھیوں کے زادِ راہ کے لیے اکیلے ہی کافی ہو جاتے تھے۔

ایسے سخی، باوقار اور عزت دار گھرانے میں پرورش پانے کی وجہ سے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی مبارک طبیعت اور مزاج میں بھی عزت وحیا اور سخاوت کا پہلو انتہائی نمایاں اور غالب تھا۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح:

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح اپنے چچا زاد حضرت عبد اللہ بن عبد الاسد (ابو سلمہ) رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ عبد اللہ بن عبد الاسد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد اور رضاعی بھائی بھی تھے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

تَزَوَّجَهَا أَبُوْ سَلَمَةَ وَاسْمُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْأَسَدِ بْنِ هِلَالِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ مَخْزُوْمٍ. [232]

ترجمہ: آپ رضی اللہ عنہا سے ابو سلمہ نے نکاح کیا۔ ان کا نام عبد اللہ بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھا۔

پہلے نکاح سے اولاد:

---

[231] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2702 ام سلمۃ بنت ابی اُمیۃ

[232] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص69 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اس مبارک نکاح سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولاد کی نعمت سے بھی نوازا۔

امام عزالدین علی بن ابی الکرم شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَتْ قَبْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الْأَسَدِ الْمَخْزُومِيِّ فَوَلَدَتْ لَهُ سَلَمَةَ وَعُمَرَ وَدُرَّةَ وَزَيْنَبَ۔ [233]

ترجمہ: آپ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے سے قبل حضرت ابو سلمہ بن عبد الاسد مخزومی کے نکاح میں تھیں۔ آپ کے ہاں ان سے سلمہ، عمر، دُرّہ اور زینب پیدا ہوئے۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ان چاروں بچوں کا فرداً فرداً مختصر اور جامع تعارف درج ذیل ہے:

1: سلمہ رضی اللہ عنہ

آپ حبشہ میں پیدا ہوئے۔ ان کا نکاح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی اُمامہ سے کیا تھا لیکن دونوں بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے۔

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ: كَانَ الَّذِيْ زَوَّجَ أُمَّ سَلَمَةَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلَمَةُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ ابْنُهَا فَزَوَّجَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَامَةَ بِنْتَ حَمْزَةَ وَهُمَا صَبِيَّانِ صَغِيْرَانِ فَلَمْ يَجْتَمِعَا حَتّٰى مَاتَا۔ [234]

ترجمہ: عبد اللہ بن شداد سے مروی ہے کہ جس شخص نے سیدہ ام سلمہ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کروایا وہ ان کے بیٹے سلمہ بن ابو سلمہ تھے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح حضرت حمزہ کی بیٹی امامہ سے کروا دیا۔ اس وقت وہ دونوں چھوٹے تھے۔ رخصتی سے پہلے ہی وفات پا گئے۔

2: عمر رضی اللہ عنہ

آپ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بحرین اور فارس کے حاکم رہے۔

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) لکھتے ہیں:

---

[233] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج5 ص606 ام سلمۃ بنت ابی اُمیۃ

[234] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج1 ص8752 سلمۃ بن ابی سلمۃ

عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الْأَسَدِ الْمَخْزُومِيُّ رَبِيبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَحَابِيٌّ صَغِيرٌ أُمُّهُ أُمُّ سَلَمَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَّرَهُ عَلِيٌّ عَلَى الْبَحْرَيْنِ وَمَاتَ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَثَمَانِينَ عَلَى الصَّحِيحِ. [235]

ترجمہ: عمر بن ابو سلمہ بن عبد الاسد المخزومی، یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ربیب (پروردہ) اور کم سن صحابی ہیں۔ ان کی والدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ام سلمہ ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں بحرین کا حاکم مقرر کیا تھا، اور صحیح قول کے مطابق ان کی وفات 83 ہجری میں ہوئی۔

3: دُرّہ رضی اللہ عنہا

دُرَّہ کے بارے میں ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ ہم نے سنا ہے آپ دُرّہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں، کیا یہ بات درست ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے! اگر میں نے اس کی پرورش نہ بھی کی ہوتی تب بھی وہ میرے لیے کسی طرح حلال نہ تھی، کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّا قَدْ تَحَدَّثْنَا أَنَّكَ نَاكِحٌ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَعَلَى أُمِّ سَلَمَةَ؟ لَوْ لَمْ أَنْكِحْ أُمَّ سَلَمَةَ مَا حَلَّتْ لِي إِنَّ أَبَاهَا أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ. [236]

ترجمہ: عراک بن مالک سے روایت ہے کہ انہیں زینب بنت ابو سلمہ نے خبر دی کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ہم میں یہ بات مشہور ہے کہ آپ درہ بنت ابو سلمہ سے نکاح کرنے والے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا ام سلمہ کی موجودگی میں؟ (یعنی ان کی بیٹی سے؟) اگر میں ام سلمہ سے نکاح نہ بھی کرتا تب بھی وہ (دُرّہ) میرے لیے حلال نہ تھی، کیونکہ اس کا باپ میرا رضاعی بھائی ہے۔

---

[235] تقریب التہذیب لابن حجر: ص 444، رقم الترجمۃ 4909 عمر بن ابی سلمۃ

[236] صحیح البخاری: رقم الحدیث 5123

4: زینب (برّہ) رضی اللہ عنہا

آپ کی پیدائش حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ہوئی۔ آپ کا پہلا نام برّہ تھا جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل کر کے زینب رکھا۔ آپ اپنے زمانے کی جلیل القدر فقیہہ تھیں۔

حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَضَعَتْهَا بَعْدَ قَتْلِ أَبِيْ سَلَمَةَ فَخَلَتْ فَخَطَبَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَزَوَّجَهَا۔ [237]

ترجمہ: یہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ابو سلمہ کی شہادت کے بعد پیدا ہوئیں۔ جب آپ کی عدت گزر گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نکاح کا پیغام دیا اور ان سے نکاح فرمالیا۔

ایک جگہ لکھتے ہیں:

بَرَّةُ بِنْتُ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الْأَسَدِ هِيَ زَيْنَبُ رَبِيبَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اسْمُهَا "بَرَّةَ" فَغَيَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا تَزَوَّجَ أُمَّهَا فَسَمَّاهَا "زَيْنَبَ"۔ [238]

ترجمہ: برہ بنت ابو سلمہ بن عبد الاسد، یہ زینب ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ربیبہ (زیر پرورش) ہیں۔ ان کا نام برہ تھا، پس جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی والدہ سے نکاح کیا تو آپ نے ان کا نام تبدیل کر کے زینب رکھ دیا۔

مزید لکھتے ہیں:

وَقَالَ بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيُّ أَخْبَرَنِي أَبُو رَافِعٍ يَعْنِي الصَّائِغَ قَالَ: كُنْتُ إِذَا ذَكَرْتُ امْرَأَةً فَقِيهَةً بِالْمَدِيْنَةِ ذَكَرْتُ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِيْ سَلَمَةَ۔ [239]

ترجمہ: بکر بن عبد اللہ المزنی کہتے ہیں کہ مجھے ابو رافع الصائغ نے خبر دی، انہوں نے کہا: میں جب بھی مدینہ میں کسی فقیہہ عورت کا ذکر کرتا تھا، تو زینب بنت ابو سلمہ کا ہی ذکر کرتا تھا۔

---

[237] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2521 ترجمۃ زینب بنت ابی سلمۃ

[238] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2521 ترجمۃ زینب بنت ابی سلمۃ

[239] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2522 ترجمۃ زینب بنت ابی سلمۃ

حضرت ابو سلمہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما کا قبولِ اسلام:

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور آپ کے شوہر عبد اللہ بن عبد الاسد (ابو سلمہ) رضی اللہ عنہ کا شمار اُن اولوالعزم اور خوش نصیب لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے اعلان نبوت کے کچھ ہی عرصہ بعد ابتدائی دور میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔

امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام حمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

ثُمَّ أَسْلَمَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَاسْمُهُ عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْجَرَّاحِ بْنِ هِلَالِ بْنِ أُهَيْبِ بْنِ ضَبَّةَ بْنِ الْحَرَثِ بْنِ فِهْرٍ وَأَبُو سَلَمَةَ. [240]

ترجمہ: پھر حضرت ابو عبیدہ بن جراح، جن کا نام عامر بن عبد اللہ بن جراح بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن حارث بن فہر تھا، اور حضرت ابو سلمہ (رضی اللہ عنہ) ایمان لائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اسلام پر اس وقت تک ابھی صرف دس لوگ ہی مسلمان ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دین کی اشاعت کے لیے مسلسل محنت فرما رہے تھے۔ چنانچہ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم دارِ ارقم میں چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ تشریف فرما تھے، اسی دوران حضرت ابو سلمہ اپنی بیوی ام سلمہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ حاضر خدمت ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے آنے پر انتہائی خوشی کا اظہار فرمایا اور انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی، اور دونوں کو قرآن کریم کی چند آیات پڑھ کر سنائیں۔

قرآن مجید کی پر تاثیر آیات سننے کے بعد حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کمال وارفتگی سے عرض کیا: بھائی ہونے کے ناتے میرا بھی یہ حق بنتا ہے کہ میں بھی اس روشنی سے اپنی روح کو منور کروں جس سے دوسرے فیض حاصل کر رہے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے یہ مخلصانہ الفاظ سنے تو بہت خوش ہوئے۔ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ عرض کی: ہم دونوں میاں بیوی کو مسلمان کر کے اپنی غلامی میں داخل کر لیجیے۔ چنانچہ دونوں میاں بیوی نے اسی محفل میں کلمہ شہادت پڑھا اور مشرف باسلام ہو گئے۔

---

[240] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ج 1 ص 241 اسلام ابی عبیدۃ وابی سلمۃ الخ

حبشہ کی طرف پہلی ہجرت:

اعلانِ نبوت کے پانچویں سال رجب المرجب کے مہینہ میں حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم ملا۔ چنانچہ 11 مردوں اور 4 خواتین پر مشتمل چھوٹا سا قافلہ مکہ مکرمہ سے حبشہ کی طرف روانہ ہوا۔ اس قافلے میں سیدہ ام سلمہ اور آپ کے شوہر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے۔

علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی رحمہ اللہ (ت 1122ھ) لکھتے ہیں:

ثُمَّ أَذِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِه فِي الْهِجْرَةِ لِلْحَبَشَةِ ... فَكَانَتْ أَوَّلَ هِجْرَةٍ فِي الْإِسْلَامِ... فَهاجَرَ إِلَيْهَا نَاسٌ ذَوُو عَدَدٍ مِنْهُمْ مَنْ هَاجَرَ بِأَهْلِه وَمِنْهُمْ مَنْ هَاجَرَ بِنَفْسِه ... عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ، وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ، وَأَبُو حُذَيْفَةَ بْنُ عُتْبَةَ هَارِبًا مِنْ أَبِيهِ بِدِيْنِه، وَمُصْعَبٌ، وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الْأَسَدِ ... وَأَرْبَعُ نِسْوَةٍ: السَّيِّدَةُ رُقَيَّةُ مَعَ زَوْجِهَا عُثْمَانَ، وَسَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ مَعَ زَوْجِهَا أَبِي حُذَيْفَةَ مُرَاغِمَةً لِأَبِيْهَا فَارَّةً عَنْهُ بِدِيْنِهَا فَوَلَدَتْ لَهُ بِالْحَبَشَةِ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي حُذَيْفَةَ، وَأُمُّ سَلَمَةَ مَعَ زَوْجِهَا، وَلَيْلَى الْعَدَوِيَّةُ مَعَ زَوْجِهَا عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ. [241]

ترجمہ: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو حبشہ کی طرف ہجرت کی اجازت دی... یہ اسلام میں پہلی ہجرت تھی... حبشہ کی طرف بہت سے لوگوں نے ہجرت کی، ان میں سے کچھ نے اپنے اہل وعیال کے ہمراہ اور کچھ نے تنہا ہجرت کی... ان میں عثمان بن عفان، عبد الرحمٰن، زبیر بن العوام، ابو حذیفہ بن عتبہ جو اپنے دین کو بچانے کی خاطر اپنے والد کو چھوڑ گئے تھے، مصعب، اور ابو سلمہ بن عبد الاسد شامل تھے... اور چار خواتین تھیں: سیدہ رقیہ اپنے شوہر عثمان کے ہمراہ، سہلہ بنت سہیل اپنے شوہر ابو حذیفہ کے ہمراہ اپنے دین کو بچاتے ہوئے اپنے والد کو چھوڑ گئیں۔ ان کے ہاں حبشہ میں محمد بن ابو حذیفہ کی ولادت ہوئیں، ام سلمہ اپنے شوہر کے ہمراہ، اور لیلیٰ العدویہ اپنے شوہر عامر بن ربیعہ کے ہمراہ تھیں۔

حبشہ میں حضرت ابو سلمہ کے گھر ایک بچہ سلمہ پیدا ہوا۔ والدین کو اپنے بچے سے بے حد محبت تھی۔ چنانچہ اسی کی وجہ سے دونوں میاں بیوی نے اپنی کنیت "ام سلمہ" اور "ابو سلمہ" رکھی۔

---

[241] شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیۃ: ج1 ص503، 504 الہجرۃ الاولیٰ الی الحبشۃ

حبشہ سے مکہ مکرمہ کی طرف واپسی:

جو مہاجرین حبشہ کی طرف ہجرت کر چکے تھے، اگرچہ وہ وہاں احکام اسلام پر عمل کرنے میں آزاد تھے لیکن اس کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت اور اپنے وطن کی یاد انہیں ستاتی تھی۔ ایک روز انہیں خبر ملی کہ کفار و مشرکین مکہ نے اسلام قبول کر لیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کر لی ہے۔

امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام حمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَبَلَغَ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْنَ خَرَجُوْا إِلٰى أَرْضِ الْحَبَشَةِ إِسْلَامُ أَهْلِ مَكَّةَ فَأَقْبَلُوْا لَمَّا بَلَغَهُمْ مِنْ ذٰلِكَ حَتّٰى إِذَا دَنَوْا مِنْ مَكَّةَ بَلَغَهُمْ أَنَّ مَا كَانُوْا تَحَدَّثُوْا بِهِ مِنْ إِسْلَامِ أَهْلِ مَكَّةَ كَانَ بَاطِلًا فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا بِجِوَارٍ أَوْ مُسْتَخْفِيًا. [242]

ترجمہ: ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان صحابہ کو جنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی اہل مکہ کے اسلام لانے کی خبر پہنچی۔ وہ یہ خبر سن کر انہوں نے واپس مکہ آنے کا سفر شروع کر دیا یہاں تک کہ جب وہ مکہ کے قریب پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ مکہ والوں کے اسلام لانے کی جو خبر ان تک پہنچی تھی وہ جھوٹی تھی، ان میں سے کوئی بھی شخص کسی کی پناہ لیے بغیر یا چھپے بغیر مکہ میں داخل نہ ہوا۔

قبیلہ بنو مخزوم کا ابو طالب سے مکالمہ:

مہاجرین نے مکہ مکرمہ کی طرف واپسی کی راہ لی اور ہر شخص کسی نہ کسی قریشی سردار کی پناہ لے کر اپنے آبائی وطن میں داخل ہوا۔ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کو ان کے ماموں ابو طالب نے پناہ دی اور آپ مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ قبیلہ بنو مخزوم کو جب یہ معلوم ہوا کہ ابو طالب نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر کو اپنی پناہ میں لے لیا ہے تو انہیں بہت غصہ آیا۔ بنو مخزوم کے کچھ لوگ جمع ہو کر ابو طالب کے پاس آئے۔

امام ابن ہشام اس مکالمے کو یوں بیان کرتے ہیں:

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ: أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ لَمَّا اسْتَجَارَ بِأَبِي طَالِبٍ مَشٰى إِلَيْهِ رِجَالٌ مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ فَقَالُوا لَهُ: يَا أَبَا طَالِبٍ! لَقَدْ مَنَعْتَ مِنَّا ابْنَ أَخِيكَ

[242] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ج 1 ص 336 ذکر من عاد من ارض الحبشۃ لما بلغھم اسلام اہل مکۃ

مُحَمَّدًا فَمَا لَكَ وَلِصَاحِبِنَا تَمْنَعُهُ مِنَّا؟ قَالَ: إِنَّهُ اسْتَجَارَ بِي وَهُوَ ابْنُ أُخْتِي وَإِنْ أَنَا لَمْ أَمْنَعِ ابْنَ أُخْتِيْ لَمْ أَمْنَعِ ابْنَ أَخِي. فَقَامَ أَبُو لَهَبٍ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! وَاللّٰهِ لَقَدْ أَكْثَرْتُمْ عَلٰى هٰذَا الشَّيْخِ مَا تَزَالُوْنَ تَتَوَاثَبُوْنَ عَلَيْهِ فِي جِوَارِهِ مِنْ بَيْنِ قَوْمِهِ وَاللّٰهِ لَتَنْتَهُنَّ عَنْهُ أَوْ لَنَقُومَنَّ مَعَهُ فِي كُلِّ مَا قَامَ فِيهِ حَتّٰى يَبْلُغَ مَا أَرَادَ. قَالَ: فَقَالُوا: بَلْ نَنْصَرِفُ عَمَّا تَكْرَهُ يَا أَبَا عُتْبَةَ!. [243]

ترجمہ: سلمہ بن عبد اللہ بن عمر بن ابی سلمہ سے مروی ہے کہ جب ابو سلمہ نے ابو طالب کی پناہ لی تو بنو مخزوم کے کچھ لوگ ان کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے ابو طالب! آپ نے اپنے بھتیجے محمد کو تو ہم سے بچار کھا ہے مگر ہمارے آدمی کے معاملے میں آپ کا کیا واسطہ کہ آپ اسے ہم سے بچا رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: اُس نے میری پناہ لی ہے اور وہ میرا بھانجا ہے، اگر میں اپنے بھانجے کو پناہ نہ دوں تو اپنے بھتیجے کو بھی پناہ نہیں دے سکتا۔ اس پر ابو لہب کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے قریش کی جماعت! اللہ کی قسم، تم نے اس بزرگ کو بہت تنگ کر دیا ہے، تم ان کی پناہ میں آئے ہوئے شخص کے معاملے میں ان پر ان کی قوم کے درمیان مسلسل چڑھائی کر رہے ہو۔ اللہ کی قسم! یا تو تم ان کو چھوڑ دو یا پھر جس بات کے لیے وہ کھڑے ہوئے ہیں ہم بھی ان کے ساتھ کھڑے ہوں گے، یہاں تک کہ وہ اپنا مقصد پا لیں۔ راوی کہتے ہیں: یہ سن کر وہ لوگ بولے: اے ابو عتبہ! ہم تم کو ناراض نہیں کرنا چاہتے۔

حبشہ کی طرف دوسری ہجرت:

کفار و مشرکین مکہ اپنی زیادتیوں سے باز نہ آئے اور اہل اسلام کو مسلسل ظلم و ستم کا نشانہ بناتے رہے۔ چنانچہ بعثت کے چھٹے سال کی شروعات میں دوبارہ حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم ملا۔ پہلے کی بنسبت اس بار حبشہ کی طرف جانا خاصا مشکل کام تھا کیونکہ کفار و مشرکین مکہ نے مکہ سے باہر جانے والے تمام راستوں پر سخت پہرے بٹھا دیے تھے۔ ان تمام تر سختیوں کے باوجود 83 مرد اور 18 خواتین مکہ سے حبشہ ہجرت کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب حمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

فَكَانَ جَمِيْعُ مَنْ لَحِقَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ وَهَاجَرَ إِلَيْهَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ... ثَلَاثَةً وَثَمَانِيْنَ رَجُلًا. [244]

[243] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ج 1 ص 342 قصۃ ابی سلمۃ فی جوارہ

[244] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ج 1 ص 308 ذکر الہجرۃ الاولیٰ الی ارض الحبشۃ

ترجمہ: وہ تمام مسلمان جو ارض حبشہ پہنچے اور وہاں ہجرت کی... ان (مردوں) کی تعداد تراسی (83) تھی۔

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ عِدَّةَ نِسَائِهِمْ كَانَتْ ثَمَانِي عَشَرَةَ امْرَأَةً. [245]

ترجمہ: عورتوں کی تعداد اٹھارہ خواتین تھیں۔

اس دوسری ہجرت میں بھی حضرت ابو سلمہ اور ان کی بیوی سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہما شامل تھیں۔

کفار مکہ کے شاہ نجاشی کو تحائف اور شاہ نجاشی کا انکار:

کفار مکہ نے بادشاہ حبشہ نجاشی کی طرف عمرو بن العاص اور عبد اللہ بن ربیعہ کو تحائف دے کر روانہ کیا تاکہ وہ مہاجرین کی واپسی پر نجاشی کو کسی طور آمادہ کریں۔

امام عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) فرماتے ہیں:

لَمَّا رَأَتْ قُرَيْشٌ أَنَّ الْمُهَاجِرِيْنَ قَدِ اطْمَأَنُّوْا بِالْحَبَشَةِ وَأَمِنُوْا، وَأَنَّ النَّجَاشِيَّ قَدْ أَحْسَنَ صُحْبَتَهُمْ، ائْتَمَرُوْا بَيْنَهُمْ، فَبَعَثُوْا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ، وَمَعَهُمَا هَدِيَّةٌ إِلَيْهِ وَإِلَى أَعْيَانِ أَصْحَابِه، فَسَارَا حَتَّى وَصَلَا الْحَبَشَةَ، فَحَمَلَا إِلَى النَّجَاشِيِّ هَدِيَّتَهُ، وَإِلَى أَصْحَابِه هَدَايَاهُمْ، وَقَالَا لَهُمْ: إِنَّ نَاسًا مِنْ سُفَهَائِنَا فَارَقُوْا دِيْنَ قَوْمِهِمْ. [246]

ترجمہ: جب قریش نے دیکھا کہ مہاجرین حبشہ میں اطمینان اور امن سے قیام پذیر ہو گئے ہیں اور نجاشی نے ان کے ساتھ بہترین سلوک کیا ہے تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا۔ مشورہ کے بعد انہوں نے عمرو بن العاص اور عبد اللہ بن ابی امیہ کو حبشہ بھیجا۔ ان کے ہمراہ بادشاہ اور اس کے خاص درباریوں کے لیے تحائف دیے۔ وہ دونوں چلے یہاں تک کہ حبشہ پہنچ گئے۔ انہوں نے نجاشی کو اس کا تحفہ اور اس کے درباریوں کو ان کے تحفے پیش کیے اور ان سے کہا: ہمارے کچھ بے وقوف لوگوں نے اپنی قوم کا دین چھوڑ دیا ہے۔

کفارِ قریش کا یہ وفد شاہِ حبشہ کے دربار میں پہنچا اور مسلمانوں کے خلاف ایسی باتیں کیں جو مسلمانوں میں پائی نہیں جاتی تھیں۔ یہ سن کر بادشاہ نے سخت غصے میں کہا جن لوگوں نے اپنا ملک چھوڑ کر میرے ملک اور مجھ پر

[245] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج7 ص238 باب ہجرۃ الحبشۃ

[246] الکامل فی التاریخ لابن الاثیر: ج2 ص79 ذکر ارسال قریش الی النجاشی فی المہاجرین

بھروسہ کیا ہے میں ان کے ساتھ بے وفائی نہیں کر سکتا۔ تم لوگ کل آنا اس معاملے میں فیصلہ کر دیا جائے گا۔

علامہ ابن الاثیر رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

ثُمَّ إِنَّهُمَا حضَرَا عِنْدَ النَّجَاشِيِّ فَأَعْلَمَاهُ مَا قَدْ قَالَا، فَأَشَارَ أَصْحَابُهُ بِتَسْلِيْمِ الْمُسْلِمِيْنَ إِلَيْهِمَا، فَغَضِبَ مِنْ ذٰلِكَ، وَقَالَ: لَا وَاللّٰهِ لَا أُسَلِّمُ قَوْمًا جَاوَرُونِيْ وَنَزَلُوْا بِلَادِيْ وَاخْتَارُونِيْ عَلٰى مَنْ سِوَايَ حَتّٰى أَدْعُوَهُمْ وَأَسْأَلَهُمْ عَمَّا يَقُولُ هٰذَانِ، فَإِنْ كَانَا صَادِقَيْنِ سَلَّمْتُهُمْ إِلَيْهِمَا، وَإِنْ كَانُوْا عَلٰى غَيْرِ مَا يَذْكُرُ هٰذَانِ مَنَعْتُهُمْ وَأَحْسَنْتُ جِوَارَهُمْ. [247]

ترجمہ: پھر وہ دونوں نجاشی کے دربار میں حاضر ہوئے اور اسے وہ سب بتایا جو انہوں نے (درباریوں سے) کہا تھا، پس درباریوں نے مشورہ دیا کہ مسلمانوں کو ان دونوں کے حوالے کر دیا جائے۔ بادشاہ اس بات پر غضب ناک ہو گیا اور کہنے لگا: نہیں، اللہ کی قسم! میں اس قوم کو ہر گز حوالے نہیں کروں گا جنہوں نے میرے ہاں میں پناہ لی، میرے ملک میں تشریف لائے اور دوسروں پر مجھے ترجیح دی۔ ہاں میں انہیں بلاؤں گا اور ان سے اس بارے میں پوچھوں جو یہ دونوں کہہ رہے ہیں۔ اگر یہ دونوں سچے ہوئے تو میں انہیں ان کے حوالے کر دوں گا، اور اگر وہ اس کے برعکس ہوئے جو یہ دونوں بیان کر رہے ہیں تو میں ان کو بچاؤں گا اور ان کے ساتھ بہترین تعلقات کا حق ادا کروں گا۔

نجاشی کے دربار میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا خطاب:

دوسرے دن بادشاہِ نجاشی نے تمام مسلمانوں کو دربار میں بلایا۔ وہاں کفارِ قریش کے سفیر عمرو بن العاص اور عبد اللہ بن ربیعہ بھی موجود تھے۔ دربار میں ان کے درمیان باہمی گفتگو ہوئی۔

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی زبانی یوں نقل کرتے ہیں:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ابْنَةِ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ... قَالَتْ: فَكَانَ الَّذِيْ كَلَّمَهُ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ لَهُ: أَيُّهَا الْمَلِكُ! كُنَّا قَوْمًا أَهْلَ جَاهِلِيَّةٍ نَعْبُدُ الْأَصْنَامَ وَنَأْكُلُ الْمَيْتَةَ وَنَأْتِي الْفَوَاحِشَ وَنَقْطَعُ الْأَرْحَامَ وَنُسِيءُ الْجِوَارَ يَأْكُلُ الْقَوِيُّ مِنَّا الضَّعِيفَ فَكُنَّا عَلٰى ذٰلِكَ حَتّٰى بَعَثَ اللّٰهُ إِلَيْنَا رَسُوْلًا مِنَّا نَعْرِفُ نَسَبَهُ وَصِدْقَهُ وَأَمَانَتَهُ وَعَفَافَهُ فَدَعَانَا إِلَى اللّٰهِ لِنُوَحِّدَهُ وَنَعْبُدَهُ وَنَخْلَعَ مَا كُنَّا نَعْبُدُ نَحْنُ وَ آبَاؤُنَا مِنْ دُونِه□ مِنَ الْحِجَارَةِ وَالْأَوْثَانِ وَأَمَرَنَا بِصِدْقِ الْحَدِيثِ وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ وَصِلَةِ الرَّحِمِ وَحُسْنِ الْجِوَارِ وَالْكَفِّ عَنِ الْمَحَارِمِ وَالدِّمَاءِ وَنَهَانَا عَنِ الْفَوَاحِشِ وَقَوْلِ الزُّورِ وَأَكْلِ مَالِ الْيَتِيمِ وَقَذْفِ الْمُحْصَنَةِ وَأَمَرَنَا

[247] الکامل فی التاریخ لابن الاثیر: ج2 ص80 ذکر ارسال قریش الی النجاشی فی المہاجرین

أَنْ نَعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ لَا نُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَأَمَرَنَا بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالصِّيَامِ، قَالَ: فَعَدَّدَ عَلَيْهِ أُمُورَ الْإِسْلَامِ فَصَدَّقْنَاهُ وَ آمَنَّا بِهِ وَاتَّبَعْنَاهُ عَلَى مَا جَاءَ بِهِ فَعَبَدْنَا اللَّهَ وَحْدَهُ فَلَمْ نُشْرِكْ بِهِ شَيْئًا وَحَرَّمْنَا مَا حَرَّمَ عَلَيْنَا وَأَحْلَلْنَا مَا أَحَلَّ لَنَا فَعَدَا عَلَيْنَا قَوْمُنَا فَعَذَّبُونَا وَفَتَنُونَا عَنْ دِينِنَا لِيَرُدُّونَا إِلَى عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ مِنْ عِبَادَةِ اللَّهِ وَأَنْ نَسْتَحِلَّ مَا كُنَّا نَسْتَحِلُّ مِنَ الْخَبَائِثِ فَلَمَّا قَهَرُونَا وَظَلَمُونَا وَشَقُّوا عَلَيْنَا وَحَالُوا بَيْنَنَا وَبَيْنَ دِينِنَا خَرَجْنَا إِلَى بَلَدِكَ وَاخْتَرْنَاكَ عَلَى مَنْ سِوَاكَ وَرَغِبْنَا فِي جِوَارِكَ وَرَجَوْنَا أَنْ لَا نُظْلَمَ عِنْدَكَ أَيُّهَا الْمَلِكُ! قَالَتْ: فَقَالَ لَهُ النَّجَاشِيُّ: هَلْ مَعَكَ مِمَّا جَاءَ بِهِ عَنِ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ، قَالَتْ: فَقَالَ لَهُ جَعْفَرٌ: نَعَمْ! فَقَالَ لَهُ النَّجَاشِيُّ: فَاقْرَأْهُ عَلَيَّ فَقَرَأَ عَلَيْهِ صَدْرًا مِنْ كهيعص. [248]

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ام سلمہ بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے... انہوں نے فرمایا کہ مسلمانوں کی طرف سے جس نے بادشاہ سے گفتگو کی وہ جعفر بن ابی طالب تھے۔ انہوں نے فرمایا: اے بادشاہ! ہم جاہلیت والے لوگ تھے، بتوں کو پوجتے، مردار کھاتے، بے حیائی کے کام کرتے، رشتے ناطے توڑتے اور پڑوسیوں سے برا سلوک کرتے تھے۔ ہم میں سے طاقتور کمزور کو کھا جاتا تھا۔ ہم اسی حالت پر تھے یہاں تک کہ اللہ نے ہم میں سے ہی ہماری طرف ایک رسول بھیجا جس کے نسب، سچائی، امانت داری اور پاک دامنی کو ہم خوب پہچانتے تھے۔ اس نے ہمیں اللہ کی طرف بلایا کہ ہم اسے ایک مانیں، اسی کی عبادت کریں اور اللہ کے سوا جن پتھروں اور بتوں کی ہم اور ہمارے باپ دادا عبادت کرتے تھے، انہیں چھوڑ دیں۔ اس نے ہمیں سچ بولنے، امانت ادا کرنے، صلہ رحمی کرنے، پڑوسی سے اچھا سلوک کرنے اور حرام کاموں اور خون ریزی سے بچنے کا حکم دیا۔ اس نے ہمیں بے حیائی کے کاموں، جھوٹی گواہی دینے، یتیم کا مال کھانے اور پاک دامن عورت پر تہمت لگانے سے روکا، اور ہمیں حکم دیا کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہمیں نماز، زکوۃ اور روزے کا حکم دیا۔ راوی کہتے ہیں: انہوں نے بادشاہ کے سامنے اسلام کے احکام گنوائے۔ (پھر فرمایا) ہم نے ان کی تصدیق کی، ان پر ایمان لائے اور جو کچھ وہ اللہ کی طرف سے لائے اس پر ہم نے ان کی پیروی کی۔ ہم نے اللہ وحدہ کی عبادت کی، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا، جو چیزیں اس نے ہم پر حرام کیں انہیں ہم نے حرام جانا اور جو حلال کیں انہیں حلال مانا۔ اس پر ہماری قوم نے ہم پر زیادتی کی، ہمیں تکالیف پہنچائیں اور ہمیں دین سے ہٹانے کے لیے ہمیں فتنوں

---

[248] مسند احمد: ج2 ص355 تا 357، رقم الحدیث 1740

میں ڈالا تاکہ وہ ہمیں اللہ کی عبادت سے نکال کر دوبارہ بتوں کی عبادت کی طرف لوٹا دیں اور ہم انہی گندی چیزوں کو حلال سمجھنے لگیں جنہیں ہم (جاہلیت میں) حلال سمجھتے تھے۔ جب انہوں نے ہم پر ظلم کیا، ہم پر قہر ڈھایا، ہم پر سختیاں کیں اور ہمارے اور ہمارے دین کے درمیان رکاوٹ بن گئے تو ہم نکل کر آپ کے ملک میں آگئے اور ہم نے اوروں کو چھوڑ کر آپ کو منتخب کیا، آپ کی پناہ میں رہنے کی رغبت کی اور ہمیں امید تھی کہ اے بادشاہ! آپ کے پاس ہم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نجاشی نے ان سے کہا: کیا تمہارے پاس اس کلام میں سے کچھ ہے جو وہ اللہ کی طرف سے لائے ہیں؟ تو حضرت جعفر نے فرمایا: جی ہاں۔ نجاشی نے ان سے کہا: پس وہ کلام مجھے پڑھ کر سناؤ۔ چنانچہ انہوں نے اس پر سورۃ مریم کی ابتدائی آیات تلاوت کیں۔

حضرت نجاشی کے تأثرات:

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بادشاہ کے تاثرات بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

قَالَتْ: فَبَكَى وَاللّٰهِ النَّجَاشِيُّ حَتّٰى أَخْضَلَ لِحْيَتَهٗ وَبَكَتْ أَسَاقِفَتُهٗ حَتّٰى أَخْضَلُوا مَصَاحِفَهُمْ حِيْنَ سَمِعُوْا مَا تَلَا عَلَيْهِمْ ثُمَّ قَالَ النَّجَاشِيُّ: إِنَّ هٰذَا وَاللّٰهِ وَالَّذِي جَاءَ بِهٖ مُوْسٰى لَيَخْرُجُ مِنْ مِشْكَاةٍ وَاحِدَةٍ، انْطَلِقَا فَوَاللّٰهِ لَا أُسْلِمُهُمْ إِلَيْكُمْ أَبَدًا. [249]

ترجمہ: اللہ کی قسم! نجاشی اس قدر رویا کہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی اور اس کے پادری بھی اتنا روئے کہ انہوں نے اپنے صحیفوں کو تر کر دیا جب انہوں نے وہ کلام سنا جو اُن کے سامنے پڑھا گیا تھا۔ پھر نجاشی نے کہا: اللہ کی قسم! یہ کلام اور جو کلام موسیٰ علیہ السلام لائے تھے؛ یہ دونوں ایک ہی طاق (چراغ) سے نکلے ہوئے ہیں۔ تم دونوں (سفیر) چلے جاؤ، اللہ کی قسم میں انہیں کبھی تمہارے حوالے نہیں کروں گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مسلمانوں کا عقیدہ:

جب کفار کے وفد کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تو انہوں نے اپنی بات کا رخ بدلتے ہوئے ایک اور سازش سوچی کہ بادشاہ عیسائی ہے اور پورا ملک حبشہ عیسائیت کا پیروکار ہے تو اس بات کو مذہبی رنگ میں پیش کیا جائے۔ مسلمان چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بندہ قرار دیتے ہیں جبکہ عیسائی انہیں اللہ کا بیٹا کہتے ہیں اس بارے بادشاہ کے دربار میں

[249] مسند احمد: ج2 ص355 تا 357، رقم الحدیث 1740

بات کی جائے تاکہ نجاشی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے مسلمانوں کا عقیدہ پتا چلے گا تو وہ انہیں اس جرم کی پاداش میں قتل یا پھر ملک بدر کر دے گا۔

امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: فَلَمَّا خَرَجَا مِنْ عِنْدِهِ□ قَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: وَاللهِ لَأُنَبِّئَنَّهُمْ غَدًا عَيْبَهُمْ عِنْدَهُمْ ثُمَّ أَسْتَأْصِلُ بِهِ□ خَضْرَاءَهُمْ، قَالَتْ: فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي رَبِيعَةَ وَكَانَ أَتْقَى الرَّجُلَيْنِ فِينَا: لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ لَهُمْ أَرْحَامًا وَإِنْ كَانُوْا قَدْ خَالَفُوْنَا، قَالَ: وَاللهِ لَأُخْبِرَنَّهُ أَنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ عَبْدٌ، قَالَتْ: ثُمَّ غَدَا عَلَيْهِ الْغَدَ، فَقَالَ لَهُ: أَيُّهَا الْمَلِكُ! إِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ فِيْ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ قَوْلًا عَظِيْمًا فَأَرْسِلْ إِلَيْهِمْ فَاسْأَلْهُمْ عَمَّا يَقُوْلُونَ فِيهِ، قَالَتْ: فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ يَسْأَلُهُمْ عَنْهُ، قَالَتْ: وَلَمْ يَنْزِلْ بِنَا مِثْلُهُ فَاجْتَمَعَ الْقَوْمُ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: مَا ذَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ عِيسٰى إِذَا سَأَلَكُمْ عَنْهُ؟ قَالُوا: نَقُوْلُ وَاللهِ فِيْهِ مَا قَالَ اللّٰهُ وَمَا جَاءَ بِهِ□ نَبِيُّنَا كَائِنًا فِي ذٰلِكَ مَا هُوَ كَائِنٌ، فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالَ لَهُمْ: مَا تَقُوْلُونَ فِي عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ؟ فَقَالَ لَهُ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: نَقُوْلُ فِيهِ الَّذِي جَاءَ بِهِ□ نَبِيُّنَا: "هُوَ عَبْدُ اللهِ وَرَسُوْلُهُ وَرُوحُهُ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلٰى مَرْيَمَ الْعَذْرَاءِ الْبَتُولِ"، قَالَتْ: فَضَرَبَ النَّجَاشِيُّ يَدَهُ إِلَى الْأَرْضِ فَأَخَذَ مِنْهَا عُوْدًا ثُمَّ قَالَ: مَا عَدَا عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ مَا قُلْتَ هٰذَا الْعُوْدَ. [250]

ترجمہ: سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب وہ دونوں اس (نجاشی) کے پاس سے نکلے تو عمرو بن العاص نے کہا: اللہ کی قسم! میں کل ضرور اسے ان (مسلمانوں) کے اس برے عقیدہ کے بارے میں بتاؤں گا جو وہ رکھتے ہیں، پھر میں اس کے ذریعے ان کی جڑیں کاٹ کر رکھ دوں گا۔ اس پر عبد اللہ بن ابی ربیعہ نے، جو ہم مسلمانوں کے حق میں ان دونوں میں سے قدرے بہتر تھا، کہا: ایسا نہ کرو، کیونکہ اگرچہ انہوں نے ہماری مخالفت کی ہے مگر وہ ہمارے رشتہ دار تو ہیں۔ عمرو بن العاص نے کہا: اللہ کی قسم، میں ضرور اسے بتاؤں گا کہ یہ لوگ عیسیٰ بن مریم کو ایک بندہ گمان کرتے ہیں۔ پھر وہ اگلے دن اس (نجاشی) کے پاس گیا اور اس سے کہا: اے بادشاہ! یہ لوگ عیسیٰ بن مریم کے بارے میں ایک بہت بڑی (گستاخانہ) بات کہتے ہیں، آپ ان کی طرف پیغام بھیجیں اور ان سے پوچھیں کہ وہ ان کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ بادشاہ نے پیغام بھیج کر انہیں اس بارے میں پوچھنے کے لیے بلوایا۔ مسلمانوں پر یہ ایسا سخت وقت تھا کہ اس سے پہلے ہم پر ایسا وقت نہیں آیا تھا۔ ہم لوگ جمع ہوئے اور ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ جب وہ تم سے عیسیٰ

[250] مسند احمد: ج2 ص355 تا 357، رقم الحدیث 1740

علیہ السلام کے بارے میں پوچھے گا تو تم کیا کہو گے؟ تو ہم میں سے کچھ نے کہا: اللہ کی قسم! ہم ان کے بارے میں وہی کہیں گے جو اللہ نے فرمایا ہے اور جو ہمارے نبی لے کر آئے ہیں، اس کا نتیجہ جو بھی نکلنا ہو نکل آئے۔ جب وہ لوگ نجاشی کے پاس پہنچے تو اس نے ہم سے پوچھا: تم عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ حضرت جعفر بن ابی طالب نے اس سے کہا: ہم ان کے بارے میں وہی کہتے ہیں جو ہمارے نبی لائے ہیں کہ وہ اللہ کے بندے، اس کے رسول، اس کی طرف سے ایک روح اور اس کا وہ کلمہ ہیں جسے اللہ نے کنواری اور پاک دامن مریم کی طرف القا فرمایا تھا۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ سن کر نجاشی نے اپنا ہاتھ زمین پر رکھا، وہاں سے ایک تنکا اٹھا کر کہا: حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی حقیقت و شان وہی ہے جو تم نے بیان کی ہے، اس سے ذرہ برابر بھی زیادہ نہیں۔

کفارِ مکہ کا ناکام وفد واپس لوٹا:

یہ سن کر دربار میں موجود پادریوں نے ناگواری کا اظہار کیا۔

مسند احمد کی اسی روایت کے اختتام پر ہے:

فَتَنَاخَرَتْ بَطَارِقَتُهُ حَوْلَهُ حِيْنَ قَالَ مَا قَالَ، فَقَالَ: وَإِنْ نَخَرْتُمْ وَاللّٰهِ اذْهَبُوا فَأَنْتُمْ سُيُومٌ بِأَرْضِي وَالسُّيُومُ الْآمِنُونَ مَنْ سَبَّكُمْ غُرِّمَ ثُمَّ مَنْ سَبَّكُمْ غُرِّمَ فَمَا أُحِبُّ أَنَّ لِي دَبْرًا ذَهَبًا وَأَنِّي آذَيْتُ رَجُلًا مِنْكُمْ وَالدَّبْرُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ الْجَبَلُ رُدُّوا عَلَيْهِمَا هَدَايَاهُمَا فَلَا حَاجَةَ لَنَا بِهَا فَوَاللّٰهِ مَا أَخَذَ اللّٰهُ مِنِّي الرِّشْوَةَ حِيْنَ رَدَّ عَلَيَّ مُلْكِي فَآخُذَ الرِّشْوَةَ فِيْهِ وَمَا أَطَاعَ النَّاسَ فِيَّ فَأُطِيعَهُمْ فِيهِ، قَالَتْ: فَخَرَجَا مِنْ عِنْدِهِ مَقْبُوحَيْنِ مَرْدُودًا عَلَيْهِمَا مَا جَاءَا بِهِ وَأَقَمْنَا عِنْدَهُ بِخَيْرِ دَارٍ مَعَ خَيْرِ جَارٍ۔ [251]

ترجمہ: بادشاہ نے جب یہ بات کہی تو اس کے ارد گرد موجود اس کے پادری ناگواری کا اظہار کرنے لگے۔ اس پر بادشاہ نے کہا: اللہ کی قسم! چاہے تم کتنی ہی ناگواری کا اظہار کرو (میرا عقیدہ یہی ہے)۔ پھر اس نے مسلمانوں سے کہا: تم جاؤ، تم میرے ملک میں امن و امان سے ہو۔ جس نے تمہیں گالی دی اس پر تاوان ڈالا جائے گا، پھر کہہ رہا ہوں کہ جس نے تمہیں گالی دی اس پر تاوان ڈالا جائے گا۔ مجھے یہ بات ہر گز پسند نہیں کہ مجھے سونے کا ایک پہاڑ دیا جائے اور اس کے بدلے میں تم میں سے کسی ایک کو بھی تکلیف دوں۔ پھر اس نے اپنے دربانوں سے کہا: ان دونوں (قریشی

[251] مسند احمد: ج2 ص355 تا 359، رقم الحدیث 1740

سفیروں) کو ان کے تحفے واپس کر دو، ہمیں ان کی کوئی حاجت نہیں۔ اللہ کی قسم! جب اللہ نے مجھے میری بادشاہت واپس لوٹائی تھی تو اس نے مجھ سے کوئی رشوت نہیں لی تھی کہ اب میں اس میں رشوت لوں، اور اللہ نے میرے معاملے میں لوگوں کی اطاعت نہیں کی تھی کہ میں اس (اللہ کے) معاملے میں ان لوگوں کی اطاعت کروں۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: یوں وہ دونوں سفیر اس کے پاس سے ذلیل وخوار ہو کر نکلے اور جو کچھ وہ لائے تھے وہ ان پر واپس مار دیا گیا اور ہم نجاشی کے پاس بہترین گھر میں بہترین پڑوسی کے ساتھ ٹھہرے رہے۔

ہجرتِ مدینہ کا حکم اور مدینہ روانگی سے پہلے:

اسلام تیزی کے ساتھ اپنی منزل کی طرف سفر کر رہا تھا۔ اعلانِ نبوت کو تیرہ برس کا عرصہ بیت چکا تھا کہ اللہ کی طرف سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کا حکم ملا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل ایمان کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا۔ سب سے پہلے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت ابو سلمہ بن عبد الاسد رضی اللہ عنہ اور حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ ہجرت مدینہ کے سفر پر روانہ ہوئے۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی زبانی اس ہجرت اور ان کی عظیم استقامت کا واقعہ امام ابن حجر رحمہ اللہ (ت 852ھ) یوں نقل فرماتے ہیں:

لَمَّا أَجْمَعَ أَبُوْ سَلَمَةَ الْخُرُوْجَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ رَحَلَ بَعِيْرًا لَهُ وَحَمَلَنِي وَحَمَلَ مَعِي ابْنِي سَلَمَةَ ثُمَّ خَرَجَ يَقُودُ بَعِيرَهُ فَلَمَّا رَآهُ رِجَالُ بَنِي الْمُغِيرَةِ قَامُوا إِلَيْهِ فَقَالُوا: هٰذِهِ نَفْسُكَ غَلَبْتَنَا عَلَيْهَا أَرَأَيْتَ صَاحِبَتَنَا هٰذِهِ عَلَامَ نَتْرُكُكَ تَسِيرُ بِهَا فِي الْبِلَادِ وَنَزَعُوا خِطَامَ الْبَعِيرِ مِنْ يَدِهِ وَأَخَذُونِي فَغَضِبَ عِنْدَ ذٰلِكَ بَنُو عَبْدِ الْأَسَدِ وَأَهْوَوْا إِلٰى سَلَمَةَ، وَقَالُوا: وَاللّٰهِ لَا نَتْرُكُ ابْنَنَا عِنْدَهَا إِذَا نَزَعْتُمُوهَا مِنْ صَاحِبِنَا فَتَجَاذَبُوا ابْنِي سَلَمَةَ حَتّٰى خَلَعُوْا يَدَهُ وَانْطَلَقَ بِهِ بَنُو عَبْدِ الْأَسَدِ وَرَهْطُ أَبِي سَلَمَةَ. [252]

ترجمہ: جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی طرف نکلنے کا پختہ ارادہ کیا تو انہوں نے اپنے اونٹ پر کجاوہ کسا، مجھے اس پر سوار کیا اور میرے ساتھ میرے بیٹے سلمہ کو بھی سوار کیا۔ پھر وہ اپنا اونٹ چلاتے ہوئے نکل پڑے۔ جب بنو مغیرہ (میرے میکے) کے مردوں نے انہیں دیکھا تو وہ اٹھ کر ان کے پاس آئے اور کہنے لگے: یہ تیری اپنی جان ہے جس پر تو ہم سے غالب آ گیا ہے (یعنی تو خود تو جا سکتا ہے)، لیکن ہماری اس عورت (ام سلمہ) کا کیا؟ ہم تجھے کیسے چھوڑ

[252] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2702 ترجمۃ ام سلمۃ بنت ابی امیۃ

دیں کہ تو اسے لے کر شہروں کی خاک چھانتا پھرے؟ اور انہوں نے ابو سلمہ کے ہاتھ سے اونٹ کی نکیل چھین لی اور مجھے پکڑ لیا۔ اس بات پر ابو سلمہ کے خاندان بنو عبد الاسد کو غصہ آگیا اور وہ سلمہ (میرے بیٹے) کی طرف لپکے اور کہنے لگے: اللہ کی قسم! جب تم نے اس عورت کو ہمارے آدمی سے چھین لیا ہے تو ہم بھی اپنا بیٹا اس کے پاس نہیں چھوڑیں گے۔ انہوں نے میرے بیٹے سلمہ کو کھینچا تانی کی یہاں تک کہ اس کا ہاتھ اکھاڑ دیا، اور بنو عبد الاسد اور ابو سلمہ کا خاندان اسے لے کر چل دیے۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی استقامت اور ایک سال بعد مدینہ کی طرف سفر:

مجبور شوہر کی تنہا ہجرت اور بچے کا چھن جانا ایک بیوی اور ماں کے لیے کس قدر تکلیف دہ تھا، لیکن آپ رضی اللہ عنہا نے صبر و استقامت کا دامن نہ چھوڑا۔ ایک سال کی مسلسل جدائی کے بعد آپ کو ہجرت کی اجازت ملی۔

حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) نقل کرتے ہیں:

وَانْطَلَقَ بِهِ بَنُو عَبْدِ الْأَسَدِ وَرَهْطُ أَبِي سَلَمَةَ وَحَبَسَنِي بَنُو الْمُغِيرَةِ عِنْدَهُمْ وَانْطَلَقَ زَوْجِي أَبُو سَلَمَةَ حَتّٰى لَحِقَ بِالْمَدِينَةِ فَفُرِّقَ بَيْنِي وَبَيْنَ زَوْجِي وَابْنِي فَكُنْتُ أَخْرُجُ كُلَّ غَدَاةٍ وَأَجْلِسُ بِالْأَبْطَحِ فَمَا أَزَالُ أَبْكِي حَتّٰى أُمْسِيَ سَبْعًا أَوْ قَرِيبَهَا حَتّٰى مَرَّ بِي رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَمِّي فَرَأٰى مَا فِي وَجْهِي فَقَالَ لِبَنِي الْمُغِيرَةِ: أَلَا تُخْرِجُونَ مِنْ هٰذِهِ الْمِسْكِينَةِ؟ فَرَّقْتُمْ بَيْنَهَا وَبَيْنَ زَوْجِهَا وَبَيْنَ ابْنِهَا، فَقَالُوا: الْحَقِي بِزَوْجِكِ إِنْ شِئْتِ وَرَدَّ عَلَيَّ بَنُو عَبْدِ الْأَسَدِ عِنْدَ ذٰلِكَ ابْنِي فَرَحَلْتُ بَعِيرِيْ وَوَضَعْتُ ابْنِيْ فِي حِجْرِي ثُمَّ خَرَجْتُ أُرِيدُ زَوْجِي بِالْمَدِينَةِ وَمَا مَعِيَ أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ، فَكُنْتُ أُبَلِّغُ مَنْ لَقِيتُ حَتّٰى إِذَا كُنْتُ بِالتَّنْعِيمِ لَقِيتُ عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ أَخَا بَنِي عَبْدِ الدَّارِ، فَقَالَ: أَيْنَ يَا بِنْتَ أَبِي أُمَيَّةَ؟ قُلْتُ: أُرِيدُ زَوْجِي بِالْمَدِينَةِ، فَقَالَ: هَلْ مَعَكِ أَحَدٌ؟ فَقُلْتُ لَا وَاللّٰهِ إِلَّا اللّٰهُ وَابْنِي هٰذَا، فَقَالَ: وَاللّٰهِ مَا لَكِ مِنْ مَتْرَكٍ فَأَخَذَ بِخِطَامِ الْبَعِيرِ، فَانْطَلَقَ مَعِي يَقُودُنِي فَوَاللّٰهِ مَا صَحِبْتُ رَجُلًا مِنَ الْعَرَبِ أَرَاهُ كَانَ أَكْرَمَ مِنْهُ إِذَا نَزَلَ الْمَنْزِلَ أَنَاخَ بِي ثُمَّ تَنَحّٰى إِلٰى شَجَرَةٍ فَاضْطَجَعَ تَحْتَهَا فَإِذَا دَنَا الرَّوَاحُ قَامَ إِلٰى بَعِيرِيْ قَدَّمَهُ وَرَحَلَهُ ثُمَّ اسْتَأْخَرَ عَنِّي. [253]

ترجمہ: سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے شوہر، مجھے اور میرے بیٹے کو جدا کر دیا گیا۔ میں روزانہ صبح نکلتی اور اَبطح (مکہ کی ایک وادی) میں جا بیٹھتی اور شام تک روتی رہتی۔ یہاں تک کہ سات دن یا اس کے قریب گزر گئے تو میرے چچازاد بھائیوں میں سے ایک شخص کا وہاں سے گزر ہوا، اس نے میرے چہرے کی حالت دیکھی تو اس

[253] الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2703 ترجمۃ ام سلمۃ بنت ابی امیۃ

نے (میرے قبیلہ) بنو مغیرہ سے کہا: کیا تم اس بے کس عورت کو نہیں چھوڑتے؟ تم نے اسے؛ اس کے شوہر اور اس کے بیٹے سے جدا کر دیا ہے۔ تو انہوں نے مجھ سے کہا: اگر تم چاہتی ہو تو اپنے شوہر کے پاس چلی جاؤ۔ اس وقت بنو عبد الاسد نے بھی میرا بیٹا مجھے واپس کر دیا۔ میں نے اپنا اونٹ تیار کیا، اپنے بیٹے کو لیا اور اسے اپنی گود میں بٹھایا، پھر میں مدینہ میں اپنے شوہر سے ملنے کے ارادے سے نکل پڑی، اور اللہ کی مخلوق میں سے کوئی بھی میرے ساتھ نہ تھا۔ میں چلتی رہی یہاں تک کہ جب میں مقامِ تنعیم پر پہنچی تو مجھے بنو عبد الدار کے بھائی عثمان بن طلحہ ملے۔ اس نے پوچھا: اے ابی امیہ کی بیٹی! کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا: میں مدینہ میں اپنے شوہر کے پاس جانا چاہتی ہوں۔ اس نے پوچھا: کیا تمہارے ساتھ کوئی ہے؟ میں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم، سوائے اللہ اور میرے اس بیٹے کے۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! تمہیں یوں تنہا نہیں چھوڑا جا سکتا۔ پھر اس نے اونٹ کی نکیل پکڑی اور مجھے لے کر آگے آگے چلنے لگا۔ اللہ کی قسم! میں نے عربوں میں سے کسی مرد کے ساتھ سفر نہیں کیا جسے میں نے اس سے زیادہ شریف پایا ہو۔ جب کسی منزل پر پڑاؤ کا وقت آتا تو وہ میرا اونٹ بٹھاتا، پھر خود ہٹ کر کسی درخت کے پاس چلا جاتا اور اس کے نیچے لیٹ جاتا۔ پھر جب روانگی کا وقت قریب آتا تو وہ میرے اونٹ کے پاس آتا، اسے تیار کرتا، اس پر کجاوہ رکھتا، اور پھر مجھ سے دور ہٹ جاتا اور مجھے سوار ہونے کا کہتا۔

عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کی شرافت:

حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

وَاسْتَوَيْتُ عَلٰى بَعِيرِي أَتٰى فَأَخَذَ بِخِطَامِهِ فَقَادَنِي حَتّٰى نَزَلْتُ فَلَمْ يَزَلْ يَصْنَعُ ذٰلِكَ حَتّٰى قَدِمَ بِي الْمَدِينَةَ فَلَمَّا نَظَرَ إِلٰى قَرْيَةِ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِقُبَاءَ قَالَ: إِنَّ زَوْجَكِ فِي هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَكَانَ أَبُو سَلَمَةَ نَازِلًا بِهَا، وَقِيلَ: إِنَّهَا أَوَّلُ امْرَأَةٍ خَرَجَتْ مُهَاجِرَةً إِلَى الْحَبَشَةِ وَأَوَّلُ ظَعِينَةٍ دَخَلَتِ الْمَدِينَةَ وَيُقَالُ: إِنَّ لَيْلَى امْرَأَةَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ شَرِكَتْهَا فِي هٰذِهِ الْأَوَّلِيَّةِ. [254]

ترجمہ: (سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) جب میں اپنے اونٹ پر بیٹھ جاتی تو وہ آتا اور اس کی نکیل پکڑ کر مجھے لے چلتا، یہاں تک کہ میں اگلی منزل پر اترتی۔ وہ مسلسل ایسا ہی کرتا رہا یہاں تک کہ مجھے مدینہ لے آیا۔ پھر جب اس

[254] الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2702 ترجمۃ ام سلمۃ بنت ابی امیۃ

نے قباء میں بنو عمرو بن عوف کی بستی کو دیکھا تو کہنے لگا: تمہارا شوہر اسی بستی میں ہے۔ میرے شوہر ابو سلمہ رضی اللہ عنہ وہیں ٹھہرے ہوئے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ (سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا) پہلی خاتون تھیں جنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی، اور پہلی عورت تھیں جو ہودج میں بیٹھ کر مدینہ داخل ہوئیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عامر بن ربیعہ کی بیوی لیلیٰ بھی اس اولیت (کے اعزاز) میں ان کے ساتھ شریک تھیں۔

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب حمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

فَكَانَتْ تَقُوْلُ: فَوَاللهِ مَا أَعْلَمُ أَهْلَ بَيْتٍ فِي الْإِسْلَامِ أَصَابَهُمْ مَا أَصَابَ آلَ أَبِيْ سَلَمَةَ، وَمَارَأَيْتُ صَاحِبًا قَطُّ أَكْرَمَ مِنْ عُثْمَانَ بْنِ طَلْحَةَ. [255]

ترجمہ: سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اللہ کی قسم! میں نے اسلام میں کسی گھرانے کو نہیں دیکھا جس پر اتنی مصیبتیں آئی ہوں جتنی آلِ ابی سلمہ پر آئیں، اور نہ ہی میں نے عثمان بن طلحہ سے بڑھ کر کوئی شریف شخص دیکھا۔

مدینہ کی بہاریں اور اولاد:

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کے ساتھ مدینہ منورہ میں خوش و خرم زندگی بسر کرتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مزید اولاد عطا فرمائی جن میں ایک بیٹا عمر اور دو بیٹیاں دُرّہ اور بَرّہ شامل تھیں۔ بَرّہ کا نام بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل فرما کر "زینب" رکھا۔

امام عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَتْ قَبْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الْأَسَدِ الْمَخْزُومِيِّ فَوَلَدَتْ لَهُ سَلَمَةَ وَعُمَرَ وَدُرَّةَ وَزَيْنَبَ. [256]

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے سے قبل حضرت ابو سلمہ بن عبد الاسد مخزومی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ آپ کے ہاں ان سے سلمہ، عمر، دُرّہ اور زینب پیدا ہوئیں۔

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا مشورہ:

---

[255] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ج 1 ص 425 ذکر المہاجرین الی المدینۃ

[256] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج 5 ص 606 ترجمۃ ام سلمۃ بنت ابی امیۃ

میاں بیوی ایک مثالی زندگی گزار رہے تھے۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) ان کے درمیان ہونے والی ایک گفتگو نقل کرتے ہیں:

قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ لِأَبِي سَلَمَةَ: بَلَغَنِي أَنَّهُ لَيْسَ امْرَأَةٌ يَمُوتُ زَوْجُهَا وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَهِيَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ لَمْ تَزَوَّجْ بَعْدَهُ إِلَّا جَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا فِي الْجَنَّةِ، وَكَذٰلِكَ إِذَا مَاتَتِ الْمَرْأَةُ وَبَقِيَ الرَّجُلُ بَعْدَهَا، فَتَعَالَ أُعَاهِدْكَ أَلَّا تَزَوَّجَ بَعْدِيْ وَلَا أَتَزَوَّجَ بَعْدَكَ، قَالَ: أَتُطِيْعِيْنَنِي؟ قُلْتُ: مَا اسْتَأْمَرْتُكَ إِلَّا وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُطِيعَكَ. قَالَ: فَإِذَا مِتُّ فَتَزَوَّجِي. [257]

ترجمہ: ام سلمہ نے ابو سلمہ سے کہا: مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے اور وہ دونوں جنتی ہوں، پھر وہ عورت اس کے بعد کسی اور سے نکاح نہ کرے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کو جنت میں اکٹھا فرما دے گا۔ اسی طرح اگر عورت فوت ہو جائے اور مرد اس کے بعد زندہ رہے (اور دوسرا نکاح نہ کرے تب بھی ایسا ہی ہو گا)۔ آؤ ہم عہد کرتے ہیں، میں تم سے عہد کرتی ہوں کہ تم میرے بعد نکاح نہیں کرو گے اور میں تمہارے بعد نکاح نہیں کروں گی۔ انہوں نے فرمایا: کیا تم میری اطاعت کرو گی؟ میں نے کہا: میں نے آپ سے مشورہ ہی اس لیے کیا ہے کہ میں آپ کی اطاعت کرنا چاہتی ہوں۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں فوت ہو جاؤں تو تم نکاح کر لینا۔

ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات اور نماز جنازہ:

آپ کے شوہر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ غزوہ بدر اور غزوہ احد میں داد شجاعت لیتے رہے۔ غزوہ احد میں ایک تیر لگنے سے زخمی ہوئے۔ پھر کچھ عرصہ بعد ایک مہم سے واپسی پر وہ زخم تازہ ہو گیا جس کی وجہ سے آپ انتقال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) لکھتے ہیں:

خَرَجَ أَبِيْ إِلٰى أُحُدٍ فَرَمَاهُ أَبُوْ سَلَمَةَ الْجُشَمِيُّ فِي عَضُدِهِ بِسَهْمٍ فَمَكَثَ شَهْرًا يُدَاوِي جُرْحَهُ ثُمَّ بَرِئَ الْجُرْحُ وَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبِي إِلٰى قَطَنٍ فِي الْمُحَرَّمِ عَلٰى رَأْسِ خَمْسَةٍ وَثَلَاثِينَ شَهْرًا فَغَابَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً ثُمَّ رَجَعَ فَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ لِثَمَانٍ خَلَوْنَ مِنْ صَفَرٍ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَالْجُرْحُ مُنْتَقِضٌ فَمَاتَ مِنْهُ لِثَمَانٍ خَلَوْنَ مِنْ جُمَادَى الْآخِرَةِ سَنَةَ أَرْبَعٍ مِنَ

[257] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص70 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الْهِجْرَةِ. [258]

ترجمہ: (سلمہ کہتے ہیں کہ) میرے والد (ابو سلمہ) جنگ احد میں شامل ہوئے تو ابو سلمہ الجشمی نے ان کے بازو پر ایک تیر مارا۔ وہ ایک مہینہ تک اپنے زخم کا علاج کرتے رہے، پھر زخم بھر گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے والد کو محرم میں پینتیس ماہ گزرنے کے بعد (سریۂ) قطن کی طرف بھیجا۔ وہ انیتس راتیں وہاں رہے، پھر واپس آئے اور صفر کی آٹھ تاریخ سنہ چار ہجری کو مدینہ میں داخل ہوئے۔ ان کا زخم پھر سے تازہ ہو گیا تھا۔ وہ اسی زخم کی وجہ سے جمادی الاخریٰ کی آٹھ تاریخ سنہ چار ہجری میں وفات پا گئے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی دعا:

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے انتقال پر سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو وہ دعا یاد آئی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی تھی۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) وہ دعا ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا: إِذَا أَصَابَتْكِ مُصِيبَةٌ فَقُولِي: "اَللّٰهُمَّ أَعْطِنِي أَجْرَ مُصِيبَتِي وَأَخْلِفْنِي خَيْرًا مِنْهَا" فَعَجَّلَ فَقُلْتُهَا يَوْمَ تُوُفِّيَ أَبُوْ سَلَمَةَ ثُمَّ قُلْتُ: وَمَنْ لِي مِثْلُ أَبِيْ سَلَمَةَ؟ فَعَجَّلَ اللهُ لِي الْخَلَفَ خَيْرًا مِنْ أَبِيْ سَلَمَةَ. [259]

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو یہ دعا پڑھا کرو: "اے اللہ، مجھے میری مصیبت میں اجر عطا فرما اور مجھے اس کا اس سے بہتر نعم البدل عطا فرما"۔ اس دعا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جلد ہی اس چیز کا نعم البدل عطا فرمائیں گے۔ میں نے ابو سلمہ (رضی اللہ عنہا) کی وفات کے دن یہ دعا پڑھ لی تھے۔ پھر میں نے (اپنے دل میں) کہا: میرے لیے ابو سلمہ جیسا (بہترین شوہر) اور کون ہو سکتا ہے؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جلد ہی مجھے ابو سلمہ (رضی اللہ عنہ) سے بہتر شوہر عطا فرمایا۔

---

[258] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص69 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[259] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص70 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغامِ نکاح:

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے وقت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا حمل سے تھیں۔ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کے ہاں ایک بچی (زینب) کی ولادت ہوئی جس سے عدت مکمل ہو گئی۔

حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) لکھتے ہیں:

أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ وَضَعَتْهَا بَعْدَ قَتْلِ أَبِيْ سَلَمَةَ فَحَلَّتْ فَخَطَبَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [260]

ترجمہ: سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ابو سلمہ کی وفات کے بعد آپ (زینب) پیدا ہوئیں جس سے ان کی عدت گزر گئی۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نکاح کا پیغام دیا۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں:

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نکاح کا پیغام آیا تو سیدہ نے اپنی غیرت، عمر اور کثیر العیال ہونے کا عذر پیش کیا، جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت شفقت سے دور فرمایا۔ پھر ان کا نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طے پا گیا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) لکھتے ہیں:

فَبَعَثَ إِلَيْهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: مَرْحَبًا بِرَسُوْلِ اللهِ وَبِرَسُوْلِهِ أَخْبِرْ رَسُولَ اللهِ أَنِّي امْرَأَةٌ غَيْرٰى وَأَنِّيْ مُصْبِيَةٌ وَأَنَّهُ لَيسَ أَحَدٌ مِنْ أَوْلِيَائِيْ شَاهِدٌ فَبَعَثَ إِلَيْهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا قَوْلُكِ إِنِّي مُصْبِيَةٌ فَإِنَّ اللهَ سَيَكْفِيْكِ صِبْيَانَكِ وَأَمَّا قَوْلُكِ إِنِّي غَيْرٰى فَسَأَدْعُو اللهَ أَنْ يُّذْهِبَ غَيْرَتَكِ وَأَمَّا الْأَوْلِيَاءُ فَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْهُمْ شَاهِدٌ وَلَا غَائِبٌ إِلَّا سَيَرْضَانِيْ قَالَ: قَالَتْ: يَا عُمَرُ! قُمْ فَزَوِّجْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [261]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف پیغام بھیجا تو انہوں نے کہا: رسول اللہ اور ان کے بھیجے ہوئے قاصد کو خوش آمدید۔ رسول اللہ کو خبر کر دیجیے کہ میں ایک غیرت مند عورت ہوں (مراد وہ طبعی غیرت ہے جو

[260] الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2521 زینب بنت ابی سلمۃ

[261] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص71 باب ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ایک سوکن کو دوسری سے ہوتی ہے۔ تو آپ رضی اللہ عنہا کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ بطورِ سوکن رہنا میرے لیے مشکل ہو جائے گا)، اور بچوں والی (ماں) ہوں، اور میرے اولیاء میں سے کوئی بھی یہاں حاضر نہیں ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف (دوبارہ) پیغام بھیجا کہ تمہارا یہ کہنا کہ میں بچوں والی ہوں، تو اللہ تمہارے بچوں کے لیے کافی ہو جائے گا، اور تمہارا یہ کہنا کہ میں غیرت مند ہوں تو میں اللہ سے دعا کروں گا کہ وہ تمہاری غیرت کو دور فرمادے، اور رہے اولیاء، تو ان میں سے جو حاضر ہے یا غائب ہے، کوئی بھی ایسا نہیں جو مجھ سے راضی نہ ہو۔ راوی کہتے ہیں، تب ام سلمہ نے (بیٹے سے) کہا: اے عمر! اٹھو اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے (میرا) نکاح کر دو۔

شوال 4 ہجری کے آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہو گیا۔ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر میں چمڑے کا بنا ہوا خاص تکیہ، دو مشکیزے اور دو چکیاں عطا فرمائیں۔

خدمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مثالی جذبہ:

ام المؤمنین بننے کے بعد سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا خود تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گزاری کرتی ہی تھیں ساتھ ساتھ انہوں نے اپنے غلام سفینہ رضی اللہ عنہ کو بھی آزادی دیتے وقت تاحیات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی شرط عائد کی۔

امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ سَفِيْنَةَ قَالَ: كُنْتُ مَمْلُوْكًا لِأُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ: أُعْتِقُكَ وَأَشْتَرِطُ عَلَيْكَ أَنْ تَخْدُمَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عِشْتَ، فَقُلْتُ: إِنْ لَمْ تَشْتَرِطِيْ عَلَيَّ مَا فَارَقْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عِشْتُ. [262]

ترجمہ: سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا غلام تھا۔ آپ نے مجھے فرمایا: میں تمہیں آزاد کرتی ہوں اور یہ شرط لگاتی ہوں کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں تم ان کی خدمت کرو گے۔ سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ شرط نہ لگاتیں تب بھی میں مرتے دم تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑتا۔

[262] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 3932

علم و فضل اور درس گاہِ نبوت کی طالبہ:

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا عقل مند اور پڑھی لکھی خاتون تھیں۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے علمی اور فقہی سوالات دریافت کرتی رہتی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا شمار فقہاء صحابیات میں ہوتا ہے۔ انہوں نے دنیا کی عورتوں اور حورِ عین کے مابین فضیلت کے حوالے سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا۔

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب شامی طبرانی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ، قَالَتْ: ... قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنِسَاءُ الدُّنْيَا أَفْضَلُ أَمِ الْحُورُ الْعِينُ؟، قَالَ: بَلْ نِسَاءُ الدُّنْيَا أَفْضَلُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ كَفَضْلِ الظِّهَارَةِ عَلَى الْبِطَانَةِ، قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَبِمَا ذَاكَ؟ قَالَ: بِصَلَاتِهِنَّ وَصِيَامِهِنَّ وَعِبَادَتِهِنَّ اللّٰهَ. [263]

ترجمہ: سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یارسول اللہ! دنیا کی عورتیں افضل ہیں یا حوریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا کی عورتیں حوروں پر ایسے فضیلت رکھتی ہیں جیسے کپڑے کے ظاہری حصے کو اندرونی حصے پر فضیلت ہوتی ہے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اس کی وجہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وجہ یہ ہے کہ اِن عورتوں نے نمازیں پڑھی ہیں، روزے رکھے ہیں اور اللہ کے لیے عبادات کی ہیں۔

جبرائیل امین علیہ السلام کی زیارت:

جبرئیل امین علیہ السلام جب کبھی کسی انسانی شکل میں تشریف لاتے تو عموماً حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں تشریف لاتے۔ ایک بار جبرائیل امین علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آئے۔ اس وقت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی پاس موجود تھیں۔ کچھ دیر باتیں کرنے کے بعد جب وہ رخصت ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ان کے بارے میں دریافت فرمایا کہ یہ کون تھے؟

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ، قَالَ: أُنْبِئْتُ أَنَّ جِبْرِيْلَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ أُمُّ سَلَمَةَ فَجَعَلَ يَتَحَدَّثُ فَقَالَ لِأُمِّ سَلَمَةَ: مَنْ هٰذَا؟ أَوْ كَمَا قَالَ، قَالَتْ: هٰذَا دِحْيَةُ فَلَمَّا قَامَ قَالَتْ:

---

[263] المعجم الکبیر للطبرانی: ج10 ص104، 105 رقم الحدیث 19313

وَاللهِ مَا حَسِبْتُهُ إِلَّا إِيَّاهُ حَتّٰى سَمِعْتُ خُطْبَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُ خَبَرَ جِبْرِيْلَ. [264]

ترجمہ: ابو عثمان کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اس وقت آپ کے پاس ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) موجود تھیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام گفتگو کرنے لگے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ سے پوچھا: "یہ کون ہیں؟" (یا اسی طرح کچھ فرمایا)۔ انہوں نے عرض کی: "یہ دحیہ (کلبی) ہیں۔" جب وہ چلے گئے تو ام سلمہ فرماتی ہیں: "اللہ کی قسم! میں نے انہیں دحیہ ہی سمجھا، یہاں تک کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سنا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل علیہ السلام کے آنے کی خبر دے رہے تھے۔" (تب مجھے معلوم ہوا کہ وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے)۔

خانگی معاملات میں امت کی رہنمائی:

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دین سیکھنے اور خانگی معاملات میں فقہی مسائل دریافت کرنے کا خاص ذوق تھا۔ غسل جنابت اور طہارت کے حوالے سے خواتین کو پیش آنے والے مسائل میں آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رہنمائی طلب فرماتیں تاکہ امت کی عورتوں کے لیے آسانی ہو۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِنِّي امْرَأَةٌ أَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِي فَأَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ؟ قَالَ: لَا، إِنَّمَا يَكْفِيكِ أَنْ تَحْثِيَ عَلٰى رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ مِنْ مَاءٍ، ثُمَّ تُفِيضِيْ عَلٰى سَائِرِ جَسَدِكِ الْمَاءَ فَتَطْهُرِينَ (أَوْ قَالَ: فَإِذَا أَنْتِ قَدْ تَطَهَّرْتِ). [265]

ترجمہ: سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: "یارسول اللہ! میں اپنے سر کی مینڈھیاں (بالوں کی چٹیا) سختی سے باندھتی ہوں، تو کیا غسل جنابت کے لیے انہیں کھول لیا کروں؟" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں! بس تمہارے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ تم اپنے سر پر تین چلو پانی ڈال لیا کرو (جس سے بالوں کی جڑیں تر ہو جائیں)، اس کے بعد اپنے سارے بدن پر پانی بہالو تو تم پاک ہو جاؤ گی۔" (یا راوی نے کہا: پس تب تم پاک ہو گئیں۔)

---

[264] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4980

[265] جامع الترمذی: رقم الحدیث 105

نابینا شخص سے پردہ:

ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں۔ اسی دوران ایک نابینا صحابی حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ وہاں آ گئے۔ دونوں امہات المومنین یہ سمجھ کر کہ وہ نابینا ہیں اور ہمیں دیکھ نہیں سکتے، وہیں بیٹھی رہیں، جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پردے کی تلقین فرمائی۔

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سَورۃ ترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ نَبْهَانَ مَوْلٰى أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَيْمُونَةُ، قَالَتْ: فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهُ أَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ وَذٰلِكَ بَعْدَ مَا أُمِرْنَا بِالْحِجَابِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: احْتَجِبَا مِنْهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَيْسَ هُوَ أَعْمٰى لَا يُبْصِرُنَا وَلَا يَعْرِفُنَا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا؟ أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِه؟ [266]

ترجمہ: سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام نبہان بیان کرتے ہیں کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ وہ اور سیدہ میمونہ (رضی اللہ عنہا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ اسی دوران ابن ام مکتوم آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے۔ یہ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد کا واقعہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان سے پردہ کرو۔" میں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ وہ نہ تو ہمیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی ہمیں پہچانتے ہیں۔" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم انہیں نہیں دیکھ رہی ہو؟"

اولاد پر خرچ کرنا:

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پہلے شوہر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے ہونے والی اولاد سے بے حد محبت تھی۔ آپ نے ان یتیم بچوں کی پرورش اور ان پر مال خرچ کرنے کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ کیا اس پر بھی انہیں ثواب ملے گا؟

---

[266] جامع الترمذی: رقم الحدیث 2778

امام ابوالحسین مسلم بن الحجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ! هَلْ لِي أَجْرٌ فِي بَنِي أَبِي سَلَمَةَ أَنْ أُنْفِقَ عَلَيْهِمْ؟ وَلَسْتُ بِتَارِكَتِهِمْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا، إِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ، فَقَالَ: نَعَمْ، لَكِ فِيهِمْ أَجْرُ مَا أَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ. [267]

ترجمہ: سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا مجھے ابو سلمہ کے بچوں پر خرچ کرنے کا اجر ملے گا؟ کیونکہ میں انہیں اس طرح (دربدر) تو نہیں چھوڑ سکتی، آخر وہ میرے ہی بچے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! تم ان پر جو کچھ خرچ کرو گی، اس کا تمہیں ضرور اجر ملے گا۔

مرد و عورت: فضیلت اور ذمہ داری کا توازن

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ بارگاہِ رسالت میں مردوں کے جہاد کرنے اور عورتوں کے اس سے مستثنیٰ ہونے، نیز وراثت میں عورتوں کا حصہ مردوں کی بنسبت آدھا ہونے کے حوالے سے سوال کیا، جس پر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید کی آیت نازل فرما کر اس کی حکمت واضح فرمائی۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: يَغْزُو الرِّجَالُ وَلَا يَغْزُو النِّسَاءُ، وَإِنَّمَا لَنَا نِصْفُ الْمِيرَاثِ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: (وَ لَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ) [268]

ترجمہ: سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے) عرض کیا: یارسول اللہ! مرد جہاد کرتے ہیں اور عورتیں جہاد میں نہیں جاتیں، اور وراثت میں بھی ہم عورتوں کا حصہ (مردوں کے مقابلے میں) آدھا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی: (وَ لَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ) کہ اس چیز کی آرزو نہ کرو جس کے سبب اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مسائل دریافت کرنا:

---

[267] صحیح مسلم: رقم الحدیث 1001

[268] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3022

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا علم و عمل اور اخلاص میں انتہائی با کمال تھیں۔ بہت سے جلیل القدر صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) اور تابعین کی ایک بڑی جماعت نے آپ سے علم حاصل کیا۔ جب کبھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان کسی مسئلے میں مختلف آراء پیش آتیں تو وہ حتمی فیصلہ کرانے اور مسئلہ کا حل دریافت کرنے کے لیے آپ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ مثلاً ایک مرتبہ جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان اس حاملہ بیوہ کی عدت کے حوالے سے علمی بحث چھڑ گئی جس کے ہاں شوہر کی وفات کے کچھ ہی دن بعد بچے کی پیدائش ہو جائے۔ حتمی فیصلہ اور شرعی رہنمائی کے لیے سب نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ہی رجوع کیا۔

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سَورۃ ترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، وَابْنَ عَبَّاسٍ، وَأَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ تَذَاكَرُوا الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا الْحَامِلَ تَضَعُ عِنْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: تَعْتَدُّ اٰخِرَ الْأَجَلَيْنِ، وَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ: بَلْ تَحِلُّ حِيْنَ تَضَعُ، وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: أَنَا مَعَ ابْنِ أَخِي، يَعْنِي أَبَا سَلَمَةَ، فَأَرْسَلُوْا إِلٰى أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: قَدْ وَضَعَتْ سُبَيْعَةُ الْأَسْلَمِيَّةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِيَسِيْرٍ، فَاسْتَفْتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهَا أَنْ تَتَزَوَّجَ. [269]

ترجمہ: سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہم کے درمیان اس حاملہ بیوہ کی عدت کے بارے میں علمی بحث ہوئی جس کے خاوند کی وفات کے فوراً بعد بچے کی پیدائش ہو جائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا موقف یہ تھا کہ وہ دونوں مدتوں (وضع حمل اور چار ماہ دس دن) میں سے جو مدت طویل ہو گی اسی کو عدت سمجھے گی جبکہ ابو سلمہ (بن عبد الرحمٰن) رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ بچے کی پیدائش کے ساتھ ہی اس کی عدت پوری ہو جائے گی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اپنے بھتیجے یعنی ابو سلمہ کے ساتھ ہوں (یعنی ان کی بات کی تائید کرتا ہوں)۔ پھر ان سب نے حتمی فیصلہ کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا کے شوہر کی وفات کے کچھ ہی دن بعد بچہ پیدا ہوا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں شرعی حکم دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں (وضع حمل کی بنیاد پر عدت مکمل ہونے پر)

[269] جامع الترمذی: رقم الحدیث 1194

نکاح کی اجازت دے دی۔

صلحِ حدیبیہ میں دانش مندانہ کردار:

سن 6 ہجری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ عمرہ کے ارادے سے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے مگر مشرکینِ مکہ کی سخت مزاحمت کے باعث آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ کے مقام پر رکنا پڑا۔ حالات اتنے کشیدہ تھے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جنگ کا ارادہ کر لیا تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم حتی الامکان جنگ سے بچ کر صلح کی کوشش فرما رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصلحت وحکمت کے پیشِ نظر بڑی رعایت کے ساتھ کفارِ مکہ سے صلح فرمائی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی وہ شرائط بھی قبول فرمالیں جو بظاہر مشرکین کے حق میں فائدہ مند جبکہ مسلمانوں کے حق میں نقصان دہ لگ رہی تھیں۔

ان شرائط میں سے ایک یہ بھی تھی کہ مسلمان اس سال عمرہ نہیں کریں گے بلکہ آئندہ سال آکر عمرہ کی قضا کریں گے۔ صلح نامہ سے فارغ ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو احرام کھولنے، جانور ذبح کرنے اور سر منڈوانے کا حکم دیا مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس امید میں تامل کا شکار رہے کہ شاید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عمرہ کی ادائیگی کا حکم مل جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا لیکن جب کسی نے عمل نہ کیا تو آپ رنجیدہ ہو کر خیمے میں تشریف لے گئے اور ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اس صورتحال کا ذکر کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے وہ انتہائی دانش مندانہ مشورہ دیا جس نے اس مسئلہ کو فوراً حل کر دیا گیا۔

امام ابو القاسم عبد الرحمٰن بن عبد اللہ سُہَیلی رحمہ اللہ (ت 581ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ دَخَلَ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ وَشَكَا إِلَيْهَا مَا لَقِيَ مِنَ النَّاسِ حِينَ أَمَرَهُمْ أَنْ يَحْلِقُوا وَيَنْحَرُوا، فَلَمْ يَفْعَلُوا لِمَا بِهِمْ مِنَ الْغَيْظِ. فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اخْرُجْ إِلَيْهِمْ فَلَا تُكَلِّمْهُمْ حَتّٰى تَحْلِقَ وَتَنْحَرَ، فَإِنَّهُمْ إِذَا رَأَوْكَ قَدْ فَعَلْتَ ذٰلِكَ لَمْ يُخَالِفُوكَ، فَفَعَلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفَعَلَ النَّاسُ، وَكَانَ الَّذِي حَلَقَ رَأْسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ خِرَاشَ بْنَ أُمَيَّةَ الْخُزَاعِيَّ. [270]

[270] الروض الانف للسہیلی: ج4ص51 الإحلال

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے خیمے میں) سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے۔ آپ نے لوگوں کی اس کیفیت کا تذکرہ کیا کہ جب آپ نے انہیں سر منڈوانے اور قربانی کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے (صلح کی شرائط پر) اپنے رنج وغصے کی وجہ سے عمل نہیں کیا۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ باہر تشریف لے جائیں اور ان میں سے کسی سے کوئی بات نہ کریں، آپ اپنا سر منڈوالیں اور اپنا جانور ذبح کرلیں۔ جب وہ لوگ آپ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھیں گے تو آپ کی مخالفت نہیں کریں گے (بلکہ وہ بھی قربانی کا جانور ذبح کریں گے اور حلق یا قصر کے ذریعے احرام سے نکل جائیں گے)۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا اور (آپ کو دیکھ کر) تمام لوگوں نے بھی (احرام کھول دیے اور) وہی کچھ کیا۔ اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک مونڈنے والے صحابی خراش بن امیہ الخزاعی رضی اللہ عنہ تھے۔

حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مَوْصُوفَةً بِالْجَمَالِ الْبَارِعِ وَالْعَقْلِ الْبَالِغِ وَالرَّأْيِ الصَّائِبِ، وَإِشَارَتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ تَدُلُّ عَلَى وُفُوْرِ عَقْلِهَا وَصَوَابِ رَأْيِهَا۔ [271]

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بے مثال حسن وجمال، کامل عقل و دانش اور صائب رائے (درست اور بہترین مشورہ دینے) کے اوصاف کی حامل تھیں۔ صلح حدیبیہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا (یہ مبارک) مشورہ دینا ان کی کمالِ عقل اور اصابتِ رائے کی واضح دلیل ہے۔

موئے مبارک سے محبت:

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد عقیدت اور محبت تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا کے پاس تبرک کے طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند مبارک بال محفوظ تھے جنہیں آپ نے نہایت عقیدت سے سنبھال رکھا تھا۔ ان بالوں کا رنگ مہندی اور کتم (سیاہ رنگ دینے والا پودا) کے استعمال کی وجہ سے سرخ ہو چکا تھا۔

[271] الاصابة فی تمیز الصحابة لابن حجر: ج4 ص2703 ام سلمة بنت ابی امیه

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، فَأَخْرَجَتْ إِلَيْنَا شَعَرًا مِنْ شَعَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخْضُوبًا، وَقَالَ لَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا نُصَيْرُ بْنُ أَبِي الْأَشْعَثِ، عَنِ ابْنِ مَوْهَبٍ، أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَرَتْهُ شَعَرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْمَرَ. [272]

ترجمہ: عثمان بن عبد اللہ بن موہب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک بال نکال کر دکھایا جو رنگا ہوا تھا۔ (ایک دوسری سند یہ ہے کہ) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، ان سے نصیر بن ابی اشعث نے اور ان سے ابن موہب نے کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک بال دکھایا جو (مہندی وکتم کے استعمال کی وجہ سے) سرخ تھا۔

خوشبوئے نبوت:

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے بے حد محبت و عقیدت تھی۔ آپ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے دن انہوں نے اپنا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک پر رکھا، جس کی برکت سے ان کے ہاتھ میں مشک کی ایسی پاکیزہ خوشبو بس گئی جو کئی ہفتے گزرنے اور روزمرہ کے کاموں میں بار بار ہاتھ دھونے کے باوجود ختم نہ ہوئی۔

امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ بیہقی رحمہ اللہ (ت 458ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: وَضَعْتُ يَدِيْ عَلٰى صَدْرِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَاتَ فَمَرَّ بِيْ جُمَعٌ ا كُلُ، وَأَتَوَضَّأُ مَا تَذْهَبُ رِيْحُ الْمِسْكِ مِنْ يَدِيْ. [273]

ترجمہ: سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن اپنا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک پر رکھا۔ اس کے بعد مجھ پر کئی جمعے گزر گئے، میں (اپنے ان ہاتھوں سے) کھاتی ہوں، اور وضو کرتی ہوں، لیکن مشک کی (وہ مبارک) خوشبو میرے ہاتھ سے نہیں گئی۔

---

[272] صحیح البخاری: رقم الحدیث 5898

[273] دلائل النبوۃ للبیہقی: ج8 ص327 رقم الحدیث 3159 جماع أبواب مرض رسول الله صلى الله عليه وسلم ووفاته

وفات اور نمازِ جنازہ:

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے طویل عمر پائی۔ آپ کی نمازِ جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ آپ کے سن وفات کے متعلق چند اقوال ملتے ہیں:

- 59ھ
- 61ھ
- 62ھ

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) اس اختلاف کو نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قَالَ الْوَاقِدِيُّ: مَاتَتْ فِي شَوَّالٍ سَنَةَ تِسْعٍ وَخَمْسِيْنَ، وَصَلّٰى عَلَيْهَا أَبُو هُرَيْرَةَ.
وَقَالَ ابْنُ حِبَّانَ: مَاتَتْ فِي آخِرِ سَنَةِ إِحْدٰى وَسِتِّينَ بَعْدَ مَا جَاءَهَا نَعْيُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ.
وَقَالَ ابْنُ أَبِي خَيْثَمَةَ: تُوُفِّيَتْ فِي خِلَافَةِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، قُلْتُ: وَكَانَتْ خِلَافَتُهُ فِي أَوَاخِرِ سَنَةِ سِتِّينَ.
وَقَالَ أَبُو نُعَيْمٍ: مَاتَتْ سَنَةَ اثْنَتَيْنِ وَسِتِّيْنَ. [274]

ترجمہ: واقدی نے کہا کہ آپ نے شوال سن انسٹھ (59ھ) میں وفات پائی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ابن حبان نے کہا کہ آپ نے اکسٹھ ہجری (61ھ) کے آخر میں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی شہادت کی خبر آنے کے بعد وفات پائی۔ ابن ابی خیثمہ نے کہا کہ آپ یزید بن معاویہ کی خلافت کے دور میں فوت ہوئیں۔ میں (ابن حجر) کہتا ہوں کہ یزید کا دورِ حکومت سن ساٹھ (60ھ) کا اواخر میں تھا۔ ابو نعیم نے کہا کہ آپ نے باسٹھ ہجری (62ھ) میں وفات پائی۔

آپ رضی اللہ عنہا نے امہات المؤمنین میں سے سب سے آخر میں وفات پائی۔

حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) نقل کرتے ہیں:

---

[274] الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2704 ام سلمۃ بنت ابی امیہ

وَقَالَ أَبُوْ نُعَيْمٍ: مَاتَتْ سَنَةَ اثْنَتَيْنِ وَسِتِّينَ، وَهِيَ مِنْ آخِرِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ مَوْتًا. [275]

ترجمہ: ابو نعیم کہتے ہیں کہ آپ نے باسٹھ ہجری (62ھ) میں وفات پائی۔ آپ امہات المؤمنین میں سب سے آخر میں وفات پانے والی ہیں۔

تدفین:

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: نَزَلْتُ فِي قَبْرِ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَا وَأَخِي سَلَمَةُ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبِ بْنِ زَمْعَةَ الْأَسَدِيُّ. [276]

ترجمہ: حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں، میرا بھائی سلمہ، عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی امیہ اور عبد اللہ بن وہب بن زمعہ الاسدی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی قبر (جنت البقیع) میں اترے۔

اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللهِ وَرَسُوْلُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ

[275] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2704 ام سلمۃ بنت ابی امیہ

[276] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص76 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اُمّ المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

اجمالی خاکہ

نام	زینب
کنیت	ام الحکم
والد	جحش بن رباب
والدہ	اُمیمہ بنت عبد المطلب
سن پیدائش	(بعثت نبوی سے 20 سال قبل)
قبیلہ	بنو اسد
زوجیت رسول	5 ہجری
سن وفات	20 ہجری
مقامِ تدفین	جنت البقیع (مدینہ منورہ)
کل عمر	53 سال تقریباً

اُمّ المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

نام ونسب:

ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا پیدائشی نام "برہ" تھا، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل فرما کر "زینب" رکھ دیا۔ آپ نسب کے اعتبار سے نہایت اعلیٰ اور معزز خاندان سے تعلق رکھتی تھیں، آپ کے والد قبیلہ بنو اسد سے اور والدہ قریش کے خاندان بنو ہاشم سے تعلق رکھتی تھیں۔

آپ کے خاندانی شرف اور نسب کے بارے میں امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشِ بْنِ رِيَابِ بْنِ يَعْمُرَ بْنِ صَبُرَةَ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَبِيرِ بْنِ غَنْمِ بْنِ دُوْدَانَ بْنِ أَسَدِ بْنِ خُزَيْمَةَ. أُمُّهَا أُمَيْمَةُ بِنْتُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيٍّ. [277]

ترجمہ: (والد کی طرف سے آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے) زینب بنت جحش بن ریاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔ آپ کی والدہ امیمہ بنت عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی ہیں۔

ولادت اور خاندانی پس منظر

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی ولادت اعلانِ نبوت سے تقریباً 20 سال قبل ہوئی۔ آپ خاندانی اعتبار سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سگی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ آپ کا گھرانہ ان خوش نصیب گھرانوں میں شمار ہوتا ہے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد قریبی اور گہرے رشتے نصیب ہوئے۔

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی والدہ اُمیمہ، خواجہ عبد المطلب کی دوسری بیوی فاطمہ بنت عمرو کی بیٹی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم حضرت عبد اللہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والد ابو طالب، زبیر بن عبد المطلب اور ان کے علاوہ عاتکہ، برہ، بیضاء اور اروىٰ یہ سب فاطمہ بنت عمرو کی ہی اولاد ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے خاندان کی یہ انفرادیت بھی ہے کہ آپ کی دو بیوہ بھابھیاں سیدہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہما (جو آپ

---

[277] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص80 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے بھائی عبید اللہ بن جحش کی زوجہ تھیں) اور سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا (جو آپ کے بھائی عبد اللہ بن جحش کی زوجہ تھیں) بھی ازواج مطہرات میں شامل ہونے کے شرف سے بہرہ ور ہوئیں۔

بَرّہ سے زینب:

ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا پیدائشی نام "برہ" تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل فرما کر "زینب" رکھ دیا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) اس حوالے سے روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ زَيْنَبَ كَانَ اسْمُهَا بَرَّةَ، فَقِيلَ: تُزَكِّي نَفْسَهَا، فَسَمَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ. [278]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا۔ (لوگوں کی جانب سے) کہا جانے لگا کہ وہ اپنی پاکی ظاہر کرتی ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام زینب رکھ دیا۔

قبولِ اسلام:

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو یہ عظیم سعادت حاصل ہے کہ آپ ان مبارک اور خوش نصیب ہستیوں میں سے ہیں جنہوں نے اسلام کی دعوت کے ابتدائی دور میں ہی حق کو پہچان کر اسے قبول کر لیا تھا۔

امام عزالدین علی بن ابی الکرم شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) نقل کرتے ہیں:

وَكَانَتْ قَدِيْمَةَ الْإِسْلَامِ. [279]

ترجمہ: آپ رضی اللہ عنہا ابتدائی طور پر اسلام قبول کرنے والوں میں سے تھیں۔

سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے لیے پیغامِ نکاح:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے لیے آپ صلی اللہ علیہ

---

[278] صحیح البخاری: رقم الحدیث 6192

[279] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج 5 ص 449 زینب بنت جحش

وسلم نے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے گھر نکاح کا پیغام بھیجا۔ سیدہ زینب اور ان کے خاندان نے قریشی اور آزاد ہونے کے ناطے ابتدائی طور پر اس رشتے کو ناپسند کیا، کیونکہ اس وقت کے معاشرتی رواج میں ایک آزاد قریشی خاتون کا نکاح کسی آزاد کردہ غلام سے کرنا معیوب سمجھا جاتا تھا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) نقل کرتے ہیں:

وَكَانَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ مِمَّنْ هَاجَرَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَكَانَتِ امْرَأَةً جَمِيْلَةً، فَخَطَبَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَا أَرْضَاهُ لِنَفْسِي وَأَنَا أَيِّمُ قُرَيْشٍ. قَالَ: فَإِنِّيْ قَدْ رَضِيْتُهُ لَكِ، فَتَزَوَّجَهَا زَيْدُ بْنِ حَارِثَةَ. [280]

ترجمہ: زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے (یکے بعد دیگرے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی تھی۔ آپ ایک خوبصورت عورت تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے زید بن حارثہ کا پیغام نکاح بھیجا، تو انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں انہیں پسند نہیں کرتی کیونکہ میں قریش کی ایک معزز (بے نکاح) عورت ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تو اسے تمہارے لیے پسند کر لیا ہے۔ چنانچہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کیا۔

بزرگی کا معیار تقویٰ ہے:

اسلام نے جاہلی تعصبات، خاندانی تفاخر اور طبقاتی امتیازات کا خاتمہ کر کے تقویٰ کو عزت و فضیلت کا واحد معیار قرار دیا۔ اسی اصول کے تحت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آزاد کردہ غلام سیدنا زید رضی اللہ عنہ کے لیے قریش کی معزز خاتون سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا رشتہ تجویز فرمایا۔ جب خاندانی وجوہ سے تردد پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرما کر اس فیصلے کی تائید اور اس اسلامی اصول کی عملی تنفیذ فرمائی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ

[280] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص80 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ؕ (۳۶)). [281]

ترجمہ: جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا حتمی فیصلہ فرمادیں تو نہ کسی مؤمن مرد کے لیے اور نہ ہی کسی مؤمنہ عورت کے لیے یہ گنجائش ہے کہ وہ اپنے اختیارات کو باقی رکھیں۔ جس کسی نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا۔

نکاح کا انعقاد:

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اور ان کے بھائی کو جب اس آیت کے نازل ہونے کی خبر ملی تو دونوں اس پر راضی ہوگئے کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح ہو جائے۔ چنانچہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے حضرت زینب کا نکاح فرمادیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید کی طرف سے 10 دینار اور 60 درہم حق مہر خود ادا فرمایا۔ نیز چونکہ اس وقت حضرت زید رضی اللہ عنہ؛ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ایک فرد کی حیثیت سے رہتے تھے، اس لیے نکاح کے بعد ان کی الگ رہائش کے لئے علیحدہ مکان اور کھانے پینے اور پہننے کی بنیادی ضروریاتِ زندگی کا بندوبست بھی فرمایا۔

امام حسین بن مسعود بن محمد بن الفراء بغوی شافعی رحمہ اللہ (ت 516ھ) لکھتے ہیں:

فَلَمَّا سَمِعَا ذٰلِكَ رَضِيَا بِذٰلِكَ وَسَلَّمَا، وَجَعَلَتْ أَمْرَهَا بِيَدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذٰلِكَ أَخُوهَا، فَأَنْكَحَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا، فَدَخَلَ بِهَا، وَسَاقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهَا عَشَرَةَ دَنَانِيرَ، وَسِتِّينَ دِرْهَمًا، وَخِمَارًا، وَدِرْعًا، وَإِزَارًا، وَمِلْحَفَةً، وَخَمْسِينَ مُدًّا مِنْ طَعَامٍ، وَثَلَاثِينَ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ. [282]

ترجمہ: جب ان دونوں نے آیات کے نزول کے بارے میں سنا تو دونوں اس (نکاح) پر راضی ہوگئے اور سرِ تسلیم خم کر دیا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اپنا معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا اور ان کے بھائی نے بھی یہی طرزِ عمل اختیار کیا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح سیدنا زید رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ پھر سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ ازدواجی زندگی کا آغاز کیا۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دس

---

[281] سورۃ الاحزاب:36

[282] معالم التنزیل للبغوی: ج3 ص530، 531 سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ 36

دینار، ساٹھ درہم، ایک اوڑھنی، ایک قمیص، ایک تہبند، ایک چادر، پچاس مُدّ غلہ اور تیس صاع کھجور عطا فرمائے۔

نوٹ: واقعے کے پس منظر کو بہتر طور پر سمجھنے کے لیے ذیل میں حضرت زید بن حارثہ اور حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہما کا مختصر تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔

سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا مختصر تعارف:

سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بچپن میں ہی اغوا ہو کر غلامی کا شکار ہو گئے تھے، مگر قسمت انہیں دربارِ رسالت تک لے آئی جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنا منہ بولا بیٹا بنا کر آزاد کر دیا اور ان کا پہلا نکاح حضرت "ام ایمن" سے فرمایا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

وَأُمُّهُ سُعْدٰى بِنْتُ ثَعْلَبَةَ ... خَرَجَتْ بِهِ أُمُّهُ تَزُوْرُ قَوْمَهَا ... فَأَغَارَتْ خَيْلٌ لِبَنِي الْقَيْنِ ... فَاحْتَمَلُوْا زَيْدًا ... فَوَافَوْا بِهِ سُوْقَ عُكَاظٍ فَعَرَضُوْهُ لِلْبَيْعِ فَاشْتَرَاهُ مِنْهُمْ حَكِيْمُ بْنُ حِزَامٍ لِعَمَّتِهِ خَدِيْجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ بِأَرْبَعِمِائَةِ دِرْهَمٍ ... فَلَمَّا تَزَوَّجَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَبَتْهُ لَهُ.[283]

ترجمہ: ان کی (یعنی سیدنا زید بن حارثہ کی) والدہ سعدیٰ بنت ثعلبہ تھیں۔ وہ انہیں لے کر اپنی قوم سے ملنے کے لیے نکلیں... راستے میں قبیلہ بنو قین کے سواروں نے حملہ کر دیا اور زید کو اغوا کر لیا... پھر وہ انہیں عُکاظ کے بازار میں لائے اور بیچنے کے لیے پیش کیا۔ حکیم بن حزام نے انہیں اپنی پھوپھی خدیجہ بنت خویلد (رضی اللہ عنہا) کے لیے چار سو درہم میں خرید لیا... جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو انہوں نے زید کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہبہ کر دیا۔

جب سیدنا زید رضی اللہ عنہ کے والد "حارثہ" اور چچا انہیں ڈھونڈتے ہوئے مکہ پہنچے تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے انہیں آزاد کرنے کی درخواست کی۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

---

[283] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3 ص29، 30 ذکر زید الحب

فَخَرَجَ حَارِثَةُ وَكَعْبٌ ابْنَا شَرَاحِيْلَ بِفِدَائِه ... فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَهَلْ لِغَيْرِ ذٰلِكَ؟ قَالُوْا: مَا هُوَ؟ قَالَ: دَعُوْهُ فَخَيِّرُوْهُ، فَإِنِ اخْتَارَكُمْ فَهُوَ لَكُمَا ... فَقَالَ زَيْدٌ: مَا أَنَا بِالَّذِيْ أَخْتَارُ عَلَيْكَ أَحَدًا، أَنْتَ مِنِّيْ بِمَكَانِ الْأَبِ وَالْأُمِّ ... فَلَمَّا رَأى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ أَخْرَجَهُ إِلَى الْحِجْرِ فَقَالَ: يَا مَنْ حَضَرَ! اشْهَدُوْا أَنَّ زَيْدًا ابْنِيْ. [284]

ترجمہ: حارثہ بن شراحیل (سیدنا زید کے والد) اور کعب بن شراحیل (سیدنا زید کے چچا) ان کا فدیہ لے کر آئے... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اسے اختیار دے دو، اگر وہ تمہیں چن لے تو وہ تمہارا ہے... حضرت زید نے عرض کیا: میں آپ کے مقابلے میں کسی اور کا ہرگز انتخاب نہیں کروں گا، آپ میرے لیے باپ اور چچا کے مقام پر ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معاملہ دیکھا تو انہیں حطیم کعبہ میں لے آئے اور فرمایا: اے حاضرین! گواہ رہو کہ زید میرا بیٹا ہے۔

اس کے بعد وہ "زید بن محمد" کہلانے لگے۔ جب زید بالغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح اپنی کنیز برکہ (ام ایمن رضی اللہ عنہا) سے کر دیا۔

اُمِّ اَیمَن رضی اللہ عنہا کا مختصر تعارف:

سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کی کنیز تھیں جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی پرورش کا عظیم شرف حاصل رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنی والدہ کے بعد والدہ کا درجہ دیا کرتے تھے۔

امام عزالدین علی بن ابی الکرم شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) لکھتے ہیں:

أُمُّ أَيْمَنَ مَوْلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَاضِنَتُهُ، وَاسْمُهَا: بَرَكَةُ ... وَكَانَتْ وَصِيْفَةً لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَكَانَتْ مِنَ الْحَبَشَةِ. فَلَمَّا وَلَدَتْ آمِنَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا تُوُفِّيَ أَبُوْهُ، حَضَنَتْهُ أُمُّ أَيْمَنَ حَتّٰى كَبِرَ، ثُمَّ أَعْتَقَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ أَنْكَحَهَا زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ، ثُمَّ تُوُفِّيَتْ بَعْدَ مَا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَمْسَةِ أَشْهُرٍ. [285]

---

[284] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3 ص30، 31 ذکر زید الحِبّ

[285] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج5 ص577 ترجمۃ ام ایمن مولاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ: امِّ ایمن (رضی اللہ عنہا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آزاد کردہ لونڈی اور آپ کی پرورش کرنے والی خاتون تھیں۔ ان کا نام "بَرَکہ" تھا... وہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد) حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب کی خادمہ تھیں اور حبشہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ والدِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب حضرت آمنہ کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی تو امِّ ایمن (رضی اللہ عنہا) نے آپ کی پرورش کی یہاں تک کہ آپ بڑے ہوگئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد فرمادیا۔ اس کے بعد ان کا نکاح سیدنا زید بن حارثہ (رضی اللہ عنہ) سے کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے پانچ ماہ بعد امّ ایمن کا بھی انتقال ہو گیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ان کا مقام بہت بلند تھا۔

امام عزالدین علی بن ابی الکرم شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) لکھتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "أُمُّ أَيْمَنَ (رَضِيَ اللهُ عَنْهَا) أُمِّي بَعْدَ أُمِّي"، وَكَانَ يَزُوْرُهَا فِي بَيْتِهَا .[286]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: "اُمِّ ایمن میری والدہ کے بعد میری والدہ ہیں۔" نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ملنے ان کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہا نہایت شجاع خاتون تھیں۔ جنگِ احد میں آپ کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے امام ابن سعد رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

وَقَدْ حَضَرَتْ أُمُّ أَيْمَنَ أُحُدًا، وَكَانَتْ تَسْقِي الْمَاءَ وَتُدَاوِي الْجَرْحٰى. [287]

ترجمہ: اُمِّ ایمن (رضی اللہ عنہا) غزوۂ اُحد میں بھی شریک تھیں۔ آپ مجاہدین کو پانی پلاتی تھیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی اور تیمارداری کیا کرتی تھیں۔

تکوینی واقعات میں مضمر ایک بڑی حکمت:

سیدہ زینب اور حضرت زید کے درمیان مزاج کا اختلاف دراصل قدرت کی ایک تکوینی حکمت کا حصہ تھا،

[286] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج5 ص577 ترجمۃ ام ایمن مولاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[287] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص180 تسمیۃ النساء المبایعات من قریش الخ

کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے معاشرے کی ایک فرسودہ رسم کا خاتمہ کرنا چاہتا تھا۔

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نکاح کے بعد تقریباً ایک سال تک حضرت زید رضی اللہ عنہ کے پاس رہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے انتخاب کا فیصلہ فرما چکے تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کے فوائد اور مضمرات میں اور بھی کئی حکمتیں پوشیدہ تھیں۔ اس لیے تکوینی طور پر ایسے واقعات صادر ہونا شروع ہوئے جو دونوں کی جدائی کا سبب بنتے گئے لیکن خدائی حکمتوں پر نظر رکھنے والوں کو اس میں بھلائی ہی نظر آتی ہے۔

طلاق دینے کا پس منظر:

سیدہ زینب کے خاندانی پسِ منظر اور حضرت زید کے غلامانہ ماضی کی وجہ سے دونوں میں ذہنی ہم آہنگی پیدا نہ ہوسکی، جس سے تنگ آکر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں طلاق کا مشورہ طلب کیا۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ نکاح کے بعد حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا مزاج روکھا روکھا رہا۔ پھر کچھ عرصہ بعد اس روکھے پن میں مزید شدت آئی اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا رویہ ترش ہوگیا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کا مزاج چونکہ حلم و حوصلہ والا تھا اس لیے برداشت فرماتے رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو بحیثیت شوہر یہ شکایت تھی کہ ان کی اہلیہ کے دل سے احساس برتری مٹ نہیں سکا۔ چنانچہ ایک دن حضرت زید رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور اس ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) فرماتے ہیں:

فَمَكَثَتْ عِنْدَهُ قَرِيْبًا مِنْ سَنَةٍ أَوْ فَوْقَهَا، ثُمَّ وَقَعَ بَيْنَهُمَا، فَجَاءَ زَيْدٌ يَشْكُوهَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَهُ: "أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ، وَاتَّقِ اللّٰهَ". [288]

ترجمہ: سیدہ زینب رضی اللہ عنہا تقریباً ایک سال یا اس سے کچھ زیادہ مدت تک سیدنا زید رضی اللہ عنہ کے پاس رہیں۔ پھر ان دونوں کے درمیان ناچاقی پیدا ہوگئی۔ چنانچہ سیدنا زید رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

---

[288] تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر: ج3 ص694 سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ37

خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی زوجہ کی شکایت کرنے لگے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں بار بار فرماتے تھے: "اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔"

نبوی مشورہ اور پوشیدہ امر:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اگرچہ وحی کے ذریعے مستقبل کا علم تھا، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہری اسباب اور مصلحت کے پیشِ نظر حضرت زید رضی اللہ عنہ کو طلاق دینے سے روکا اور نباہ کرنے کا مشورہ دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اگرچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ معلوم ہو چکا تھا کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا آپ کے نکاح میں آئیں گی لیکن ان سے نکاح کرنے کی ابھی تک واضح طور پر وحی نازل نہیں ہوئی تھی۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو وہی مشورہ دیا جو ایسے حالات میں زوجین کو دیا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی بیوی کو اپنے نکاح میں ہی رہنے دو اور اللہ سے ڈرو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید سے اس بات کا اظہار نہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرما رکھا ہے کہ زید تم اپنی بیوی کو طلاق دو گے اور اس کے بعد بحکم الٰہی وہ میری بیوی بنے گی۔

فائدہ: اس فیصلہ خداوندی کا تذکرہ سورۃ احزاب کی آیت نمبر 37 میں موجود ہے (تُخْفِي فِي نَفْسِكَ) کہ آپ اپنے دل میں یہ بات چھپائے ہوئے تھے۔ مزید تفصیل کے لیے میری کتاب "دروس القرآن" جلد سوم کا مطالعہ فرمائیں۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

فَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ، فَمَا اسْتَطَاعَ زَيْدٌ إِلَيْهَا سَبِيْلًا بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ، فَيَأْتِيْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُخْبِرُهُ، فَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ"، فَيَقُوْلُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أُفَارِقُهَا؟ [289]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: تم اپنی بیوی کو اپنے پاس روکے رکھو۔ اس دن کے بعد حضرت زید رضی اللہ عنہ ان (زینب) کے ساتھ نباہ کرنے کی کوئی راہ نہ پا سکے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے اور

[289] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 8 ص 81 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کو اپنے حالات کی خبر دیتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر فرماتے: اپنی بیوی کو روکے رکھو۔ تو وہ عرض کرتے: یارسول اللہ! کیا میں اسے طلاق دے دوں؟

بالآخر طلاق ہوگئی:

بالآخر حضرت زید بن حارثہ اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہما کے درمیان طلاق ہوگئی۔ اس کی تکوینی وجہ یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ایک عظیم شرعی قانون کو نافذ فرمانا چاہتے تھے۔

جیسے کاتب تقدیر نے لکھا تھا ویسے ہی ہوا۔ حضرت زید اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہما کا تقریباً ایک سالہ ازدواجی سفر کا اختتام ہوا اور 5 ہجری میں حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔

زینب رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں:

جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی عدت پوری ہوگئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید رضی اللہ عنہ ہی کے ذریعے انہیں نکاح کا پیغام بھیجا۔ سیدہ نے استخارہ کیا اور اسی دوران آسمانوں سے براہِ راست ان کے نکاح کی منظوری کی وحی نازل ہوگئی جس کے بعد وہ ام المؤمنین کے عظیم شرف سے سرفراز ہوگئیں۔

امام ابوالحسین مسلم بن الحجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا انْقَضَتْ عِدَّةُ زَيْنَبَ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِزَيْدٍ: فَاذْكُرْهَا عَلَيَّ، قَالَ: فَانْطَلَقَ زَيْدٌ حَتَّى أَتَاهَا وَهِيَ تُخَمِّرُ عَجِيْنَهَا. قَالَ: فَلَمَّا رَأَيْتُهَا عَظُمَتْ فِيْ صَدْرِيْ حَتَّى مَا أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَنْظُرَ إِلَيْهَا، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَهَا، فَوَلَّيْتُهَا ظَهْرِيْ وَنَكَصْتُ عَلَى عَقِبِيْ، فَقُلْتُ: يَا زَيْنَبُ! أَرْسَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُكِ، قَالَتْ: مَا أَنَا بِصَانِعَةٍ شَيْئًا حَتَّى أُوَامِرَ رَبِّيْ، فَقَامَتْ إِلَى مَسْجِدِهَا، وَنَزَلَ الْقُرْآنُ، وَجَاءَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ عَلَيْهَا بِغَيْرِ إِذْنٍ. [290]

ترجمہ: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی عدت پوری ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم میری طرف سے ان کو نکاح کا پیغام دو۔ حضرت زید

---

[290] صحیح مسلم: رقم الحدیث 1428

رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں چل کر ان کے پاس گیا، وہ اس وقت اپنا آٹا گوندھ رہی تھیں۔ جب میں نے انہیں دیکھا تو میرے دل میں ان کی ایسی عظمت بیٹھ گئی کہ میں ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھ سکا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ذکر فرمایا تھا۔ چنانچہ میں نے ان کی طرف اپنی پیٹھ کر لی اور الٹے قدموں مڑ کر کھڑا ہو گیا، اور میں نے کہا: اے زینب! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو پیغامِ نکاح بھیجا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں اس وقت تک کوئی حتمی فیصلہ نہیں کروں گی جب تک کہ اپنے رب سے مشورہ (استخارہ) نہ کر لوں۔ پھر وہ اپنی جائے نماز کی طرف اٹھ کھڑی ہوئیں۔ اسی دوران قرآن نازل ہوا (جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا یعنی (فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا))۔ چنانچہ (اس آیت کے نزول کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور (چونکہ نکاح ہو چکا تھا اس لیے شوہر ہونے کی حیثیت سے) ان سے اجازت لیے بغیر ان کے گھر تشریف لے گئے۔

فائدہ:

جس آیت کا تذکرہ اس حدیث میں ہے وہ یہ ہے:

(فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا یَكُوْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا (۳۷))[291]

ترجمہ: پھر جب زید نے اپنی بیوی سے تعلق ختم کر لیا تو ہم نے آپ کا نکاح اس (زینب) سے کر دیا تاکہ مسلمانوں کے لیے اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں سے (نکاح کرنے میں) اس وقت کوئی تنگی نہ رہے جب وہ اپنی بیویوں تعلق ختم کر لیں۔ اللہ کا یہ حکم تو بہر حال پورا ہو کر ہی رہنا تھا۔

یہی وجہ تھی کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اس بے مثال اعزاز پر بجا طور پر نازاں تھیں کہ ان کا نکاح اللہ تعالیٰ نے کروایا ہے۔

امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی رحمہ اللہ (ت 303ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: كَانَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ تَفْخَرُ عَلَى نِسَاءِ

---

[291] سورۃ الاحزاب:37

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْكَحَنِي مِنَ السَّمَاءِ. [292]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا دیگر ازواج مطہرات پر بطور فخر کے فرماتیں کہ تمہارے نکاح تمہارے گھر والوں نے کروائے (جبکہ) میرا نکاح اللہ عزوجل نے آسمان سے خود کرایا ہے۔

فائدہ: "میرا نکاح اللہ عزوجل نے آسمان سے خود کرایا ہے" کا معنی یہ ہے کہ جس طرح عام طور پر نکاح کے معاملات میں ظاہری اختیار اور رضامندی انسانوں کی ہوتی ہے، سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے نکاح کا معاملہ اس سے مختلف ہے، کیونکہ یہ نکاح انسانی اختیار کے بجائے براہِ راست اللہ تعالیٰ کے حکم اور فیصلہ سے منعقد ہوا۔

نکاح کی بشارت اور شکرانہ:

آسمانوں پر نکاح طے پا جانے کی یہ عظیم خوشخبری سن کر سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے اپنے رب کے حضور سجدہ شکر ادا کیا، خوشخبری لانے والی خادمہ کو اپنا سارا زیور انعام میں دے دیا اور احسانِ خداوندی پر روزے رکھنے کی نذر مانی۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: فَخَرَجَتْ سَلْمٰى خَادِمُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْتَدُّ، فَتُحَدِّثُهَا بِذٰلِكَ، فَأَعْطَتْهَا أَوْضَاحًا عَلَيْهَا ... قَالَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ: لَمَّا جَاءَنِي الرَّسُوْلُ بِتَزْوِيْجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّايَ، جَعَلْتُ لِلّٰهِ عَلَيَّ صَوْمَ شَهْرَيْنِ. [293]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ سلمیٰ تیزی سے چلتی ہوئی گئیں اور انہیں یہ خوش خبری سنائی تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے خوشی کے اظہار میں اپنے پہنے ہوئے چاندی کے زیورات اتا کر انہیں دے دیے... سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب میرے پاس قاصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے میرے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کی خوش خبری لے کر آیا تو میں نے اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے اوپر دو ماہ کے روزے رکھنے کی نذر مان لی۔

---

[292] سنن النسائی: رقم الحدیث 3254

[293] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 8 ص 81 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حق مہر:

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح جب آسمانوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طے پا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے نہایت وقار کے ساتھ مہر کی رقم بھی مقرر فرمائی، جس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے گئے۔

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب حمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) آپ کے مہر کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

وَأَصْدَقَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَمِائَةِ دِرْهَمٍ. [294]

ترجمہ: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (سیدہ زینب رضی اللہ عنہا) کا حق مہر چار سو درہم مقرر فرمایا تھا۔

دعوتِ ولیمہ:

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا شاندار ولیمہ کیا جس کی نظیر آپ کی دیگر ازواج کے ولیموں میں نہیں ملتی۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت اور روٹی سے مہمانوں کی تواضع کی۔

امام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، قَالَ: مَا أَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى شَيْءٍ مِنْ نِسَائِهِ□ مَا أَوْلَمَ عَلٰى زَيْنَبَ؛ أَوْلَمَ بِشَاةٍ. [295]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بیوی کے نکاح پر ایسا (شاندار) ولیمہ نہیں کیا جیسا ولیمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی شادی پر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری ذبح کر کے ولیمہ کیا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

---

[294] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ج4 ص 541 ذکر ازواجہ؛ امہات المؤمنین

[295] صحیح البخاری: رقم الحدیث 5168

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ، أَطْعَمَنَا عَلَيْهَا الْخُبْزَ وَاللَّحْمَ حَتَّى امْتَدَّ النَّهَارُ وَخَرَجَ النَّاسُ، وَبَقِيَ رَهْطٌ يَتَحَدَّثُونَ فِي الْبَيْتِ، وَخَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَبِعْتُهُ، فَجَعَلَ يَتَتَبَّعُ حُجَرَ نِسَائِهِ لِيُسَلِّمَ عَلَيْهِنَّ، فَقُلْنَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! كَيْفَ وَجَدْتَ أَهْلَكَ؟ قَالَ: فَمَا أَدْرِي أَنَا أَخْبَرْتُهُ أَنَّ الْقَوْمَ قَدْ خَرَجُوْا أَوْ أُخْبِرَ، فَانْطَلَقَ حَتَّى دَخَلَ الْبَيْتَ فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ، فَقَالَ بِالْبَابِ بَيْنِي وَبَيْنَهُ، وَنَزَلَ الْحِجَابُ وَوُعِظَ الْقَوْمُ بِمَا وُعِظُوا بِهِ. [296]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش (رضی اللہ عنہا) سے نکاح کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس موقع پر روٹی اور گوشت کھلایا یہاں تک کہ دن چڑھ گیا اور لوگ (کھاکر) چلے گئے لیکن ایک جماعت گھر میں بیٹھی باتیں کرتی رہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حیا کے باعث) باہر تشریف لے گئے اور میں بھی آپ کے پیچھے ہو لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج کے حجروں میں جانے لگے تاکہ انہیں سلام کریں۔ ازواج نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے اپنی اہلیہ کو کیسا پایا؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ وہ لوگ چلے گئے ہیں یا آپ کو کسی اور نے بتایا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے اور اپنے گھر میں داخل ہو گئے۔ میں بھی آپ کے پیچھے داخل ہونے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور اپنے درمیان دروازے پر پردہ ڈال دیا۔ وہیں آیتِ حجاب نازل ہوئی اور لوگوں کو ان باتوں کی نصیحت کی گئی جن کی انہیں نصیحت کی جانی چاہیے تھی۔

ولیمہ میں کھانے کی کثرت اور برکت:

ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بعد ولیمہ کے مبارک موقع پر حضرت ام سُلَیم رضی اللہ عنہا نے کچھ حلوہ بھیجا جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی بدولت اتنی عظیم برکت ظاہر ہوئی کہ تین سو افراد کے شکم سیر ہو کر کھانے کے باوجود اس میں کوئی کمی نہ آئی۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ ... كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرَّ بِجَنَبَاتِ أُمِّ سُلَيْمٍ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَلَّمَ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرُوْسًا بِزَيْنَبَ

---

[296] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص83 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فَقَالَتْ لِي أُمُّ سُلَيْمٍ: لَوْ أَهْدَيْنَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةً، فَقُلْتُ لَهَا: افْعَلِي، فَعَمَدَتْ إِلَى تَمْرٍ وَسَمْنٍ وَأَقِطٍ فَاتَّخَذَتْ حَيْسَةً فِي بُرْمَةٍ، فَأَرْسَلَتْ بِهَا مَعِي إِلَيْهِ فَانْطَلَقْتُ بِهَا إِلَيْهِ فَقَالَ لِي: ضَعْهَا، ثُمَّ أَمَرَنِي فَقَالَ: ادْعُ لِي رِجَالًا سَمَّاهُمْ، وَادْعُ لِي مَنْ لَقِيتَ، قَالَ: فَفَعَلْتُ الَّذِي أَمَرَنِي فَرَجَعْتُ فَإِذَا الْبَيْتُ غَاصٌّ بِأَهْلِهِ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى تِلْكَ الْحَيْسَةِ وَتَكَلَّمَ بِهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُو عَشَرَةً عَشَرَةً يَأْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَقُوْلُ: لَهُمْ اذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَلْيَأْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيْهِ، قَالَ: حَتّٰى تَصَدَّعُوْا كُلُّهُمْ عَنْهَا. [297]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا کے محلے کے قریب سے گزرتے تو ان کے گھر تشریف لے جاتے، انہیں سلام کرتے اور ان سے ملاقات فرماتے تھے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا اور آپ دلہا تھے تو میری والدہ اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا نے مجھ سے کہا: کاش ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کوئی ہدیہ پیش کریں۔ میں نے عرض کیا: ضرور کیجیے۔ چنانچہ انہوں نے کھجور، گھی اور اقط (خشک دودھ) لے کر ایک برتن میں حَیس (ایک قسم کا کھانا) تیار کیا اور اسے میرے ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا۔ میں وہ ہدیہ لے کر حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے رکھ دو۔ پھر آپ نے مجھے چند مخصوص لوگوں کے نام لے کر بلانے کا حکم دیا۔ پھر فرمایا: اور جو بھی تمہیں ملے اسے بھی دعوت دے دو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق سب کو بلالیا اور واپس آیا تو دیکھا کہ گھر مہمانوں سے بھر چکا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حَیس پر اپنے مبارک ہاتھ رکھے اور دعا فرمائی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم دس دس آدمیوں کو بلاتے، وہ اس میں سے کھاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرماتے: "اللہ کا نام لے کر کھاؤ اور ہر شخص اپنے سامنے والے حصے سے کھائے۔" چنانچہ لوگ گروہ در گروہ آتے رہے اور کھاتے رہے، یہاں تک کہ سب سیر ہو کر وہاں سے رخصت ہو گئے۔

پردے کے حکم کا نزول:

ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ولیمے کے موقع پر جب کچھ مہمان کھانا کھانے کے بعد

[297] صحیح البخاری: رقم الحدیث 5163

دیر تک باتوں میں مشغول رہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حیا کے باعث زحمت محسوس ہوئی۔ اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاحزاب کی آیتِ حجاب نازل فرما کر پردے اور معاشرتی آداب کے واضح احکام صادر فرمادیے۔

امام ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، قَالَ: أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِهٰذِهِ الْآيَةِ، اٰيَةِ الْحِجَابِ، لَمَّا أُهْدِيَتْ زَيْنَبُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ طَعَامًا وَدَعَا الْقَوْمَ فَجَاؤُوا وَدَخَلُوْا، وَزَيْنَبُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَيْتِ، فَجَعَلُوا يَتَحَدَّثُونَ، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَخْرُجُ ثُمَّ يَرْجِعُ وَهُمْ قُعُودٌ، قَالَ: فَنَزَلَتْ: (يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَ لٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَ لَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِی النَّبِیَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۫ وَ اللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ) فَقَامَ الْقَوْمُ وَضُرِبَ الْحِجَابُ. [298]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ آیتِ حجاب کے بارے میں سب سے زیادہ علم مجھے ہے۔ جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رخصت کرکے لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمے کا کھانا تیار فرمایا اور لوگوں کو دعوت دی۔ لوگ آئے، کھانا کھایا اور گھر میں داخل ہوگئے، جبکہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گھر میں موجود تھیں۔ اس کے بعد لوگ بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی باہر تشریف لے جاتے اور پھر واپس آجاتے مگر لوگ بدستور بیٹھے رہتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (آیت کا ترجمہ یہ ہے) "اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو مگر اس وقت جب تمہیں کھانے کی دعوت دی جائے، اور اس طرح بھی نہیں کہ کھانے کے پکنے کا انتظار کرتے رہو، بلکہ جب تمہیں بلایا جائے تو آجاؤ، پھر جب کھانا کھاچکو تو چلے جاؤ اور باتوں میں دل لگائے بیٹھے نہ رہو۔ بے شک تمہارا یہ طرزِ عمل نبی کو تکلیف دیتا ہے، مگر وہ تم سے لحاظ کرتے ہیں، جبکہ اللہ حق بات کہنے میں کوئی لحاظ نہیں کرتا۔ اور جب تم نبی کی ازواج سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو۔" اس آیت کے نازل ہونے کے بعد لوگ اٹھ کر چلے گئے اور پردے کا حکم نافذ کر دیا گیا۔

فائدہ: اس آیت مبارکہ میں پردے کے بارے میں خطاب اگرچہ بظاہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی

---

[298] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 8 ص 83، 84 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو ہے لیکن حقیقت میں یہ حکم عام ہے اور ساری امت مسلمہ کے لیے قیامت تک کے لیے لازم ہے۔

امتیازی خصوصیت:

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اس بے مثال اعزاز پر نازاں تھیں کہ ان کا نکاح اللہ تعالیٰ نے کروایا ہے۔

امام ابوعبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی رحمہ اللہ (ت 303ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: كَانَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ تَفْخَرُ عَلَى نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْكَحَنِي مِنَ السَّمَاءِ. [299]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا دیگر ازواج مطہرات پر بطور فخر کے فرماتیں کہ تمہارے نکاح تمہارے گھر والوں نے کروائے (جبکہ) میرا نکاح اللہ عزوجل نے آسمان سے خود کرایا ہے۔

تین انوکھی باتیں:

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو یہ منفرد اور عظیم شرف حاصل تھا کہ وہ خاندانی قرابت، آسمانی نکاح اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کی سفارت جیسی تین بے مثال خصوصیات پر بجا طور پر فخر کیا کرتی تھیں۔

حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) نقل کرتے ہیں:

قَالَتْ زَيْنَبُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَا أَعْظَمُ نِسَائِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، أَنَا خَيْرُهُنَّ مَنْكِحًا، وَأَكْرَمُهُنَّ سَفِيْرًا، وَأَقْرَبُهُنَّ رَحِمًا، فَزَوَّجَنِيْكَ الرَّحْمٰنُ مِنْ فَوْقِ عَرْشِه، وَكَانَ جِبْرِيْلُ هُوَ السَّفِيْرَ بِذٰلِكَ، وَأَنَا ابْنَةُ عَمَّتِكَ، وَلَيْسَ لَكَ مِنْ نِسَائِكَ قَرِيبَةٌ غَيْرِيْ. [300]

ترجمہ: سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: "یارسول اللہ! آپ کی ازواج میں میرا حق آپ پر سب سے زیادہ ہے۔ نکاح کے اعتبار سے میں ان سب سے بڑھ کر ہوں، میرا پیغامِ نکاح پہنچانے والا سب سے معزز تھا اور رشتہ داری کے لحاظ سے بھی میں آپ سے سب سے زیادہ قریب ہوں۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دریافت فرمانے پر سیدہ

[299] سنن النسائی: رقم الحدیث 3254

[300] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج 13 ص 504 باب وکان عرشہ علی الماء

رضی اللہ عنہا نے عرض کیا)

1: اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمانوں کے اوپر اپنے عرش سے میرا نکاح آپ کے ساتھ فرمایا۔

2: حضرت جبرئیل علیہ السلام اس پیغام کے سفیر تھے۔

3: میں آپ کی پھوپھی زاد ہوں، اور آپ کی ازواج میں میرے سوا کوئی ایسی نہیں جو آپ کی قریبی رشتہ دار ہو۔

خشیتِ الٰہی کی پیکر:

ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نہایت خدا ترس، عاجزی و انکساری اور اللہ کے حضور گریہ و زاری کرنے والی خاتون تھیں جن کی اس عظیم صفت کی گواہی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی۔

حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ مَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي رَهْطٍ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ، فَتَكَلَّمَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ، فَانْتَهَرَهَا عُمَرُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَلِّ عَنْهَا يَا عُمَرُ! فَإِنَّهَا أَوَّاهَةٌ. [301]

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) اس واقعہ کو یوں نقل کرتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ مَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي رَهْطٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، فَتَكَلَّمَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ، فَانْتَهَرَهَا عُمَرُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَلِّ عَنْهَا يَا عُمَرُ! فَإِنَّهَا أَوَّاهَةٌ. [302]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین کی ایک جماعت میں مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے، تو زینب بنت جحش نے کوئی بات کہی، جس پر عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں جھڑکا (منع کیا)۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! اسے چھوڑ دو، کیونکہ یہ اواہہ (خشوع و خضوع کرنے والی، گریہ و زاری کرنے والی) ہے۔

[301] الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2518 ترجمۃ زینب بنت جحش الاسدیۃ

[302] الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2518 زینب بنت جحش الاسدیۃ

اتباعِ شریعت:

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا شریعتِ مطہرہ کے احکام کی اس قدر سختی سے پابندی فرماتی تھیں کہ اپنے سگے بھائی کے انتقال پر بھی انہوں نے محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے تین دن کے بعد خوشبو لگائی تاکہ سوگ کی شرعی حد سے تجاوز نہ ہو۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَتْ زَيْنَبُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: فَدَخَلْتُ عَلٰى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حِيْنَ تُوُفِّيَ أَخُوْهَا فَدَعَتْ بِطِيْبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَتْ: أَمَا وَاللّٰهِ مَا لِيْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ، غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ: لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا. [303]

ترجمہ: زینب (بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہما) فرماتی ہیں کہ جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بھائی کا انتقال ہوا تو میں ان کے پاس گئی۔ انہوں نے خوشبو منگوائی اور اس میں سے کچھ لگائی، پھر فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے خوشبو کی کوئی ضرورت نہیں تھی لیکن بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے: کسی عورت کے لیے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو یہ جائز نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے، سوائے شوہر کے (جس کی وفات پر) چار مہینے اور دس دن (سوگ اور عدت) ہے۔

فائدہ نمبر1: یہاں چار ماہ سے قمری مہینے (یعنی چاند کے مہینے) مراد ہیں۔

فائدہ نمبر2: مذکورہ حدیث میں شوہر کے فوت ہونے پر جو عدت بیان کی گئی ہے وہ اس عورت کی ہے جو حاملہ نہ ہو۔ اگر حاملہ ہو تو اس کی عدت وضعِ حمل (بچہ جننے تک) ہے۔ عدت کے مزید احکامات میری کتاب "کتاب الفقہ (جلد دوم)" میں ملاحظہ کریں۔

سوکنوں کی گواہی:

ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے اوصاف و کمالات اس قدر نمایاں اور بے مثال تھے کہ

---

[303] صحیح البخاری: رقم الحدیث 5335

آپ کی سوکنیں (دیگر امہات المؤمنین) بھی کھلے دل سے ان کی فضیلت، جود وسخا اور تقویٰ کی گواہی دیا کرتی تھیں۔

1: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی بے مثال دین داری اور سخاوت کا تذکرہ نہایت خوبصورت الفاظ میں فرمایا ہے۔

امام عزالدین علی بن ابی الکرم شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) لکھتے ہیں:

وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: مَا رَأَيْتُ امْرَأَةً قَطُّ خَيْرًا فِي الدِّيْنِ مِنْ زَيْنَبَ، وَأَتْقٰى لِلّٰهِ، وَأَصْدَقَ حَدِيْثًا، وَأَوْصَلَ لِلرَّحِمِ، وَأَعْظَمَ أَمَانَةً وَصَدَقَةً. [304]

ترجمہ: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کوئی ایسی عورت نہیں دیکھی جو دین داری میں بہتر، اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والی، بات میں زیادہ سچی، رشتہ داروں کے ساتھ زیادہ حسنِ سلوک کرنے والی، اور امانت وصدقہ وخیرات میں ان سے بڑھ کر ہو۔

2: اسی طرح ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بھی آپ کی عبادت گزاری اور سخاوت کی شاندار گواہی دی ہے۔

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا قول نقل فرماتے ہیں:

قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ:... وَكَانَتْ صَالِحَةً صَوَّامَةً قَوَّامَةً صَنَاعًا تَصَدَّقُ بِذٰلِكَ كُلِّه□ عَلَى الْمَسَاكِيْنِ. [305]

ترجمہ: سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ... سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نہایت نیک، کثرت سے روزے رکھنے والی، راتوں کو کثرت سے عبادت کرنے والی تھیں۔

سخاوت وفیاضی:

ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سخاوت، فیاضی اور راہِ خدا میں مال خرچ کرنے میں اپنی مثال آپ تھیں۔ آپ کی دریادلی کا عالم یہ تھا کہ جب خلیفہ وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کا سالانہ

[304] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج5 ص450 زینب بنت جحش

[305] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2518 زینب بنت جحش الاسدیۃ

وظیفہ بھیجا تو آپ نے وہ ساری رقم اسی وقت غریبوں اور مساکین میں تقسیم فرما دی اور اپنے لیے چند درہم کے سوا کچھ نہ رکھا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) نقل کرتے ہیں:

عَنْ بَرْزَةَ بِنْتِ رَافِعٍ قَالَتْ: لَمَّا خَرَجَ الْعَطَاءُ أَرْسَلَ عُمَرُ إِلٰى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ بِالَّذِيْ لَهَا، فَلَمَّا أُدْخِلَ عَلَيْهَا قَالَتْ: غَفَرَ اللّٰهُ لِعُمَرَ، غَيْرِي مِنْ أَخَوَاتِي كَانَ أَقْوٰى عَلٰى قِسْمِ هٰذَا مِنِّي، قَالُوْا: هٰذَا كُلُّهُ لَكِ، قَالَتْ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! وَاسْتَتَرَتْ مِنْهُ بِثَوْبٍ وَقَالَتْ: صُبُّوهُ وَاطْرَحُوا عَلَيْهِ ثَوْبًا، ثُمَّ قَالَتْ لِي: أَدْخِلِي يَدَكِ فَاقْبِضِي مِنْهُ قَبْضَةً، فَاذْهَبِي بِهَا إِلٰى بَنِي فُلَانٍ وَبَنِي فُلَانٍ، مِنْ أَهْلِ رَحِمِهَا وَأَيْتَامِهَا، حَتّٰى بَقِيَتْ بَقِيَّةٌ تَحْتَ الثَّوْبِ، فَقَالَتْ لَهَا بَرْزَةُ بِنْتُ رَافِعٍ: غَفَرَ اللّٰهُ لَكِ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! وَاللّٰهِ لَقَدْ كَانَ لَنَا فِي هٰذَا حَقٌّ، فَقَالَتْ: فَلَكُمْ مَا تَحْتَ الثَّوْبِ، فَوَجَدْنَا تَحْتَهُ خَمْسَةً وَثَمَانِيْنَ دِرْهَمًا. [306]

ترجمہ: حضرت برزہ بنت رافع رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ جب (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں) عطیات (وظائف) تقسیم ہونے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے لیے ان کا مقررہ حصہ (جو کہ 12 ہزار درہم تھا) بھیجا۔ جب وہ مال آپ رضی اللہ عنہا کے پاس لایا گیا تو آپ نے (یہ سمجھ کر کہ یہ سب امہات المؤمنین کا مشترکہ مال ہے) فرمایا: اللہ تعالیٰ عمر کی مغفرت فرمائے، مجھ سے زیادہ میری دوسری بہنیں (دیگر امہات المؤمنین) اس مال کے حصہ کا مجھ سے زیادہ حق رکھتی ہیں۔ پھر آپ کو بتایا گیا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے بھی الگ بھیجا ہے اور یہ سارا مال صرف آپ ہی کا ہے۔ یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "سبحان اللہ!" اور اس مال سے (حیا یا دنیاوی مال کی کراہت کے باعث) اپنے آپ کو ایک کپڑے سے چھپا لیا اور فرمایا: اسے یہیں ڈال دو اور اسے ایک کپڑا سے ڈھانپ دو۔ پھر انہوں نے مجھ (برزہ) سے فرمایا: کپڑے کے نیچے اپنا ہاتھ ڈالو اور ایک مٹھی بھر کر نکالو اور اسے فلاں فلاں خاندان کے لوگوں، رشتہ داروں اور یتیموں و مساکین میں بانٹ آؤ۔ (حضرت برزہ فرماتی ہیں کہ انہوں نے آپ کے حکم پر وہ سارا مال مستحقین میں تقسیم کر دیا) یہاں تک کہ کپڑے کے نیچے کچھ تھوڑی سی رقم بچ گئی۔ تو برزہ بنت رافع نے عرض کیا: اے ام المؤمنین! اللہ آپ کی مغفرت فرمائے، اللہ کی قسم! اس مال میں ہمارا بھی تو حق تھا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس کپڑے کے نیچے جو کچھ بچا

[306] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 8 ص 86، 87 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہے، وہ سب تمہارا ہے۔ حضرت برزہ فرماتی ہیں کہ ہم نے کپڑا اٹھا کر دیکھا تو اس کے نیچے صرف پچاسی (85) درہم باقی تھے۔

وفات کا اشارہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواجِ مطہرات کو یہ اشارہ دیا تھا کہ تم میں سے سب سے پہلے وہ مجھ سے آکر ملے گی جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہوں گے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی بے مثال سخاوت نے انہیں یہ عظیم شرف عطا کیا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ بَعْضَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّنَا أَسْرَعُ بِكَ لُحُوقًا؟ قَالَ: أَطْوَلُكُنَّ يَدًا، فَأَخَذُوا قَصَبَةً يَذْرَعُونَهَا فَكَانَتْ سَوْدَةُ أَطْوَلَهُنَّ يَدًا، فَعَلِمْنَا بَعْدُ أَنَّمَا كَانَتْ طُولَ يَدِهَا الصَّدَقَةُ وَكَانَتْ أَسْرَعَنَا لُحُوقًا بِهِ وَكَانَتْ تُحِبُّ الصَّدَقَةَ. [307]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض ازواجِ مطہرات نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: "ہم میں سے سب سے پہلے آپ سے کون آملے گی؟" (یعنی آپ کے وصال کے بعد ہم میں سے کون سب سے پہلے وفات پائے گی؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے جس کے ہاتھ سب سے زیادہ لمبے ہوں گے۔" چنانچہ ازواجِ مطہرات ایک لکڑی لے کر اپنے ہاتھ ناپنے لگیں، تو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ سب سے لمبے نکلے، لیکن بعد میں ہمیں معلوم ہوا کہ لمبے ہاتھ سے مراد صدقہ وخیرات کی کثرت تھی، اور ہم میں سے سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملنے والی وہی (یعنی حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا) تھیں اور وہ صدقہ و خیرات کو بہت پسند کرتی تھیں۔

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی چند وصیتیں اور خواہشات:

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اپنی وفات سے قبل نہایت سادگی، زہد اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر

[307] صحیح البخاری: رقم الحدیث 1420

مبنی چند اہم وصیتیں فرمائیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1: دو کفنوں میں سے ایک صدقہ کرنا

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) نقل فرماتے ہیں:

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ حِيْنَ حَضَرَتْهَا الْوَفَاةُ: إِنِّيْ قَدْ أَعْدَدْتُ كَفَنِيْ، وَلَعَلَّ عُمَرَ سَيَبْعَثُ إِلَيَّ بِكَفَنٍ، فَإِنْ بَعَثَ بِكَفَنٍ فَتَصَدَّقُوْا بِأَحَدِهِمَا إِنِ اسْتَطَعْتُمْ إِذَا دَلَّيْتُمُونِي أَنْ تَصَدَّقُوا بِحَقْوِي فَافْعَلُوْا. [308]

ترجمہ: قاسم بن محمد سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے اپنی وفات کے وقت فرمایا: میں نے اپنا کفن تیار کر کے رکھا ہوا ہے، اور ہو سکتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی میرے لیے کفن بھیجیں۔ اگر وہ کفن بھیجیں تو ان دونوں میں سے ایک کفن کو صدقہ کر دینا۔ نیز جب تم مجھے قبر میں اتار دو تو اگر ہو سکے تو میرا پٹکا (وہ کپڑا جو لاش کی کمر میں ڈال کر قبر میں اتارنے کے کام آتا ہے) بھی صدقہ کر دینا۔

2: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چارپائی پر جنازہ اٹھایا جانا

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ قَالَ: أَوْصَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ أَنْ تُحْمَلَ عَلٰى سَرِيْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [309]

ترجمہ: محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی فرماتے ہیں کہ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے وصیت فرمائی کہ میری میت کو اسی چارپائی پر اٹھا کر لے جایا جائے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رکھا گیا تھا۔

3: جنازہ کے پیچھے آگ نہ لے جانا

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ كَعْبٍ أَنَّ زَيْنَبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَوْصَتْ أَنْ لَا تُتْبَعَ بِنَارٍ، وَحُفِرَ لَهَا بِالْبَقِيْعِ

---

[308] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص86 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[309] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص86 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عِنْدَ دَارِ عَقِيْلٍ فِيْمَا بَيْنَ دَارِ عَقِيْلٍ وَدَارِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ. [310]

ترجمہ: مشہور تابعی محمد بن کعب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے وصیت فرمائی کہ میرے جنازے کے پیچھے آگ (جلتی ہوئی کوئی چیز) نہ لے جائی جائے۔ ان کی قبر جنت البقیع میں حضرت عقیل اور ابن حنفیہ کے گھروں کے درمیان کھودی گئی۔

وفات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے عین مطابق امہات المؤمنین (رضی اللہ عنہن) میں سب سے پہلے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا ہی انتقال ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا سن 20 ہجری میں خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں فوت ہوئیں۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) نقل کرتے ہیں:

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: سُئِلَتْ أُمُّ عُكَاشَةَ بِنْتُ مِحْصَنٍ: كَمْ بَلَغَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ يَوْمَ تُوُفِّيَتْ؟ فَقَالَتْ: قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ لِلْهِجْرَةِ وَهِيَ بِنْتُ بِضْعٍ وَّثَلَاثِيْنَ سَنَةً وَتُوُفِّيَتْ سَنَةَ عِشْرِيْنَ. قَالَ عُمَرُ بْنُ عُثْمَانَ: كَانَ أَبِي يَقُوْلُ: تُوُفِّيَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ وَهِيَ ابْنَةُ ثَلَاثٍ وَّخَمْسِيْنَ سَنَةً. [311]

ترجمہ: ابراہیم بن عبد اللہ بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ام عکاشہ بنت محصن رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت عمر کتنی تھی؟ تو انہوں نے جواب دیا: جب ہم نے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں آئے تو ان کی عمر تیس سال سے کچھ زائد تھی، اور انہوں نے سن 20 ہجری میں وفات پائی۔ عمر بن عثمان فرماتے ہیں کہ میرے والد کہا کرتے تھے: سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے جب وفات پائی تو ان کی کل عمر ترپن (53) سال تھی۔

نمازِ جنازہ:

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے وصال پر خلیفہ وقت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حکم پر مدینہ

---

[310] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 8 ص 86 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[311] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 8 ص 91 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

منورہ میں ان کی نماز جنازہ کی منادی کی گئی۔ چنانچہ جنازے میں اہلیان مدینہ کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) نقل کرتے ہیں:

فَلَمَّا مَاتَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ أَمَرَ عُمَرُ مُنَادِيًا ... فَنَادٰى أَنِ: اخْرُجُوْا عَلٰى أُمِّكُمْ. [312]

ترجمہ: جب سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک منادی کرنے والے کو حکم دیا... تو اس نے منادی کی کہ (لوگو!) اپنی والدہ کا جنازہ پڑھنے کے لیے نکلو۔

جس دن آپ نے وفات پائی وہ سخت گرمی کا دن تھا۔ اس لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قبر پر ایک شامیانہ لگوا دیا تاکہ قبر کی تیاری اور سیدہ کی تدفین میں لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔ یہ بھی یاد رہے کہ اسلام کی تاریخ میں یہ پہلا شامیانہ تھا جو کسی قبر پر نصب کیا گیا تھا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) نقل کرتے ہیں:

مُوْسَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: أَمَرَ عُمَرُ بِفُسْطَاطٍ فَضُرِبَ بِالْبَقِيْعِ عَلٰى قَبْرِهَا لِشِدَّةِ الْحَرِّ يَوْمَئِذٍ، فَكَانَ أَوَّلَ فُسْطَاطٍ ضُرِبَ عَلٰى قَبْرٍ بِالْبَقِيْعِ. [313]

ترجمہ: موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث اپنے والد (محمد بن ابراہیم بن حارث رحمہ اللہ) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شدید گرمی کی وجہ سے (سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی قبر کی کھدائی کے موقع پر) جنت البقیع میں ایک شامیانہ لگانے کا حکم دیا۔ یہ بقیع میں کسی قبر پر لگایا جانے والا پہلا شامیانہ تھا۔

اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مختصر سا خطبہ بھی ارشاد فرمایا جس میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی تیمارداری، غسل، تجہیز و تکفین اور تدفین کے بارے میں امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کا پیغام سنایا اور آپ نے 4 تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالُوْا: لَمَّا تُوُفِّيَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ وَكَانَتْ أَوَّلَ نِسَاءِ

---

[312] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص88 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[313] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص88 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُحُوْقًا بِهِ، فَلَمَّا حُمِلَتْ إِلَى قَبْرِهَا قَامَ عُمَرُ إِلَى قَبْرِهَا فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: إِنِّي أَرْسَلْتُ إِلَى النِّسْوَةِ يَعْنِي أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ مَرِضَتْ هٰذِهِ الْمَرْأَةُ أَنْ مَنْ يُمَرِّضُهَا وَيَقُوْمُ عَلَيْهَا؟ فَأَرْسَلْنَ: نَحْنُ، فَرَأَيْتُ أَنْ قَدْ صَدَقْنَ، ثُمَّ أَرْسَلْتُ إِلَيْهِنَّ حِيْنَ قُبِضَتْ: مَنْ يُغَسِّلُهَا وَيُحَنِّطُهَا وَيُكَفِّنُهَا؟ فَأَرْسَلْنَ: نَحْنُ، فَرَأَيْتُ أَنْ قَدْ صَدَقْنَ، ثُمَّ أَرْسَلْتُ إِلَيْهِنَّ: مَنْ يُدْخِلُهَا قَبْرَهَا؟ فَأَرْسَلْنَ: مَنْ كَانَ يَحِلُّ لَهُ الْوُلُوْجُ عَلَيْهَا فِي حَيَاتِهَا، فَرَأَيْتُ أَنْ قَدْ صَدَقْنَ، فَاعْتَزِلُوْا أَيُّهَا النَّاسُ! فَنَحَّاهُمْ عَنْ قَبْرِهَا، ثُمَّ أَدْخَلَهَا رَجُلَانِ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهَا ... عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى قَالَ: صَلّٰى عُمَرُ عَلٰى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَكَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ. [314]

ترجمہ: قاسم بن عبد الرحمٰن سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ جب زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی جو کہ ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے (وفات کے بعد) جاملنے والی سب سے پہلی زوجہ تھیں جب انہیں ان کی قبر کی طرف لایا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی قبر کے پاس کھڑے ہوئے، اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، اور فرمایا: جب یہ محترمہ بیمار ہوئیں تو میں نے ازواجِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا کہ ان کی تیمارداری اور دیکھ بھال کون کرے گا؟ تو انہوں نے جواب بھیجا کہ "ہم"۔ واقعتاً انہوں نے سچ کہا۔ پھر جب ان کی وفات ہوگئی تو میں نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ انہیں غسل، خوشبو اور کفن کون دے گا؟ تو انہوں نے جواب بھیجا کہ "ہم"۔ واقعتاً انہوں نے سچ کہا۔ پھر میں نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ انہیں ان کی قبر میں کون اتارے گا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ "وہ لوگ جن کے لیے ان کی زندگی میں ان کے پاس جانا حلال تھا"۔ واقعتاً انہوں نے سچ کہا۔ (اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا) اے لوگو! تم پیچھے ہٹ جاؤ۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ان کی قبر سے دور کر دیا۔ پھر ان کے گھر والوں کے دو مردوں نے انہیں قبر میں اتارا... عبد الرحمٰن بن ابزیٰ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان پر چار تکبیریں کہیں۔

تدفین:

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی عظمت کے پیشِ نظر عام لوگوں کو قبر مبارک سے دور رکھا گیا۔ انہیں قبر میں

[314] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 8 ص 89 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اتارنے کی سعادت ان کے قریبی محرم رشتہ داروں نے حاصل کی۔ چنانچہ محمد بن عبد اللہ بن جحش، عبد اللہ بن ابی احمد بن جحش، محمد بن طلحہ بن عبید اللہ اور حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہا کو جنت البقیع کے قبرستان میں قبر میں اتارا۔ آپ رضی اللہ عنہاوہ پہلی خاتون تھیں جن کا جنازہ نعش (تابوت نما چارپائی) پر اٹھایا گیا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) نقل کرتے ہیں:

فَأَمَرَ عُمَرُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَحْشٍ، وَأُسَامَةَ، وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَحْمَدَ بْنِ جَحْشٍ، وَمُحَمَّدَ بْنَ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَهُوَ ابْنُ أُخْتِهَا حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ، فَنَزَلُوْا فِي قَبْرِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا. [315]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے محمد بن عبد اللہ بن جحش، اسامہ، عبد اللہ بن ابی احمد بن جحش اور محمد بن طلحہ بن عبید اللہ (جو اُن کی بہن حمنہ بنت جحش کے بیٹے تھے) کو حکم دیا تو یہ حضرات؛ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی قبر میں اترے (اور انہیں دفن کیا)۔

امام عز الدین علی بن ابی الکرم شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) فرماتے ہیں:

وَصَلّٰى عَلَيْهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَدَخَلَ قَبْرَهَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَحْشٍ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي أَحْمَدَ بْنِ جَحْشٍ. قِيْلَ: هِيَ أَوَّلُ امْرَأَةٍ صُنِعَ لَهَا النَّعْشُ. وَدُفِنَتْ بِالْبَقِيْعِ. [316]

ترجمہ: ان کی نمازِ جنازہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ ان کی قبر میں اسامہ بن زید، محمد بن عبد اللہ بن جحش اور عبد اللہ بن ابی احمد بن جحش رضی اللہ عنہم داخل ہوئے۔ کہا گیا ہے کہ آپ وہ پہلی خاتون ہیں جن کے لیے نعش (پردے والا تابوت) بنایا گیا، اور انہیں بقیع میں دفن کیا گیا۔

[315] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص90 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[316] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج5 ص450 ترجمۃ زینب بنت جحش

اُمّ المومنین سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہما

اجمالی خاکہ

نام	جویریہ
والد	حارث بن ابی ضرار
سن پیدائش	بعثت نبوی سے 2 سال قبل
قبیلہ	بنو مصطلق
زوجیت رسول	5 ہجری
سن وفات	50 ہجری
مقامِ تدفین	جنت البقیع (مدینہ منورہ)
کل عمر	65 سال تقریباً

اُمّ المؤمنین سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

نام ونسب:

ام المؤمنین سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کا پیدائشی نام "برّہ" (یعنی نیک اور فرماں بردار) تھا، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل فرما کر "جُوَیْرِیہ" رکھ دیا۔ آپ کا تعلق قبیلہ بنو مصطلق کے ایک نہایت معزز اور سردار گھرانے سے تھا۔

آپ رضی اللہ عنہا کے خاندانی شرف اور سلسلہ نسب کے بارے میں امام عزالدین علی بن ابی الکرم شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) لکھتے ہیں:

جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ بْنِ أَبِي ضِرَارِ بْنِ حَبِيْبِ بْنِ عَائِذِ بْنِ مَالِكِ بْنِ جَذِيْمَةَ - وَهُوَ الْمُصْطَلِقُ - بْنِ سَعْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ حَارِثَةَ بْنِ عَمْرٍو مُزَيْقِيَاءَ۔ [317]

ترجمہ: جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار بن حبیب بن عائذ بن مالک بن جذیمہ (جذیمہ کا ہی لقب مصطلق تھا) بن سعد بن عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو مزیقیاء۔

ولادت:

ام المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کی ولادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت سے تقریباً دو سال قبل ہوئی۔ (اس لحاظ سے 5 ہجری میں غزوہ بنو مصطلق کے موقع پر آپ کی عمر مبارک تقریباً 20 سال تھی)۔

خاندانی پسِ منظر:

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کا تعلق قبیلہ بنو مصطلق سے تھا جو کہ دراصل قبیلہ بنی خزاعہ کی ہی ایک شاخ تھی۔ یہ قبیلہ جذیمہ بن سعد بن عمرو کی اولاد میں سے ہے اور جذیمہ کا لقب ہی "مصطلق" تھا۔ وہ نہایت خوش آواز تھا۔ تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بنو خزاعہ میں سب سے پہلے گانا اسی نے گایا تھا۔

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد حارث بن ابی ضرار اسلام لانے سے پہلے اپنے زمانے کے مشہور رہزن

---

[317] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج 5 ص 398 جویریۃ بنت الحارث

اور ڈاکو تھے۔ چونکہ وہ اپنے قبیلے کے سردار مانے جاتے تھے، اس لیے بنو مصطلق کا پورا قبیلہ رہزنی اور ڈکیتی میں ان کا بھرپور ساتھ دیتا تھا۔ ان لوگوں کو مسلمانوں سے خاص دلی عداوت تھی، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ام المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے نکاح سے قبل یہ قبیلہ مسلمانوں کے خلاف لڑی جانے والی تقریباً ہر جنگ کا حصہ رہا۔

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح:

جب سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا بالغ ہوئیں تو آپ کے والدین کو ان کے نکاح کی فکر لاحق ہوئی۔ صفوان بن ابی شفر بن سرح بن مالک بن جذیمہ ایک دن ان کے گھر آئے۔ صفوان اور حارث (سیدہ کے والد) کے درمیان قریبی رشتہ داری تھی۔ صفوان کے دادا سرح اور حارث کے پردادا عائذ، دونوں مالک بن جذیمہ کے بیٹے تھے۔

صفوان بن ابی شفر نے حارث سے کہا کہ برہ (سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا) کی شادی کے بارے میں پریشان ہونے کی چنداں ضرورت نہیں۔ میں خود اپنے بیٹے مسافع بن صفوان کے لیے آپ سے برہ کا ہاتھ مانگنے آیا ہوں۔ حارث نے یہ رشتہ خوشی سے قبول کر لیا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح مسافع کے ساتھ ہو گیا۔

مسافع بن صفوان غزوہ بنو مصطلق (مریسیع) میں مسلمانوں کے خلاف لڑتے ہوئے حالتِ کفر میں مارا گیا۔

حافظ الشام علامہ ابوعبد اللہ محمد بن یوسف صالحی شامی رحمہ اللہ (ت 942ھ) لکھتے ہیں:

كَانَتْ قَبْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مُسَافِعٍ ـ بِمِيْمٍ مَضْمُوْمَةٍ فَسِيْنٍ مُهْمَلَةٍ وَبَعْدَ الْأَلِفِ فَاءٍ مَكْسُوْرَةٍ ـ قُتِلَ كَافِرًا ابْنِ صَفْوَانَ، سُبِيَتْ يَوْمَ الْمُرَيْسِيْعِ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ. [318]

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (کے نکاح میں آنے) سے پہلے آپ (سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا) مسافع کے نکاح میں تھیں۔ (مسافع کا درست تلفظ پیش والی میم، بغیر نقطے والی سین، الف اور اس کے بعد زیر والی فاء کے ساتھ ہے)۔ وہ مسافع بن صفوان (مسلمانوں کے خلاف لڑتے ہوئے) حالتِ کفر میں قتل ہو گیا تھا، اور آپ (رضی اللہ عنہا) غزوہ بنو مصطلق میں مریسیع کے دن قیدی بنالی گئی تھیں۔

---

[318] سبل الہدیٰ والرشاد للصالحی: ج 11 ص 210 الباب الحادی عشر فی بعض مناقب ام المومنین جویریۃ بنت الحارث

یثرب کا چاند گود میں:

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کے علاقے میں تشریف آوری سے قبل ایک خواب دیکھا تھا۔ خواب میں یہ دیکھا تھا کہ مدینہ منورہ سے ایک چاند اُن کی گود میں آگرا۔ اس خواب کی عظیم الشان تعبیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے بابرکت نکاح اور ان کی قوم کی رہائی کی صورت میں پوری ہوئی۔

امام ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 405ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ حِزَامِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَتْ جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ: "رَأَيْتُ قَبْلَ قُدُومِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثِ لَيَالٍ كَأَنَّ الْقَمَرَ أَقْبَلَ يَسِيرُ مِنْ يَثْرِبَ حَتَّى وَقَعَ فِي حِجْرِي، فَكَرِهْتُ أَنْ أُخْبِرَ بِهَا أَحَدًا مِنَ النَّاسِ حَتَّى قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا سُبِينَا رَجَوْتُ الرُّؤْيَا، فَلَمَّا أَعْتَقَنِي وَتَزَوَّجَنِي وَاللَّهِ مَا كَلَّمْتُهُ فِي قَوْمِي حَتَّى كَانَ الْمُسْلِمُونَ هُمُ الَّذِينَ أَرْسَلُوهُمْ وَمَا شَعَرْتُ إِلَّا بِجَارِيَةٍ مِنْ بَنَاتِ عَمِّي تُخْبِرُنِي الْخَبَرَ، فَحَمِدْتُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ". [319]

ترجمہ: حزام بن ہشام اپنے والد (ہشام بن حُبیش بن خویلد) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے تین راتیں پہلے خواب دیکھا کہ گویا چاند یثرب (مدینہ منورہ) سے چلتا ہوا آیا اور میری گود میں آگرا۔ میں نے یہ خواب کسی کو بتانا پسند نہ کیا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ پھر جب ہم قیدی بنائے گئے تو مجھے اس خواب کی تعبیر کی امید پیدا ہوئی۔ اس کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آزاد فرمایا اور مجھ سے نکاح کر لیا تو اللہ کی قسم! میں نے اپنی قوم کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی درخواست نہیں کی بلکہ مسلمانوں نے خود ہی انہیں آزاد کر دیا۔ مجھے اس کی خبر بھی اس وقت ہوئی جب میری ایک چچازاد بہن آکر مجھے یہ اطلاع دینے لگی، تو میں نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا۔

غزوہ مُرَیسیع:

غزوہ مُرَیْسِیع (جسے غزوہ بنو مصطلق بھی کہا جاتا ہے) اسلامی تاریخ کا وہ اہم معرکہ ہے جس میں مسلمانوں

---

[319] المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج5 ص35 رقم الحدیث 6859

نے شاندار فتح حاصل کی اور اسی غزوے کے دوران سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا قیدی بن کر مسلمانوں کے پاس آئیں۔

اس کی تفصیلات یہ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ قبیلہ بنو مصطلق کا سردار حارث بن ابی ضرار اپنے قبیلے اور کچھ دیگر قبائل کے لوگوں کے ہمراہ اہل اسلام کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے تیاریاں کر رہا ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ کو حقیقت حال معلوم کرنے کے لیے بنو مصطلق کی طرف روانہ کیا۔ انہوں نے وہاں پہنچ کر حارث بن ضرار سے ملاقات کی اور بات چیت کی اور واپس آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالات سے باخبر کیا کہ واقعی بنو مصطلق اور دیگر قبائل کے لوگ حارث بن ابی ضرار کی قیادت میں مسلمانوں پر حملہ آور ہونے والے ہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَ رَأْسُهُمْ وَسَيِّدُهُمُ الْحَارِثَ بْنَ أَبِي ضِرَارٍ، فَسَارَ فِي قَوْمِه□ وَمَنْ قَدَرَ عَلَيْهِ مِنَ الْعَرَبِ، فَدَعَاهُمْ إِلَى حَرْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَجَابُوهُ وَتَهَيَّؤُوا لِلْمَسِيْرِ مَعَهُ إِلَيْهِ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَعَثَ بُرَيْدَةَ بْنَ الْحَصِيْبِ الْأَسْلَمِيَّ لِيَعْلَمَ عِلْمَ ذٰلِكَ، فَأَتَاهُمْ وَلَقِيَ الْحَارِثَ بْنَ أَبِي ضِرَارٍ وَكَلَّمَهُ، وَرَجَعَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ خَبَرَهُمْ، فَنَدَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ إِلَيْهِمْ، فَأَسْرَعُوا الْخُرُوْجَ. [320]

ترجمہ: بنو مصطلق کے سردار اور رئیس حارث بن ابی ضرار تھے۔ انہوں نے اپنی قوم اور ان عربوں کو، جن پر ان کا اثر و رسوخ تھا، ساتھ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کی دعوت دی۔ لوگوں نے ان کی دعوت قبول کرلی اور ان کے ساتھ جنگ کے لیے روانگی کی تیاری کرنے لگے۔ جب یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریدہ بن حَصِیب اسلمی رضی اللہ عنہ کو حقیقتِ حال معلوم کرنے کے لیے روانہ فرمایا۔ وہ وہاں پہنچے، حارث بن ابی ضرار سے ملاقات کی اور اس سے گفتگو کی۔ پھر واپس آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حالات سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کے مقابلے کے لیے نکلنے کی ترغیب دی، چنانچہ وہ جلد ہی روانہ ہوگئے۔

---

[320] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 2 ص 48 غزوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: المریسیع

نوٹ: لفظِ "مُرَیْسِیْع" میں میم کو پیش جبکہ راء کو زبر کے ساتھ پڑھنا ہے۔

جنگ کے اسباب اور اسلامی لشکر کی روانگی:

مسلمانوں کے پاس کل تیس گھوڑے تھے، جن میں سے دس مہاجرین کے اور بیس انصار کے تھے۔ اسی مختصر مگر مضبوط تیاری کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لشکرِ اسلام کو لے کر روانہ ہوئے۔ روانگی کے وقت مدینہ منورہ کے انتظامی امور کی ذمہ داری مختلف روایات کے مطابق مختلف صحابہ کرام کے سپرد کی گئی؛ بعض روایات میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ملتا ہے، بعض میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کا، اور بعض میں نمیلہ بن عبد اللہ لیثی کا نام آتا ہے کہ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نائب مقرر فرمایا۔

اس غزوہ میں ایک قابلِ ذکر بات یہ بھی ہے کہ بعد میں منافقین کی ایک بڑی تعداد بھی اسلامی لشکر کے ساتھ شامل ہو گئی، حالانکہ اس سے پہلے وہ اتنی بڑی تعداد میں کسی غزوے میں شریک نہیں ہوئے تھے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

وَقَادُوا الْخُيُولَ وَهِيَ ثَلَاثُوْنَ فَرَسًا، فِي الْمُهَاجِرِينَ مِنْهَا عَشَرَةٌ، وَفِي الْأَنْصَارِ عِشْرُوْنَ، وَخَرَجَ مَعَهُ بَشَرٌ كَثِيرٌ مِنَ الْمُنَافِقِينَ، وَلَمْ يَخْرُجُوا فِي غَزَاةٍ قَطُّ مِثْلَهَا، وَاسْتَخْلَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ. [321]

ترجمہ: مسلمانوں کے پاس کل تیس گھوڑے تھے، جن میں سے دس مہاجرین اور بیس انصار کے تھے۔ اس غزوہ میں منافقین کی ایک بڑی تعداد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلی، حالانکہ اس سے پہلے وہ کسی غزوہ میں اس تعداد کے ساتھ شریک نہیں ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔

حافظ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر المعروف ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ (ت 751ھ) لکھتے ہیں:

وَاسْتَعْمَلَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ، وَقِيلَ: أَبَا ذَرٍّ، وَقِيْلَ: نُمَيْلَةَ بْنَ عَبْدِ اللهِ اللَّيْثِيَّ. [322]

---

[321] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج2 ص48 غزوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؛ المریسیع

[322] زاد المعاد فی ھدی خیر العباد لابن القیم: ص514 فصل فی غزوۃ المریسیع

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ پر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا، بعض روایات کے مطابق حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو اور بعض کے مطابق نُمیلہ بن عبد اللہ لیثی کو (نائب مقرر فرمایا گیا)۔

دشمن کا خوف اور لشکرِ اسلام کی پیش قدمی:

دوسری طرف حارث بن ابی ضرار نے اسلامی لشکر کی نقل و حرکت، سپاہیوں کی تعداد اور اسلحے کی کیفیت معلوم کرنے کے لیے ایک جاسوس روانہ کیا، لیکن وہ پکڑا گیا اور مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا۔ جب حارث بن ابی ضرار اور اس کے ساتھیوں کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں اسلامی لشکر ان کی طرف بڑھ رہا ہے اور ان کا جاسوس بھی مارا جا چکا ہے تو وہ سخت خوفزدہ ہو گئے۔ چنانچہ بنو مصطلق کے علاوہ جو دوسرے قبائل ان کے ساتھ شامل تھے، وہ سب واپس چلے گئے۔ ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں لشکرِ اسلام مقامِ قدید کے قریب چشمہ مریسیع تک پہنچ گیا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

وَبَلَغَ الْحَارِثَ بْنَ أَبِي ضِرَارٍ وَمَنْ مَعَهُ مَسِيْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَّهُ قَدْ قُتِلَ عَيْنُهُ الَّذِيْ كَانَ وَجَّهَهُ لِيَأْتِيَهُ بِخَبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسِيءَ بِذٰلِكَ الْحَارِثُ وَمَنْ مَعَهُ، وَخَافُوْا خَوْفًا شَدِيْدًا، وَتَفَرَّقَ مَنْ كَانَ مَعَهُمْ مِنَ الْعَرَبِ، وَانْتَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمُرَيْسِيْعِ وَهُوَ الْمَاءُ. [323]

ترجمہ: حارث بن ابی ضرار اور اس کے ساتھیوں کو یہ خبر پہنچ گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف پیش قدمی فرما رہے ہیں، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کا وہ جاسوس قتل کر دیا گیا ہے جسے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات معلوم کر کے خبر لانے کے لیے بھیجا تھا۔ اس خبر سے حارث اور اس کے ساتھی سخت پریشان اور خوفزدہ ہو گئے۔ مزید یہ کہ ان کے ساتھ شامل عرب قبائل کے لوگ بھی منتشر ہو کر واپس چلے گئے۔ ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چشمہ مریسیع تک پہنچ گئے جو ایک پانی کا مقام تھا۔

مسلمانوں کی شاندار فتح اور مالِ غنیمت:

---

[323] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج2 ص49 غزوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: المریسیع

یہ جنگ کچھ دیر تک جاری رہی۔ دونوں طرف سے تیروں کا تبادلہ ہوا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یکبارگی حملہ کیا تو بنو مصطلق کے قدم اکھڑ گئے۔ مسلمان فتح یاب ہوئے اور مشرکین نے عبرتناک شکست کھائی۔ بنو مصطلق کے دس آدمی مارے گئے جن میں سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر مُسَافع بن صفوان بھی شامل تھے، اور چھ سو کے قریب افراد گرفتار ہوئے۔ ان قیدیوں میں بنو مصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار کی بیٹی بَرّہ (حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا) بھی شامل تھیں۔

مسلمانوں میں سے صرف ایک صحابی حضرت ہشام بن صبابہ رضی اللہ عنہ شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئے، اور یہ بھی ایک شبہ کی وجہ سے شہید ہوئے تھے کہ ایک انصاری صحابی کو ان کی پہچان نہ ہو سکی اور انہوں نے آپ کو دشمن کا آدمی سمجھ کر قتل کر دیا تھا۔

امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب حمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

فَتَزَاحَفَ النَّاسُ، وَاقْتَتَلُوْا، فَهَزَمَ اللّٰهُ بَنِي الْمُصْطَلِقِ، وَقُتِلَ مَنْ قُتِلَ مِنْهُمْ، وَغَنِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْنَاءَهُمْ وَنِسَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ، فَأَفَاءَهُمْ عَلَيْهِ. [324]

ترجمہ: دونوں طرف کے لوگ آمنے سامنے آ گئے اور جنگ شروع ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے بنو مصطلق کو شکست سے دوچار کیا، ان میں سے جو مارے گئے وہ مارے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے بچے، عورتیں اور مالِ غنیمت حاصل ہوا جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے قبضے میں دے دیا۔

امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب حمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

وَقَدْ أُصِيْبَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ كَلْبِ بْنِ عَوْفِ بْنِ عَامِرِ بْنِ لَيْثِ بْنِ بَكْرٍ، يُقَالُ لَهٗ "هِشَامُ بْنُ صَبَابَةَ"، أَصَابَهٗ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ رَهْطِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَهُوَ يَرٰى أَنَّهٗ مِنَ الْعَدُوِّ فَقَتَلَهٗ خَطَأً. [325]

ترجمہ: مسلمانوں میں سے قبیلہ کلب بن عوف بن عامر بن لیث بن بکر کے ایک شخص جن کا نام "ہشام بن صبابہ تھا" وہ ایک حادثے کا شکار ہوئے۔ (جس کی تفصیل یہ ہے کہ) انصار میں سے ایک شخص جو حضرت عبادہ بن صامت

---

[324] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ج4 ص248 غزوۃ بنی المصطلق

[325] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ج4 ص248 غزوۃ بنی المصطلق

رضی اللہ عنہ کے قبیلے سے تعلق رکھتا تھا؛ نے اسے دشمن کا آدمی سمجھ کر غلطی سے قتل کر دیا۔

علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) لکھتے ہیں:

فَقُتِلَ مِنْهُمْ عَشَرَةٌ، وَأُسِرَ سَائِرُهُمْ، وَقُتِلَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ رَجُلٌ وَاحِدٌ. [326]

ترجمہ: ان میں سے دس افراد قتل کر دیے گئے، باقی سب کو قید کر لیا گیا جبکہ مسلمانوں میں سے صرف ایک شخص شہید ہوا۔

حارث بن ابی ضرار اور دیگر چند لوگوں نے راہِ فرار اختیار کی اور بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کا قبولِ اسلام:

ام المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا غزوہ بنو مصطلق میں قید ہوئیں اور حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنی آزادی کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشرطِ نکاح ان کا بدلِ کتابت ادا کیا۔ اس موقع پر انہوں نے بخوشی اسلام قبول کر لیا۔

علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) لکھتے ہیں:

فلما أن أَسْلَمْتُ، وَتَزَوَّجَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [327]

ترجمہ: جب میں نے اسلام قبول کر لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح فرما لیا۔

جویریہ رضی اللہ عنہ ام المؤمنین بنتی ہیں:

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَصَابَ رَسُولُ اللّٰهِ نِسَاءَ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَخْرَجَ الْخُمُسَ مِنْهُ ثُمَّ قَسَمَهُ بَيْنَ النَّاسِ ... فَوَقَعَتْ جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ بْنِ أَبِي ضِرَارٍ فِي سَهْمِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ الْأَنْصَارِيِّ ... فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَنَا جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ سَيِّدِ قَوْمِه وَقَدْ أَصَابَنِي مِنَ الْأَمْرِ مَا قَدْ عَلِمْتَ فَوَقَعْتُ فِي سَهْمِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ فَكَاتَبَنِي عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ. فَأَعِنِّي فِي فِكَاكِي، فَقَالَ: أَوَ خَيْرٌ مِنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَتْ: مَا هُوَ؟ فَقَالَ: أُؤَدِّي عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَأَتَزَوَّجُكِ، قَالَتْ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ فَعَلْتُ.

---

[326] سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج1 ص280 غزوۃ المریسیع

[327] سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج1 ص279 غزوۃ المریسیع

[328]

ترجمہ: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنو مصطلق کی عورتوں کو (بطور قیدی) حاصل کیا تو اس میں سے خمس (پانچواں حصہ) نکالا۔ پھر اسے مجاہدین میں تقسیم کر دیا... سیدہ جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار؛ ثابت بن قیس بن شماس انصاری رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئیں... (ثابت بن قیس بن شماس انصاری رضی اللہ عنہ نے انہیں مکاتبہ بنایا تو وہ اپنی مکاتبت کی رقم کی ادائیگی کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگنے آئیں) جویریہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں اپنی قوم کے سردار حارث کی بیٹی جویریہ ہوں، مجھ پر جو مصیبت آئی ہے وہ آپ سے مخفی نہیں ہے (کہ جنگی قیدی ہوں اور لونڈی بنائی گئی ہوں)۔ میں ثابت بن قیس بن شماس کے حصے میں آئی ہوں اور میں نے ان سے نَو اوقیہ چاندی پر مکاتبت کر لی ہے۔ میں آپ کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوئی ہوں تاکہ آپ میری خلاصی (رقم کی ادائیگی) میں میری مدد فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم اس سے بہتر معاملہ پسند نہیں کرتی ہو؟" انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں تمہاری طرف سے تمہاری رقم ادا کر دیتا ہوں اور تم سے نکاح کر لیتا ہوں۔" انہوں نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! (میں راضی ہوں)۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ایسا ہی کرتا ہوں۔

قوم کے لیے عظیم برکت:

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کا "ام المؤمنین" بننا اُن کی قوم کے لیے ایسی عظیم برکت ثابت ہوا کہ اس قبیلے کے اکثر لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ رہزنی وڈکیتی چھوڑ کر متمدن اور مہذب زندگی اختیار کر لی اور اس کے بعد کبھی مسلمانوں کے خلاف کسی جنگ میں حصہ نہیں لیا۔

امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول نقل فرماتے ہیں جس میں انہوں نے سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کو ان کی قوم کے لیے سب سے بڑی برکت قرار دیا:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: ... تَسَامَعَ - تَعْنِى النَّاسَ - أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَدْ تَزَوَّجَ جُوَيْرِيَةَ فَأَرْسَلُوْا مَا فِىْ أَيْدِيْهِمِ مِنَ السَّبْىِ فَأَعْتَقُوْهُمْ وَقَالُوْا: أَصْهَارُ

[328] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص92 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، - فَمَا رَأَيْنَا امْرَأَةً كَانَتْ أَعْظَمَ بَرَكَةً عَلٰى قَوْمِهَا مِنْهَا أُعْتِقَ فِي سَبَبِهَا مِائَةُ أَهْلِ بَيْتٍ مِنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ. [329]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ جب لوگوں میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمالیا ہے تو جن مسلمانوں کے قبضے میں بنو مصطلق کے قیدی تھے انہوں نے انہیں آزاد کرنا شروع کر دیا اور کہنے لگے: یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرالی رشتہ دار ہیں (تو ہم انہیں کیسے قید میں رکھ سکتے ہیں؟)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ہم نے جویریہ (رضی اللہ عنہا) سے بڑھ کر اپنی قوم کے لیے کسی عورت کو زیادہ بابرکت نہیں دیکھا، کیونکہ ان کی وجہ سے بنو مصطلق کے سو گھرانے آزاد کر دیے گئے۔

بَرّہ سے جویریہ:

امام ابوالحسین مسلم بن الحجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) آپ کے نام کی تبدیلی کے حوالے سے روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَتْ جُوَيْرِيَةُ اسْمُهَا بَرَّةَ، فَحَوَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمَهَا جُوَيْرِيَةَ، وَكَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُقَالَ: خَرَجَ مِنْ عِنْدَ بَرَّةَ. [330]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام پہلے "برہ" تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام تبدیل فرما کر "جویریہ" رکھ دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو ناپسند فرماتے تھے کہ لوگ (یہ وہم کرتے ہوئے) کہیں: "آپ برہ (یعنی نیکی) کے پاس سے نکل گئے ہیں"۔

حجاب کے حکم کی حکمت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کو ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہا) میں شامل

---

[329] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 3931

[330] صحیح مسلم: رقم الحدیث 2140

فرما کر انہیں مکمل پردے (حجاب) کا حکم دیا اور دیگر امہات المؤمنین کی طرح ان کی باری بھی مقرر فرمائی۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 405ھ) روایت کرتے ہیں:

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ عَلٰى جُوَيْرِيَةَ الْحِجَابَ، وَكَانَ يَقْسِمُ لَهَا كَمَا يَقْسِمُ لِنِسَائِه. [331]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کو حجاب کا حکم دیا اور باقی ازواج مطہرات کی طرح ان کے لیے بھی آپ نے باری مقرر فرمائی۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو یہ فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کو حجاب کا حکم دیا، اس بات کو سمجھنے کے لیے اس کا پس منظر سمجھنا ضروری ہے۔ جب پردے کے احکام نازل ہوئے تو آزاد عورت اور باندی میں فرق کرنے کے لیے یوں کیا جاتا کہ آزاد عورت مکمل پردہ فرماتی جبکہ باندیوں کو چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات کا مطلب یہ ہے کہ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باندی نہیں تھیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں باقاعدہ آزاد فرما کر نکاح فرمایا تھا۔ چونکہ یہ پردہ کا حکم دینے والی بات ام المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے حالات میں بھی آرہی ہے اس لیے یہاں اس کی وضاحت کر دی ہے تاکہ وہاں بھی سمجھنے میں آسانی رہے۔

حارث بن ابی ضرار (رضی اللہ عنہ) کا سفر مدینہ:

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد حارث بن ابی ضرار کو جب اپنی بیٹی کی گرفتاری کا علم ہوا تو وہ فدیہ دے کر انہیں چھڑانے کے ارادے سے مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے۔ راستے میں ان کی نیت بدل گئی اور انہوں نے دو قیمتی اونٹ چھپا دیے۔

امام عزالدین علی بن ابی الکرم شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) لکھتے ہیں:

فَأَقْبَلَ أَبُوْهَا الْحَارِثُ بْنُ أَبِيْ ضِرَارٍ لِفِدَاءِ ابْنَتِه، فَلَمَّا كَانَ بِالْعَقِيقِ نَظَرَ إِلَى الْإِبِلِ الَّتِي جَاءَ بِهَا لِلْفِدَاءِ، فَرَغِبَ فِي بَعِيرَيْنِ مِنْهَا، فَغَيَّبَهُمَا فِي شِعْبٍ مِنْ شِعَابِ الْعَقِيْقِ، ثُمَّ أَتَى

---

[331] المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج5 ص36 رقم الحدیث 6862

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَخَذْتُمْ ابْنَتِي، وَهٰذَا فِدَاؤُهَا۔ [332]

ترجمہ: آپ رضی اللہ عنہا کے والد حارث بن ابی ضرار اپنی بیٹی کا فدیہ لے کر آئے۔ جب وہ "عقیق" کے مقام پر پہنچے تو انہوں نے ان اونٹوں کو دیکھا جو فدیہ کے طور پر لائے گئے تھے، تو ان میں سے دو اونٹ جو انہیں اچھے لگ رہے تھے انہیں وادیِ عقیق کی ایک گھاٹی میں چھپا دیا۔ پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے محمد! آپ نے میری بیٹی کو قید کر لیا ہے۔ یہ اس کا فدیہ ہے۔ (یہ لے لیں اور میری بیٹی کو آزاد کر دیں۔)

حارث بن ابی ضرار (رضی اللہ عنہ) اور ان کے خاندان کا قبولِ اسلام:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے اس صورتحال سے آگاہ فرمایا تو آپ نے حارث بن ابی ضرار کو بتایا کہ آپ کے وہ دو اونٹ کہاں ہیں جو آپ نے وادی عقیق کی کسی گھاٹی میں چھپا دیے ہیں۔ حارث بن ابی ضرار نے یہ سنا تو حیران ہوئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ پر وحی بھیجتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی دیکھ کر جہاں حارث بن ابی ضرار مسلمان ہوئے، وہیں ان کے ہمراہ ان کے بیٹے اور دیگر گھر والے بھی دولتِ اسلام سے مالا مال ہو گئے۔

امام عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) فرماتے ہیں:

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأَيْنَ الْبَعِيْرَانِ اللَّذَانِ غَيَّبْتَ بِالْعَقِيْقِ فِي شِعْبِ كَذَا وَكَذَا؟ فَقَالَ الْحَارِثُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، مَا اطَّلَعَ عَلٰى ذٰلِكَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَسْلَمَ الْحَارِثُ، وَابْنَانِ لَهُ، وَنَاسٌ مِنْ قَوْمِه۔ [333]

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حارث بن ابی ضرار سے) فرمایا: "وہ دو اونٹ کہاں ہیں جو تم عقیق کی فلاں فلاں گھاٹی میں چھپا آئے ہو؟" حارث بن ابی ضرار نے یہ سنا تو (حیران رہ گئے اور) بول اٹھے: "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ کی قسم! اس بات کی اطلاع اللہ کے سوا کسی اور کو نہ تھی۔ اسی وقت حارث، ان کے دو بیٹوں اور ان کی قوم کے دیگر لوگوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

---

[332] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج 1 ص 420، 421 الحارث بن ابی ضرار

[333] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج 1 ص 421 الحارث بن ابی ضرار

بیتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلِ بیت:

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے لیے دیگر امہات المؤمنین (رضی اللہ عنہن) کے حجروں سے متصل اور مسجد نبوی کے قریب ہی ایک حجرہ تعمیر کرایا گیا تھا جو سادگی، زہد اور قناعت کا عظیم شاہکار تھا۔ اس کی دیواریں کچی اینٹوں کی اور چھت کھجوروں کی شاخوں سے بنائی گئی تھی جسے گارے سے لیپ دیا گیا تھا۔ دروازے پر اونی ٹاٹ کا پردہ تھا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) امہات المؤمنین (رضی اللہ عنہن) کے ان مبارک حجروں کی ساخت کے حوالے سے تابعین رحمہم اللہ کا آنکھوں دیکھا مشاہدہ یوں نقل فرماتے ہیں:

عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ الْهُذَلِيُّ قَالَ: رَأَيْتُ بُيُوْتَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ هَدَمَهَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ، كَانَتْ بُيُوْتًا بِاللَّبِنِ، وَلَهَا حُجَرٌ مِنْ جَرِيْدٍ مَطْرُوْرَةٌ بِالطِّيْنِ ... قَالَ عُمَرُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ: ... عَلٰى أَبْوَابِهَا مَسُوْحُ الشَّعَرِ. [334]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن زید ہذلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کے گھروں کو دیکھا جب انہیں حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے منہدم کیا تھا۔ وہ گھر کچی اینٹوں سے بنے ہوئے تھے، اور ان کے بعض حصے کھجور کی شاخوں سے بنے تھے جن پر مٹی لیپ دی گئی تھی۔ حضرت عمر بن ابی انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان گھروں کے دروازوں پر بالوں سے بنے ہوئے پردے لگے ہوئے تھے۔

کثرتِ ذکر اللہ:

عبادت اور ذکرِ الٰہی سے سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کی خصوصی رغبت کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ وہ فجر سے چاشت تک اپنے مصلے پر ذکر و عبادت میں مشغول رہیں۔ اس موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک نہایت فضیلت والے ذکر کی تعلیم دی۔

امام ابو الحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) کی روایت نقل فرماتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ جُوَيْرِيَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا بُكْرَةً حِيْنَ صَلَّى الصُّبْحَ وَهِيَ فِي مَسْجِدِهَا ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ أَنْ أَضْحٰى وَهِيَ جَالِسَةٌ، فَقَالَ:مَا زِلْتِ عَلَى الْحَالِ الَّتِي فَارَقْتُكِ عَلَيْهَا؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَقَدْ

---

[334] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 1 ص 387 ذکر بیوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحجر ازواجہ

قُلْتُ بَعْدَكِ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ. [335]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر پڑھنے کے بعد صبح سویرے ان کے پاس سے باہر تشریف لے گئے، اس وقت وہ اپنی نماز کی جگہ (مصلے) پر بیٹھی مشغولِ عبادت تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کافی دیر بعد (چاشت کے وقت) دوبارہ ان کے پاس تشریف لائے تو ان کو بدستور مصلے پر بیٹھے مصروفِ عبادت پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: "جب سے میں باہر گیا ہوں، کیا تم اسی وقت سے اسی جگہ یونہی (مصروفِ عبادت) بیٹھی ہو؟" آپ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے تمہارے یہاں سے جانے کے بعد چار کلمات تین مرتبہ پڑھے ہیں کہ اگر ان کا اس (عبادت اور ذکر) کے ساتھ وزن (موازنہ) کیا جائے جو تم نے صبح سے اب تک کیا ہے، تو وہ (چار کلمات) فضیلت و وزن کے اعتبار سے بڑھ جائیں گے۔ وہ کلمات یہ ہیں: "سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ" (اللہ کی ذات پاک ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں، اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر، اس کی ذات کی رضا کے برابر، اس کے عرش کے وزن کے برابر، اور اس کے کلمات کی سیاہی کے برابر۔)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کلمات بتانے کا مقصد یہ تھا کہ اپنے روزمرہ کے اذکار میں ان جامع کلمات کو بھی شامل کر لیا جائے۔

سادگی اور قناعت کا نمونہ:

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں جہاں عبادت، زہد اور تقویٰ کے روشن پہلو نمایاں ہیں، وہیں آپ سے ایسی روایات بھی منقول ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سادہ طرزِ زندگی اور بعض اہم شرعی احکام کی وضاحت کرتی ہیں۔ ذیل کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ازواجِ مطہرات کے گھروں میں بعض اوقات کھانے پینے کی اشیاء بھی میسر نہ ہوتیں، نیز اس سے صدقہ اور ہدیہ کے احکام کا ایک اہم مسئلہ بھی واضح ہوتا ہے۔

---

[335] صحیح مسلم: رقم الحدیث 2726

امام مسلم بن الحجاج رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ عُبَيْدَ بْنَ السَّبَّاقِ، قَالَ: إِنَّ جُوَيْرِيَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَقَالَ: "هَلْ مِنْ طَعَامٍ؟" قَالَتْ: لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا عِنْدَنَا طَعَامٌ إِلَّا عَظْمٌ مِنْ شَاةٍ أُعْطِيَتْهُ مَوْلَاتِي مِنَ الصَّدَقَةِ، فَقَالَ: "قَرِّبِيْهِ، فَقَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا".[336]

ترجمہ: ابن شہاب سے روایت ہے کہ عبید بن سباق کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور پوچھا: "کیا کچھ کھانے کو ہے؟" آپ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: قسم بخدا، ہمارے پاس کھانے کے لیے کچھ نہیں ہے سوائے بکری کی ایک پر گوشت ہڈی کے جو میری کنیز (باندی) کو صدقے میں ملی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اسے لے آؤ، بے شک وہ (صدقہ جس کو دیا گیا تھا) اس کے مستحق تک پہنچ چکا ہے (اور اب اس کی طرف سے ہمارے لیے ہدیہ ہونے کی وجہ سے حلال ہے)۔

وفات:

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے ایک طویل اور بابرکت عمر پائی۔ آپ کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی اور جنت البقیع میں دیگر امہات المؤمنین کے ہمراہ آرام فرما ہوئیں۔

سن وفات کے بارے میں دو قول ہیں:

(1) سن 50 ہجری

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) نقل فرماتے ہیں:

وَتُوُفِّيَتْ جُوَيْرِيَةُ سَنَةَ خَمْسِيْنَ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ ابْنَةُ خَمْسٍ وَسِتِّيْنَ سَنَةً وَصَلَّى عَلَيْهَا مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ.[337]

ترجمہ: سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے سن پچاس (50) ہجری میں وفات پائی اور اس وقت آپ کی عمر پینسٹھ (65)

---

[336] صحیح مسلم: رقم الحدیث 1073

[337] الطبقات الکبری لابن سعد: ج 8 ص 95 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سال تھی، اور آپ کی نماز جنازہ مروان بن حکم نے پڑھائی۔

(2) سن 56ہجری

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) نقل فرماتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي الْأَبْيَضِ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: تُوُفِّيَتْ جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَهْرِ رَبِيعٍ الْأَوَّلِ سَنَةَ سِتٍّ وَخَمْسِيْنَ فِي خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، وَصَلَّى عَلَيْهَا مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ، وَهُوَ يَوْمَئِذٍ وَالِي الْمَدِيْنَةِ۔ [338]

ترجمہ: عبد اللہ بن ابی الابیض اپنے والد (ابی الابیض) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے دورِ خلافت میں ربیع الاول سن چھپن (56) ہجری میں وفات پائی۔ مدینہ منورہ کے حاکم مروان بن حکم نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ فِى الْعٰلَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

[338] الطبقات الکبری لابن سعد: ج8 ص95 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہما

اجمالی خاکہ

نام	رملہ
کنیت	ام حبیبہ
والد	صخر بن حرب ابو سفیان
والدہ	صفیہ بنت ابو العاص
سن پیدائش	بعثت نبوی سے 17 سال پہلے تقریباً
قبیلہ	بنوامیہ
زوجیت رسول	6 ہجری
سن وفات	44 ہجری
مقامِ تدفین	جنت البقیع (مدینہ منورہ)
کل عمر	74 سال تقریباً

اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہما

نام و نسب:

ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا اصل نام "رملہ" تھا۔ آپ کی کنیت آپ کی بیٹی "حبیبہ بنت عبید اللہ" کی نسبت سے "ام حبیبہ" مشہور ہوئی۔ آپ کا تعلق قبیلہ قریش کی نہایت معزز شاخ "بنو امیہ" سے تھا۔

والد کی طرف سے سلسلہ نسب کچھ یوں ہے:

ام حبیبہ بنت ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس۔

امام عزالدین علی بن ابی الکرم شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) لکھتے ہیں:

أُمُّ حَبِيْبَةَ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ - صَخْرِ بْنِ حَرْبِ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ - الْقُرَشِيَّةُ الْأُمَوِيَّةُ، زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِحْدٰى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ ...وَاسْمُهَا رَمْلَةُ. [339]

ترجمہ: ام حبیبہ بنت ابی سفیان؛ جن کا نام صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس ہے، قریشیہ امویہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ اور امہات المؤمنین میں سے ایک ہیں.... ان کا اصل نام رملہ ہے۔

والدہ کی طرف سے سلسلہ نسب کچھ یوں ہے:

رملہ بنت صفیہ بنت ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) لکھتے ہیں:

وَأُمُّهَا: صَفِيَّةُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ. [340]

ترجمہ: آپ (سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا) کی والدہ صفیہ بنت ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف ہیں۔

والد اور والدہ دونوں کی جانب سے پانچویں پشت (عبد مناف) میں جا کر آپ رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نسب سے مل جاتا ہے۔

---

[339] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج5 ص586 ام حبیبۃ بنت ابی سفیان

[340] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص76 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کنیت:

ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی مشہور کنیت ان کی بیٹی "حبیبہ" کی نسبت سے تھی۔ یہ بیٹی آپ کے پہلے شوہر عبید اللہ بن جحش کے بطن سے پیدا ہوئی تھیں۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) لکھتے ہیں:

تَزَوَّجَهَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ جَحْشِ بْنِ رِيَابِ بْنِ يَعْمُرَ بْنِ صَبْرَةَ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَبِيْرِ بْنِ غَنْمِ بْنِ دُوْدَانَ بْنِ أَسَدِ بْنِ خُزَيْمَةَ، حَلِيْفِ حَرْبِ بْنِ أُمَيَّةَ، فَوَلَدَتْ لَهُ حَبِيبَةَ فَكُنِّيَتْ بِهَا۔ [341]

ترجمہ: آپ (سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا) سے عبید اللہ بن جحش بن ریاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ نے نکاح کیا، جو حرب بن امیہ کے حلیف تھے۔ ان سے آپ رضی اللہ عنہا کی ایک بیٹی "حبیبہ" پیدا ہوئیں جس کی وجہ سے آپ کی کنیت "ام حبیبہ" پڑ گئی۔

ولادت:

ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی ولادتِ باسعادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت سے تقریباً سترہ سال قبل مکہ مکرمہ کے ایک نہایت معزز گھرانے میں ہوئی۔

حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) لکھتے ہیں:

وُلِدَتْ قَبْلَ الْبِعْثَةِ بِسَبْعَةَ عَشَرَ عَامًا۔ [342]

ترجمہ: آپ (سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا) کی ولادت بعثت (اعلانِ نبوت) سے سترہ سال قبل ہوئی۔

خاندانی پسِ منظر:

ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا خاندان بنو امیہ کی چشم و چراغ تھیں۔ آپ کو تمام امہات المؤمنین میں نسبی اعتبار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب ہونے کا منفرد شرف حاصل تھا۔

علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت748ھ) لکھتے ہیں:

---

[341] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص76 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[342] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2508 رملۃ بنت ابی سفیان

وَهِيَ مِنْ بَنَاتِ عَمِّ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَيْسَ فِي أَزْوَاجِهِ□ مَنْ هِيَ أَقْرَبُ نَسَبًا إِلَيْهِ مِنْهَا۔ [343]

ترجمہ: آپ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کی بیٹیوں میں سے تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواجِ مطہرات میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا خاندانی تعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ قریب تھا۔

"امیہ" قریش کا ایک سردار تھا جس کی اولاد کو "بنو امیہ" کہا جاتا تھا۔ قریش کا ہی ایک دوسرا بڑا خاندان "بنو ہاشم" بھی تھا جس سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک تعلق تھا۔ ان دونوں خاندانوں میں خاندانی رقابت اور چشمک چلی آتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانِ نبوت فرمایا تو آپ کی مخالفت میں بنو امیہ زیادہ پیش پیش رہے، وہ نہیں چاہتے تھے کہ ہمارے حریف بنو ہاشم کو یہ اعزاز نصیب ہو۔ تاریخ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ عہدِ رسالت میں اسلام کے خلاف جو بھی جنگیں ہوئیں، ان میں اسی خاندان بنو امیہ کے افراد نے قائدانہ کردار ادا کیا۔ بدر میں جب اس خاندان کے سردار عتبہ، ولید اور حنظلہ کو موت کے گھاٹ اتارا گیا تو اپنے ان سرداروں کا انتقام لینے کے لیے ابوسفیان (جب تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) نے مختلف تدبیریں اختیار کیں۔

بالآخر فتح مکہ کے موقع پر اس خاندان کے اکثر افراد نے اسلام قبول کر لیا۔ اس خاندان میں باصلاحیت لوگوں کی کوئی کمی نہیں تھی، یہ لوگ بہادر، جانباز اور انتظامی صلاحیتوں کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ پڑھے لکھے بھی تھے، اس لیے ان کو سیاسی و فوجی ذمہ داریاں سونپی گئیں۔ فتح مکہ کے موقع پر ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھر کو دارالامن قرار دیا گیا۔

امام ابوالحسین مسلم بن الحجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل فرماتے ہیں:

مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ۔ [344]

ترجمہ: جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو گیا، اس کے لیے امان ہے۔

---

[343] سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج 3 ص 342 ترجمۃ ام حبیبۃ ام المؤمنین

[344] صحیح مسلم: رقم الحدیث 1780

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کتابتِ وحی کی عظیم سعادت سے بہرہ ور فرمایا گیا۔

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَنَّ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ مِنْ جُمْلَةِ الْكُتَّابِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْوَحْيَ. [345]

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ انہی کاتبین وحی میں سے ایک ہیں جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں وحی کو لکھا کرتے تھے۔

اسی خاندان کے چشم وچراغ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو خلافت کے اعلیٰ منصب پر فائز کیا گیا۔

اس کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہا کے خاندان کا خاندانِ نبوت (بنو ہاشم) سے بہت گہرا تعلق رہا ہے۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زُلف تھے؛ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بہن قریبہ صغریٰ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔

امام ابو جعفر محمد بن حبیب بن امیۃ بن عمرو ہاشمی بغدادی رحمہ اللہ (ت 245ھ) فرماتے ہیں:

"مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ" بْنُ حَرْبِ بْنِ أُمَيَّةَ. كَانَتْ عِنْدَهٗ قَرِيْبَةُ الصُّغْرٰى بِنْتُ أَبِيْ أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ أُخْتُ أُمِّ سَلَمَةَ لِأَبِيْهَا لَمْ تَلِدْ لَهٗ. [346]

ترجمہ: قَریبہ صُغریٰ بنت ابی امیہ بن مغیرہ رضی اللہ عنہا حضرت معاویہ بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ کے نکاح میں تھیں جو کہ (ام المؤمنین سیدہ) ام سلمہ کی باپ شریک بہن تھیں۔ ان سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اولاد نہیں تھی۔

قبل از اسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بڑی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح لقیط بن الربیع (جن کی کنیت ابو العاص تھی) سے کیا جو اسی خاندان بنو امیہ کے ایک فرد تھے۔

علامہ محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت 676ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَ لَهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعُ بَنَاتٍ: زَيْنَبُ تَزَوَّجَهَا أَبُو الْعَاصِ بْنُ الرَّبِيْعِ بْنِ

---

[345] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص514 ترجمۃ معاویۃ وذکر شئی من ایامہ وماورد فی مناقبہ وفضائلہ

[346] الہدایۃ والارشاد فی معرفۃ اہل الثقۃ والسداد للکلاباذی: ج2 ص843 رقم الترجمۃ 1423

عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ، وَهُوَ ابْنُ خَالَتِهَا، وَأُمُّهُ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ. وَفَاطِمَةُ تَزَوَّجَهَا عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَرُقَيَّةُ وَأُمُّ كُلْثُوْمٍ تَزَوَّجَهُمَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، تَزَوَّجَ رُقَيَّةَ، ثُمَّ أُمَّ كُلْثُوْمٍ. [347]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں تھیں۔ حضرت زینب (رضی اللہ عنہا) سے ابو العاص بن ربیع بن عبد العزیٰ بن عبد شمس نے نکاح کیا، وہ ان کے خالہ زاد تھے کیونکہ ان کی والدہ ہالہ بنت خویلد تھیں (جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں)۔ حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے حضرت علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) نے نکاح کیا، اور حضرت رقیہ اور حضرت اُمِّ کلثوم (رضی اللہ عنہما) سے حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) نے نکاح کیا؛ پہلے حضرت رقیہ (رضی اللہ عنہا) سے، پھر ان کے بعد حضرت اُمِّ کلثوم (رضی اللہ عنہا) سے۔

اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے، سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح اسی خاندان بنو امیہ کے چشم و چراغ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

امام ابو نُعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق الاصبہانی رحمہ اللہ (ت 430ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ نَزَالِ بْنِ سَبْرَةَ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَسَأَلْنَاهُ عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: ذَاكَ امْرُؤٌ يُدْعٰى فِي الْمَلَإِ الْأَعْلٰى "ذَا النُّوْرَيْنِ" خَتَنُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنَتَيْهِ. [348]

ترجمہ: نزال بن سَبْرَہ سے مروی ہے کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایسی عظیم الشان ہستی ہیں کہ جنہیں آسمانوں میں "ذوالنورین" کہا جاتا ہے، اور وہ؛ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی (یکے بعد دیگرے) دو بیٹیوں کے شوہر ہیں۔

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی والدہ صفیہ بنت ابی العاص، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے والد عفان بن ابی العاص کی سگی بہن تھیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں۔ اس لحاظ سے سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی بہن میمونہ بنت ابی

---

[347] تہذیب الاسماء واللغات للنووی: ج1 ص33 فصل فی ابنائه وبناته

[348] معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم: ج1 ص63 معرفۃ انہ کان ممن صلی القبلتین

سفیان حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ساس تھیں، اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے فرزند شہید کربلا حضرت علی اکبر کی والدہ لیلیٰ بنت ابی مرہ اسی میمونہ کی بیٹی ہیں۔

پہلا نکاح اور قبولِ اسلام:

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بھائی عبید اللہ بن جحش سے ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اوائلِ اسلام ہی میں اپنے شوہر کے ہمراہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔

حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

تَزَوَّجَهَا حَلِيْفُهُمْ عُبَيْدُ اللهِ ـ بِالتَّصْغِيْرِ ـ بْنُ جَحْشِ بْنِ رِئَابِ بْنِ يَعْمُرَ الْأَسَدِيُّ مِنْ بَنِيْ أَسَدِ بْنِ خُزَيْمَةَ، فَأَسْلَمَا. [349]

ترجمہ: آپ (سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا) سے آپ کے حلیف خاندان کے ایک شخص عبید اللہ بن جحش بن یعمر اسدی نے نکاح کیا جن کا تعلق قبیلہ بنو اسد بن خزیمہ سے تھا۔

ہجرتِ حبشہ (ثانیہ):

قبولِ اسلام کے بعد مکہ مکرمہ میں اہلِ اسلام پر حالات بہت تنگ کر دیے گئے تھے۔ چنانچہ مسلمانوں نے مشرکینِ مکہ کے مظالم سے بچنے کے لیے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ پہلی ہجرت 5 نبوی میں ہوئی جس میں چند افراد حبشہ کی طرف گئے اور دوسری ہجرت سن 6 نبوی میں ہوئی جس میں 83 مرد اور 18 خواتین شامل تھے۔ اس دوسری ہجرت میں سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر عبید اللہ بن جحش بھی شریک تھے۔ عبید اللہ بن جحش سے سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے دو بچے پیدا ہوئے۔ ایک عبد اللہ اور دوسری حبیبہ۔ "حبیبہ" کی وجہ سے آپ کی کنیت "ام حبیبہ" مشہور ہوئی۔ حبیبہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت میں رہیں اور ان کا نکاح داؤد بن عروہ بن مسعود ثقفی رحمہ اللہ سے ہوا۔

---

[349] الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2508 رملۃ بنت ابی سفیان

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

فَوَلَدَتْ لَهُ حَبِيْبَةَ، فَكُنِّيَتْ بِهَا، فَتَزَوَّجَ حَبِيبَةَ دَاوُدُ بْنُ عُرْوَةَ بْنِ مَسْعُودٍ الثَّقَفِيُّ. [350]

ترجمہ: عبید اللہ بن جحش سے ان کی ایک بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام "حبیبہ" رکھا گیا۔ اسی بیٹی کے نام پر آپ رضی اللہ عنہا کی کنیت "امِّ حبیبہ" مشہور ہوئی۔ بعد میں حبیبہ سے داؤد بن عروہ بن مسعود ثقفی نے نکاح کیا۔

یہ حبشہ کی طرف دوسری ہجرت تھی، اس سے ایک سال قبل 5 نبوی میں اہل اسلام کے چند افراد نے حبشہ کی طرف پہلی ہجرت کی تھی۔ اس دوسری ہجرت میں 83 مرد اور 18 خواتین شامل تھیں۔

نوٹ: حبشہ، عرب کے جنوب میں واقع مشرقی افریقہ کا ایک ملک ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت اس ملک پر جو شخص حکمران تھے اس کا نام اَصحمہ بن اَبجَر رحمہ اللہ تھا۔ یہ حضرت جعفر طیّار رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے مدینہ نہ آسکے۔ جب ان کے فوت ہونے کی اطلاع مدینہ منورہ آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ ان کی نماز جنازہ ادا کی۔

متعدد احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نجاشی رحمہ اللہ کے جنازے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کر دیا گیا تھا۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا کہ تمہارے بھائی نجاشی انتقال کر گئے ہیں، کھڑے ہو جاؤ اور ان کی نماز جنازہ ادا کرو۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کے پیچھے صفیں بنالیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیریں کہیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم یہی سمجھ رہے تھے کہ حضرت نجاشی رحمہ اللہ کا جسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ہے۔

امام ابو حاتم محمد بن حبان البستی رحمہ اللہ (ت 354ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، قَالَ: "أَنْبَأَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ أَخَاكُمْ النَّجَاشِيَّ تُوُفِّيَ، فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا عَلَيْهِ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَصَفُّوْا خَلْفَهُ، وَكَبَّرَ أَرْبَعًا وَهُمْ لَا يَظُنُّوْنَ إِلَّا أَنَّ جَنَازَتَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ". [351]

---

[350] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 8 ص 76 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[351] صحیح ابن حبان: ص 872 رقم الحدیث 3102

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ تمہارے بھائی نجاشی کا انتقال ہو گیا ہے، پس کھڑے ہو جاؤ اور اس پر نمازِ جنازہ پڑھو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، اور صحابہ کرام آپ کے پیچھے صف بستہ ہوئے، اور آپ نے ان پر چار تکبیریں کہیں، حالانکہ وہ (صحابہ) یہی سمجھ رہے تھے کہ ان کا جنازہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے موجود ہے۔"

یاد رہے کہ حبشی زبان میں بادشاہ کو "نجوس" کہتے ہیں اور حبشی زبان کے اس لفظ کو عربی زبان میں پڑھتے وقت "نجوش" کہا جاتا ہے، اسی سے "نجاشی" بنا ہے۔ حبشہ کے ہر بادشاہ کو نجاشی کہا جاتا تھا۔

امام لغتِ امام مجد الدین ابو السعادات المبارک بن محمد ابن الاثیر الجزری رحمہ اللہ (ت606ھ) اس لفظ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

النَّجَاشِيْ: ... وَهُوَ اسْمُ مَلِكِ الْحَبَشَةِ. [352]

ترجمہ: نجاشی، حبشہ کے بادشاہ کا نام (لقب) ہے۔

"حبشہ" اصل میں عربی نام ہے، یونانی میں اسے "ایتھوپیا" کہتے ہیں اور دنیا کے موجودہ نقشے میں بھی اسے "ایتھوپیا" ہی کے نام سے جانا جاتا ہے۔

حبشہ میں دیکھا گیا ہولناک خواب:

حبشہ کے پر سکون قیام کے دوران ایک رات سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کے انجام کے حوالے سے ایک نہایت ہولناک خواب دیکھا جس نے انہیں سخت پریشان کر دیا۔

حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) لکھتے ہیں:

قَالَتْ أُمُّ حَبِيْبَةَ: رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ زَوْجِي عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ جَحْشٍ بِأَسْوَإِ صُوْرَةٍ، فَفَزِعْتُ. [353]

---

[352] النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر لابن الاثیر: ص887 مادۃ "نجش"

[353] الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2508 رملۃ بنت ابی سفیان

ترجمہ: سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا شوہر عبید اللہ بن جحش نہایت بری (اور مسخ شدہ) صورت میں ہے۔ میں (اسے دیکھ کر) سخت خوفزدہ ہو گئی۔

پہلے شوہر کی حالتِ ارتداد میں وفات:

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا وہ ہولناک خواب جلد ہی حقیقت بن کر سامنے آ گیا جب ان کے شوہر عبید اللہ بن جحش نے اسلام ترک کر کے عیسائیت اختیار کر لی، اور اسی ارتداد کی حالت میں کثرتِ شراب نوشی کے باعث وہ ہلاک ہو گیا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) لکھتے ہیں:

قَالَتْ أُمُّ حَبِيْبَةَ: رَأَيْتُ فِي النَّوْمِ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ جَحْشٍ زَوْجِيْ بِأَسْوَإِ صُوْرَةٍ وَأَشْوَهِهَا، فَفَزِعْتُ فَقُلْتُ: تَغَيَّرَتْ وَاللّٰهِ حَالُهُ، فَإِذَا هُوَ يَقُوْلُ حِينَ أَصْبَحَ: يَا أُمَّ حَبِيْبَةَ! إِنِّي نَظَرْتُ فِي الدِّيْنِ فَلَمْ أَرَ دِيْنًا خَيْرًا مِنَ النَّصْرَانِيَّةِ، وَكُنْتُ قَدْ دِنْتُ بِهَا، ثُمَّ دَخَلْتُ فِي دِيْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَدْ رَجَعْتُ إِلَى النَّصْرَانِيَّةِ، فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ مَا خَيْرٌ لَكَ، وَأَخْبَرْتُهُ بِالرُّؤْيَا الَّتِي رَأَيْتُ لَهُ، فَلَمْ يَحْفِلْ بِهَا وَأَكَبَّ عَلَى الْخَمْرِ حَتّٰى مَاتَ. [354]

ترجمہ: حضرت امِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے خواب میں اپنے شوہر عبید اللہ بن جحش کو نہایت بری اور بد صورت حالت میں دیکھا۔ میں گھبرا کر بیدار ہوئی اور کہا: اللہ کی قسم! معلوم ہوتا ہے کہ اس کا حال بدل گیا ہے۔ جب صبح ہوئی تو میرا شوہر کہنے لگا: اے امِّ حبیبہ! میں نے مختلف ادیان پر غور کیا لیکن مجھے نصرانیت سے بہتر کوئی دین نظر نہیں آیا۔ میں پہلے بھی نصرانی تھا، پھر دینِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں داخل ہوا، اور اب دوبارہ نصرانیت کی طرف لوٹ آیا ہوں۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! یہ تمہارے لیے کوئی اچھا فیصلہ نہیں ہے۔ پھر میں نے اسے وہ خواب بھی سنایا جو میں نے اس کے بارے میں دیکھا تھا لیکن اس نے اس کی کوئی پروانہ کی اور شراب نوشی میں پڑا رہا، یہاں تک کہ اسی حالت میں اس کی موت واقع ہو گئی۔

دیارِ غیر میں پریشانی کے ایام:

شوہر کے ارتداد اور وفات کے بعد سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا دیارِ غیر (حبشہ) میں اکیلی رہ گئیں۔ وطن

[354] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص77 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے دوری اور ان پے در پے صدمات کے باوجود آپ رضی اللہ عنہا نے کمالِ صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا اور دینِ اسلام پر ثابت قدم رہیں۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ جَحْشٍ هَاجَرَ بِأُمِّ حَبِيْبَةَ مَعَهُ إِلٰى أَرْضِ الْحَبَشَةِ فِي الْهِجْرَةِ الثَّانِيَةِ، فَتَنَصَّرَ وَارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ، وَتُوُفِّيَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ، وَثَبَتَتْ أُمُّ حَبِيْبَةَ عَلٰى دِيْنِهَا الْإِسْلَامِ وَهِجْرَتِهَا. [355]

ترجمہ: عبید اللہ بن جحش، امِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کو اپنے ساتھ دوسری ہجرت میں سرزمینِ حبشہ لے گئے تھے۔ وہاں جا کر وہ نصرانی ہو گئے اور اسلام سے مرتد ہو گئے۔ پھر حبشہ ہی میں ان کا انتقال ہو گیا جبکہ امِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا اپنے دینِ اسلام اور اپنی ہجرت پر ثابت قدم رہیں۔

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں:

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے شوہر کے مرتد ہو کر فوت ہونے کی خبر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت صدمہ ہوا۔ دیارِ غیر میں سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی بے بسی کو دور کرنے اور ان کی دلجوئی کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو بادشاہ حبشہ نجاشی کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ آپ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے رضاء و رغبت معلوم کر کے ان کا نکاح میرے ساتھ کر دیں۔

امام عز الدین علی بن ابی الکرم شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) نقل فرماتے ہیں:

قَالَتْ أُمُّ حَبِيْبَةَ: مَا شَعَرْتُ إِلَّا بِرَسُوْلِ النَّجَاشِيِّ جَارِيَةً يُقَالُ لَهَا "أَبْرَهَةُ" كَانَتْ تَقُوْمُ عَلٰى ثِيَابِهِ وَدُهْنِهِ فَاسْتَأْذَنَتْ عَلَيَّ فَأَذِنْتُ لَهَا فَقَالَتْ: إِنَّ الْمَلِكَ يَقُوْلُ لَكِ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَيَّ أَنْ أُزَوِّجَكِ فَقُلْتُ: بَشَّرَكِ اللّٰهُ بِخَيْرٍ. قَالَتْ: وَيَقُوْلُ لَكِ الْمَلِكُ: وَكِّلِي مَنْ يُزَوِّجُكِ، فَأَرْسَلْتُ إِلٰى خَالِدِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ بْنِ أُمَيَّةَ فَوَكَّلْتُهُ وَأَعْطَيْتُ أَبْرَهَةَ سِوَارَيْنِ مِنْ فِضَّةٍ كَانَا عَلَيَّ، وَخَوَاتِيْمَ فِضَّةٍ كَانَتْ فِي أَصَابِعِي سُرُوْرًا بِمَا بَشَّرَتْنِي بِهِ. [356]

ترجمہ: ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نجاشی کی بھیجی ہوئی ابرہہ نامی باندی (جو بادشاہ کے

---

[355] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 8 ص 77 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[356] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج 5 ص 586 ام حبیبۃ بنت ابی سفیان

کپڑوں اور خوشبوؤں کی نگران تھی) نے اچانک آکر مجھ سے اجازت طلب کی، تو میں نے اسے اندر آنے کی اجازت دے دی۔ اس نے آکر کہا: بادشاہ سلامت آپ سے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خط لکھا ہے کہ میں آپ کا نکاح ان (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کر دوں۔ (یہ سن کر) میں نے کہا: اللہ تجھے خیر کی بشارت دے! پھر باندی نے کہا: بادشاہ آپ سے فرماتے ہیں کہ آپ اپنا کوئی وکیل مقرر کر لیں جو آپ کا نکاح پڑھائے۔ چنانچہ میں نے حضرت خالد بن سعید بن العاص بن امیہ رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا اور انہیں اپنا وکیل مقرر کر لیا، اور اس بشارت کی خوشی میں جو باندی نے مجھے سنائی تھی، میں نے اسے چاندی کے دو کنگن اور چاندی کی وہ انگوٹھیاں اتار کر ہدیہ کر دیں جو میری انگلیوں میں تھیں۔

شاہی محل میں نکاح کی تقریب:

اس کے بعد حضرت نجاشی رحمہ اللہ نے نہایت شاہانہ اور باوقار انداز میں اس نکاح کی تقریب کا انعقاد کیا۔

امام عزالدین علی بن ابی الکرم شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) نقل فرماتے ہیں:

فَلَمَّا كَانَ الْعَشِيُّ أَمَرَ النَّجَاشِيُّ جَعْفَرَ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ وَمَنْ هُنَاكَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ أَنْ يَحْضُرُوْا، وَخَطَبَ النَّجَاشِيُّ فَحَمِدَ اللهَ، وَقَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَيَّ أَنْ أُزَوِّجَهُ أُمَّ حَبِيْبَةَ بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ، فَأَجَبْتُ إِلَى مَا دَعَا إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ أَصْدَقْتُهَا أَرْبَعَ مِائَةِ دِينَارٍ، ثُمَّ سَكَبَ الدَّنَانِيْرَ بَيْنَ يَدَيِ الْقَوْمِ، فَتَكَلَّمَ خَالِدُ بْنُ سَعِيْدٍ، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، وَقَالَ: أَمَّا بَعْدُ! فَقَدْ أَجَبْتُ رَسُوْلَ اللهِ إِلَى مَا دَعَا إِلَيْهِ، وَزَوَّجْتُهُ أُمَّ حَبِيْبَةَ بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ، وَبَارَكَ اللهُ لِرَسُوْلِه□، وَدَفَعَ النَّجَاشِيُّ الدَّنَانِيْرَ إِلَى خَالِدٍ فَقَبَضَهَا. [357]

ترجمہ: جب شام ہوئی تو حضرت نجاشی رحمہ اللہ نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور وہاں موجود دیگر مسلمانوں کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ اس کے بعد نجاشی نے خطبہ دیا، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور کہا: اما بعد! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خط لکھا ہے کہ میں آپ کا نکاح امِ حبیبہ بنت ابی سفیان (رضی اللہ عنہما) سے کر دوں۔ چنانچہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس درخواست کو قبول کر لیا ہے، اور میں نے ان کا مہر چار سو دینار مقرر

[357] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج5 ص586 ام حبیبۃ بنت ابی سفیان

کرکے ادا کردیا ہے۔ پھر اس نے حاضرین کے سامنے دینار رکھ دیے۔ اس کے بعد حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ (جو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے وکیل تھے) نے گفتگو کی، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور کہا: اما بعد! میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس درخواست کو قبول کرلیا ہے اور امِّ حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کردیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس نکاح میں برکت عطا فرمائے۔ اس کے بعد نجاشی نے وہ دینار حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کے حوالے کیے اور انہوں نے انہیں وصول کرلیا۔

نجاشی کی جانب سے تحائف:

حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) اس نکاح کے بعد ملنے والے تحائف اور مدینہ روانگی کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں:

قَالَتْ أُمُّ حَبِيْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: فَلَمَّا وَصَلَ إِلَيَّ الْمَالُ أَعْطَيْتُ أَبْرَهَةَ مِنْهُ خَمْسِيْنَ دِيْنَارًا، قَالَتْ: فَرَدَّتْهُ عَلَيَّ وَقَالَتْ: إِنَّ الْمَلِكَ عَزَمَ عَلَيَّ بِذٰلِكَ، وَرَدَّتْ عَلَيَّ مَا كُنْتُ أَعْطَيْتُهَا أَوَّلًا، ثُمَّ جَاءَتْنِي مِنَ الْغَدِ بِعُوْدٍ وَوَرْسٍ وَعَنْبَرٍ وَزَبَادٍ كَثِيْرٍ. [358]

ترجمہ: حضرت امِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب وہ مال (حق مہر) میرے پاس پہنچا تو میں نے اس میں سے پچاس دینار ابرہہ (باندی) کو دیے لیکن اس نے مجھے وہ دینار واپس کردیے اور کہا: بادشاہ نے مجھے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے (کہ میں آپ سے کچھ نہ لوں)۔ نیز اس باندی نے مجھے وہ چیزیں بھی واپس کردیں جو میں نے پہلے اسے دی تھیں۔ پھر اگلے دن وہ میرے پاس بہت سا عود، ورس، عنبر اور زباد (خوشبو کی اقسام) لے کر آئی۔

اسی مجلس میں نکاح کی تقریب میں شرکت کرنے والوں کو کھانا بھی کھلایا گیا (ولیمہ کیا گیا)۔

امام ابوعبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) فرماتے ہیں:

فَقَالَ: اجْلِسُوْا، فَإِنَّ سُنَّةَ الْأَنْبِيَاءِ إِذَا تَزَوَّجُوْا أَنْ يُؤْكَلَ طَعَامٌ عَلَى التَّزْوِيْجِ، فَدَعَا بِطَعَامٍ فَأَكَلُوْا. [359]

ترجمہ: جب (نجاشی نے) نکاح کا معاملہ مکمل کرلیا تو اس نے کہا: آپ لوگ تشریف رکھیں کیونکہ انبیاء (علیہم

---

[358] الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2508 رملہ بنت ابی سفیان

[359] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص78 ذکر ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

السلام) کی سنت ہے کہ جب وہ نکاح کریں تو اس موقع پر کھانا کھلایا جائے۔ چنانچہ اس نے کھانا منگوایا اور سب نے کھایا۔

اس کے بعد سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بحری جہاز کے ذریعے خیبر کے راستے مدینہ منورہ روانہ کر دیا گیا۔

امام ابوعبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) لکھتے ہیں:

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: جَهَّزَهَا إِلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّجَاشِيُّ، وَبَعَثَ بِهَا مَعَ شُرَحْبِيْلِ بْنِ حَسَنَةَ. [360]

ترجمہ: امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت نجاشی رحمہ اللہ نے حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روانہ کرنے کا انتظام کیا اور انہیں شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا۔

آپ رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ تشریف لائیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ بن کر "ام المؤمنین" کے معزز اعزاز سے سرفراز ہو گئیں۔

مبارک خواب کی تعبیر:

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے حبشہ میں ہی ایک اور نہایت مبارک خواب دیکھا تھا جس میں انہیں "ام المؤمنین" کے معزز لقب سے پکارا گیا تھا۔

امام ابوعبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) نقل کرتے ہیں:

عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: رَأَيْتُ فِي النَّوْمِ ... كَأَنَّ آتِيًا يَقُوْلُ: "يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ!" فَفَزِعْتُ فَأَوَّلْتُهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَزَوَّجُنِيْ. [361]

ترجمہ: حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک آنے والا شخص مجھے "اے امّ المؤمنین!" کہہ کر پکار رہا ہے۔ میں گھبرا کر بیدار ہوئی۔ پھر میں نے اس خواب کی تعبیر یہ سمجھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے نکاح فرمائیں گے۔

---

[360] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص79 ذکر ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

[361] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص77 ذکر ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بسترِ رسول کی حرمت:

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ عقیدت و محبت تھی۔ جیسا کہ حدیثِ مبارک میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک میری محبت اسے اپنی اولاد، اپنے والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ نہ ہو جائے۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی اسی کامل محبت اور والہانہ عقیدت کا ایک نہایت ایمان افروز واقعہ اس وقت پیش آیا جب ان کے والد ابو سفیان (جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر بیٹھنے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہا فوراً اٹھ کھڑی ہوئیں اور ادب کے ساتھ انہیں اس بستر سے ہٹا دیا اور پھر فرمایا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاکیزہ بستر ہے، جبکہ آپ ابھی شرک کی نجاست سے پاک نہیں ہوئے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ أَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ الْمَدِيْنَةَ جَاءَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُرِيْدُ غَزْوَ مَكَّةَ، فَكَلَّمَهُ أَنْ يَزِيْدَ فِي هُدْنَةِ الْحُدَيْبِيَةِ فَلَمْ يَقْبَلْ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ فَدَخَلَ عَلَى ابْنَتِه أُمِّ حَبِيبَةَ، فَلَمَّا ذَهَبَ لِيَجْلِسَ عَلٰى فِرَاشِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَوَتْهُ دُوْنَهُ، فَقَالَ: يَا بُنَيَّةُ! أَرَغِبْتِ بِهٰذَا الْفِرَاشِ عَنِّي أَمْ بِي عَنْهُ؟ فَقَالَتْ: بَلْ هُوَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنْتَ امْرُؤٌ نَجِسٌ مُشْرِكٌ. [362]

ترجمہ: حضرت زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب ابو سفیان بن حرب مدینہ منورہ آئے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کی طرف لشکر کشی کا ارادہ فرما چکے تھے۔ ابو سفیان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور صلحِ حدیبیہ کی مدت میں توسیع کی درخواست کی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ درخواست قبول نہ فرمائی۔ پھر ابو سفیان وہاں سے اٹھ کر اپنی بیٹی سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ جب انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر بیٹھنا چاہا تو سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے وہ بستر ان سے سمیٹ لیا۔ ابو سفیان نے کہا: بیٹی! کیا تم نے اس بستر کو مجھ سے بہتر سمجھ کر مجھ سے بچا لیا ہے، یا مجھے اس بستر کے لائق نہیں سمجھا؟ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر مبارک ہے، اور آپ

---

[362] الطبقات الکبری لابن سعد: ج 8 ص 79 ذکر ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ایک مشرک آدمی ہیں جو (شرک کی وجہ سے) ناپاک ہیں۔

اتباعِ شریعت:

دین اسلام کی یہ عظیم خصوصیت ہے کہ اس میں زندگی کے ہر موڑ کی مکمل رہنمائی موجود ہے کہ خوشیاں کیسے منانی ہیں اور رنج و مصیبت کے وقت کیا طرزِ عمل اختیار کرنا ہے۔ ایسے کٹھن حالات میں شریعت کے حکم کی اتباع کرنا نفس پر بہت مشکل ہوتا ہے لیکن سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے مزاج میں شریعت کی اتباع اس قدر رچ بس چکی تھی کہ صدمے کی حالت میں بھی قدم قدم پر شریعت کو مقدم رکھا۔

امام ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) اس عظیم اتباعِ شریعت کا واقعہ یوں نقل فرماتے ہیں:

عَنْ صَفِيَّةَ، أَنَّ أُمَّ حَبِيْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا مَاتَ أَبُوْهَا أَبُوْ سُفْيَانَ دَعَتْ بِطِيْبٍ فَطَلَتْ بِهِ□ ذِرَاعَيْهَا وَعَارِضَيْهَا، ثُمَّ قَالَتْ: إِنِّيْ كُنْتُ عَنْ هٰذَا لَغَنِيَّةً لَوْلَا أَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ، فَإِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا".[363]

ترجمہ: حضرت صفیہ سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو آپ رضی اللہ عنہا نے خوشبو منگوائی اور اپنے بازوؤں اور رخساروں پر لگایا۔ پھر فرمایا: مجھے اس خوشبو کی کوئی ضرورت نہ تھی لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو عورت اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتی ہو، اس کے لیے کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا جائز نہیں، البتہ شوہر کے انتقال پر وہ چار ماہ دس دن سوگ کرے گی (چنانچہ میں نے یہ خوشبو اس لیے استعمال کی ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ تین دن کے بعد سوگ ختم ہو چکا ہے۔)

ذوقِ عبادت:

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نہایت عبادت گزار خاتون تھیں اور ہر وقت ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتیں۔

---

[363] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 8 ص 79 ذکر ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

فرائض وواجبات کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ آپ رضی اللہ عنہا نفلی عبادات کا بھی بہت زیادہ اہتمام فرماتیں۔ ایک بار آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے 12 رکعات نفل (سننِ رواتب) کی فضیلت سنی تو اس وقت سے لے کر آخر عمر تک کبھی ان کا ناغہ نہیں کیا۔

امام ابو الحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) نقل فرماتے ہیں:

عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّي لِلّٰهِ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيْضَةٍ، إِلَّا بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ. قَالَتْ أُمُّ حَبِيْبَةَ: فَمَا بَرِحْتُ أُصَلِّيْهِنَّ بَعْدُ. [364]

ترجمہ: سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: "جو مسلمان فرض کے علاوہ روزانہ 12 رکعات نفل (سنتیں) ادا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دیتا ہے۔" ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "جب سے میں نے یہ سنا تو اس کے بعد سے میں ہمیشہ یہ (بارہ رکعات) پڑھتی رہتی ہوں۔"

حقوق العباد کی فکر مندی:

آپ رضی اللہ عنہا کو فکرِ آخرت اس قدر دامن گیر تھی کہ اپنی وفات سے چند دن قبل تمام حقوق العباد کی معافی تلافی کو یقینی بنایا تاکہ اللہ کے حضور پیش ہوتے وقت دل ہر قسم کی رنجش سے پاک ہو۔

حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) نقل فرماتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَعَتْنِي أُمُّ حَبِيبَةَ عِنْدَ مَوْتِهَا فَقَالَتْ: قَدْ كَانَ يَكُونُ بَيْنَنَا مَا يَكُونُ بَيْنَ الضَّرَائِرِ، فَتُحَلِّلِينِي مِنْ ذَلِكَ، فَحَلَّلْتُهَا وَاسْتَغْفَرْتُ لَهَا. [365]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنی وفات سے قبل مجھے بلایا اور کہا: ہمارے درمیان وہ باتیں ہوتی رہی ہیں جو عموماً سوکنوں کے درمیان ہو جایا کرتی ہیں، لہٰذا مجھ سے درگزر کیجیے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ان سے درگزر کیا اور ان کے لیے مغفرت کی دعا کی۔

وفات:

---

[364] صحیح مسلم: رقم الحدیث 728

[365] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2509 ترجمۃ رملۃ بنت ابی سفیان

ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے طویل اور بابرکت عمر پائی۔ اپنے بھائی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مدینہ منورہ میں وفات پا کر جنت البقیع میں دیگر امہات المؤمنین کے ہمراہ آرام فرما ہوئیں۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

وَتُوُفِّيَتْ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَأَرْبَعِيْنَ فِي خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ. [366]

ترجمہ: سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے 44 ہجری میں سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے دورِ خلافت میں وفات پائی۔

فائدہ: وفات کے وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر تقریباً 74 سال تھی اور آپ کو مدینہ منورہ کے مبارک قبرستان جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

اَللّٰھُمَّ صَــــلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَــــلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

[366] الطبقات الکبری لابن سعد: ج 8 ص 80 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اُمّ المؤمنین سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا

اجمالی خاکہ

نام	صفیہ
والد	حُیی بن اخطب
والدہ	حزہ بنت سموئیل
سن پیدائش	بعثت نبوی سے 2سال بعد تقریباً
قبیلہ	بنو نضیر
زوجیت رسول	صفر7ہجری
سن وفات	50ہجری
مقامِ تدفین	جنت البقیع (مدینہ منورہ)
کل عمر	65سال تقریباً

اُمّ المؤمنین سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا

نام ونسب:

ام المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا اصل نام "زینب" تھا جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کے بعد تبدیل فرما کر "صفیہ" رکھا۔ آپ کا تعلق یہودیوں کے معزز قبیلہ "بنو نضیر" سے تھا۔ آپ اس قبیلے کے سردار حیی بن اخطب کی بیٹی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا خاندانی شرف نہایت بلند تھا کیونکہ آپ کا سلسلہ نسب والد کی جانب سے اللہ کے نبی حضرت ہارون بن عمران علیہما السلام سے جاملتا ہے۔

امام شہاب الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک قسطلانی مصری رحمہ اللہ (ت 923ھ) لکھتے ہیں:

صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ بْنِ سَعْدِ بْنِ ثَعْلَبَةَ بْنِ عُبَيْدٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ مِنْ سِبْطِ هَارُوْنَ بْنِ عِمْرَانَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ. [367]

ترجمہ: صفیہ بنت حیی بن اخطب بن سعد بن ثعلبہ بن عبید۔ آپ کا تعلق بنی اسرائیل میں سے حضرت ہارون بن عمران علیہما الصلوٰۃ والسلام کی اولاد (خاندان) سے ہے۔

والدہ کی جانب سے آپ رضی اللہ عنہا کا تعلق بنو قریظہ سے تھا۔ آپ کی والدہ کا نام "برہ" یا "ضرہ" تھا، جو قبیلہ بنو قریظہ کے سردار سموئیل (سموال) کی بیٹی تھیں۔

امام شہاب الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک قسطلانی مصری رحمہ اللہ (ت 923ھ) لکھتے ہیں:

وَأُمُّهَا ضَرَّةُ بِنْتُ سَمْوَالَ. [368]

ترجمہ: اور آپ (رضی اللہ عنہا) کی والدہ ضرہ (یا برہ) بنت سموال ہیں۔

ولادت:

---

[367] المواہب اللدنیۃ للقسطلانی: ج1 ص412

[368] المواہب اللدنیۃ للقسطلانی: ج1 ص412

آپ رضی اللہ عنہا کی ولادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت سے تقریباً 2 سال بعد میں ہوئی۔

خاندانی پس منظر:

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا تعلق یہود کے نہایت ممتاز اور معزز قبیلے بنو نضیر سے تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا کے والد حُیَیّ (ح پر پیش اور "ی" کو دوبار پڑھنا ہے، پہلی بار زبر کے ساتھ اور دوسری پر جزم یا تشدید کے ساتھ) قبیلہ بنو نضیر کے سردار تھے۔ آپ کا خاندانی شرف اس قدر بلند تھا کہ آپ والد کی جانب سے اللہ کے نبی حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل میں سے تھیں۔

اولادِ نبی اور قبیلے کے سردار کی بیٹی ہونے کی وجہ سے آپ کو معاشرے میں نہایت عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ والدہ کی طرف سے بھی آپ رضی اللہ عنہا کے خون میں سرداری کے اوصاف پائے جاتے تھے۔

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف زرقانی مالکی رحمہ اللہ (ت 1122ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَ أَبُوْهَا سَيِّدَ بَنِيْ نَضِيْرٍ ... إِنَّ أَبَاهَا كَانَ لَهُ فِيْهِمْ سِيَادَةٌ وَعَظَمَةٌ ... إِنَّهَا مِنْ بَيْتِ رِيَاسَةٍ، وَمِنْ بَيْتِ النُّبُوَّةِ، مِنْ وَلَدِ هَارُوْنَ. [369]

ترجمہ: اور آپ (رضی اللہ عنہا) کے والد بنو نضیر کے سردار تھے... آپ کے والد کو اپنی قوم میں بڑی سرداری اور عظمت حاصل تھی... آپ رضی اللہ عنہا کا تعلق ریاست (سرداری) والے گھرانے اور نبوت والے گھرانے سے تھا، (جو) حضرت ہارون (علیہ السلام) کی اولاد میں سے تھا۔

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح:

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی عمر جب 14 برس کی ہوئی تو آپ کی شادی سَلَّام بن مِشْکَم قرظی سے کر دی گئی، جو اپنے قبیلے بنو نضیر کا سردار تھا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد سلام بن مشکم نے آپ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

كَانَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ تَزَوَّجَهَا سَلَّامُ بْنُ مِشْكَمٍ الْقُرَظِيِّ، ثُمَّ فَارَقَهَا. [370]

---

[369] شرح العلامۃ الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ: ج4 ص429

[370] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص95 صفیۃ بنت حیی

ترجمہ: صفیہ بنت حیی (رضی اللہ عنہا) سلَّام بن مِشْکَم قرظی کے نکاح میں تھیں۔ پھر اس نے آپ کو طلاق دے دی۔

یہ سلَّام بن مِشْکَم اسلام دشمنی میں بہت سرگرم رہا کرتا تھا۔ غزوہ بدر کے بعد جب قریشِ مکہ کے رئیس ابوسفیان (اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے) اپنے مقتولینِ بدر کا انتقام لینے کے لیے دو سو اونٹ سواروں کے ساتھ مدینہ کی طرف بڑھے تو سیدھے اسی سلَّام بن مِشْکَم قرظی کے پاس آئے تھے۔

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب حمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

فَخَرَجَ فِي مِائَتَيْ رَاكِبٍ مِنْ قُرَيْشٍ لِيَبَرَّ يَمِينَهُ ... فَانْصَرَفَ عَنْهُ إِلٰى سَلَّامِ بْنِ مِشْكَمٍ، وَكَانَ سَيِّدَ بَنِي النَّضِيْرِ فِي زَمَانِهِ□ ذٰلِكَ، وَصَاحِبَ كَنْزِهِمْ، فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ، فَأَذِنَ لَهُ، فَقَرَاهُ وَسَقَاهُ، وَبَطَّنَ لَهُ مِنْ خَبَرِ النَّاسِ. [371]

ترجمہ: ابوسفیان قریش کے دو سو سواروں کو ساتھ لے کر اپنی قسم پوری کرنے کے لیے روانہ ہوئے ... پھر وہاں سے واپس ہو کر سلَّام بن مِشْکَم کے پاس آئے۔ وہ اس زمانے میں بنو نضیر کے سردار اور ان کے نگرانِ خزانہ تھے۔ ابوسفیان نے ان سے ملاقات کی اجازت طلب کی، انہوں نے اجازت دے دی۔ پھر سلَّام بن مِشْکَم نے ان کی مہمان نوازی کی، انہیں کھانا کھلایا، پانی پلایا اور لوگوں کے حالات و معاملات سے متعلق خفیہ معلومات بھی ان کے سامنے بیان کیں۔

نوٹ: یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ ابھی تک ایمان نہیں لائے تھے۔ بعد میں آپ ایمان لے آئے اور جلیل القدر صحابی بنے۔

[371] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ج2 ص41 غزوۃ السویق

بنو نضیر کی جلا وطنی کا پسِ منظر:

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے، اسلام کی دعوت دی اور لوگوں نے اسلام کو قبول کرنا شروع کیا تو مدینہ میں پہلے سے موجود مذہبی اثر ورسوخ کے مالک یہود کے وقار میں خاطر خواہ کمی آنے لگی۔ بت پرست مشرکوں میں تسلسل کے ساتھ پھیلتی ہوئی یہودیت بھی سکڑ گئی۔ دوسری طرف مکہ کے قریشی بدر میں ہلاک ہونے والے اپنے سرداروں کا انتقام لینے اور اسلام کو ختم کرنے کے لیے مدینہ کے یہودیوں کو اپنے ساتھ ملا رہے تھے۔ گویا مشرکینِ مکہ اور یہودِ مدینہ دونوں اسلام کو مٹانے کے لیے اکٹھے ہو گئے۔

بئرِ معونہ کا المناک واقعہ:

صفر 4 ہجری میں بنو عامر کے ابو براء سردار عامر بن مالک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسلام کی دعوت دی لیکن اس سے قبول نہ کی البتہ اس نے درخواست کی کہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کے علاقے میں بھیجا جائے تاکہ وہ لوگوں کو اسلام کی تعلیم دیں۔ اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نجد والوں سے خطرہ تھا لیکن عامر بن مالک کی ضمانت پر آپ نے ستر قراء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضرت منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ کی قیادت میں روانہ فرما دیا۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ کو ایک خط بھی دیا کہ جا کر بنو عامر کے سردار عامر بن طفیل کو دے دیں۔

جب یہ قافلہ بئرِ معونہ پہنچا تو حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط عامر بن طفیل کو دیا مگر اس نے ایک شخص کے ذریعے انہیں شہید کروا دیا۔ اس کے بعد عامر بن طفیل نے دیگر قبائل رِعل، ذکوان اور عُصیہ کی مدد سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر حملہ کر دیا، جس میں تقریباً تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے۔ البتہ حضرت کعب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ زخمی حالت میں زندہ بچ گئے اور بعد میں غزوۂ خندق میں شہادت پائی۔

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) لکھتے ہیں:

قَدِمَ أَبُوْ بَرَاءٍ عَامِرُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جَعْفَرٍ ... عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ فَعَرَضَ عَلَيْهِ الْإِسْلَامَ وَدَعَاهُ إِلَيْهِ فَلَمْ يُسْلِمْ وَلَمْ يَبْعُدْ وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! لَوْ بَعَثْتَ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِكَ إِلٰی أَهْلِ نَجْدٍ فَدَعَوْهُمْ إِلٰی أَمْرِكَ رَجَوْتُ أَنْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ، فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ: إِنِّي أَخْشٰى عَلَيْهِمْ أَهْلَ نَجْدٍ، فَقَالَ أَبُو بَرَاءٍ: أَنَا لَهُمْ جَارٌ، فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُنْذِرَ بْنَ عَمْرٍو أَخَا بَنِيْ سَاعِدَةَ "الْمُعْنِقَ لِيَمُوْتَ" [372] فِيْ أَرْبَعِيْنَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابه□ مِنْ خِيَارِ الْمُسْلِمِيْنَ ... فَسَارُوْا حَتّٰى نَزَلُوْا بِئْرَ مَعُوْنَةَ وَهِيَ بَيْنَ أَرْضِ بَنِي عَامِرٍ وَحَرَّةِ بَنِي سُلَيْمٍ فَلَمَّا نَزَلُوْا بَعَثُوْا حَرَامَ بْنَ مِلْحَانَ بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى عَامِرِ بْنِ الطُّفَيْلِ فَلَمَّا أَتَاهُ لَمْ يَنْظُرْ فِي الْكِتَابِ حَتّٰى عَدَا عَلَى الرَّجُلِ فَقَتَلَهُ ثُمَّ اسْتَصْرَخَ عَلَيْهِمْ بَنِيْ عَامِرٍ فَأَبَوْا أَنْ يُجِيبُوْا إِلٰى مَا دَعَاهُمْ وَقَالُوْا: لَنْ نُخْفِرَ أَبَا بَرَاءٍ قَدْ عَقَدَ لَهُمْ عَقْدًا وَجِوَارًا فَاسْتَصْرَخَ عَلَيْهِمْ قَبَائِلَ مِنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ؛ عُصَيَّةَ وَرِعْلًا وَذَكْوَانَ وَالْقَارَةَ فَأَجَابُوْهُ إِلٰى ذٰلِكَ فَخَرَجُوْا حَتّٰى غَشَوُا الْقَوْمَ فَأَحَاطُوْا بِهِمْ فِيْ رِحَالِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْهُمْ أَخَذُوْا أَسْيَافَهُمْ ثُمَّ قَاتَلُوْا الْقَوْمَ حَتّٰى قُتِلُوْا عَنْ اٰخِرِهِمْ إِلَّا كَعْبَ بْنَ زَيْدٍ أَخَا بَنِيْ دِيْنَارِ بْنِ النَّجَّارِ فَإِنَّهُمْ تَرَكُوْهُ بِه□ رَمَقٌ فَارْتُثَّ مِنْ بَيْنِ الْقَتْلٰى فَعَاشَ حَتّٰى قُتِلَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ. [373]

ترجمہ: ابو براء عامر بن مالک بن جعفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی اور انہیں اسلام کی طرف بلایا، لیکن وہ نہ مسلمان ہوئے اور نہ ہی دور ہوئے۔ انہوں نے کہا: اے محمد! اگر آپ اپنے صحابہ میں سے کچھ آدمیوں کو اہلِ نجد کی طرف بھیج دیں اور وہ انہیں آپ کے دین کی دعوت دیں تو امید ہے کہ وہ آپ کی بات قبول کرلیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ان کے بارے میں نجد کے لوگوں سے خطرہ ہے (کہ وہ کہیں نقصان نہ پہنچائیں)۔ ابو براء نے کہا: میں ان کا ذمہ دار ہوں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منذر بن عمرو (رضی اللہ عنہ)؛ بنی ساعدہ کے ایک شخص کو جو "اَلْمُعْنِقَ لِيَمُوْتَ" کے لقب سے معروف تھا بھیجا اور ان کے ساتھ چالیس صحابہ کرام کو بھیجا جو بہترین مسلمانوں میں سے تھے ... یہ لوگ روانہ ہوئے یہاں تک کہ وہ "بئر معونہ" کے مقام پر پہنچے جو بنی عامر اور بنی سلیم کے علاقے کے درمیان تھا۔ جب وہ وہاں اترے تو اس قافلہ والوں نے حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط دے کر عامر بن طفیل (بنو عامر کے سردار) کے پاس بھیجا گیا لیکن عامر بن طفیل نے خط دیکھنے سے پہلے ہی اپنے ایک آدمی کو اشارہ کیا

---

[372] "اَلْمُعْنِقَ لِيَمُوْتَ" کا معنی ہے: "موت کی طرف تیزی سے بڑھنے والا"۔ یہ حضرت منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ کا لقب ہے۔ اس لقب کی وجہ یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہادت حاصل کرنے کے شوق میں اس قدر تیزی سے آگے بڑھتے تھے کہ گویا اپنی جائے شہادت کی طرف دوسروں سے سبقت لے گئے ہیں۔

[373] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج2 ص453 سرية بئر معونة

اور انہیں قتل کر دیا۔ پھر عامر بن طفیل نے بنو عامر سے طلب کی (تا کہ مسلمانوں کی اس جماعت کو قتل کر سکے) لیکن انہوں نے کہا کہ ہم ابو براء کی امان کو توڑ نہیں سکتے کیونکہ اس نے ان سے معاہدہ اور حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ اس کے بعد عامر بن طفیل نے بنی سلیم کے قبائل؛ عُصیہ، رِعل، ذکوان اور قارہ سے ان کے خلاف مدد طلب کی تو وہ اس پر تیار ہو گئے۔ وہ لوگ آئے اور مسلمانوں کو گھیر لیا، ان کی جگہ کا محاصرہ کر لیا۔ مسلمانوں نے جب انہیں دیکھا تو اپنی تلواریں سنبھال لیں اور آخر تک لڑتے رہے، یہاں تک کہ سب شہید ہو گئے سوائے حضرت کعب بن زید کے جو زندہ بچے اور شدید زخمی حالت میں میدانِ جنگ میں پڑے رہے۔ پھر وہ ایک عرصہ تک زندہ رہے یہاں تک کہ غزوۂ خندق کے دن شہید ہوئے۔

سانحۂ بئرِ معونہ کے بعد دو صحابہ کرام کا طرزِ عمل:

دو صحابہ کرام، حضرت منذر بن محمد اور حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہما، قافلے کے جانور چرانے کے لیے دور گئے ہوئے تھے۔ واپسی پر انہوں نے پرندوں کو ایک جگہ منڈلاتے دیکھا تو کسی حادثے کا اندیشہ ہوا۔ قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ ان کے تمام ساتھی شہید ہو چکے ہیں۔ دونوں نے مشورہ کیا؛ حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ جا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دینے کی رائے دی، جبکہ حضرت منذر بن محمد رضی اللہ عنہ نے دشمن سے لڑ کر شہادت حاصل کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ وہ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے، جبکہ حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ قید کر لیے گئے۔ بعد میں عامر بن طفیل نے اپنی ماں کی منت کے بدلے ان کے بال کٹوا کر انہیں آزاد کر دیا۔

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَ فِي سَرْحِ الْقَوْمِ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، فَلَمْ يُنَبِّئْهُمَا بِمُصَابِ الْقَوْمِ إِلَّا الطَّيْرُ تَحُومُ حَوْلَ الْعَسْكَرِ، فَقَالَا: وَاللّٰهِ إِنَّ لِهٰذِهِ الطَّيْرِ لَشَأْنًا، فَأَقْبَلَا لِيَنْظُرَا، فَإِذَا الْقَوْمُ فِي دِمَائِهِمْ، وَإِذَا الْخَيْلُ الَّتِي أَصَابَتْهُمْ وَاقِفَةٌ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ لِعَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ: مَاذَا تَرٰى؟ فَقَالَ: أَرٰى أَنْ نَلْحَقَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنُخْبِرَهُ الْخَبَرَ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: لَمْ أَكُنْ لِأَرْغَبَ بِنَفْسِيْ عَنْ مَوْطِنٍ قُتِلَ فِيهِ الْمُنْذِرُ بْنُ عَمْرٍو، وَمَا كُنْتُ لِأُخْبَرَ عَنْهُ الرِّجَالَ، فَقَاتَلَ الْقَوْمَ حَتّٰى قُتِلَ، وَأُخِذَ عَمْرٌو أَسِيْرًا، فَلَمَّا أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُ مِنْ مُضَرَ أَطْلَقَهُ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ، وَجَزَّ نَاصِيَتَهُ، وَأَعْتَقَهُ عَنْ رَقَبَةٍ كَانَتْ عَلٰى أُمِّهِ فِيمَا زَعَمَ.

[374]

ترجمہ: (جنگل میں) مویشیوں کے پاس حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ اور انصار میں سے بنو عمرو بن عوف کے ایک شخص موجود تھے۔ انہیں اپنے ساتھیوں پر آنے والی مصیبت کی خبر اس وقت ہوئی جب انہوں نے پرندوں (گِدھوں) کو لشکر کے اوپر منڈلاتے دیکھا۔ دونوں نے کہا: اللہ کی قسم! ان پرندوں کی یہ حالت کسی غیر معمولی واقعے کی نشاندہی کر رہی ہے۔ چنانچہ وہ حقیقت معلوم کرنے کے لیے آئے تو دیکھا کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے خون میں لت پت شہید پڑے ہیں اور حملہ آوروں کے گھوڑے وہاں کھڑے ہیں۔ انصاری صحابی نے حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میری رائے یہ ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر اس واقعہ کی اطلاع دیں۔ انصاری صحابی نے کہا: میں اپنی جان کو اس مقام سے بچانا پسند نہیں کرتا جہاں حضرت منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ شہید ہوئے ہیں، اور نہ ہی مجھے یہ گوارا ہے کہ میں ان کے بارے میں دوسروں کو خبر دوں (جبکہ خود میدان چھوڑ دوں)۔ پھر وہ دشمن سے لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے جبکہ حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ قیدی بنا لیے گئے۔ جب انہوں نے بتایا کہ وہ قبیلہ مُضَر سے تعلق رکھتے ہیں تو عامر بن طفیل نے انہیں آزاد کر دیا البتہ ان کی پیشانی کے بال کاٹ دیے اور یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ اس نے انہیں اپنی ماں پر واجب ایک غلام آزاد کرنے کے نذر یا کفارے کے بدلے میں آزاد کیا ہے۔

عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کا بنو عامر کے دو افراد کو قتل کرنا:

واپسی کے سفر میں حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کا سامنا بنو عامر کے دو افراد سے ہوا۔ انہیں دشمن سمجھ کر آپ رضی اللہ عنہ نے دونوں کو قتل کر دیا، لیکن مدینہ منورہ پہنچنے پر معلوم ہوا کہ وہ بنو عامر سے تعلق رکھتے تھے، جن کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معاہدہ تھا۔ چونکہ یہ قتل لاعلمی اور غلط فہمی کی بنا پر ہوا تھا، اس لیے قصاص کے بجائے ان کی دیت لازم آئی۔

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) لکھتے ہیں:

وَخَرَجَ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ، حَتّٰى إِذَا كَانَ بِالْقَرْقَرَةِ مِنْ صَدْرِ قَنَاةَ، أَقْبَلَ رَجُلَانِ مِنْ بَنِي

[374] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج2 ص453، 454 سرية بئر معونة

عَامِرٍ، حَتّٰى نَزَلَا فِي ظِلٍّ هُوَ فِيْهِ، وَكَانَ مَعَ الْعَامِرِيَّيْنِ عَهْدٌ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجِوَارٌ لَمْ يَعْلَمْهُ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ، وَقَدْ سَأَلَهُمَا حِيْنَ نَزَلَا: مِمَّنْ أَنْتُمَا؟ قَالَا: مِنْ بَنِي عَامِرٍ، فَأَمْهَلَهُمَا، حَتّٰى إِذَا نَامَا عَدَا عَلَيْهِمَا فَقَتَلَهُمَا، وَهُوَ يَرٰى أَنَّهُ قَدْ أَصَابَ بِهِمَا ثَأْرًا مِنْ بَنِي عَامِرٍ فِيْمَا أَصَابُوْا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا قَدِمَ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَهُ بِالْخَبَرِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَقَدْ قَتَلْتَ قَتِيْلَيْنِ لَأَدِيَنَّهُمَا". ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هٰذَا عَمَلُ أَبِي بَرَاءٍ، قَدْ كُنْتُ لِهٰذَا كَارِهًا مُتَخَوِّفًا". فَبَلَغَ ذٰلِكَ أَبَا بَرَاءٍ، فَشَقَّ عَلَيْهِ إِخْفَارُ عَامِرٍ إِيَّاهُ، وَمَا أَصَابَ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبَبِهِ وَجِوَارِهِ. [375]

ترجمہ: حضرت عمرو بن اُمیہ رضی اللہ عنہ وہاں سے روانہ ہوئے۔ جب وہ قنَاۃ کے ابتدائی حصے میں واقع مقام "القرقرۃ" پر پہنچے تو بنو عامر کے دو آدمی آئے اور اسی سایہ میں آکر ٹھہر گئے جہاں وہ موجود تھے۔ ان دونوں عامری افراد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امان اور عہد حاصل تھا لیکن حضرت عمرو بن اُمیہ رضی اللہ عنہ کو اس کا علم نہ تھا۔ جب وہ دونوں اترے تو حضرت عمرو بن اُمیہ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: "تم کس قبیلے سے ہو؟" انہوں نے جواب دیا: "ہم بنو عامر سے ہیں۔" چنانچہ آپ نے انہیں مہلت دی، یہاں تک کہ جب وہ سو گئے تو آپ نے ان پر حملہ کر کے دونوں کو قتل کر دیا، کیونکہ آپ کا خیال تھا کہ اس طرح آپ نے بنو عامر سے اپنے ان ساتھیوں کا بدلہ لے لیا ہے جنہیں انہوں نے شہید کیا تھا۔ پھر جب حضرت عمرو بن اُمیہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم نے دو ایسے آدمیوں کو قتل کر دیا ہے جن کی دیت میں ضرور ادا کروں گا۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ سب ابو براء کے سبب ہوا ہے، مجھے ابتدا ہی سے اس معاملے کے بارے میں ناگواری اور اندیشہ تھا۔" جب یہ بات ابو براء تک پہنچی تو اسے بہت صدمہ ہوا کہ عامر بن طفیل نے اس کی دی ہوئی امان کو پامال کر دیا اور اس کے عہد و ذمہ داری کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ مصیبت پیش آئی۔

بنو نضیر کی عہد شکنی اور سازش:

بنو عامر کے مقتولین کی دیت کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو نضیر کے سرداروں کے پاس

---

[375] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج2 ص454 سریۃ بئر معونۃ

تشریف لے گئے، کیونکہ وہ بھی بنو عامر کے حلیف تھے۔ بنو نضیر نے تعاون کا وعدہ کیا، لیکن خفیہ طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کے لیے اوپر سے بڑا پتھر گرانے کی سازش کی۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے آگاہ فرما دیا، چنانچہ آپ فوراً وہاں سے واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) لکھتے ہیں:

ثُمَّ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى بَنِي النَّضِيْرِ يَسْتَعِيْنُهُمْ فِي دِيَةِ ذَيْنِكَ الْقَتِيلَيْنِ مِنْ بَنِي عَامِرِ اللَّذَيْنِ قَتَلَهُمَا عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ، لِلْعَهْدِ الَّذِي كَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهُمَا، وَكَانَ بَيْنَ بَنِي النَّضِيْرِ وَبَيْنَ بَنِيْ عَامِرٍ عَهْدٌ وَحِلْفٌ، فَلَمَّا أَتَاهُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا: نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ! نُعِيْنُكَ عَلٰى مَا أَحْبَبْتَ، ثُمَّ خَلَا بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ، فَقَالُوْا: إِنَّكُمْ لَنْ تَجِدُوا الرَّجُلَ عَلٰى مِثْلِ حَالَِه هٰذِه - وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى جَنْبِ جِدَارٍ مِنْ بُيُوْتِهِمْ قَاعِدٌ - فَمَنْ رَجُلٌ يَعْلُو عَلٰى هٰذَا الْبَيْتِ فَيُلْقِي عَلَيْهِ صَخْرَةً وَيُرِيْحَنَا مِنْهُ؟ فَانْتَدَبَ لِذٰلِكَ عَمْرُو بْنُ جَحَّاشِ بْنِ كَعْبٍ، فَقَالَ: أَنَا لِذٰلِكَ، فَصَعِدَ لِيُلْقِيَ عَلَيْهِ صَخْرَةً كَمَا قَالَ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِه، فِيهِمْ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعَلِيٌّ، فَأَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَاءِ بِمَا أَرَادَ الْقَوْمُ، فَقَامَ وَخَرَجَ رَاجِعًا إِلَى الْمَدِيْنَةِ. [376]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو نضیر کے پاس تشریف لے گئے تاکہ بنو عامر کے ان دو مقتولوں کی دیت کی ادائیگی میں ان سے تعاون حاصل کریں، جنہیں حضرت عمرو بن اُمیہ رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا تھا۔ ان دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے (بوجہ معاہدہ) امان حاصل تھی اور بنو نضیر و بنو عامر کے درمیان بھی معاہدہ اور حلیفانہ تعلق موجود تھا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنو نضیر کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے کہا: جی ہاں، اے ابو القاسم! آپ جو تعاون چاہیں ہم کریں گے۔ پھر وہ آپس میں الگ ہو کر مشورہ کرنے لگے اور کہنے لگے: آج ہمیں ایسا موقع دوبارہ نہیں ملے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ہمارے ایک گھر کی دیوار کے ساتھ تشریف فرما ہیں، تو کون ہے جو اس گھر کی چھت پر چڑھ کر آپ پر ایک بڑا پتھر گرا دے اور ہمیں ان سے نجات دلائے؟ اس کام کے لیے عمرو بن جحاش بن کعب تیار ہو گیا اور بولا: میں یہ کام کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ چھت پر چڑھا تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر گرا دے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، جن

[376] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج2ص455 غزو ۃ بنی النضیر و فیھا سورۃ الحشر

میں حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے، کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی سازش سے آگاہ فرما دیا، چنانچہ آپ فوراً وہاں سے اٹھے اور مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے۔

بنو نضیر کی دوسری سازش:

غزوۂ بدر کے بعد قریشِ مکہ نے یہودِ مدینہ کو خط لکھ کر مسلمانوں کے خلاف ابھارا۔ چنانچہ بنو نضیر نے ان کے ابھارنے پر یہ بدعہدی اور سازش کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ آپ اپنے تین صحابہ کرام کے ساتھ ہمارے پاس تشریف لائیں، اور ہم بھی اپنے تین علماء کو ساتھ لے آئیں گے۔ اگر ہمارے علماء نے آپ کی دعوت کو قبول کر لیا تو ہم بھی آپ کی پیروی اختیار کر لیں گے۔ انہوں نے اپنے تین آدمیوں کو خفیہ طور پر خنجر دے کر مسلح کر رکھا تھا تاکہ موقع پا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیں۔ معاذ اللہ۔ اسی دوران بنو نضیر کی ایک عورت نے اپنے ایک انصاری مسلمان بھائی کو ان کے اس ناپاک منصوبے کی اطلاع دے دی جس نے فوراً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سازش سے آگاہ کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوراً واپس تشریف لے آئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کا محاصرہ فرما دیا۔

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف زرقانی مالکی رحمہ اللہ (ت 1122ھ) لکھتے ہیں:

فَلَمَّا كَانَتْ وَقْعَةُ بَدْرٍ كَتَبَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَعْدَهَا إِلَى الْيَهُودِ أَنَّكُمْ أَهْلُ الْحَلْقَةِ وَالْحُصُوْنِ يُتَهَدِّدُوْنَهُمْ، فَاجْتَمَعَ بَنُو النَّضِيرِ عَلَى الْغَدْرِ، فَأَرْسَلُوا إِلَيْهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اخْرُجْ إِلَيْنَا فِي ثَلَاثَةٍ مِنْ أَصْحَابِكَ، وَيَلْقَاكَ ثَلَاثَةٌ مِنْ عُلَمَائِنَا، فَإِنْ آمَنُوْا بِكَ اتَّبَعْنَاكَ، فَاشْتَمَلَ الْيَهُوْدُ الثَّلَاثَةَ عَلَى الْخَنَاجِرِ، فَأَرْسَلَتِ امْرَأَةٌ مِنْ بَنِي النَّضِيرِ إِلَى أَخٍ لَهَا مِنَ الْأَنْصَارِ مُسْلِمٍ تُخْبِرُهُ بِأَمْرِهِمْ، فَأَخْبَرَ أَخُوْهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ يَصْدُرَ إِلَيْهِمْ، فَرَجَعَ وَصَبَّحَهُمْ بِالْكَتَائِبِ. [377]

ترجمہ: جب غزوۂ بدر ہوا تو اس کے بعد قریشِ مکہ نے یہود کو خط لکھا کہ تم ہتھیاروں اور مضبوط قلعوں والے لوگ ہو، تمہیں مسلمانوں کے خلاف اقدام کرنا چاہیے۔ اس کے بعد بنو نضیر نے عہد شکنی پر اتفاق کیا اور نبی کریم صلی اللہ

[377] شرح العلامۃ الزرقانی: ج2ص510 حدیث بنی نضیر

علیہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ آپ اپنے تین صحابہ کرام کے ساتھ ہمارے پاس آئیں، اور ہم اپنے تین علماء کو لے کر آئیں گے۔ اگر وہ آپ پر ایمان لے آئے تو ہم بھی آپ کی پیروی کریں گے۔ دراصل یہود نے اپنے تین آدمیوں کو خفیہ طور پر خنجر دے کر مسلح کر رکھا تھا تاکہ موقع پا کر حملہ کریں۔ اسی دوران بنو نضیر کی ایک عورت نے اپنے انصاری مسلمان بھائی کو ان کے اس منصوبے کی خبر دے دی۔ اس نے فوراً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کر دیا، جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے اور صحابہ کرام کے ساتھ ان کا محاصرہ فرمایا۔

غزوہ بنو نضیر:

بنو نضیر کی عہد شکنی، غداری اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازش کے نتیجے میں غزوۂ بنو نضیر پیش آیا۔ چنانچہ ربیع الاول 4 ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے ذریعے بنو نضیر کو یہ پیغام بھجوایا کہ انہوں نے معاہدے کی خلاف ورزی کر کے عہد توڑ دیا ہے، لہٰذا انہیں دس دن کی مہلت دی جاتی ہے کہ مدینہ چھوڑ کر چلے جائیں، ورنہ ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

علامہ محمد بن عمر واقدی رحمہ اللہ (ت 207ھ) لکھتے ہیں:

وَجَاءَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ، فَقَالَ: اذْهَبْ إِلٰى يَهُوْدِ بَنِي النَّضِيْرِ فَقُلْ لَهُمْ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ـ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـ أَرْسَلَنِيْ إِلَيْكُمْ أَنِ اخْرُجُوْا مِنْ بَلَدِه. فَلَمَّا جَاءَهُمْ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَنِي بِرِسَالَةٍ ... يَقُولُ لَكُمْ: قَدْ نَقَضْتُمُ الْعَهْدَ الَّذِي جَعَلْتُ لَكُمْ بِمَا هَمَمْتُمْ بِه مِنَ الْغَدْرِ بِي! وَأَخْبَرَهُمْ بِمَا كَانُوْا ارْتَأَوْا مِنَ الرَّأْيِ، وَظُهُوْرِ عَمْرِو بْنِ جَحَّاشٍ عَلَى الْبَيْتِ يَطْرَحُ الصَّخْرَةَ، فَأُسْكِتُوا فَلَمْ يَقُولُوا حَرْفًا. وَيَقُولُ: اخْرُجُوا مِنْ بَلَدِيْ، فَقَدْ أَجَّلْتُكُمْ عَشْرًا، فَمَنْ رُئِيَ بَعْدَ ذٰلِكَ ضُرِبَتْ عُنُقُهُ! [378]

ترجمہ: حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا: "یہودِ بنی النضیر کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے تمہاری طرف یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ تم میری بستی سے نکل جاؤ۔" جب وہ ان کے پاس پہنچے تو فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں یہ پیغام دیتے ہیں کہ تم نے اُس عہد کو توڑ دیا ہے جو میں نے تمہارے ساتھ کیا تھا، کیونکہ تم نے میرے ساتھ غداری کا ارادہ کیا تھا!۔ نیز

---

[378] المغازی للواقدی: ج1 ص366 تا 368 غزوۃ بنی النضیر

انہوں نے انہیں اُس منصوبے کی بھی خبر دی جو انہوں نے باہمی مشورے سے بنایا تھا، نیز عمرو بن جحاش کے مکان کی چھت پر چڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر چٹان گرانے کی سازش کا بھی ذکر کیا۔ یہ سن کر وہ خاموش ہو گئے اور ایک حرف بھی نہ بول سکے۔ پھر فرمایا: (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ہے کہ) میری بستی سے نکل جاؤ۔ میں تمہیں دس دن کی مہلت دیتا ہوں۔ اس کے بعد جو شخص یہاں نظر آئے گا، اس کی گردن اڑا دی جائے گی۔

جب یہ لوگ جانے کے لیے تیار نہ ہوئے تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا محاصرہ کیا۔ کئی دن تک یہ محاصرہ جاری رہا۔ لشکر اسلام نے ان کی معاشی قوت کے استیصال کے لیے ان کے باغات تک جلا دیے۔

امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ ابن عبد البر قرطبی مالکی رحمہ اللہ (ت 463ھ) لکھتے ہیں:

وَأَمَرَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ بِالتَّهَيُّؤِ لِقِتَالِهِمْ وَحَرْبِهِمْ، وَخَرَجَ إِلَيْهِمْ، وَاسْتَعْمَلَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ ابْنَ أُمِّ مَكْتُوْمٍ، وَذٰلِكَ فِي رَبِيْعِ الْأَوَّلِ أَوَّلِ السَّنَةِ الرَّابِعَةِ مِنَ الْهِجْرَةِ. فَتَحَصَّنُوْا مِنْهُ فِي الْحُصُوْنِ، فَحَاصَرَهُمْ سِتَّ لَيَالٍ، وَأَمَرَ بِقَطْعِ النَّخْلِ وَإِحْرَاقِهَا. [379]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو ان سے قتال اور جنگ کی تیاری کا حکم دیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف روانہ ہوئے، اور مدینہ منورہ میں حضرت ابنِ اُمِّ مکتوم رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔ یہ واقعہ ہجرت کے چوتھے سال، ماہِ ربیع الاول کے آغاز میں پیش آیا۔ بنو نضیر قلعوں میں جا کر پناہ گزین ہو گئے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ راتوں تک ان کا محاصرہ فرمایا، اور کھجور کے درختوں کو کاٹنے اور انہیں جلانے کا حکم دیا۔

منافقین کی فریب دہی اور بنو نضیر کی جلاوطنی:

عبد اللہ بن اُبی اور دیگر منافقین نے بنو نضیر کو مدد و حمایت کا یقین دلایا، مگر وقتِ ضرورت انہیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا۔ جب بنو نضیر ہر طرف سے بے بس ہو گئے تو انہوں نے صلح کی درخواست کی۔ چنانچہ انہیں اس شرط پر مدینہ سے جلاوطن کر دیا گیا کہ ہتھیاروں کے سوا اپنے اموال میں سے جتنا سامان اونٹوں پر لاد سکیں، ساتھ لے جا سکتے ہیں۔ اس کے بعد ان میں سے اکثر خیبر اور بعض شام کی طرف روانہ ہو گئے۔ خیبر جانے والوں میں سیدہ صفیہ

[379] الدرر في اختصار المغازي والسير لابن عبد البر: ص48غزوة بني النضير

رضی اللہ عنہا کے والد حُیَیّ بن اَخطب، سلام بن ابی الحُقیق اور کنانہ بن ربیع جیسے بڑے سردار بھی شامل تھے۔ خیبر پہنچ کر انہیں وہاں خاص مقام واثر ورسوخ حاصل ہوا، یہاں تک کہ اہلِ خیبر نے ان کی قیادت تسلیم کرلی۔

امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ ابن عبد البر قرطبی مالکی رحمہ اللہ (ت 463ھ) لکھتے ہیں:

وَوَعَدَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيِّ بْنِ سَلُوْلٍ وَمَنْ مَعَهٗ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ بَنِي النَّضِيْرِ: إِنَّا مَعَكُمْ، وَإِنْ قُوتِلْتُمْ قَاتَلْنَا مَعَكُمْ، وَإِنْ أُخْرِجْتُمْ خَرَجْنَا مَعَكُمْ. فَاغْتَرُّوْا بِذٰلِكَ. فَلَمَّا جَاءَتِ الْحَقِيْقَةُ خَذَلُوْهُمْ وَأَسْلَمُوْهُمْ، فَأَلْقَوْا بِأَيْدِيهِمْ. وَسَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكُفَّ عَنْ دِمَائِهِمْ وَيُجْلِيَهُمْ عَلٰى أَنَّ لَهُمْ مَا حَمَلَتِ الْإِبِلُ مِنْ أَمْوَالِهِمْ إِلَّا السِّلَاحَ، فَاحْتَمَلُوْا كَذٰلِكَ إِلٰى خَيْبَرَ، وَمِنْهُمْ مَنْ سَارَ إِلَى الشَّام. وَكَانَ مِمَّنْ سَارَ مِنْهُمْ إِلٰى خَيْبَرَ أَكَابِرُهُمْ حُيَيُّ بْنُ أَخْطَبَ، وَسَلَّامُ بْنُ أَبِي الْحُقَيْقِ، وَكِنَانَةُ بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ أَبِي الْحُقَيْقِ. فَدَانَتْ لَهُمْ خَيْبَرُ. [380]

ترجمہ: عبد اللہ بن اُبی بن سلول اور اس کے ساتھ موجود منافقوں نے بنو نضیر کو پیغام بھیجا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں، اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم بھی تمہارے ساتھ مل کر لڑیں گے، اور اگر تمہیں نکالا گیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل جائیں گے۔ چنانچہ بنو نضیر اس وعدے سے دھوکے میں آگئے مگر جب حقیقت کا وقت آیا تو منافقوں نے انہیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا اور ان کا ساتھ نہ دیا، جس کے نتیجے میں بنو نضیر نے ہتھیار ڈال دیے۔ پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ان کی جانیں بخشی جائیں اور انہیں جلاوطن کر دیا جائے، اس شرط پر کہ وہ اپنے اموال میں سے اتنا سامان ساتھ لے جاسکتے ہیں جتنا اونٹ اٹھا سکیں، البتہ ہتھیار ساتھ لے جانے کی اجازت نہ ہوگی۔ چنانچہ وہ اسی شرط کے مطابق خیبر چلے گئے، جبکہ ان میں سے بعض شام کی طرف روانہ ہوئے۔ خیبر جانے والوں میں ان کے بڑے سردار حُیَیّ بن اَخطب، سلام بن ابی الحُقیق اور کنانہ بن ربیع بن ابی الحُقیق بھی شامل تھے۔ پھر خیبر ان کے زیرِ اثر اور تابع ہو گیا۔

بنو نضیر کا مال:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کے اموال کو مہاجرین میں تقسیم فرمایا تاکہ مہاجرین کے حالات بہتر ہوں اور انصار پر مالی بوجھ میں کمی آئے اگرچہ انصار کو یہ خرچہ ہرگز بوجھ معلوم نہ ہوتا تھا وہ تو اپنے لیے اس کو سعادت

---

[380] الدرر في اختصار المغازي والسير لابن عبد البر: ص48غزوة بني النضير

سمجھتے تھے حتیٰ کہ اپنے آپ پر مہاجرین کو ترجیح دیتے تھے۔

انصار کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ہم اس فیصلہ پر راضی ہیں۔ آپ یہ مال صرف مہاجرین میں تقسیم فرما دیں اور ہمارے مہاجر بھائی ہمارے گھر میں پہلے کی طرح رہیں اور اگر وہ ہمارے مال سے بھی خرچ کرنا چاہیں تو اپنی مرضی سے خرچ کر سکتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود بنو نضیر کے اموال کو مہاجرین میں تقسیم کر دیا صرف دو انصاری صحابی جو تنگدست تھے ابو دُجانہ اور سَہل بن حُنَیف رضی اللہ عنہما ان کو بھی عطا فرمایا۔ اس غزوے میں دو شخص یامین بن عمیر اور ابو سعد ابن وَہب رضی اللہ عنہما مسلمان ہوئے۔

امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ ابن عبد البر قرطبی مالکی رحمہ اللہ (ت 463ھ) لکھتے ہیں:

وَقَسَمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْوَالَ بَنِي النَّضِيْرِ بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ خَاصَّةً، إِلَّا أَنَّهُ أَعْطٰى مِنْهَا أَبَا دُجَانَةَ سِمَاكَ بْنَ خَرَشَةَ، وَسَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ، وَكَانَا فَقِيرَيْنِ. وَإِنَّمَا قَسَمَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ؛ لِأَنَّهُمْ إِذْ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ شَاطَرَهُمُ الْأَنْصَارُ ثِمَارَهُمْ، وَعَلٰى ذٰلِكَ بَايَعُوْا لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ عَلٰى نُصْرَتِه وَمُوَاسَاةِ أَصْحَابِه. فَرَدَّ الْمُهَاجِرُوْنَ الْأَنْصَارَ ثِمَارَهُمْ، وَلَمْ يُسْلِمْ مِنْ بَنِي النَّضِيْرِ إِلَّا رَجُلَانِ: يَامِيْنُ بْنُ عُمَيْرِ بْنِ كَعْبِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ جُحَاشٍ، وَأَبُوْ سَعِيْدِ بْنُ وَهْبٍ. [381]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کے اموال خاص طور پر مہاجرین کے درمیان تقسیم فرمائے، البتہ ان (یعنی انصارِ مدینہ) میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو دُجانہ سِماک بن خَرَشہ اور سَہل بن حُنَیف کو بھی عطا فرمایا، کیونکہ یہ دونوں تنگدست تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مال مہاجرین کے درمیان اس لیے تقسیم فرمایا کہ جب وہ مدینہ منورہ تشریف لائے تھے تو انصار نے انہیں اپنے پھلوں اور اموال میں شریک کر لیا تھا، اور اسی بنیاد پر انہوں نے بیعتِ عقبہ کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہمدردی پر بیعت کی تھی۔ بعد میں مہاجرین نے انصار کو ان کے پھل واپس کر دیے۔

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا دوسرا نکاح:

---

[381] الدرر في اختصار المغازي والسير لابن عبد البر: ص48 غزوة بني النضير

مدینہ منورہ سے جلاوطن ہو کر جب یہ لوگ خیبر پہنچے تو سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے والد حیی بن اخطب نے آپ کا دوسرا نکاح کنانہ بن ربیع (بن ابی الحقیق) سے کر دیا۔ کنانہ، خیبر کے سردار ابو رافع کا بھتیجا تھا اور خود بھی خیبر کے مشہور قلعہ "القموص" کا حاکم اور بنو نضیر کے خزانوں کا نگران تھا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) لکھتے ہیں:

فَتَزَوَّجَهَا كِنَانَةُ بْنُ الرَّبِيْعِ بْنِ أَبِي الْحُقَيْقِ النَّضَرِيُّ. [382]

ترجمہ: اس (سَلَّام بن مِشْكَم سے طلاق ہونے) کے بعد کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق نضری نے آپ (سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا) سے نکاح کر لیا۔

یہ وہی کنانہ بن ربیع تھا جو بعد ازاں غزوۂ خیبر کے موقع پر مارا گیا۔

جنگ کی تیاریاں:

آپ رضی اللہ عنہا کے والد حیی بن اخطب جب خیبر آئے تو یہاں اسلام کے خلاف فیصلہ کن معرکہ لڑنے کی تیاریاں شروع کیں۔ آس پاس کے قبائل کو آمادہ کیا یہاں تک کہ ایک بڑا لشکر جنگ کے لیے تیار کر لیا۔

غزوہ ذی قَرد:

یہود نے قبیلہ غطفان کو بھی لالچ دے کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ عبد الرحمٰن بن عیینہ بن حِصْن فزاری نے چند افراد کے ساتھ مل کر یہ شرارت کی کہ مقام ذِی قَرد (چراگاہ کا نام ہے) جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیاں چر رہی تھیں ان پر حملہ کر دیا۔ اونٹنیوں کی حفاظت پر مامور حضرت ابوذر کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ ان کی بیوی کو گرفتار کر لیا اور 20 اونٹنیاں ساتھ بھگا لے گئے۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے ان کا تعاقب کیا، تیر برسا کر انہیں پسپا کر دیا اور تمام اونٹنیاں واپس لے آئے۔

امام عزالدین علی بن ابی الکرم شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) نقل فرماتے ہیں:

قَالَ سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ بَعْدَ صُلْحِ الْحُدَيْبِيَةِ، فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِظَهْرِهِ مَعَ رَبَاحٍ غُلَامِهِ،

[382] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص95 ذکر ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

وَخَرَجْتُ مَعَهُ بِفَرَسِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا إِذَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُيَيْنَةَ بْنِ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ قَدْ أَغَارَ عَلٰى ظَهْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَاقَهُ أَجْمَعَ وَقَتَلَ رَاعِيَهُ،
قُلْتُ: يَا رَبَاحُ! خُذْ هٰذَا الْفَرَسَ فَأَبْلِغْهُ طَلْحَةَ، وَأَخْبِرِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْمُشْرِكِيْنَ قَدْ أَغَارُوْا عَلٰى سَرْحِهِ. قَالَ: فَوَاللّٰهِ مَا زِلْتُ أَرْمِيْهِمْ وَأَعْقِرُهُمْ ... فَمَا زِلْتُ كَذٰلِكَ حَتّٰى مَا تَرَكْتُ مِنْ ظَهْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعِيْرًا إِلَّا جَعَلْتُهُ وَرَاءَ ظَهْرِي... فَلَمْ نَمْكُثْ بِهَا إِلَّا ثَلَاثًا حَتّٰى خَرَجْنَا إِلٰى خَيْبَرَ. [383]

ترجمہ: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے بعد ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ واپس آرہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مویشی اپنے غلام رباح کے ساتھ روانہ فرمائے، اور میں بھی حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر ان کے ساتھ نکلا۔ صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ عبد الرحمٰن بن عیینہ بن حصن فزاری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مویشیوں پر حملہ کر دیا ہے، تمام جانور ہانک کر لے گیا ہے اور مویشیوں کی حفاظت پر مامور شخص کو بھی قتل کر دیا ہے۔

میں نے رباح سے کہا: یہ گھوڑا لے جاؤ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ تک پہنچا دو، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دو کہ مشرکین نے آپ کے چرنے والے جانوروں پر حملہ کر دیا ہے۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! میں مسلسل ان پر تیر برساتا رہا اور ان کے جانوروں کو زخمی کرتا رہا، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مویشیوں میں سے ایک اونٹ بھی ایسا نہ چھوڑا جسے میں نے واپس نہ لے لیا ہو۔ پھر ہم وہاں صرف تین دن ٹھہرے، اس کے بعد خیبر کی طرف روانہ ہو گئے۔

غزوہ خیبر:

مدینہ کے شمال مغرب میں "خیبر" نامی ایک شہر آباد تھا جو نہایت زرخیز مقام تھا۔ یہاں پر یہودیوں نے اپنے چند مضبوط قلعے بنا رکھے تھے۔ یہود دیگر قبائل کو اپنے ساتھ ملا کر مدینہ پر قبضہ کرنا چاہتے تھے اور انہوں نے اس مقصد کے لیے ایک عرصے سے جنگی اسلحہ جمع کر رکھا تھا۔ وہ قبیلہ بنو غطفان اور قبیلہ بنو اسد کو خیبر کے نصف کھجوروں کے باغات کا لالچ دے کر اپنے ساتھ ملا چکے تھے۔

---

[383] الکامل فی التاریخ لابن الاثیر: ج2 ص188، 190 ذکر غزاۃ ذی قرد

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ان کی تیاریوں اور اسلحہ جمع کرنے کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سباع بن عرفطہ غفاری رضی اللہ عنہ کو مدینہ کا حاکم مقرر فرمایا اور خود 1400 افراد پر مشتمل صحابہ کرام کے قافلے کے ہمراہ خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ ادھر رئیس المنافقین عبد اللہ بن اُبی نے کسی طریقے سے یہودیوں کو خفیہ طور پر مسلمانوں کی روانگی کی اطلاع دے دی۔ پہلے تو یہود نے کھلے میدان میں لڑنے کا فیصلہ کیا اور ایک میدان میں نکل آئے، ان کا خیال یہ تھا کہ مسلمانوں کو خیبر پہنچنے میں کچھ دن لگ جائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقامِ رجیع میں فوجیں اتاریں، خیمے، مستورات اور بار برداری کا سامان یہاں اتار دیا گیا جبکہ اصل لشکر نے خیبر کا رخ کیا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) خیبر کے راستے میں مقامِ صہباء پر پڑاؤ اور اس کے بعد کی کیفیت کے حوالے سے حدیث نقل فرماتے ہیں:

عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى خَيْبَرَ فَلَمَّا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ دَعَا بِطَعَامٍ فَمَا أُتِيَ إِلَّا بِسَوِيْقٍ فَأَكَلْنَا فَقَامَ إِلَى الصَّلَاةِ فَتَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا. [384]

ترجمہ: حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ جب ہم مقامِ صہباء پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا طلب فرمایا۔ اس وقت صرف سَتّو لائے گئے۔ چنانچہ ہم نے وہی کھایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوئے، تو آپ نے کلی کی، اور ہم نے بھی کلی کی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی۔

رات ہوتے ہوتے لشکر خیبر کے بالکل قریب پہنچ گیا تھا اور عمارتیں نظر آنے لگیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکنے کا حکم دیا اور یہاں رک کر فتح کی دعا فرمائی۔ دوسرے دن جب مسلمان خیبر پہنچے تو یہود ایسی بزدل قوم تھی کہ جب انہوں نے علی الصبح اہل اسلام اور ان کی جنگی تیاریاں دیکھیں تو کھلے میدان کے بجائے بھاگ کر قلعہ بند ہو کر لڑنے لگے۔

قلعہ قموص کی فتح:

[384] صحیح البخاری: رقم الحدیث 5454

خیبر کی آبادی بنیادی طور پر دو حصوں میں بٹی ہوئی تھی۔ ایک حصے میں پانچ قلعے تھے:

1۔ قلعہ ناعم

2۔ قلعہ صعب بن معاذ

3۔ قلعہ زبیر

4۔ قلعہ اُبی

5۔ قلعہ نزار

ان میں سے مشہور تین قلعوں پر مشتمل علاقہ "نطاۃ" کہلاتا تھا اور بقیہ دو قلعوں پر مشتمل علاقہ "شق" کے نام سے مشہور تھا۔ خیبر کی آبادی کا دوسرا حصہ "کتیبہ" کہلاتا تھا، اس میں صرف تین قلعے تھے:

1۔ قلعہ قموص (یہ بنو نضیر کے خاندان ابو الحقیق کا مضبوط ترین قلعہ تھا)

2۔ قلعہ وطیح

3۔ قلعہ سلالم

یہودیوں نے اپنی خواتین اور بچوں کو قلعہ قموص اور نطاۃ میں جبکہ دیگر سامان و اسلحہ وغیرہ قلعہ ناعم میں محفوظ کر لیا اور ہر قلعے پر تیر انداز تعینات کر دیے۔ مسلمانوں نے پانچ قلعوں کو ایک ایک کر کے فتح کیا جس میں 50 مجاہدین زخمی اور ایک شہید ہوئے۔

قلعہ قموص سب سے بنیادی اور بڑا قلعہ تھا جو ایک پہاڑی پر بنا ہوا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قلعے کو فتح کرنے کے لیے چند صحابہ کرام کو بھیجا لیکن یہ فتح نہ ہوا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کل میں اسے جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ وہ شکست کھانے والا اور بھاگنے والا نہیں ہے۔ خدا اس کے ہاتھوں سے فتح عطا کرے گا۔"

یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خواہش کرنے لگے کہ کاش یہ عظیم سعادت انہیں نصیب ہو۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ: "لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ"،

قَالَ: فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوْكُوْنَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُوْ أَنْ يُعْطَاهَا فَقَالَ: أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ؟ فَقِيْلَ: هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ، قَالَ: فَأَرْسَلُوْا إِلَيْهِ فَأُتِيَ بِهِ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ فَبَرَأَ حَتّٰى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ. [385]

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن فرمایا: میں یہ جھنڈا کل اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح عطا فرمائے گا، جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لوگ اس رات اسی فکر میں رہے کہ یہ سعادت کس کو ملے گی۔ جب صبح ہوئی تو سب لوگ امید لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ انہیں یہ جھنڈا دیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! وہ آنکھوں کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں بلا لاؤ۔ چنانچہ انہیں بلایا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں لعابِ دہن ڈالا اور ان کے لیے دعا فرمائی، تو وہ فوراً شفایاب ہوگئے، گویا انہیں کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جھنڈا عطا فرمایا۔

دوسرے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ میدان میں اترے تو یہودیوں کے مشہور پہلوان مرحب کا بھائی حارث مسلمانوں پر حملہ آور ہوا مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے ایک ہی وار میں قتل کر دیا اور اس کے ساتھی بھاگ گئے۔ اس کے بعد مرحب رجز (جنگی اشعار) پڑھتا ہوا میدان میں اترا۔ اس نے زرہ اور خود پہنا ہوا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی جواب میں رجز پڑھا اور مرحب کے سر پر اتنے زور سے تلوار کا وار کیا جس سے خَود دو ٹکڑے ہو گیا اور مرحب دو دھڑوں میں کٹ گیا۔

امام ابو الحسین مسلم بن الحجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل فرماتے ہیں:

خَرَجَ مَرْحَبٌ وَيَقُوْلُ:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّيْ مَرْحَبٌ ... شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبٌ

فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ:

---

[385] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4210

أَنَا الَّذِيْ سَمَّتْنِي أُمِّي حَيْدَرَهْ ... كَلَيْثِ غَابَاتٍ كَرِيْهِ الْمَنْظَرَهْ
أُوْفِيْهِم□ بِالصَّاعِ كَيْلَ السَّنْدَرَهْ
قَالَ: فَضَرَبَ رَأْسَ مَرْحَبٍ فَقَتَلَہٗ ثُمَّ كَانَ الْفَتْحُ عَلٰى يَدَيْهِ. [386]

ترجمہ: مرحب رجز پڑھتا ہوا نکلا اور کہنے لگا: "خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، مکمل ہتھیار بند اور ایک تجربہ کار بہادر ہوں۔" اس کے جواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر (شیر) رکھا ہے، کچھار کے شیر کی طرح جو دیکھنے میں ہیبت ناک ہے، میں انہیں ایک ہی وار میں بڑے پیمانے سے پورا پورا بدلہ چکاؤں گا۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مرحب کے سر پر وار کیا اور اسے قتل کر دیا۔ یوں آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر فتح نصیب ہوئی۔

مذکورہ جنگی ساز و سامان کی لغوی وضاحت:

زِرَّہ: لوہے کا بنا ہوا جنگی لباس جس کے ذریعے تیر و تلوار وغیرہ کے حملوں سے جسم کو بچایا جاتا ہے۔

خَوْد: (خ کو زبر کے ساتھ پڑھنا ہے) لوہے کی بنی ہوئی جنگی ٹوپی۔

اس کی ہلاکت کے بعد باقی یہودی خوفزدہ ہو کر قلعہ میں جا گھسے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قلعے کے دروازے کو دونوں ہاتھوں سے پورے زور سے اکھاڑ لیا۔ اس کے بعد آپ نے اس دروازے کو قلعہ قموص کے آگے والے گڑھے پر رکھا تاکہ اسلامی فوج گھوڑوں سمیت قلعے میں داخل ہو سکے۔ اسلامی فوج داخل ہوئی، یہودی سہم گئے، انہوں نے اپنے ہتھیار ڈال دیے اور یوں قلعہ قموص بھی فتح ہو گیا۔ اس پورے غزوے میں 93 یہودی ہلاک ہوئے جبکہ 15 مسلمان شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے۔

خیبر کی نصف پیداوار:

فتح کے بعد خیبر کی تمام زمین تقسیم کر دی گئی لیکن اہل خیبر نے گزارش کی کہ یہ زمین ہمارے ہی پاس رہنے دی جائے، ہم اس میں محنت کریں گے اور پیداوار کا نصف حصہ ادا کیا کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ پیشکش منظور فرمالی۔

---

[386] صحیح مسلم: رقم الحدیث 1807

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ، سَأَلَتْ يَهُوْدُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُقِرَّهُمْ عَلَى أَنْ يَعْمَلُوا عَلَى النِّصْفِ مِمَّا خَرَجَ مِنْهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُقِرُّكُمْ فِيهَا عَلَى ذٰلِكَ مَا شِئْنَا، فَكَانُوا عَلَى ذٰلِكَ. [387]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہو گیا، تو یہودیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی ہم (مسلمان) انہیں (ان کی زمینوں پر) بر قرار رکھیں اس شرط پر کہ وہ اس میں سے نکلنے والی پیداوار کے نصف پر کام کریں گے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہم تمہیں اس شرط پر اس وقت تک بر قرار رکھیں گے جب تک ہم چاہیں گے۔" چنانچہ وہ اسی پر بر قرار رہے۔

معاہدے کے مطابق فصل کی کٹائی کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بھیج دیتے، جو فصل کو دو برابر حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد اہل خیبر سے کہتے کہ ان میں سے جو حصہ چاہو لے لو۔

خیبر میں قیام:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے بعد کچھ عرصہ تک خیبر میں مقیم رہے۔ تمام تر امن و امان کے باوجود یہودیوں کی اسلام دشمن سازشیں ختم نہ ہوئیں۔ اسی دوران ایک واقعہ پیش آیا جب مرحب کی بہن زینب بنت الحارث نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو کھانے کی دعوت دی اور ایک بھنی ہوئی بکری کے گوشت میں زہر ملا دیا۔ جیسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نوالہ لیا تو اللہ کے حکم سے گوشت نے زہر کی اطلاع دے دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے سے ہاتھ روک لیا، جبکہ ایک صحابی حضرت بِشر بن براء رضی اللہ عنہ نے پیٹ بھر کر کھالیا تھا۔ اس مہلک زہر کی وجہ سے حضرت بشر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ بعد میں زینب نامی اس یہودی عورت نے اپنے جرم کا اقرار کر لیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لیے تو اسے معاف فرما دیا، لیکن بعد ازاں اسے حضرت بشر رضی اللہ عنہ کے قصاص میں قتل کر دیا گیا۔

امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[387] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج2 ص590 باب فتح حصونها وقسيمة ارضها

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صلى الله عليه وسلم- يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَلَا يَأْكُلُ الصَّدَقَةَ ... فَأَهْدَتْ لَهُ يَهُودِيَّةٌ بِخَيْبَرَ شَاةً مَصْلِيَّةً سَمَّتْهَا فَأَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صلى الله عليه وسلم- مِنْهَا وَأَكَلَ الْقَوْمُ، فَقَالَ: "ارْفَعُوْا أَيْدِيَكُمْ فَإِنَّهَا أَخْبَرَتْنِیْ أَنَّهَا مَسْمُوْمَةٌ"، فَمَاتَ بِشْرُ بْنُ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُوْرٍ الْأَنْصَارِيُّ فَأَرْسَلَ إِلَى الْيَهُوْدِيَّةِ: " مَا حَمَلَكِ عَلَى الَّذِیْ صَنَعْتِ". قَالَتْ: إِنْ كُنْتَ نَبِيًّا لَمْ يَضُرَّكَ الَّذِیْ صَنَعْتُ وَإِنْ كُنْتَ مَلِكًا أَرَحْتُ النَّاسَ مِنْكَ، فَأَمَرَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ -صلى الله عليه وسلم- فَقُتِلَتْ. [388]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے تھے لیکن صدقہ نہیں کھاتے تھے۔ چنانچہ خیبر کی ایک یہودی عورت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بھنی ہوئی بکری پیش کی جس میں اس نے زہر ملا دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا اور صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے بھی کھایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنے ہاتھ روک لو، کیونکہ اس بکری نے مجھے بتایا ہے کہ وہ زہریلی ہے۔" (زہر کے اثر سے) بشر بن براء بن معرور انصاری رضی اللہ عنہ وفات پا گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودی عورت کو بلا کر فرمایا: "تجھے اس کام پر کس چیز نے آمادہ کیا؟" اس نے کہا: اگر آپ نبی ہیں تو یہ آپ کو نقصان نہیں دے گا جو میں نے کیا، اور اگر آپ بادشاہ ہیں تو میں لوگوں کو آپ سے راحت دے دوں گی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم سے وہ عورت قتل کر دی گئی۔

مالِ غنیمت کی تقسیم اور سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا:

غزوۂ خیبر میں یہود کے کئی سردار اور نامور جنگجو مارے گئے۔ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے والد، شوہر اور خاندان کے بعض دیگر افراد بھی اس جنگ میں ہلاک ہوئے۔ فتح کے بعد جب قیدیوں کو جمع کیا گیا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا اور ایک دوسری خاتون کو لے کر آئے۔ راستے میں مقتولین کی لاشیں پڑی تھیں۔ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے غیر معمولی صبر و ضبط کا مظاہرہ کیا، جبکہ دوسری خاتون لاشیں دیکھ کر چیخ و پکار کرنے لگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس عورت کے رونے کی وجہ کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی تربیت کرتے ہوئے فرمایا: "کیا تمہارے دل میں رحم نہ آیا کہ ان عورتوں کو ان کے مقتول

---

[388] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 4512

عزیزوں کی لاشوں کے پاس سے گزار کر لائے؟"۔

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) نقل کرتے ہیں:

فَلَمَّا افْتَتَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَمُوْصَ حِصْنَ بَنِي أَبِي الْحُقَيْقِ، أُتِيَ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ وَأُخْرٰى مَعَهَا، فَمَرَّ بِهِمَا بِلَالٌ، وَهُوَ الَّذِيْ جَاءَ بِهِمَا عَلٰى قَتْلٰى مِنْ قَتْلٰى يَهُوْدَ، فَلَمَّا رَأَتْهُمُ الَّتِي مَعَ صَفِيَّةَ صَاحَتْ، وَصَكَّتْ وَجْهَهَا، وَحَثَتِ التُّرَابَ عَلٰى رَأْسِهَا، فَلَمَّا رَاٰهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَغْرِبُوا عَنِّيْ هٰذِهِ الشَّيْطَانَةَ"....
وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبِلَالٍ فِيْمَا بَلَغَنِي حِيْنَ رَاٰى بِتِلْكَ الْيَهُوْدِيَّةِ مَا رَاٰى: "أَنُزِعَتْ مِنْكَ الرَّحْمَةُ يَا بِلَالُ حَتّٰى تَمُرَّ بِامْرَأَتَيْنِ عَلٰى قَتْلٰى رِجَالِهِمَا؟".[389]

ترجمہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو ابی الحُقیق کے قلعہ قَموص کو فتح کر لیا تو سیدہ صفیہ بنت حُیَیّ بن اَخطب اور ایک دوسری عورت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہی انہیں لے کر آئے تھے، اور وہ ان دونوں کو یہودیوں کے مقتولین کے پاس سے گزار کر لائے تھے۔ جب سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ والی عورت نے مقتولین کو دیکھا تو چیخ مار کر رونے لگی، اپنے چہرے پر طمانچے مارنے لگی اور اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ حالت دیکھی تو فرمایا: "اس شیطان صفت عورت کو میرے سامنے سے ہٹا دو۔" پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے، جب آپ کو اس عورت کی حالت کا علم ہوا، فرمایا: "اے بلال! کیا تمہارے دل سے رحمت نکل گئی تھی کہ تم ان دو عورتوں کو ان کے مردوں کی لاشوں کے پاس سے گزار کر لائے؟"۔

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا ابتدائی انتخاب:

فتحِ خیبر کے بعد جب قیدی عورتوں کو جمع کیا گیا تو حضرت دِحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک باندی عطا کرنے کی درخواست کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی، چنانچہ انہوں نے حضرت صفیہ بنت حُیَیّ رضی اللہ عنہا کو منتخب کر لیا۔

امام شہاب الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک قسطلانی مصری رحمہ اللہ (ت923ھ) لکھتے ہیں:

---

[389] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج2 ص586 ذکر قصة صفية بنت حيى النضرية

لَمَّا افْتَتَحَ اللّٰهُ خَيْبَرَ، وَجُمِعَ السَّبْيُ، جَاءَهُ دِحْيَةُ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَعْطِنِيْ جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ، فَقَالَ: "اذْهَبْ فَخُذْ جَارِيَةً"، فَأَخَذَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ. [390]

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے خیبر فتح فرمایا اور قیدی عورتوں کو جمع کیا گیا تو حضرت دِحیہ (رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے قیدیوں میں سے ایک باندی عطا فرما دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ، ایک باندی لے لو۔ چنانچہ انہوں نے صفیہ بنت حُیَیّ کو لے لیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مشورہ:

جب بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو حضرت دِحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصہ میں جاتے دیکھا تو ان کی خاندانی شرافت اور بلند مرتبے کے پیشِ نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: "یارسول اللہ! صفیہ بنت حیی سردار خاندان کی خاتون ہیں۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کے لیے موزوں نہیں ہیں۔" لہٰذا انہوں نے مشورہ دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنے پاس رکھ لیں۔

امام احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک قسطلانی مصری رحمہ اللہ (ت 923ھ) نقل فرماتے ہیں:

فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَعْطَيْتَ دِحْيَةَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ، سَيِّدَةَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرِ، مَا تَصْلُحُ إِلَّا لَكَ. [391]

ترجمہ: ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے دحیہ کو صفیہ بنت حیی عطا فرمادی ہے جو قریظہ اور بنو نضیر کی سردار (رئیس زادی) ہیں، خاندانی وقار کے پیشِ نظر وہ آپ کے علاوہ کسی اور کے لیے موزوں نہیں ہیں۔

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو اختیار:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ مشورہ قبول فرمالیا اور حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو کوئی دوسری باندی لینے کا ارشاد فرما کر سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر دیا اور انہیں اختیار دیا کہ وہ

---

[390] المواہب اللدنیۃ للقسطلانی: ج1 ص413

[391] المواہب اللدنیۃ للقسطلانی: ج1 ص413

چاہیں تو اپنے گھر چلی جائیں اور اگر چاہیں تو اسلام لا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آ جائیں۔

امام شہاب الدین احمد بن محمد بن ابی بکر قسطلانی مصری رحمہ اللہ (ت 923ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ: "اُدْعُوْهُ بِهَا" فَجَاءَ بِهَا، قَالَ: فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "خُذْ جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ غَيْرَهَا".... وَرُوِيَ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ... أَنَّهُ ـ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـ خَيَّرَهَا بَيْنَ أَنْ يُعْتِقَهَا فَتَرْجِعَ إِلَى مَنْ بَقِيَ مِنْ أَهْلِهَا، أَوْ تُسْلِمَ فَيَتَّخِذَهَا لِنَفْسِه□، فَقَالَتْ: أَخْتَارُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ. [392]

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دحیہ کو ان (صفیہ) سمیت بلاؤ۔ چنانچہ وہ انہیں لے کر آئے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں (صفیہ رضی اللہ عنہا کو) دیکھا تو حضرت دحیہ سے فرمایا: "تم قیدیوں میں سے ان کے علاوہ کوئی اور باندی لے لو"... حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں (صفیہ رضی اللہ عنہا کو) یہ اختیار دیا کہ یا تو آپ انہیں آزاد کر دیں اور وہ اپنے باقی ماندہ گھر والوں کی طرف لوٹ جائیں، یا وہ اسلام لے آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنے نکاح میں لے لیں۔ انہوں نے جواب دیا: "میں اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انتخاب کرتی ہوں"۔

قبولِ اسلام:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حسنِ سلوک اور کرم نوازی کو دیکھ کر سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے اسی موقع پر اسلام کو دل و جان سے قبول کر لیا اور اہل ایمان کی صف میں شامل ہو گئیں۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: لَمَّا دَخَلَتْ صَفِيَّةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا:لَمْ يَزَلْ أَبُوْكِ مِنْ أَشَدِّ يَهُودَ لِيْ عَدَاوَةً حَتّٰى قَتَلَهُ اللّٰهُ ... اخْتَارِيْ فَإِنِ اخْتَرْتِ الْإِسْلَامَ أَمْسَكْتُكِ لِنَفْسِيْ وَإِنِ اخْتَرْتِ الْيَهُودِيَّةَ فَعَسٰى أَنْ أُعْتِقَكِ فَتَلْحَقِيْ بِقَوْمِكِ. فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَقَدْ هَوِيْتُ الْإِسْلَامَ وَصَدَّقْتُ بِكَ قَبْلَ أَنْ تَدْعُوَنِيْ ... وَمَا لِيْ فِي الْيَهُودِيَّةِ أَرَبٌ، وَمَا لِيْ فِيْهَا وَالِدٌ وَلَا أَخٌ، وَخَيَّرْتَنِي الْكُفْرَ وَالْإِسْلَامَ؟ فَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الْعِتْقِ وَأَنْ أَرْجِعَ إِلٰى قَوْمِيْ. [393]

---

[392] المواہب اللدنیۃ للقسطلانی: ج1ص 413

[393] الطبقات الکبری لابن سعد: ج8 ص97 ذکر ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ: ابراہیم بن جعفر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب صفیہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا: "تمہارا والد یہودیوں میں ہمیشہ میرا سخت ترین دشمن رہا، یہاں تک کہ اللہ نے اسے ہلاک کر دیا... اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے، اگر تم اسلام قبول کر لو تو میں تم سے نکاح کر لوں گا، اور اگر تم یہودیت پر برقرار رہنا چاہو تو میں تمہیں آزاد کر دیتا ہوں، تم اپنی قوم کے پاس چلی جاؤ"۔ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: "اے اللہ کے رسول! میں تو آپ کے دعوت دینے سے پہلے ہی اسلام کی مشتاق تھی اور دل سے آپ کی تصدیق کر چکی تھی۔ جب میں یہاں آئی ہوں تب بھی مجھے یہودیت میں کوئی رغبت نہیں تھی اور اب تو اس میں نہ میرا کوئی باپ ہے اور نہ بھائی، اور آپ نے مجھے کفر و اسلام کے درمیان اختیار دیا ہے؟ تو میرا فیصلہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول مجھے آزادی اور اپنی قوم میں لَوٹنے سے زیادہ عزیز ہیں"۔

صفیہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں:

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے نہایت خوش دلی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنا پسند فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آزادی ہی کو ان کا حق مہر قرار دیا۔ خیبر سے واپسی پر جب لشکر "سد الصہباء" کے مقام پر پہنچا تو سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا ایام سے پاک ہوئیں۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ شبِ عروسی گزاری اور دوسرے دن دعوتِ ولیمہ کا اہتمام فرمایا۔

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) نقل فرماتے ہیں:

فَخَرَجَ بِهَا حَتّٰى بَلَغَ بِهَا سَدَّ الصَّهْبَاءِ حَلَّتْ، فَبَنٰى بِهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِي نِطَعٍ صَغِيْرٍ ثُمَّ قَالَ لِيْ: اٰذِنْ مَنْ حَوْلَكَ، فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيْمَتَهُ عَلٰى صَفِيَّةَ. ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَوِّيْ لَهَا وَرَاءَهُ بِعَبَاءَةٍ ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيْرِهٖ فَيَضَعُ رُكْبَتَهُ وَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلٰى رُكْبَتِهٖ حَتّٰى تَرْكَبَ. [394]

ترجمہ: (حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر سے واپسی کے موقع پر سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں لے کر نکلے یہاں تک کہ جب آپ انہیں لے کر سد الصہباء کے مقام پر

---

[394] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج2 ص586 ذکر قصۃ صفیۃ بنت حیی

پہنچے تو وہ (ایام سے) پاک ہو گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے خلوت فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چمڑے کے ایک چھوٹے دستر خوان پر حَیس (حلوہ) تیار کیا اور مجھ (انس رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: "اپنے آس پاس کے لوگوں کو بلا لاؤ"۔ سیدہ صفیہ کے لیے آپ کا یہی ولیمہ تھا۔ پھر ہم مدینہ کی طرف نکلے، تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی چادر سے ان کے لیے اپنے پیچھے پردہ بناتے تھے، آپ اپنے اونٹ کے پاس بیٹھ کر اپنا گھٹنا (ران) بچھا دیتے اور سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا اپنا پاؤں آپ کی مبارک ران پر رکھ کر سوار ہو جاتیں۔

نوٹ: پردہ کروانے میں حکمت یہ تھی کہ لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں، باندی نہیں۔

مدینہ منورہ تشریف آوری:

دعوتِ ولیمہ وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ منورہ تشریف لائیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے حسن و جمال کا تذکرہ مدینہ کی عورتوں میں پھیل گیا۔ چنانچہ ازواجِ مطہرات اور انصار و مہاجرین کی خواتین آپ کو دیکھنے کے لیے تشریف لائیں۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْبَرَ وَمَعَهٗ صَفِيَّةُ أَنْزَلَهَا فِيْ بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ، فَسَمِعَ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ بِجَمَالِهَا فَجِئْنَ يَنْظُرْنَ إِلَيْهَا۔ [395]

ترجمہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر سے واپس تشریف لائے اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آپ کے ساتھ تھیں تو آپ نے انہیں حضرت حارثہ بن نعمان (انصاری) رضی اللہ عنہ کے ایک گھر میں ٹھہرایا۔ جب انصار کی عورتوں نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے حسن و جمال کا سنا تو وہ انہیں دیکھنے کے لیے آنے لگیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے محبت:

اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے

---

[395] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 8 ص 100 ذکر ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ملاقات کے لیے آئیں۔ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس سونے کی بالیاں تھیں۔ ان میں سے کچھ انہوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور کچھ ساتھ آنے والی خواتین کو عطا فرما دیں۔

حافظ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) فرماتے ہیں:

عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: قَدِمَتْ صَفِيَّةُ، وَفِيْ أُذُنَيْهَا خُرْصَةٌ مِنْ ذَهَبٍ، فَوَهَبَتْ لِفَاطِمَةَ مِنْهُ، وَلِنِسَاءٍ مَعَهَا. [396]

ترجمہ: حضرت ابنِ مسیب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا (جب مدینہ) تشریف لائیں اس وقت اُن کے کانوں میں سونے کی ایک بالیاں تھی۔ انہوں نے اس میں سے کچھ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیں اور کچھ ان کے ساتھ موجود عورتوں کو دیں۔

ایک خواب کی تعبیر پوری ہوئی:

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا کہ ان کے دامن میں چاند آگرا ہے۔ انہوں نے یہ خواب اپنے شوہر کو بتایا تو اس نے اسے یہ سمجھا کہ ان کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی خواہش پیدا ہوئی ہے، اور اسی غصے میں اس نے ان کے چہرے پر تھپڑ مار دیا جس سے نشان پڑ گیا۔ بعد میں جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نشان کے بارے میں پوچھا، جس پر انہوں نے پورا واقعہ بیان کر دیا۔ یوں آپ رضی اللہ عنہا نے جو مبارک خواب دیکھا تھا اس کی تعبیر پوری ہوئی اور آپ واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ بن گئیں۔

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

أَنَّ قَمَرًا وَقَعَ فِيْ حِجْرِهَا، فَعَرَضَتْ رُؤْيَاهَا عَلٰى زَوْجِهَا، فَقَالَ: مَا هٰذَا إِلَّا أَنَّكِ تَمَنَّيْنَ مَلِكَ الْحِجَازِ مُحَمَّدًا؟ فَلَطَمَ وَجْهَهَا لَطْمَةً خَضِرَ عَيْنُهَا مِنْهَا، فَأُتِيَ بِهَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهَا أَثَرٌ مِنْهُ، فَسَأَلَهَا: "مَا هٰذَا؟" فَأَخْبَرَتْهُ الْخَبَرَ. [397]

ترجمہ: (حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے یہ خواب دیکھا کہ) ان کے دامن میں چاند آگرا ہے۔ تو انہوں نے اپنا یہ

[396] سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج 3 ص 350 ترجمۃ صفیۃ ام المؤمنین

[397] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج 2 ص 586 ذکر قصۃ صفیۃ بنت حیی النضری

خواب اپنے شوہر کے سامنے بیان کیا۔ شوہر نے کہا: یہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ تم نے حجاز کے بادشاہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تمنا کی ہے؟ پھر اس نے ان کے چہرے پر تھپڑ مارا جس سے اس کی آنکھ نیلی پڑ گئی۔ بعد میں جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی گئیں تو ان پر مار کا یہ نشان موجود تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ تو اس نے پورا واقعہ بیان کر دیا۔

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی دل جوئی:

ازدواجی زندگی میں کبھی کبھار ایسے حالات پیش آتے ہیں جن میں باہمی رنجش یا دل آزاری پیدا ہو سکتی ہے۔ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کی سیرت میں امت کے لیے اعلیٰ اخلاقی رہنمائی موجود ہے۔ یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے میں باہمی دل جوئی، ایثار اور محبت کے عملی نمونے کو واضح کرتا ہے، تاکہ امت اس سے رہنمائی حاصل کرے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ رحمہ اللہ (ت 273ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ عَلٰى صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ فِي شَيْءٍ، فَقَالَتْ صَفِيَّةُ: يَا عَائِشَةُ! هَلْ لَكِ أَنْ تُرْضِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِّي وَلَكِ يَوْمِي؟ قَالَتْ: نَعَمْ، فَأَخَذَتْ خِمَارًا لَهَا مَصْبُوْغًا بِزَعْفَرَانٍ، فَرَشَّتْهُ بِالْمَاءِ لِيَفُوْحَ رِيْحُهُ، قَالَ: فَقَعَدَتْ إِلٰى جَنْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا عَائِشَةُ! إِلَيْكِ عَنِّي، إِنَّهُ لَيْسَ يَوْمَكِ". فَقَالَتْ: ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَشَاءُ، فَأَخْبَرَتْهُ بِالْأَمْرِ فَرَضِيَ عَنْهَا. [398]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدہ صفیہ بنت حُیَیّ رضی اللہ عنہا پر کسی بات میں کچھ رنج ہوا۔ اس پر سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے) کہا: عائشہ! کیا آپ یہ پسند کریں گی کہ میں اپنی باری کا دن آپ کو دے دوں اور (اس کے بدلے) آپ؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھ سے راضی کر دیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہاں۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے پاس موجود زعفران سے رنگی ہوئی ایک چادر لی، اسے پانی سے تر کیا تاکہ اس کی خوشبو زیادہ پھیل جائے۔ اس کے بعد وہ

---

[398] سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 1973

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں جا کر بیٹھ گئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! مجھ سے ہٹ جاؤ، یہ تمہارا دن نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: "یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے"۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اصل بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے راضی ہو گئے۔

واللہ! صفیہ سچی ہیں:

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ عقیدت اور سچی محبت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرضِ وفات میں تمام ازواجِ مطہرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کے لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں تشریف لائیں۔ اس وقت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بے چینی کی حالت میں دیکھا تو ان کا دل بھر آیا اور انہوں نے ایک نہایت سچی تمنا کا اظہار کیا۔

علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی رحمہ اللہ (ت 1122ھ) نقل فرماتے ہیں:

اِجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهُ فِي مَرَضِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ، فَقَالَتْ صَفِيَّةُ: إِنِّي وَاللّٰهِ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لَوَدِدْتُ أَنَّ الَّذِيْ بِكَ بِيْ، فَغَمَزَتْ بِهَا أَزْوَاجُهُ، فَبَصَرَ بِهِنَّ، فَقَالَ: "مَضْمِضْنَ"، قُلْنَ: مِنْ أَيِّ شَيْءٍ؟ قَالَ: "مِنْ تَغَامُزِكُنَّ بِهَا، وَاللّٰهِ إِنَّهَا لَصَادِقَةٌ".[399]

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مرض کے دوران، جس میں آپ کا وصال ہوا، آپ کے پاس جمع تھیں۔ اس موقع پر سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! اللہ کی قسم، میری خواہش ہے کہ جو تکلیف آپ کو ہے وہ مجھے ہو جائے"۔ اس پر ازواجِ مطہرات نے ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھنے لگیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ملاحظہ فرمالی تو ارشاد فرمایا: "کلی کرو"۔ انہوں نے عرض کیا: "کس چیز سے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے ان اشاروں کنایوں کی وجہ سے جو صفیہ کے بارے میں ہوئے، اللہ کی قسم! وہ سچی ہیں۔ (یعنی ان کا یہ اظہارِ عقیدت سچے دل سے ہے۔)

---

[399] شرح العلامۃ الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ: ج4 ص435 صفیۃ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا

باندی کو آزاد کر دیا:

خلافتِ فاروقی کے زمانے میں سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی ایک باندی نے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر یہ جھوٹی شکایت کی کہ امّ المؤمنین میں ابھی تک یہودیت کے کچھ اثرات باقی ہیں، کیونکہ وہ اب بھی ہفتہ کے دن کو اچھا سمجھتی ہیں (جیسا کہ یہودی اس دن کی تعظیم کرتے ہیں) اور یہودیوں سے دلی لگاؤ بھی رکھتی ہیں۔

علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی رحمہ اللہ (ت 1122ھ) بیان کرتے ہیں:

رُوِيْنَا أَنَّ جَارِيَةً لَهَا أَتَتْ عُمَرَ، فَقَالَتْ: إِنَّ صَفِيَّةَ تُحِبُّ السَّبْتَ، وَتَصِلُ الْيَهُوْدَ، فَبَعَثَ عُمَرُ فَسَأَلَهَا، فَقَالَتْ: أَمَّا السَّبْتُ فَإِنِّي لَمْ أُحِبَّهُ مُنْذُ أَبْدَلَنِي اللّٰهُ بِهِ الْجُمُعَةَ، وَأَمَّا الْيَهُوْدُ فَإِنَّ لِي فِيْهِمْ رَحِمًا، فَأَنَا أَصِلُهُمْ، ثُمَّ قَالَتْ لِلْجَارِيَةِ: مَا حَمَلَكِ عَلٰى هٰذَا؟ قَالَتِ: الشَّيْطَانُ، قَالَتْ: اذْهَبِي فَأَنْتِ حُرَّةٌ. [400]

ترجمہ: ہمیں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی ایک باندی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ "صفیہ ہفتے کے دن کو پسند کرتی ہیں اور یہودیوں کے ساتھ تعلقات رکھتی ہیں۔" چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی کو بھیج کر ان سے اس بارے میں دریافت کیا۔ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "جہاں تک ہفتے کے دن کا تعلق ہے تو جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے بدلے جمعہ کا دن عنایت فرمایا ہے، میں نے کبھی ہفتے کے دن کو پسند نہیں کیا، اور باقی رہے یہودی تو چونکہ ان میں میری رشتہ داری ہے، اس لیے میں ان سے صلہ رحمی کرتی ہوں۔" اس کے بعد سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے اس باندی کو بلا کر پوچھا: "کس چیز نے تجھے اس بات (الزام تراشی) پر آمادہ کیا؟" باندی نے کہا: "مجھے شیطان نے بہکا دیا تھا۔" سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "جا، تو آزاد ہے!"

دردمندی کا وصف:

35 ہجری میں بلوائیوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کر کے ان کا پانی بند کر دیا تو سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو اس پر شدید رنج ہوا۔ آپ کی ہمدردی اور دردمندی نے آپ کو خاموش نہ بیٹھنے دیا۔

---

[400] شرح العلامۃ الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ: ج4 ص435 صفیۃ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا

حافظ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ كِنَانَةَ، قَالَ: كُنْتُ أَقُوْدُ بِصَفِيَّةَ لِتَرُدَّ عَنْ عُثْمَانَ، فَلَقِيَهَا الْأَشْتَرُ، فَضَرَبَ وَجْهَ بَغْلَتِهَا حَتَّى مَالَتْ، فَقَالَتْ: ذَرُوْنِي لَا يَفْضَحْنِي هٰذَا! ثُمَّ وَضَعَتْ خَشَبًا مِنْ مَنْزِلِهَا إِلَى مَنْزِلِ عُثْمَانَ، تَنْقُلُ عَلَيْهِ الْمَاءَ وَالطَّعَامَ. [401]

ترجمہ: کنانہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ جارہا تھا تاکہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد کریں۔ راستے میں انہیں اشتر (فسادی) ملا، جس نے ان کی خچر کے منہ پر ضرب لگائی، یہاں تک کہ وہ جھک گئی۔ اس پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "مجھے چھوڑ دو، کہیں یہ مجھے رسوانہ کر دے!" پھر انہوں نے اپنے گھر سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر تک لکڑی رکھ کر ایک راستہ بنایا اور اسی کے ذریعے ان کے لیے پانی اور کھانا پہنچاتی رہیں۔

شرفِ نسبی:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ... قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّكِ لَابْنَةُ نَبِيٍّ وَ إِنَّ عَمَّكِ لَنَبِيٌّ وَ إِنَّكِ لَتَحْتَ نَبِيٍّ. [402]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے) فرمایا: تم نبی کی بیٹی ہو (مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں)، تمہارے چچا نبی ہیں (مراد حضرت ہارون علیہ السلام ہیں) اور نبی کی بیوی ہو (مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں)۔

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) فرماتے ہیں:

وَكَانَتْ مِنْ سَيِّدَاتِ النِّسَاءِ عِبَادَةً وَوَرَعًا وَزَهَادَةً وَبِرًّا وَصَدَقَةً. [403]

ترجمہ: آپ (سیدہ صفیہ) رضی اللہ عنہا عبادت، پرہیز گاری، زہد و تقویٰ، نیکی اور صدقہ و خیرات کے اعتبار سے

---

[401] سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج 3 ص 350 ترجمۃ صفیۃ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا

[402] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3894

[403] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج 4 ص 435 صفیۃ بن حیی بن اخطب

عورتوں میں ممتاز تھیں۔

وفات:

ام المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہانے اپنی بقیہ زندگی نہایت زہد و تقویٰ اور عبادتِ الٰہی میں گزاری۔ 50 ہجری میں رمضان المبارک کے مہینے میں 65 سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی اور آپ کو مدینہ منورہ کے مبارک قبرستان "جنت البقیع" میں دفن کیا گیا۔

علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی رحمہ اللہ (ت 1122ھ) لکھتے ہیں:

وَمَاتَتْ فِيْ رَمَضَانَ سَنَةَ خَمْسِيْنَ فِي زَمَنِ مُعَاوِيَةَ. [404]

ترجمہ: آپ (رضی اللہ عنہا) کی وفات سن پچاس (50) ہجری میں رمضان کے مہینے میں حضرت امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے دورِ خلافت میں ہوئی۔

اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ

[404] شرح العلامۃ الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ: ج4 ص436 صفیۃ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا

اُمّ المؤمنین سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

اجمالی خاکہ

نام	میمونہ
والد	حارث بن حزن
والدہ	ہند بنت عوف
سن پیدائش	بعثت نبوی سے 16 سال قبل
قبیلہ	قریش (بنو ہلال)
زوجیت رسول	ذوالقعدہ 7 ہجری
سنِ وفات	51 ہجری
مقامِ تدفین	مقامِ سَرِف (مکہ مکرمہ کا نواحی علاقہ)
کل عمر	80 سال تقریباً

اُمّ المؤمنین سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

نام و نسب:

ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا پیدائشی نام "بَرَّہ" تھا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں تو آپ نے نام تبدیل فرما کر "میمونہ" رکھ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہا کا خاندانی پس منظر نہایت معزز تھا۔ والد کی جانب سے آپ کا سلسلہ نسب یوں ہے:

میمونہ بنت حارث بن حَزَن بن بُجیر بن ہَرِم بن رُوَیْبَۃ بن عبد اللہ بن ہلال بن عامر بن صَعْصَعَۃ بن معاویۃ بن بکر بن ھَوَازِن بن منصور بن عِکْرِمَۃ بن خَصفۃ بن قَیس بن عَیْلان بن مُضَر۔

امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر رحمہ اللہ (ت463ھ) نقل کرتے ہیں:

مَيْمُونَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ بْنِ حَزْنِ بْنِ بُجَيْرِ بْنِ الْهَرِمِ بْنِ رُوَيْبَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ هِلَالِ بْنِ عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ بْنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ بَكْرِ بْنِ هَوَازِنَ بْنِ مَنْصُورِ بْنِ عِكْرِمَةَ بْنِ خَصَفَةَ بْنِ قَيْسِ عَيْلَانَ بْنِ مُضَرَ۔ [405]

ترجمہ: میمونہ بنت حارث بن حزن بن بجیر بن ہرم بن رویبہ بن عبد اللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس عیلان بن مضر،

اس لحاظ سے آپ رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب والد کی طرف سے اٹھارویں (18ویں) پشت میں جا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جدِ امجد "مُضَر" پر مل جاتا ہے۔ اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک سلسلہ نسب یہ ہے:

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيِّ بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ بْنِ فِهْرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ مُدْرِكَةَ بْنِ إِلْيَاسَ بْنِ مُضَرَ بْنِ نِزَارِ بْنِ مَعَدِّ بْنِ عَدْنَانَ۔ [406]

اسی طرح والدہ کی طرف سے بھی آپ رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب نہایت بلند ہے۔

---

[405] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب لابن عبد البر: ص936، رقم الترجمۃ3454

[406] صحیح البخاری: کتاب المناقب، باب مبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 405ھ) والدہ کی جانب سے سلسلہ نسب یوں بیان فرماتے ہیں:

وَأُمُّهَا هِنْدُ بِنْتُ عَوْفِ بْنِ زُهَيْرِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ حَمَاطَةَ بْنِ حَارِثٍ مِنْ حِمْيَرَ.[407]

ترجمہ: آپ کی والدہ ہند بنت عوف بن زُہیر بن حارث بن حماطہ بن حارث حمیری ہیں۔

ولادت:

ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے سنِ ولادت کی تصریح نہیں مل سکی البتہ آپ کی سنِ وفات اور کل عمر کا قول ملتا ہے۔ سنِ وفات کے متعلق اگرچہ کئی اقوال ہیں لیکن راجح قول سن 51 ہجری کا ہے۔

حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَتْ وَفَاةُ مَيْمُوْنَةَ سَنَةَ إِحْدٰى وَخَمْسِيْنَ.[408]

ترجمہ: سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے سن اکیاون (51) ہجری میں وفات پائی۔

بوقتِ وفات آپ کی عمر کے متعلق امام ابن سعد رحمہ اللہ (ت 230ھ) اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (ت 852ھ) نے علامہ محمد بن عمر واقدی رحمہ اللہ (ت 207ھ) کا قول ذکر کیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کی عمر 80 یا 81 سال تھی۔

وَكَانَ لَهَا يَوْمَ تُوُفِّيَتْ ثَمَانُوْنَ أَوْ إِحْدٰى وَثَمَانُوْنَ سَنَةً.[409]

ترجمہ: آپ رضی اللہ عنہا کی عمر وفات کے وقت اسی (80) یا اکیاسی (81) سال تھی۔

تاریخی اعتبار سے ہجرتِ مدینہ کے وقت تک 13 سال نبوت کے گزر چکے تھے، اور 51 ہجری میں وفات کے وقت 80 سال عمر ہونے کا حسابی مطلب یہی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کی ولادت اعلانِ نبوت سے تقریباً 16 یا 17 سال قبل ہوئی۔

---

[407] المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج5 ص38، رقم الحدیث 6869

[408] الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2640 ترجمۃ میمونۃ بنت الحارث

[409] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص111 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،

خاندانی پسِ منظر:

ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا تعلق عرب کے نہایت معزز قبیلہ "بنو ہلال" سے تھا۔

حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

مَيْمُونَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ بْنِ حَزْنٍ الْهِلَالِيَّةُ۔[410]

ترجمہ: میمونہ، حارث بن حزن کی بیٹی ہیں جن کا تعلق قبیلہ بنو ہلال سے ہے۔

آپ رضی اللہ عنہا کی خاندانی وجاہت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کی دیگر بہنیں بھی عرب کے نہایت نامور اور معزز گھرانوں میں بیاہی گئیں۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی دیگر بہنیں:

آپ رضی اللہ عنہا کی بہنیں تین قسم کی ہیں:

1: حقیقی بہنیں

2: باپ شریک بہنیں

3: ماں شریک بہنیں

(1) حقیقی بہنیں

آپ رضی اللہ عنہا کی حقیقی بہنیں دو ہیں:

1: ام الفضل لبابۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

2: عَزہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا

1: ام الفضل لبابۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

آپ کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا۔

---

[410] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2639 ترجمۃ میمونۃ بنت الحارث، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2640 ترجمۃ میمونۃ بنت الحارث

انہی سے مشہور صحابی اور مفسرِ قرآن حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے۔

امام عزالدین علی بن ابی الکرم شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) لکھتے ہیں:

لُبَابَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ بْنِ حَزْنِ بْنِ بُجَيْرِ بْنِ رُوَيْبَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هِلَالِ بْنِ عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ الْهِلَالِيَّةُ أُمُّ الْفَضْلِ، وَهِيَ زَوْجُ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَأُمُّ الْفَضْلِ، وَعَبْدِ اللّٰهِ، وَمَعْبَدٍ، وَعُبَيْدِ اللّٰهِ، وَقُثَمٍ، وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَغَيْرِهِمْ مِنْ بَنِي الْعَبَّاسِ، وَهِيَ لُبَابَةُ الْكُبْرٰى، وَهِيَ أُخْتُ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.[411]

ترجمہ: ام الفضل لُبابہ بنت حارث بن حَزن بن بُجَیر بن رُوَیبہ بن عبد اللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ ہلالیہ؛ آپ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں۔ فضل، عبد اللہ، معبد، عبید اللہ، قُثَم، عبد الرحمٰن وغیرہ کی والدہ تھیں۔ آپ "لبابہ کبریٰ" ہیں اور آپ علیہ السلام کی زوجۂ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی (حقیقی) بہن تھیں۔

2: عَزہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا

آپ کا نکاح عبد اللہ بن مالک الہلالی سے ہوا۔ عَزہ بنت الحارث رضی اللہ عنہانے بھی اسلام قبول کر لیا تھا۔ ان کا شمار صحابیات میں ہوتا ہے۔

امام عزالدین علی بن ابی الکرم شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) متعلق لکھتے ہیں:

عَزَّةُ بِنْتُ الْحَارِثِ، أُخْتُ مَيْمُونَةَ وَلُبَابَةَ ابْنَتَيِ الْحَارِثِ.[412]

ترجمہ: عزہ بنت حارث، جو حارث کی دونوں بیٹیوں میمونہ اور لبابہ کی بہن ہیں۔

حافظ احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) ان کے شوہر کے حوالے سے لکھتے ہیں:

عَزَّةُ بِنْتُ الْحَارِثِ الْهِلَالِيَّةُ أُخْتُ مَيْمُوْنَةَ ... وَأَنَّهَا تَزَوَّجَتْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَالِكِ بْنِ الْهُزْمِ، فَوَلَدَتْ لَهُ زِيَادًا وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ وَبَرْزَةَ.[413]

ترجمہ: عَزہ بنت حارث ہلالیہ، جو سیدہ میمونہ (رضی اللہ عنہا) کی بہن تھیں؛ انہوں نے عبد اللہ بن مالک بن ہُزم سے نکاح کیا۔ ان سے ان کے ہاں زیاد، عبد الرحمٰن اور بَرُزہ پیدا ہوئے۔

---

[411] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج5 ص541 ترجمۃ لُبابۃ بنت الحارث

[412] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج5 ص499 عزۃ بنت الحارث

[413] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2577 ترجمۃ عزۃ بنت الحارث الهلالیۃ

علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی رحمہ اللہ (ت 1122ھ) ان کے شرفِ صحابیت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

وَعَزَّةُ صَحَابِيَّةٌ أَيْضًا.[414]

ترجمہ: اور عَزہ (رضی اللہ عنہا) بھی صحابیہ ہیں۔

(2) باپ شریک بہنیں

آپ کی باپ شریک بہن لبابۃ الصغریٰ رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ کا نکاح ولید بن مغیرہ مخزومی کے ساتھ ہوا جن سے مشہور صحابی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

لُبَابَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ بْنِ حَزْنٍ الْهِلَالِيَّةُ أُخْتُ الَّتِيْ قَبْلَهَا، وَهِيَ لُبَابَةُ الصُّغْرٰى، وَأَنَّهَا تُلَقَّبُ الْعُصَمَاءَ، وَأُمُّهَا فَاخِتَةُ بِنْتُ عَامِرٍ الثَّقَفِيَّةُ، وَهِيَ وَالِدَةُ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ الصَّحَابِيِّ الْمَشْهُوْرِ.[415]

ترجمہ: لبابہ بنت حارث بن حزن ہلالیہ؛ آپ ان (لبابہ کبریٰ) کی (باپ شریک) بہن ہیں جن کا ذکر پہلے ہوا۔ آپ لبابہ صغریٰ ہیں۔ آپ کا لقب "عصماء" ہے۔ آپ کی والدہ فاختہ بنت عامر ثقفیہ ہیں۔ آپ مشہور صحابی حضرت خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) کی والدہ ہیں۔

ایک علمی فائدہ:

لبابہ صغریٰ (جن کا لقب عصماء تھا) کے نکاح کے حوالے سے امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر رحمہ اللہ (ت 463ھ) نے ذکر کیا ہے:

وَعُصَمَاءُ بِنْتُ الْحَارِثِ كَانَتْ تَحْتَ أُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ الْجُمَحِيِّ، فَوَلَدَتْ لَهُ أَبَانَ وَغَيْرَهُ.[416]

ترجمہ: عصماء بنت حارث؛ اُبَیّ بن خلف جُمَحِیّ کے نکاح میں تھیں۔ ان سے ابان اور دیگر بچے پیدا ہوئے۔

---

[414] شرح العلامۃ الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ: ج4 ص419 میمونۃ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا

[415] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2623 ترجمۃ لُبابۃ بنت الحارث

[416] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب لابن عبد البر: ج4 ص1915 رقم الترجمۃ 4099 ترجمۃ میمونۃ بنت الحارث رضی اللہ عنہا

اس تاریخی حوالے سے بعض مؤرخین کو یہ اشکال ہوا کہ عصماء اور لبابہ صغریٰ دو الگ الگ بہنیں ہیں یا ایک ہی خاتون کے دو نام ہیں؟ کیونکہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے لبابہ (یعنی عصماء) کا نکاح ولید بن مغیرہ مخزومی سے ہونا ذکر کیا ہے جبکہ ابن عبد البر رحمہ اللہ؛ عصماء کو اُبَیّ بن خلف جُمَحِیّ کی زوجہ قرار دے رہے ہیں۔

اس الجھن کو دور کرتے ہوئے علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی رحمہ اللہ (ت 1122ھ) نے نہایت عمدہ تطبیق دی ہے کہ لبابہ صغریٰ اور عصماء ایک ہی خاتون کے دو نام ہیں۔ ان کا پہلے ولید بن مغیرہ کے نکاح میں ہونا اور بعد میں اُبیّ بن خلف کے عقد میں آنا ایک دوسرے کے منافی نہیں۔ ممکن ہے ولید نے انہیں طلاق دے دی ہو، جس کے بعد انہوں نے اُبیّ بن خلف سے نکاح کر لیا ہو۔ آپ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

جَزَمَ فِي الْإِصَابَةِ بِأَنَّهَا لُبَابَةُ الصُّغْرٰى، وَنَقَلَهُ فِيْ حَرْفِ الْعَيْنِ عَنِ ابْنِ الْكَلْبِيِّ، وَهُوَ مُقَدَّمٌ عَلٰى غَيْرِه فِيْ عِلْمِ النَّسَبِ، كَمَا أَنَّ غَيْرَهُ مُقَدَّمٌ عَلَيْهِ فِي الْحَدِيْثِ، وَكَوْنُهَا زَوْجَةَ أُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ لَا يَمْنَعُ كَوْنَهَا كَانَتْ تَحْتَ الْوَلِيْدِ، وَأَنْجَبَتْ مِنْهُ سَيْفَ اللّٰهِ، فَمَا الْمَانِعُ مِنْ أَنَّهُ طَلَّقَهَا، فَنَكَحَهَا أُبَيٌّ.[417]

ترجمہ: "الإصابة" میں مصنف نے قطعی طور پر یہ لکھا ہے کہ عصماء ہی لبابہ صغریٰ ہیں، اور حرفِ عین کے تحت یہ بات ابن کلبی سے نقل کی ہے۔ علمِ نسب میں ابن کلبی کی بات دوسروں پر مقدم سمجھی جاتی ہے، جس طرح علمِ حدیث میں دوسرے ائمہ ان پر مقدم ہیں۔ نیز یہ بات کہ وہ اُبیّ بن خلف کی زوجہ تھیں اس کے منافی نہیں کہ اس سے پہلے وہ ولید کے نکاح میں رہی ہوں اور ان سے "سیف اللہ" (حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ) پیدا ہوئے ہوں۔ آخر اس میں کیا چیز مانع ہے کہ ولید نے انہیں طلاق دے دی ہو، پھر اُبیّ بن خلف نے ان سے نکاح کر لیا ہو؟

(3) ماں شریک بہنیں

آپ رضی اللہ عنہا کی ماں شریک بہنیں چار ہیں:

1: ام المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

2: اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا

[417] شرح العلامۃ الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ: ج4 ص419 میمونۃ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا

3: سلمیٰ بنت عمیس رضی اللہ عنہا

4: سُلامہ بنت عمیس رضی اللہ عنہا

1: ام المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

ام المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا اور ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی ماں شریک بہن ہیں۔

امام عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) لکھتے ہیں:

زَيْنَبُ بِنْتُ خُزَيْمَةَ بْنِ الْحَارِثِ ... كَانَتْ أُخْتَ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمِّهَا. [418]

ترجمہ: سیدہ زینب بنت خزیمہ بن حارث (رضی اللہ عنہا)... آپ؛ حضرت میمونہ زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں؛ کی ماں شریک بہن تھیں۔

سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کے تفصیلی حالات ہماری اسی کتاب میں پیچھے گزر چکے ہیں۔

2: اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا

آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے ہوا، ان سے عبد اللہ، عون اور محمد رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے۔ جنگ مُوتہ میں جب حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے تو ان کی شہادت کے بعد اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوا، ان سے محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہوا اور ان سے ایک بیٹا یحییٰ پیدا ہوا۔

امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر رحمہ اللہ (ت463ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ رَحِمَهَا اللّٰهُ تَحْتَ جَعْفَرِ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ، وَهَاجَرَتْ مَعَهُ إِلَى الْحَبَشَةِ، وَوَلَدَتْ هُنَاكَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ، وَمُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرٍ، وَعَوْنَ بْنَ جَعْفَرٍ، وَهَلَكَ عَنْهَا جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قُتِلَ يَوْمَ مُؤْتَةَ بِمُؤْتَةَ مِنْ أَرْضِ الرُّوْمِ، فَخَلَفَ عَلَيْهَا

[418] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج5 ص452 ترجمۃ زینب بنت خزیمۃ

بَعْدَهٗ أَبُوْ بَكْرِ الصِّدِّيْقُ، فَوَلَدَتْ لَهٗ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِيْ بَكْرٍ ... ثُمَّ تُوُفِّيَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَخَلَفَ عَلَيْهَا بَعْدَهٗ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ، فَوَلَدَتْ لَهٗ يَحْيَى بْنَ عَلِيٍّ۔[419]

ترجمہ: حضرت اسماء بنت عمیس رحمہا اللہ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ وہ ان کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کر کے گئیں۔ وہاں ان کے ہاں عبد اللہ بن جعفر، محمد بن جعفر اور عون بن جعفر کی ولادت ہوئی۔ پھر حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا یعنی غزوۂ مؤتہ کے دن سرزمین روم کے علاقہ مؤتہ میں شہید کر دیے گئے۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کیا۔ ان سے محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو ان کے بعد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کیا، اور ان سے یحییٰ بن علی پیدا ہوئے۔

3: سلمٰی بنت عمیس رضی اللہ عنہا

آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے ہوا، ان سے ایک بیٹی امۃ اللہ پیدا ہوئیں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کا نکاح شداد بن الہاد رضی اللہ عنہ سے ہوا، جن سے عبد اللہ اور عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے۔

امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر رحمہ اللہ (ت 463ھ) لکھتے ہیں:

سَلْمٰى بِنْتُ عُمَيْسٍ الْخَثْعَمِيَّةُ، أُخْتُ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ، لَهَا صُحْبَةٌ ... وَكَانَتْ تَحْتَ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَوَلَدَتْ لَهٗ أَمَةَ اللّٰهِ بِنْتَ حَمْزَةَ، ثُمَّ خَلَفَ عَلَيْهَا بَعْدَهٗ شَدَّادُ بْنُ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ اللَّيْثِيُّ، فَوَلَدَتْ لَهٗ عَبْدَ اللّٰهِ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ۔[420]

ترجمہ: سلمٰی بنت عمیس خثعمیہ؛ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں۔ انہیں شرفِ صحابیت حاصل تھا۔ ان کا نکاح حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا، جن سے ان کے ہاں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اَمۃ اللہ پیدا ہوئیں۔ پھر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد شداد بن اسامہ بن الہاد لیثی نے ان سے نکاح کیا، جن سے ان کے دو بیٹے عبد اللہ اور عبد الرحمٰن پیدا ہوئے۔

---

[419] التمہید لما فی المؤطا من الاسانید لابن عبد البر: ج1 ص564 تحت الحدیث الرابع لحمید بن قیس

[420] الاستیعاب لابن عبد البر: ج4 ص1861 رقم الترجمۃ 3381 ترجمۃ سلمٰی بنت عمیس

4: سُلامہ بنت عمیس رضی اللہ عنہا

آپ کا نکاح حضرت عبد اللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے ہوا۔

امام تقی الدین احمد بن علی بن عبد القادر مقریزی رحمہ اللہ (ت 845ھ) لکھتے ہیں:

وَعَبْدُ اللهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ بْنِ الْأَوْسِ بْنِ خَثْعَمِ الْخَثْعَمِيُّ، كَانَتْ عِنْدَهُ سُلَامَةُ بِنْتُ عُمَيْسٍ، أُخْتُ مَيْمُوْنَةَ لِأُمِّهَا، فَوَلَدَتْ لَهُ اٰمِنَةَ، تَزَوَّجَهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ. [421]

ترجمہ: عبد اللہ بن کعب بن عبد اللہ بن کعب بن منبہ بن اوس بن خثعم خثعمی کے نکاح میں سلامہ بنت عمیس تھیں، جو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی ماں شریک بہن تھیں۔ ان سے عبد اللہ بن کعب کے بیٹی آمنہ پیدا ہوئیں، جن سے بعد میں حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا۔

فائدہ:

ہم نے سیدہ میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا کی تمام بہنوں کے تذکرہ کے بجائے ان کا ذکر کیا ہے جو معروف ہیں۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ہند بنت عوف کی خوش قسمتی:

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ہند بنت عوف کو تاریخِ اسلام میں ایک منفرد اور عظیم مقام حاصل ہے۔ ان کی یہ عظیم خوش قسمتی تھی کہ ان کی بیٹیاں عرب کے نہایت معزز ترین گھرانوں میں بیاہی گئیں۔ آپ کے تین نکاح ہوئے:

1: پہلا خزیمہ بن عبد اللہ بن عمر بن عبد مناف بن ہلال بن عامر سے ہوا۔ ان سے ام المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔

---

[421] امتاع الاسماع للمقریزی: ج6 ص170 فصل في ذكر أسلاف رسول الله صلّى الله عليه وسلم

2: دوسرا عمیس بن معد بن حارث خثعمی سے ہوا۔ ان سے اسماء، سلمیٰ اور سلامہ رضی اللہ عنہن پیدا ہوئیں۔

3: تیسرا سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے والد حارث بن حَزن ہلالی سے ہوا۔ ان سے لبابۃ الکبریٰ، عِزہ اور ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہن پیدا ہوئیں۔

حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) ہند بنت عوف کے اس عظیم خاندانی شرف اور مرتبے کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَكَانَ يُقَالُ لِوَالِدَةِ أُمِّ الْفَضْلِ: الْعَجُوزُ الْحَرْشِيَّةُ: أَكْرَمُ النَّاسِ أَصْهَارًا؛ مَيْمُونَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْعَبَّاسُ تَزَوَّجَ أُخْتَهَا شَقِيقَتَهَا لُبَابَةَ، وَحَمْزَةُ تَزَوَّجَ أُخْتَهَا سَلْمٰى، وَجَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ تَزَوَّجَ شَقِيقَتَهَا أَسْمَاءَ، ثُمَّ تَزَوَّجَهَا بَعْدَهٗ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ، ثُمَّ تَزَوَّجَهَا بَعْدَهٗ عَلِيٌّ. [422]

ترجمہ: ام الفضل (رضی اللہ عنہا) کی والدہ جنہیں "اَلْعَجُوزُ الْحَرْشِيَّةُ" (قبیلہ حُرش کی معمر خاتون) کہا جاتا تھا وہ رشتہ داری کے اعتبار سے لوگوں میں سب سے زیادہ معزز خاتون ہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کی ایک بیٹی حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں تھیں، دوسری (حضرت میمونہ کی) حقیقی بہن لبابہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، تیسری (ماں شریک بہن) بہن سلمیٰ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، اور چوتھی (سلمیٰ کی) حقیقی بہن اسماء پہلے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے نکاح میں رہیں، پھر ان کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کیا، اور ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کیا۔

سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا؛ سیدہ میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا کی ماں شریک بہن ہیں یعنی دونوں کی والدہ "ہند بنت عوف بن زہیر بن الحارث" ہیں۔

امام عزالدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) لکھتے ہیں:

زَيْنَبُ بِنْتُ خُزَيْمَةَ بْنِ الْحَارِثِ ... كَانَتْ أُخْتَ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[422] الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2736 ترجمہ ام الفضل

لِأُمِّهَا. [423]

ترجمہ: سیدہ زینب بنت خزیمہ بن حارث (رضی اللہ عنہا)... آپ؛ حضرت میمونہ زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں؛ کی ماں شریک بہن تھیں۔

مندرجہ بالا تفصیلات کی روشنی میں دیکھا جائے تو ہند بنت عوف کی بیٹیاں جن عظیم اور جلیل القدر ہستیوں کے نکاح میں آئیں، ان کے مبارک نام یہ ہیں:

1۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (سیدہ میمونہ بنت حارث اور سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہما کے شوہر)

2۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (سیدہ اسماء بنت عمیس کے شوہر)

3۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ (سیدہ اسماء بنت عمیس کے شوہر)

4۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ (سیدہ لبابہ الکبریٰ کے شوہر)

5۔ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ (سیدہ اسماء بنت عمیس کے شوہر)

6۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ (سیدہ سلمیٰ بنت عمیس کے شوہر)

7۔ حضرت عبد اللہ بن کعب رضی اللہ عنہ (سیدہ سلامہ بنت عمیس کے شوہر)

8۔ حضرت شداد بن الہاد رضی اللہ عنہ (سیدہ سلمیٰ بنت عمیس کے دوسرے شوہر)

ان کے علاوہ کئی نواسے اور نواسیاں بھی جلیل القدر صحابہ وصحابیات رضی اللہ عنہم میں شامل ہیں۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح:

ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح زمانہ جاہلیت میں مسعود بن عمرو بن عمیر ثقفی کے ساتھ ہوا تھا لیکن کچھ عرصہ بعد اس نے آپ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد حاکم نیشاپوری شافعی رحمہ اللہ (ت 405ھ) نقل کرتے ہیں:

كَانَتْ تَزَوَّجَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَسْعُوْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ عُمَيْرٍ الثَّقَفِيَّ، ثُمَّ فَارَقَهَا. [424]

---

[423] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج5 ص452 ترجمۃ زینب بنت خزیمۃ

[424] المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج5 ص39 رقم الحدیث 6870

ترجمہ: سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے زمانہ جاہلیت میں مسعود بن عمرو بن عمیر ثقفی سے نکاح کیا تھا، پھر اس نے آپ کو طلاق دے دی تھی۔

یہ مسعود دراصل اسی عمرو بن عمیر ثقفی کا بیٹا تھا جس کے تین بیٹے (عبد یالیل، مسعود اور حبیب) طائف کے معززین اور سردار شمار ہوتے تھے۔ ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سفر طائف میں خصوصی طور پر دعوتِ اسلام دی تھی لیکن انہوں نے نہایت بد اخلاقی کا مظاہرہ کیا اور اَوباش لڑکوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے لگا دیا تھا۔

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، قَالَ: انْتَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الطَّائِفِ، وَعَمَدَ إِلٰى نَفَرٍ مِنْ ثَقِيفٍ، وَهُمْ سَادَةُ ثَقِيفٍ وَأَشْرَافُهُمْ، وَهُمْ إِخْوَةٌ ثَلَاثَةٌ: عَبْدُ يَالَيْلَ، وَمَسْعُوْدٌ، وَحَبِيْبٌ، بَنُو عَمْرِو بْنِ عُمَيْرِ بْنِ عَوْفٍ. [425]

ترجمہ: حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف تشریف لے گئے اور قبیلۂ ثقیف کے چند افراد کے پاس پہنچے۔ یہ لوگ ثقیف کے سردار اور معزز اشخاص تھے۔ یہ تین بھائی تھے: عبد یالیل، مسعود اور حبیب، جو عمرو بن عمیر بن عوف کی اولاد میں سے تھے۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا دوسرا نکاح:

مسعود ثقفی سے طلاق ہو جانے کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کا دوسرا نکاح ابورُہم بن عبد العزیٰ سے ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے کچھ عرصہ ان کے ساتھ گزارا۔ ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ یوں آپ دوبارہ بیوہ ہو گئیں۔

امام ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 405ھ) لکھتے ہیں:

فَخَلَفَ عَلَيْهَا أَبُوْ رُهْمِ بْنُ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ أَبِيْ قَيْسٍ مِنْ بَنِي مَالِكِ بْنِ حِسْلِ بْنِ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ، فَتُوُفِّيَ عَنْهَا. [426]

ترجمہ: پھر اس (مسعود ثقفی) کے بعد ابورُہم بن عبد العزیٰ بن ابی قیس، جن کا تعلق بنو مالک بن حسل بن عامر بن

[425] السیرۃ النبویۃ لابن کثیر: ج2 ص149

[426] المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج5 ص39 رقم الحدیث 6870

لؤی سے تھا، نے آپ (میمونہ رضی اللہ عنہا) سے نکاح کیا۔ کچھ عرصہ بعد وہ بھی وفات پا گئے۔

عمرۃ القضاء کا پس منظر:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ماہ ذوالقعدہ 7 ہجری کو عمرۃ القضاء کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ اس عمرہ کو "عمرۃ القضاء" اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس سے ایک سال پہلے ذوالقعدہ 6 ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھا تھا کہ میں مدینہ منورہ سے مکہ گیا ہوں اور وہاں میں نے بیت اللہ کا طواف کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس خواب کا ذکر فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اس خواہش کا اظہار کیا کہ ہم بھی آپ کی معیت میں شرفِ ہمراہی چاہتے ہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہمراہ لیا لیکن جب آپ مقام حدیبیہ پہنچے (جو مکہ کے قریب ہے اور اس کا کچھ حصہ حدودِ حرم میں بھی داخل ہے) تو کفار نے مزاحمت کی۔

مختصر یہ کہ چند کڑی شرائط کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس لوٹنا پڑا۔ ان شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ آپ آئندہ سال عمرہ کے لیے تشریف لائیں اور جتنے دن اہل مکہ چاہیں آپ وہاں رہ سکتے ہیں۔ اس وقت آپ نے اسلحے کے بغیر آنا ہے، ہاں صرف تلواریں لانے کی اجازت ہوگی اور وہ بھی میان میں ہوں گی۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ماہ ذوالقعدہ 7 ہجری کو تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ صرف وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشریف لائے جو صلحِ حدیبیہ میں آپ کے ساتھ شریک تھے۔ اس مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بحفاظت عمرہ ادا فرمایا۔

علامہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی المعروف الخازن رحمہ اللہ (ت 741ھ) سورۃ الفتح کی آیت 27 (لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ) کا شانِ نزول ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

سَبَبُ نُزُوْلِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى فِي الْمَنَامِ وَهُوَ بِالْمَدِيْنَةِ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الْحُدَيْبِيَّةِ أَنَّهٗ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ هُوَ وَأَصْحَابُهٗ اٰمِنِيْنَ وَيَحْلِقُوْا رُءُوْسَهُمْ فَأَخْبَرَ بِذٰلِكَ أَصْحَابَهٗ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَفَرِحُوْا وَحَسِبُوْا أَنَّهُمْ دَاخِلُوْا مَكَّةَ عَامَهُمْ ذٰلِكَ، فَلَمَّا انْصَرَفُوْا وَلَمْ يَدْخُلُوْا شُقَّ عَلَيْهِمْ ذٰلِكَ وَقَالَ الْمُنَافِقُوْنَ: أَيْنَ رُؤْيَاهُ الَّتِيْ رَاٰهَا؟ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ

الْآيَةَ وَدَخَلُوْا فِي الْعَامِ الْمُقْبِلِ. [427]

ترجمہ: اس آیت کے نزول کا سبب یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں، حدیبیہ کے لیے روانہ ہونے سے پہلے خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امن و امان کے ساتھ مسجدِ حرام میں داخل ہو رہے ہیں اور اپنے سروں کے بال منڈوا رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خواب اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتایا تو وہ بہت خوش ہوئے اور انہوں نے سمجھا کہ اسی سال مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا موقع مل جائے گا، لیکن جب وہ حدیبیہ سے واپس لوٹے اور مکہ میں داخل نہ ہو سکے تو یہ بات ان پر گراں گزری۔ اس موقع پر منافقوں نے طعنہ دیتے ہوئے کہا: "وہ خواب کہاں گیا جو انہوں نے دیکھا تھا؟" تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اگلے سال مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی تجویز:

اسی دوران جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمرۃ القضاء ادا فرما چکے تھے اور مکہ مکرمہ ہی میں تشریف فرما تھے، تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ بَرَّہ (میمونہ) بنت حارث کو اپنے رشتۂ ازدواج سے جوڑ لیں۔ چونکہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن ام الفضل لبابۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں، اس لیے آپ رضی اللہ عنہ خاندانی طور پر سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کو اچھی طرح جانتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہا کے اعلیٰ اخلاق و کردار سے خوب واقف تھے۔

حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اس تجویز کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

إِنَّ الْعَبَّاسَ وَصَفَهَا لَهُ، وَقَالَ: قَدْ تَأَيَّمَتْ مِنْ أَبِيْ رُهْمٍ، فَتَزَوَّجَهَا. [428]

ترجمہ: حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان (سیدہ میمونہ) کے احوال بیان کیے اور عرض کیا کہ وہ ابورُہم (کی وفات) کے بعد بیوہ ہو چکی ہیں۔ اس لیے آپ ان سے نکاح فرما لیں۔

---

[427] تفسیر الخازن: ج4 ص172 سورۃ الفتح، رقم الآیۃ 27

[428] الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2639 ترجمۃ میمونۃ بنت الحارث

پیغامِ نکاح اور منظوری:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اس گزارش پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی طرف نکاح کا پیغام بھجوایا جسے انہوں نے بخوشی منظور کر لیا اور اپنے معاملات اپنے بہنوئی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیے۔

حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) مزید لکھتے ہیں:

أَرْسَلَ جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَخْطُبُهَا، فَأَذِنَتْ لِلْعَبَّاسِ، فَزَوَّجَهَا مِنْهُ. [429]

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر بن ابی طالب کو ان کی طرف نکاح کا پیغام دے کر بھیجا، تو انہوں نے (اپنے نکاح کا اختیار) حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو دے دیا، چنانچہ انہوں نے ان کا نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔

فائدہ:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پہلے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی تجویز پیش کی جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باقاعدہ نکاح کا پیغام بھجوایا، جسے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے قبول کر لیا۔ لہٰذا دونوں اقوال درست ہیں؛ پہلا تجویز کا ذکر کرتا ہے اور دوسرا اس کے بعد ہونے والے پیغامِ نکاح اور قبولیت کا۔

میمونہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بنتی ہیں:

صلحِ حدیبیہ کی شرائط میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ مسلمان صرف تین دن مکہ مکرمہ میں قیام کریں گے، چنانچہ شرط کے مطابق مدتِ قیام پوری ہو چکی تھی۔ سہیل بن عمرو اور حویطب بن عبد العزیٰ قریش کی جانب سے آپ صلی اللہ علیہ سلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ چونکہ مدتِ قیام ختم ہو گئی ہے، لہٰذا آپ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مدینہ واپس تشریف لے جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے ولیمہ

[429] الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2639 ترجمۃ میمونۃ بنت الحارث

میں شرکت کے لیے انہیں مدعو کیا لیکن انہوں نے یکسر انکار کر دیا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو روانگی کا حکم دیا اور خود بھی مکہ سے چل پڑے اور مقامِ سَرف پر پہنچے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری شافعی رحمہ اللہ (ت 405ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَأَقَامَ بِمَكَّةَ ثَلَاثًا، فَأَتَاهُ حُوَيْطِبُ بْنُ عَبْدِ الْعُزّٰى فِي نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ، فَقَالُوْا لَهُ: إِنَّهُ قَدِ انْقَضٰى أَجَلُكَ فَاخْرُجْ عَنَّا. قَالَ: "وَمَا عَلَيْكُمْ لَوْ تَرَكْتُمُوْنِي فَأَعْرَسْتُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ، فَصَنَعْتُ لَكُمْ طَعَامًا فَحَضَرْتُمُوهُ؟" قَالُوْا: لَا حَاجَةَ لَنَا فِي طَعَامِكَ فَاخْرُجْ عَنَّا. فَخَرَجَ بِمَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حَتّٰى أَعْرَسَ بِهَا بِسَرِفٍ. [430]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور مکہ مکرمہ میں تین دن قیام کیا۔ تیسرے دن حویطب بن عبد العزیٰ چند قریشیوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: آپ کی مقررہ مدت پوری ہو چکی ہے، لہٰذا ہمارے شہر سے تشریف لے جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر تم مجھے چھوڑ دیتے اور میں یہیں رخصتی کر لیتا، پھر تمہارے لیے کھانے کا انتظام کرتا اور تم بھی اس میں شریک ہو جاتے، تو تمہارا کیا نقصان تھا؟" اس نے جواب دیا: ہمیں آپ کے کھانے کی کوئی ضرورت نہیں، آپ ہمارے یہاں سے چلے جائیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کو ساتھ لے کر مکہ سے روانہ ہو گئے، یہاں تک کہ مقامِ سَرف میں پہنچ کر آپ نے ان کے ساتھ ازدواجی زندگی کا آغاز فرمایا۔

فائدہ:

ام المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا اور ام المؤمنین سیدہ میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا ماں شریک بہنیں تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ تاہم وہ نکاح کے چند ماہ بعد ہی وفات پا گئیں۔ بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا

[430] المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج5 ص40، رقم الحدیث 6875

سے نکاح فرمایا جو آپ کی ازواجِ مطہرات میں آخری نکاح تھا۔

"بَرَّہ" سے میمونہ؛ نام کی تبدیلی

ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا پیدائشی نام "بَرَّہ" تھا، جس کے معنی نیک اور صالحہ کے ہیں۔ بعد ازاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تبدیل فرما کر "میمونہ" (یعنی بابرکت) رکھ دیا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل فرماتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ اسْمُ مَيْمُونَةَ "بَرَّةَ"، فَسَمَّاهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَيْمُونَةَ".[431]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا نام پہلے "بَرَّہ" تھا، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام بدل کر "میمونہ" رکھ دیا۔

اس مبارک نکاح کی برکات:

- ایک نیک اور بیوہ خاتون کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت نصیب ہوئی۔
- عمرۃ القضاء کے بعد اہلِ مکہ اور مسلمانوں کے تعلقات میں مزید بہتری اور نرمی پیدا ہوئی۔
- اہلِ مکہ کی بااثر شخصیات کو مسلمانوں کے اخلاق و سلوک کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔
- مختلف قبائل، خصوصاً اہلِ نجد، اسلام سے قریب آنے لگے۔
- کفار کے ذہنوں میں پائی جانے والی بہت سی بدگمانیاں کم ہونے کا راستہ بنا۔
- دعوتِ اسلام کے پھیلاؤ اور اثر پذیری میں اضافہ ہوا۔
- کئی افراد اسلام کی طرف مائل ہوئے اور ہدایت سے سرفراز ہوئے۔
- یہ نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکیمانہ دعوتی تدبیر کا عملی مظہر تھا۔

مکہ کے بااثر افراد کا قبولِ اسلام:

---

[431] الادب المفرد للبخاری: ص 248، رقم الحدیث 832

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے خاندان والے مکہ کے بااثر لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔ اس نکاح کے بعد سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔

امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر رحمہ اللہ (ت 463ھ) آپ رضی اللہ عنہا کے اس خاندانی تعلق اور رشتے کی صراحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَكَانَتْ مَيْمُونَةُ خَالَةَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، وَخَالَةَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ. [432]

ترجمہ: آپ رضی اللہ عنہا خالد بن ولید اور عبد اللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) کی خالہ تھیں۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے اس رشتے کی برکت سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے اور اسی موقع پر مکہ کی مزید دو بااثر شخصیات، حضرت عمرو بن العاص اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہما (کنجی بردارِ کعبہ) نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ یہ تینوں حضرات ایک ساتھ ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے۔

امام علی بن ابی الکرم محمد بن محمد شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) فرماتے ہیں:

فَلَمَّا رَآهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَصْحَابِه: "رَمَتْكُمْ مَكَّةُ بِأَفْلَاذِ كَبِدِهَا". [433]

ترجمہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں (مدینہ آتے ہوئے) دیکھا تو (خوشخبری دیتے ہوئے) اپنے صحابہ سے فرمایا: "مکہ نے تمہاری طرف اپنے جگر کے ٹکڑے (یعنی اپنے سب سے بہترین اور قابل سپوت) پھینک دیے ہیں۔"

باکمال ایمان کی نبوی شہادت:

ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے کمالِ ایمان اور پاکیزگی کی شہادت خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ایمان والی خواتین کی باہمی اخوت کا ذکر فرمایا تو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا اور ان کی چند بہنوں کا ذکر کیا، اور سب سے پہلے نام سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا ہی کا، لیا۔

---

[432] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب لابن عبد البر: ج4 ص1915

[433] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج2 ص31 ترجمۃ خالد بن الولید بن المغیرۃ

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری شافعی رحمہ اللہ (ت 405ھ) نقل فرماتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْأَخَوَاتُ مُؤْمِنَاتٌ: مَيْمُوْنَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأُخْتُهَا أُمُّ الْفَضْلِ بِنْتُ الْحَارِثِ، وَأُخْتُهَا سَلْمٰى بِنْتُ الْحَارِثِ امْرَأَةُ حَمْزَةَ، وَأَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ أُخْتُهُنَّ لِأُمِّهِنَّ".[434]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بہنیں (کامل) ایمان والیاں ہیں: میمونہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں، ان کی بہن ام الفضل بنت حارث، اور ان کی بہن سلمٰی بنت حارث جو حضرت حمزہ کی زوجہ ہیں اور اسماء بنت عمیس جو ان کی ماں شریک بہن ہیں۔

گھریلو زندگی اور عبادات کا اہتمام:

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین ہونے کے اتنے بڑے اعزاز اور رتبے سے عزت پانے کے باوجود نہایت سادہ اور محنتی خاتون تھیں۔ آپ اپنے گھریلو کام کاج خود کیا کرتیں، نمازوں کی ادائیگی کا خوب اہتمام کرتیں اور کثرت سے مسواک کا استعمال فرماتی تھیں۔

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْأَصَمِّ، عَنْ مَيْمُوْنَةَ، وَكَانَ يَزِيْدُ يَتِيْمًا فِي حِجْرِهَا، فَذَكَرَ: "أَنَّ سِوَاكَهَا كَانَ لَا يَزَالُ فِي إِنَاءٍ، فَإِنْ شَغَلَهَا عَمَلٌ أَوْ صَلَاةٌ، وَإِلَّا أَخَذَتِ السِّوَاكَ فَاسْتَاكَتْ".[435]

ترجمہ: حضرت یزید بن الاَصم رحمہ اللہ جو یتیم تھے اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی پرورش میں تھے؛ بیان کرتے ہیں کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا مسواک ہمیشہ ایک برتن میں رکھا رہتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا جب کسی کام یا نماز میں مصروف ہوتیں تو مسواک نہ کرتیں، اور جب فارغ ہوتیں تو مسواک لے کر استعمال کر لیتی تھیں۔

اس حدیث مبارک کے عربی الفاظ "عَمَلٌ" اور "صَلَاةٌ" اس بات کی روشن دلیل ہیں کہ ام المؤمنین کا سارا وقت یا تو اپنے ہاتھ سے گھر کا کام کاج سمیٹنے میں گزرتا تھا یا پھر اللہ کے حضور نمازیں ادا کرنے میں۔

تقویٰ وصلہ رحمی:

---

[434] المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج5 ص42 رقم الحدیث 6880

[435] المعجم الکبیر للطبرانی: ج10 ص154 رقم الحدیث 19542

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم النیسابوری شافعی رحمہ اللہ (ت 405ھ) نقل فرماتے ہیں:

أَمَا إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ أَتْقَانَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَأَوْصَلِنَا لِلرَّحِمِ. [436]

ترجمہ: (ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) میمونہ (رضی اللہ عنہا) ہم سب (ازواج) میں سب سے زیادہ اللہ عزوجل سے ڈرنے والی (خدا خوفی رکھنے والی) اور ہم میں سب سے بڑھ کر صلہ رحمی کرنے والی تھیں۔

علم و فضل:

ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے دین کی تعلیم کو امت تک پہنچانے میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے امت کو گھریلو مسائل اور خانگی امور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تعلیمات سے روشناس کرایا۔ بالخصوص خواتین کی طہارت و پاکیزگی سے متعلق اکثر مسائل احادیثِ مبارکہ میں آپ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے ہی مذکور ملتے ہیں۔

ایک مرتبہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان کے پاس اس حالت میں تشریف لائے کہ ان کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے اس کی وجہ پوچھی تو وہ فرمانے لگے کہ مجھے ام عمار کنگھا کیا کرتی ہیں، لیکن آج کل ان کے ایام چل رہے ہیں، اس لیے انہوں نے مجھے کنگھا نہیں کیا۔

امام احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) اس واقعے کی حدیث نقل فرماتے ہیں:

عَنْ مَنْبُوْذٍ رَحِمَهُ اللهُ ، عَنْ أُمِّه، قَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ مَيْمُونَةَ فَأَتَاهَا ابْنُ عَبَّاسٍ، فَقَالَتْ: "يَا بُنَيَّ! مَا لَكَ شَعِثًا رَأْسُكَ؟" قَالَ: أُمُّ عَمَّارٍ مُرَجِّلَتِيْ حَائِضٌ، قَالَتْ: "أَيْ بُنَيَّ، وَأَيْنَ الْحَيْضَةُ مِنَ الْيَدِ؟ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلٰى إِحْدَانَا وَهِيَ حَائِضٌ، فَيَضَعُ رَأْسَهُ فِي حِجْرِهَا، فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهِيَ حَائِضٌ، ثُمَّ تَقُوْمُ إِحْدَانَا بِخُمْرَتِه فَتَضَعُهَا فِي الْمَسْجِدِ وَهِيَ حَائِضٌ، أَيْ بُنَيَّ، وَأَيْنَ الْحَيْضَةُ مِنَ الْيَدِ؟" [437]

ترجمہ: منبوذ (بن ابی سلیمان مکی) اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتی ہیں: میں میمونہ رضی اللہ عنہا کے

---

[436] المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج5 ص42 رقم الحدیث 6878

[437] مسند احمد: ج18 ص333 رقم الحدیث 26689

پاس تھی کہ ان کے پاس ابن عباس رضی اللہ عنہ آئے۔ انہوں نے کہا: "اے میرے بیٹے! تمہارے سر کے بال بکھرے ہوئے کیوں ہیں؟" انہوں نے جواب دیا: ام عمار (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی یا باندی) ان دنوں ایام میں ہے۔ انہوں نے فرمایا: "اے میرے بیٹے! ایام کا ہاتھ سے کیا تعلق ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کسی کے پاس اس حال میں تشریف لاتے جب وہ حائضہ ہوتی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر اس کی گود میں رکھ دیتے اور قرآن مجید کی تلاوت فرماتے، حالانکہ وہ حائضہ ہوتی۔ پھر ہم میں سے کوئی اپنی چادر لے کر مسجد میں رکھ دیتی حالانکہ وہ حائضہ ہوتی۔ اے میرے بیٹے! حیض کا ہاتھ سے کیا تعلق ہے؟ (اس کے بعد انہیں سمجھایا کہ بیٹا! خاص ایام کے اثرات عورت کے ہاتھوں تک سرایت نہیں کرتے)۔

سخاوت و دریا دلی:

ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا فیاضی اور سخاوت میں نہایت بلند مقام رکھتی تھیں۔ آپ غریب پروری اور لوگوں کی سماجی و معاشی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے بسا اوقات قرضہ اٹھانے سے بھی دریغ نہ کرتی تھیں۔ کبھی کبھار تو آپ لوگوں کی مدد کی خاطر خطیر رقم بھی قرض لے لیتیں۔ ایک مرتبہ آپ نے سماجی ضروریات کو پورا کرنے کے پیش نظر ایک بڑی رقم قرض لی، تو کسی نے حیرت سے پوچھا کہ آپ اس کو کس طرح ادا کریں گی؟ تو اس پر آپ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مبارک ارشاد نقل فرمایا جس سے آپ کے توکل علی اللہ کا شاندار اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کو کس قدر اللہ کی ذات پر یقین اور اعتماد تھا۔

امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ (ت 303ھ) روایت نقل فرماتے ہیں:

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ مَيْمُونَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَدَانَتْ فَقِيلَ لَهَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! تَسْتَدِينِيْنَ وَلَيْسَ عِنْدَكِ وَفَاءٌ، قَالَتْ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ أَخَذَ دَيْنًا وَهُوَ يُرِيْدُ أَنْ يُؤَدِّيَهُ أَعَانَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ.[438]

ترجمہ: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے ایک مرتبہ کچھ قرض لیا۔ تو ان سے کہا گیا: ام المؤمنین! آپ قرض لے رہی ہیں حالانکہ آپ کے پاس اسے ادا کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے؟ تو آپ (رضی اللہ

[438] سنن النسائی: رقم الحدیث 4691

عنہا) نے فرمایا: بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص (لوگوں کی ضروریات کے لیے) قرض لے اور اس کی نیت اسے ادا کرنے کی ہو، تو اللہ تعالیٰ (اسے ادا کرنے میں) اس کی مدد فرماتا ہے (یعنی ادائیگی کا بندوبست خدا خود کر دیتا ہے)۔

غلام اور باندیاں آزاد کرنا:

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے بے شمار کارہائے نمایاں میں سے ایک یہ بھی تھا کہ آپ کثرت سے غلاموں اور باندیوں کو آزاد کیا کرتی تھیں۔ ایک بار آپ رضی اللہ عنہا نے اپنی ایک باندی کو اللہ کی رضا کے لیے آزاد کیا تو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے اس عمل کو سراہا اور انہیں اجر وثواب کے اضافے کی نوید سنائی۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل فرماتے ہیں:

عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ مَيْمُونَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ: أَنَّهَا أَعْتَقَتْ وَلِيْدَةً وَلَمْ تَسْتَأْذِنِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُهَا الَّذِيْ يَدُوْرُ عَلَيْهَا فِيْهِ، قَالَتْ: أَشَعَرْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنِّي أَعْتَقْتُ وَلِيْدَتِي؟ قَالَ: أَوَفَعَلْتِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: أَمَا إِنَّكِ لَوْ أَعْطَيْتِهَا أَخْوَالَكِ كَانَ أَعْظَمَ لِأَجْرِكِ. [439]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام کُریب سے روایت ہے کہ حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے (پہلے) اجازت لیے بغیر اپنی ایک باندی کو آزاد کر دیا۔ جب ان کی باری کا دن آیا (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لائے)، تو انہوں نے عرض کیا: "یارسول اللہ! کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں نے اپنی باندی کو آزاد کر دیا ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: "کیا تم نے واقعی ایسا کر دیا ہے؟" انہوں نے عرض کیا: "جی ہاں۔" اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (انہیں اس عمل کے اجر کی خوشخبری دیتے ہوئے مزید بھلائی کا رستہ بتایا اور) ارشاد فرمایا: "اگر تم وہ (باندی) اپنے ماموؤں کو دے دیتیں، تو تمہیں اس کا اجر اور بھی زیادہ ملتا۔"

اس حدیث مبارک سے واضح ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندی آزاد کرنے کے اس نیک عمل

---

[439] صحیح البخاری: رقم الحدیث 2592

اور اس کے شاندار اجر کو سراہا اور ساتھ ہی انہیں صلہ رحمی کی صورت میں دگنے اجر کی عظیم حکمت بھی سکھائی۔

مقامِ سرف کا منفرد اتفاق:

ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی حیاتِ طیبہ کا یہ ایک عجیب اور منفرد اتفاق ہے کہ جس مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کو قربت بخشی، بالکل اسی مقام پر آپ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی۔ یعنی مقامِ سَرف میں آپ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ ہوا اور اسی مقام پر آپ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) نقل فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: تَزَوَّجَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ شَوَّالٍ وَهُوَ حَلَالٌ عَامَ الْقَضِيَّةِ، وَأَعْرَسَ بِهَا بِسَرِفَ، وَتُوُفِّيَتْ بِسَرِفَ. [440]

ترجمہ: موسیٰ بن محمد بن ابراہیم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (میمونہ رضی اللہ عنہا) سے شوال کے مہینے میں عمرۃ القضاء کے سال احرام کے بغیر (حلال حالت میں) نکاح فرمایا، ان کے ساتھ سَرف کے مقام پر خلوت فرمائی اور ان کی وفات بھی سَرف کے مقام پر ہی ہوئی۔

وفات:

آپ رضی اللہ عنہا حج یا عمرہ کی غرض سے مکہ مکرمہ تشریف لائیں۔ یہاں آکر آپ رضی اللہ عنہا کی طبیعت ناساز ہوئی، تو آپ نے اپنے بھانجے حضرت یزید بن الاصم رحمہ اللہ کو فرمایا کہ مجھے مکہ سے لے چلو، اس لیے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ آپ کا انتقال مکہ میں نہیں ہوگا۔ یزید بن الاصم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کو مرض کی حالت میں مکہ سے لے کر چلے، جب مقامِ سَرف پر پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا۔

امام ابو یعلی احمد بن علی بن المثنی تمیمی موصلی رحمہ اللہ (ت307ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ يَزِيْدَ الْأَصَمِّ قَالَ: ثَقُلَتْ مَيْمُوْنَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ، وَلَيْسَ عِنْدَهَا مِنْ بَنِيْ أَخِيْهَا، فَقَالَتْ: "أَخْرِجُوْنِي مِنْ مَكَّةَ، فَإِنِّي لَا أَمُوتُ بِهَا؛ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَنِي أَنِّي لَا أَمُوتُ بِمَكَّةَ. قَالَ: فَحَمَلُوْهَا حَتَّى أَتَوْا بِهَا سَرِفَ إِلَى الشَّجَرَةِ

[440] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص105 ذکر ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

الَّتِيْ بَنٰى بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَهَا فِي مَوْضِعِ الْقُبَّةِ، قَالَ: فَمَاتَتْ. [441]

ترجمہ: (سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے) یزید الأصم رحمہ اللہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں بیمار ہو گئیں۔ ان کے پاس ان کے بھتیجوں میں سے کوئی موجود نہ تھا۔ انہوں نے فرمایا: "مجھے مکہ سے باہر لے چلو، کیونکہ مجھے مکہ میں موت نہیں آئے گی۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا تھا کہ میری وفات مکہ میں نہیں ہو گی"۔ راوی کہتے ہیں: پھر لوگ انہیں اٹھا کر مقامِ سَرف لے گئے، اُس درخت کے پاس جس کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نکاح کے بعد) قیام فرمایا تھا، قُبہ کی جگہ میں۔ پھر وہیں ان کا انتقال ہو گیا۔

سنِ وفات اور کل عمر:

آپ کی وفات سن اکیاون (51) ہجری میں ہوئی۔

حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَتْ وَفَاةُ مَيْمُوْنَةَ سَنَةَ إِحْدٰى وَخَمْسِيْنَ. [442]

ترجمہ: سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے سن اکیاون (51) ہجری میں وفات پائی۔

بوقتِ وفات آپ کی عمر اسی (80) یا اکیاسی (81) سال تھی۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ (ت 230ھ) اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (ت 852ھ) نے علامہ محمد بن عمر واقدی رحمہ اللہ (ت 207ھ) کا قول ذکر کیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کی عمر 80 یا 81 سال تھی۔

وَكَانَ لَهَا يَوْمَ تُوُفِّيَتْ ثَمَانُوْنَ أَوْ إِحْدٰى وَثَمَانُوْنَ سَنَةً. [443]

ترجمہ: آپ رضی اللہ عنہا کی عمر وفات کے وقت اسی (80) یا اکیاسی (81) سال تھی۔

فائدہ:

---

[441] مسند ابی یعلیٰ: ص رقم الحدیث 7105

[442] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2640 ترجمۃ میمونۃ بنت الحارث

[443] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص111 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،

حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) نے علامہ واقدی رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھاہے کہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی وفات سن اکسٹھ (61) ہجری میں ہوئی اور آپ کا انتقال ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں سب سے آخر میں ہوا۔

آپ لکھتے ہیں:

وَنَقَلَ ابْنُ سَعْدٍ عَنِ الْوَاقِدِيِّ: أَنَّهَا مَاتَتْ سَنَةَ إِحْدٰى وَسِتِّيْنَ، قَالَ: وَهِيَ اٰخِرُ مَنْ مَاتَ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [444]

ترجمہ: ابن سعد نے واقدی سے نقل کیاہے کہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہانے سن اکسٹھ (61) ہجری میں وفات پائی۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ آپ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات میں سے سب سے آخر میں وفات پانے والی ہیں۔

دونوں باتیں تاریخی اعتبار سے درست نہیں۔ اس کی چند وجوہات ہیں:

[1]: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہانے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کے حق میں کلماتِ خیر ارشاد فرمائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات سن 58 ہجری میں ہوئی۔ اس اعتبار سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ کی وفات سن اکسٹھ (61) ہجری بلکہ اٹھاون (58) ہجری سے بھی پہلے ہوئی ہے اور وفات پانے کے اعتبار سے بھی آپ آخری زوجہ مطہرہ نہیں ہیں۔

حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْأَصَمِّ قَالَ: ... قَالَتْ [عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا]: ... ذَهَبَتْ وَاللّٰهِ مَيْمُوْنَةُ ... أَمَا إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ أَتْقَانَا لِلّٰهِ وَأَوْصَلِنَا لِلرَّحِمِ". [445]

ترجمہ: یزید بن الاٴصم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہانے فرمایا: اللہ کی قسم! میمونہ وفات پاچکی ہیں... وہ ہم سب میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والی اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والی تھیں۔

امام عزالدین علی بن ابی الکرم شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) بیان فرماتے ہیں:

---

[444] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج 4 ص 2640 ترجمۃ میمونۃ بنت الحارث

[445] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج 4 ص 2640 ترجمۃ میمونۃ بنت الحارث

تُوُفِّيَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهما سَنَةَ ثَمَانٍ وَخَمْسِينَ لَيْلَةَ الثُّلَاثَاءِ لِسَبْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ. [446]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے 58 ہجری، 17 رمضان المبارک منگل کی رات وفات پائی۔

علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) علامہ واقدی رحمہ اللہ کے قول کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قَالَ الْوَاقِدِيُّ: مَاتَتْ فِيْ خِلَافَةِ يَزِيْدَ سَنَةَ إِحْدٰى وَسِتِّيْنَ، وَلَهَا ثَمَانُوْنَ سَنَةً. قُلْتُ: لَمْ تَبْقَ إِلٰى هٰذَا الْوَقْتِ، فَقَدْ مَاتَتْ قَبْلَ عَائِشَةَ. [447]

ترجمہ: واقدی کہتے ہیں: آپ (رضی اللہ عنہا) یزید کی خلافت میں سن اکسٹھ (61) ہجری میں وفات پا گئیں اور اس وقت آپ کی عمر اسی (80) سال تھی۔ میں کہتا ہوں: وہ اس وقت تک زندہ نہیں رہیں بلکہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پہلے وفات پا چکی تھیں۔

[2]: محققین حضرات کی تصریح کے مطابق سب سے آخر میں وفات پانے والی ام المؤمنین حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) نقل کرتے ہیں:

وَقَالَ أَبُوْ نُعَيْمٍ: مَاتَتْ سَنَةَ اثْنَتَيْنِ وَسِتِّينَ، وَهِيَ مِنْ آخِرِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ مَوْتًا. [448]

ترجمہ: ابو نعیم کہتے ہیں کہ آپ نے باسٹھ ہجری (62ھ) میں وفات پائی۔ آپ امہات المؤمنین میں سب سے آخر میں وفات پانے والی ہیں۔

[3]: حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا قول اکیاون (51) ہجری ہی قرار دیا ہے۔

وَكَانَتْ وَفَاةُ مَيْمُوْنَةَ سَنَةَ إِحْدٰى وَخَمْسِيْنَ. [449]

---

[446] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج 5 ص 497 عائشۃ بنت ابی بکر الصدیق

[447] سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج 3 ص 353 ترجمۃ میمونۃ ام المؤمنین

[448] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج 4 ص 2704 ام سلمۃ بنت ابی امیہ

[449] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج 4 ص 2640 ترجمۃ میمونۃ بنت الحارث

ترجمہ: سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے سن اکیاون (51) ہجری میں وفات پائی۔

نمازِ جنازہ:

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ آپ کے سگے بھانجے اور جلیل القدر صحابی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے پڑھائی۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل فرماتے ہیں:

عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جِنَازَةَ مَيْمُوْنَةَ بِسَرِفَ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هٰذِهٖ زَوْجَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلَا تُزَعْزِعُوْهَا وَلَا تُزَلْزِلُوْهَا وَارْفُقُوْا.[450]

ترجمہ: حضرت عطاء (بن ابی رباح المکی) رحمہ اللہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ سرف کے مقام پر ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازے میں شریک تھے۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں، لہٰذا جب تم ان کا جنازہ اٹھاؤ تو اسے زیادہ حرکت نہ دو اور نہ جھٹکاؤ، بلکہ نرمی اور وقار کے ساتھ لے جاؤ۔

تدفین:

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کو قبر میں اتارنے کی سعادت آپ کے قریبی عزیزوں کو حاصل ہوئی۔

امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر رحمہ اللہ (ت 463ھ) لکھتے ہیں:

وَصَلّٰى عَلَيْهَا ابْنُ عَبَّاسٍ، وَدَخَلَ قَبْرَهَا هُوَ، وَيَزِيْدُ بْنُ الْأَصَمِّ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ، وَهُمْ بَنُوْ أَخَوَاتِهَا، وَعُبَيْدُ اللّٰهِ الْخَوْلَانِيُّ، وَكَانَ يَتِيْمًا فِيْ حِجْرِهَا. [451]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان (سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا) کی نمازِ جنازہ پڑھائی، اور ان کی قبر میں آپ (حضرت عبد اللہ بن عباس)، یزید بن الاصم، عبد اللہ بن شداد بن ہادی۔ جو سب ان کی بہنوں کے بیٹے تھے۔ نیز عبید اللہ خولانی اترے جو اُن کی پرورش میں رہنے والے ایک یتیم تھے۔

---

[450] صحیح البخاری: رقم الحدیث 5067

[451] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب لابن عبد البر: ج4 ص1918، رقم الترجمۃ 4099 میمونۃ بنت الحارث الھلالیۃ

رسول اللہ ﷺ کی کنیزیں

مذکورہ بالا ازواج مطہرات جنہیں امہات المؤمنین ہونے کا شرف حاصل ہے ان کی تعداد 11 ہے۔ان کے علاوہ کچھ کنیزیں اور باندیاں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر تصرف تھیں۔ان کے نام یہ ہیں:

1. سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا(ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم پیدا ہوئے جو 18 ماہ بعد فوت ہو گئے۔)
2. سیدہ ریحانہ بنت شمعون رضی اللہ عنہا
3. سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا
4. سیدہ جمیلہ رضی اللہ عنہا

فائدہ: سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا کے تذکرہ کی وجہ:

امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے مبارک تذکرے کے بعد سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کا ذکر اس لیے کیا جارہا ہے کہ یہ؛ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں۔

سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا

بادشاہوں کے نام دعوتی خطوط:

ہجرت کے چھٹے سال کے بالکل آخر اور سات ہجری کے اوائل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا بھر کے بڑے بڑے بادشاہوں کے نام خطوط ارسال فرمائے۔ ان خطوط میں اس بادشاہ اور اس کی قوم کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی گئی اور اس میں یہ واضح پیغام دیا گیا کہ اسلام لے آؤ سلامتی میں رہو گے اور دہرے اجر کے مستحق قرار دیے جاؤ گے، ورنہ دوسری صورت میں تمہاری قوم کے اسلام قبول نہ کرنے کا گناہ بھی تمہارے ہی اوپر ہو گا۔

اس کے بعد خط میں سورۃ آل عمران کی یہ آیت درج فرمائی گئی:

(قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (٦٤))

ترجمہ: کہہ دیجئے: اے اہلِ کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے، وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے سوا رب نہ بنائے۔ پھر اگر وہ (اس دعوت سے) منہ موڑیں تو کہہ دو: گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔

نیز خط کے آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک مہر لگائی گئی جو اوپر نیچے تین سطروں پر مشتمل تھی۔ سب سے اوپر والی سطر میں لفظ "اللہ"، دوسری میں "رسول" اور تیسری سطر میں "محمد" لکھا ہوا تھا۔

یہ خطوط جامعیت و اختصار کے حسین امتزاج کا عظیم شاہکار ہیں، اور تمام بادشاہوں کو بھیجے جانے والے خطوط کا مضمون تقریباً ایک جیسا ہی تھا۔

شاہ مُقَوْقَس کے نام رسول اللہ ﷺ کا خط:

ان خطوطِ مبارکہ کو لے کر جانے کی ذمہ داری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سونپی۔ اسی تسلسل کی ایک کڑی یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے 7 ہجری کے ابتدائی دنوں میں ایک

خط شاہِ مصر و اسکندریہ کو لکھا جس کا نام جُریج بن متی قبطی تھا۔ اس کا لقب مُقَوْقَس (میم پر پیش اور دونوں قاف پر زبر کے ساتھ) تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلیل القدر صحابی حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس بھیجا، جنہوں نے جاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ نامہ مبارک پیش کیا۔

امام جمال الدین ابو محمد عبد اللہ بن یوسف بن محمد الزّیلعی حنفی رحمہ اللہ (ت 762ھ) اس خط کے مبارک الفاظ یوں نقل فرماتے ہیں:

وَذَكَرَ الْوَاقِدِيُّ أَيْضًا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَى الْمُقَوْقِسِ، مَعَ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ إِلَى الْمُقَوْقِسِ عَظِيمِ الْقِبْطِ!

سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى!

أَمَّا بَعْدُ: فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدَاعِيَةِ الْإِسْلَامِ، أَسْلِمْ تَسْلَمْ، وَأَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ، فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الْقِبْطِ { يٰاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ}.[452]

ترجمہ: علامہ واقدی رحمہ اللہ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقوقس کی طرف حاطب بن ابی بلتعہ (رضی اللہ عنہ) کے ہمراہ (یہ خط) لکھا:

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بہت رحم کرنے والا ہے۔

اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے مقوقس عظیم قبط کی جانب!

اس پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے۔ امابعد:

میں تمہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں، اسلام لے آؤ، سلامت رہو گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں دوگنا اجر عطا فرمائیں گے، اور اگر تم نے روگردانی کی تو سارے قبطیوں کی گمراہی کا گناہ تمہارے اوپر ہو گا۔ "اے اہلِ کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے، وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی

[452] نصب الرایۃ فی تخریج احادیث الھدایۃ للزیلعی: ج5 ص270، کتاب الخنثیٰ مسائل شتی

عبادت نہ کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے سوا رب نہ بنائے۔ پھر اگر وہ (اس دعوت سے) منہ موڑیں تو کہہ دو: گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں"۔

فائدہ: خط کے آداب

عموماً جب مسلمانوں کو خط لکھتے ہیں تو اس کی ابتداء میں "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" تحریر کرتے ہیں، جبکہ اس خط میں "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" نہیں لکھا گیا بلکہ اس کی جگہ "سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی" لکھا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" ایک خالص سلامتی کی دعا ہے جس کے مستحق صرف اہلِ اسلام ہیں۔

غیر مسلموں کو خط لکھتے وقت شریعت کا یہ اصول ہے کہ انہیں "سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی" (سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے) لکھا جاتا ہے۔ چونکہ شاہِ مصر مقوقس عیسائی تھا اس لیے اسے سلامتی کی اسلامی دعا لکھنے کے بجائے یہی دعوتی کلمات تحریر کیے گئے۔

قاصدِ رسول کی مقوقس کے دربار میں تشریف آوری:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک لے کر جلیل القدر صحابی حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ شاہِ مقوقس کے دربار میں پہنچے اور نہایت متانت، جرأت اور حکمت کے ساتھ ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

إِنَّهُ قَدْ كَانَ قَبْلَكَ رَجُلٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ الرَّبُّ الْأَعْلٰى، فَانْتَقَمَ اللّٰهُ بِه□ ثُمَّ انْتَقَمَ مِنْهُ، فَاعْتَبِرْ بِغَيْرِكَ، وَلَا تُعْتَبَرْ بِكَ. [453]

ترجمہ: اے شاہِ مقوقس! آپ سے پہلے اس ملک (مصر) میں ایک شخص (فرعون) گزرا ہے جو اپنے آپ کو ربِ اعلیٰ سمجھتا تھا۔ اللہ نے اسے نشانِ عبرت بنا دیا۔ پہلے تو اس کے ذریعے لوگوں سے انتقام لیا پھر خود اس کو انتقام کا نشانہ بنایا۔ لہٰذا دوسروں سے عبرت حاصل کرو، ایسا نہ ہو کہ دوسرے تم سے عبرت حاصل کریں۔

شاہ مقوقس سے مکالمہ:

[453] حسن المحاضرۃ للسیوطی: ص82 ذکر کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی المقوقس

اس کے بعد مقوقس اور حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ایک طویل اور نہایت پر مغز مکالمہ ہوا، جس میں مقوقس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے سوالات کیے اور حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے حکیمانہ جوابات دیے۔

امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ بیہقی رحمہ اللہ (ت 458ھ) اور حافظ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر المعروف ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ (ت 751ھ) اس مکالمے کو یوں نقل فرماتے ہیں:

قَالَ: أَخْبِرْنِي عَنْ صَاحِبِكَ، أَلَيْسَ هُوَ نَبِيٌّ؟

مقوقس: مجھے اپنے ساتھی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں بتائیے، کیا وہ اللہ کے نبی ہیں؟

قُلْتُ: بَلٰى، هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

حاطب: جی ہاں، وہ نبی ہی نہیں بلکہ اللہ کے رسول بھی ہیں۔

قَالَ: فَمَا لَهُ حَيْثُ كَانَ هٰكَذَا لَمْ يَدْعُ عَلٰى قَوْمِه حَيْثُ أَخْرَجُوْهُ مِنْ بَلَدِه إِلٰى غَيْرِهَا؟

مقوقس: انہیں ایسا کیا ہوا کہ جب ان کے ساتھ ایسا معاملہ ہوا تو انہوں نے اپنی قوم کے خلاف بد دعا نہ کی؟ حالانکہ ان کی قوم نے انہیں ان کے شہر سے نکال کر کسی اور جگہ بھیج دیا تھا۔

قَالَ: فَقُلْتُ: عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ أَلَيْسَ تَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ؟ فَمَا لَهُ حَيْثُ أَخَذَهُ قَوْمُهُ فَأَرَادُوْا أَنْ يَغْلِبُوْهُ أَلَّا يَكُوْنَ دَعَا عَلَيْهِمْ بِأَنْ يُهْلِكَهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، حَتّٰى رَفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا؟

حاطب: کیا آپ اس بات کی گواہی نہیں دیتے کہ عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) اللہ کے رسول ہیں؟ تو پھر کیا وجہ تھی کہ جب ان کی قوم نے انہیں پکڑ لیا اور ان پر غالب آنا چاہا تو انہوں نے یہ دعا کیوں نہ کی کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کر دے؟ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف آسمانِ دنیا کی طرف اٹھالیا؟

قَالَ: أَنْتَ حَكِيْمٌ جَاءَ مِنْ عِنْدِ حَكِيْمٍ، هٰذِه هَدَايَا أَبْعَثُ بِهَا مَعَكَ إِلٰى مُحَمَّدٍ، وَأُرْسِلُ مَعَكَ بِبَذْرَقَةٍ يُبَذْرِقُوْنَكَ إِلٰى مَأْمَنِكَ. [454]

مقوقس: تم ایک دانا شخص ہو جو ایک دانا (حکیم) کی طرف سے آئے ہو۔ یہ تحائف ہیں جو میں تمہارے ساتھ محمد

[454] دلائل النبوة للبیہقی: ج 5 ص 17 رقم الحدیث 1737 باب ماجاء فی کتاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی المقوقس

(صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف بھیجتا ہوں، اور میں تمہارے ساتھ محافظ دستہ بھی روانہ کرتا ہوں جو تمہیں تمہارے امان کی جگہ تک حفاظت کے ساتھ پہنچادے گا۔

شاہ مقوقس کا خط:

اس مکالمہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نامہ مبارک کو پڑھنے کے بعد، شاہِ مقوقس نے اپنے کاتب کو بلا کر عربی زبان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کا جواب لکھوایا۔

حافظ ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر ابن القیم رحمہ اللہ (ت 751ھ) اس خط کے الفاظ یوں نقل کرتے ہیں:

ثُمَّ دَعَا كَاتِبًا لَهُ يَكْتُبُ بِالْعَرَبِيَّةِ، فَكَتَبَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لِمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، مِنَ الْمُقَوْقَسِ عَظِيْمِ الْقِبْطِ.

سَلَامٌ عَلَيْكَ!

أَمَّا بَعْدُ! فَقَدْ قَرَأْتُ كِتَابَكَ، وَفَهِمْتُ مَا ذَكَرْتَ فِيْهِ، وَمَا تَدْعُوْ إِلَيْهِ، وَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّ نَبِيًّا بَقِيَ، وَكُنْتُ أَظُنُّ أَنَّهُ يَخْرُجُ بِالشَّامِ، وَقَدْ أَكْرَمْتُ رَسُوْلَكَ، وَبَعَثْتُ إِلَيْكَ بِجَارِيَتَيْنِ، لَهُمَا مَكَانٌ فِي الْقِبْطِ عَظِيْمٌ، وَبِكِسْوَةٍ وَأَهْدَيْتُ إِلَيْكَ بَغْلَةً لِتَرْكَبَهَا.

وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ. [455]

ترجمہ: پھر مقوقس نے اپنے ایک کاتب کو بلایا جو عربی لکھتا تھا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ خط لکھا:

محمد بن عبد اللہ کے حضور منجانب مقوقس عظیم القبط!

آپ پر سلامتی ہو!

اما بعد! میں نے آپ کا گرامی نامہ پڑھا اور جو کچھ اس میں تحریر تھا اور جس کی آپ نے دعوت دی، میں نے اسے سمجھ لیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ایک نبی نے آنا باقی تھا لیکن میرا خیال تھا کہ اس کا ظہور ملک شام سے ہو گا۔ بہر حال! میں نے آپ کے قاصد کی عزت کی ہے، اور میں آپ کی طرف دو کنیزیں (ماریہ اور سیرین) بھیج رہا ہوں جن کا قبطیوں میں عظیم مقام و مرتبہ ہے، اور کچھ لباس و تحائف بھی پیشِ خدمت کر رہا ہوں اور ایک خچر بھی آپ

[455] زاد المعاد فی ھدی خیر العباد لابن القیم: ج3 ص576، فصل کتابہ صلی اللہ علیہ وسلم الی المقوقس ملک مصر

کی سواری کے لیے ہدیۃً روانہ کر رہا ہوں۔ والسلام علیک۔

شاہِ مقوقس کے تحائف اور ایک معالج کی واپسی:

اس خط کے ہمراہ مقوقس نے چند قیمتی تحائف بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجے جن میں دو کنیزیں؛ سیدہ ماریہ قبطیہ اور سیدہ سیرین رضی اللہ عنہما بھی تھیں۔ اس کے علاوہ ایک اونٹ، ایک سفید رنگ کا خچر، ایک نیزہ، قیمتی لباس، خلعت اور ہزار مثقال سونا شامل تھا۔

حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) لکھتے ہیں:

بَعَثَ الْمُقَوْقَسُ صَاحِبُ الْإِسْكَنْدَرِيَّةِ إِلى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَنَةِ سَبْعٍ مِنَ الْهِجْرَةِ بِمَارِيَةَ وَأُخْتِهَا سِيْرِيْنَ، وَأَلْفَ مِثْقَالٍ ذَهَبًا، وَعِشْرِيْنَ ثَوْبًا لَيِّنًا، وَبَغْلَتَهُ الدُّلْدُلَ، وَحِمَارَهُ عُفَيْرًا وَيُقَالُ يَعْفُوْرُ. [456]

ترجمہ: اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس نے ہجرت کے ساتویں سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ماریہ اور ان کی بہن سیرین، ایک ہزار مثقال سونا، بیس نرم کپڑے (لباس)، اپنی خچر (جس کا نام) دلدل (تھا)، اور اپنا گدھا (جس کا نام) عُفَیر (تھا) اور اسے "یعفور" بھی کہا جاتا ہے، بھیجا۔

بعض روایات میں یہ بھی ملتا ہے کہ شاہ مقوقس نے ان تحائف کے ساتھ ایک طبیب بھی بھیجا تھا تاکہ وہ مدینہ میں بیماروں کا علاج کر سکے۔

علامہ نور الدین علی بن ابراہیم بن احمد الحلبی شافعی رحمہ اللہ (ت1044ھ) لکھتے ہیں:

وَقَدْ قَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الْمُقَوْقَسَ أَرْسَلَ مَعَ الْهَدِيَّةِ طَبِيْبًا، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ارْجِعْ إِلٰى أَهْلِكَ نَحْنُ قَوْمٌ لَا نَأْكُلُ حَتّٰى نَجُوْعَ، وَإِذَا أَكَلْنَا لَا نَشْبَعُ. [457]

ترجمہ: بعض سیرت نگاروں نے کہا ہے کہ مقوقس نے ہدیے کے ساتھ ایک طبیب بھی بھیجا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: "تم اپنے اہلِ خانہ کے پاس واپس چلے جاؤ، ہم ایسی قوم ہیں کہ ہم اس وقت تک نہیں کھاتے جب تک بھوکے نہ ہو جائیں، اور جب ہم کھالیتے ہیں تو پیٹ بھر کر نہیں کھاتے (اعتدال اختیار کرتے ہیں)۔

---

[456] الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2631، ترجمۃ ماریۃ القبطیۃ

[457] السیرۃ الحلبیۃ: ج3 ص299، ذکر کتابہ صلی اللہ علیہ وسلم للمقوقس

اس کے علاوہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو بھی شاہ مقوقس نے تحفے میں سو مثقال سونا اور پانچ قیمتی لباس دیے تھے۔

سیدہ ماریہ اور سیرین رضی اللہ عنہما کا قبولِ اسلام:

سیدہ ماریہ قبطیہ اور ان کی بہن سیدہ سیرین رضی اللہ عنہما کے قبولِ اسلام کے حوالے سے سیرت کی کتب میں دو روایات ملتی ہیں:

پہلی روایت (دورانِ سفر اسلام):

چار افراد (حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ، سیدہ ماریہ، سیدہ سیرین اور مابور) پر مشتمل چھوٹا سا قافلہ اونٹ، خچر اور دیگر سامان کے ساتھ مصر سے مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے قافلے کے تمام افراد کو اسلام کی دعوت دی۔ مابور نے انکار کیا جبکہ سیدہ ماریہ اور سیدہ سیرین (رضی اللہ عنہما) نے راستے میں ہی اسلام قبول کر لیا۔

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

فَعَرَضَ حَاطِبُ بْنُ أَبِي بَلْتَعَةَ عَلٰى مَارِيَةَ الْإِسْلَامَ وَرَغَّبَهَا فِيْهِ فَأَسْلَمَتْ وَأَسْلَمَتْ أُخْتُهَا، وَأَقَامَ الْخَصِيُّ عَلٰى دِيْنِهِ حَتّٰى أَسْلَمَ بِالْمَدِيْنَةِ بَعْدُ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [458]

ترجمہ: حاطب بن ابی بلتعہ (رضی اللہ عنہ) نے حضرت ماریہ کو اسلام کی دعوت و ترغیب دی تو انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ ان کی بہن (سیرین) نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ البتہ خصی (مابور نامی خادم) اپنے دین پر ہی قائم رہا یہاں تک کہ اس نے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مدینہ میں آکر اسلام قبول کیا۔

دوسری روایت (مدینہ آمد پر اسلام):

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

---

[458] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2631 ترجمۃ ماریۃ القبطیۃ

فَدَخَلَ عَلَيْهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَضَ عَلَيْهِمَا الْإِسْلَامَ فَأَسْلَمَتَا۔ [459]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں (بہنوں) کے پاس تشریف لائے اور انہیں اسلام کی دعوت دی تو دونوں نے اسلام قبول کر لیا۔

دونوں روایات میں تطبیق:

ان دونوں روایات میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے سفر کے دوران ان دونوں کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی، عقائد و تعلیمات اور محاسنِ شریعت کو واضح کیا جس کے نتیجے میں ان کے دل اسلام کی حقانیت سے متاثر ہوئے اور انہوں نے اسی موقع پر اسلام قبول کر لیا۔ بعد ازاں جب یہ وفد مدینہ منورہ پہنچا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں از سرِ نو کلمۂ شہادت پڑھ کر اپنے اسلام کا علانیہ اظہار اور تجدیدِ اقرار کیا۔

مدینہ منورہ آمد:

کئی دنوں کی طویل مسافت طے کرنے کے بعد یہ قافلہ مدینہ منورہ پہنچا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا اور مقوقسِ مصر کا مکتوب پیش کیا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ ماریہ اور سیدہ سیرین رضی اللہ عنہما کو حضرت اُمِّ سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے گھر قیام پذیر فرمایا، تاکہ وہ مدینہ کے ماحول سے مانوس ہو جائیں اور اسلامی تعلیمات سے واقفیت حاصل کر سکیں۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع البصری الزہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

فَأَنْزَلَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُخْتَهَا عَلٰى أُمِّ سُلَيْمٍ بِنْتِ مِلْحَانَ. [460]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں (ماریہ کو) اور ان کی بہن کو ام سلیم بنت ملحان (رضی اللہ عنہا) کے ہاں ٹھہرایا۔

---

[459] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج1 ص107 ذکر ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[460] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج1 ص107 ذکر ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا ام ولد بنتی ہیں:

ابتدائی ایام کے بعد سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پڑوس میں حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے مکان میں ٹھہرایا گیا۔ اگرچہ آپ شرعی اعتبار سے کنیز تھیں لیکن اس کے باوجود آپ رضی اللہ عنہا کو دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی طرح مکمل پردے میں رہنے کا حکم دیا گیا۔ اس وقت ان کی عمر مبارک 20 سال تھی۔

کچھ عرصہ بعد سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا امید سے ہو گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی دیکھ بھال کے لیے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا گاہے بگاہے تشریف لاتیں۔ آخرکار سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا ایک چاند سے بچے کی ماں بن گئیں۔ (یاد رہے کہ شرعی اصطلاح میں باندی جب بچے کی ماں بنے تو اسے "اُمِّ وَلَدْ" کہتے ہیں)۔ حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند کو بچے کی خوشخبری دینے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ انہوں نے جا کر اطلاع دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے حد خوش ہوئے اور بچے کا نام "ابراہیم" رکھا۔

امام ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) فرماتے ہیں:

فَوَطِئَ مَارِيَةَ بِالْمِلْكِ ... وَوَلَدَتْ مَارِيَةُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا فَسَمَّاهُ "إِبْرَاهِيْمَ"، وَعَقَّ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ يَوْمَ سَابِعِه□ وَحَلَقَ رَأْسَهٗ فَتَصَدَّقَ بِزِنَةِ شَعْرِه□ فِضَّةً عَلَى الْمَسَاكِيْنِ وَأَمَرَ بِشَعْرِه□ فَدُفِنَ فِي الْأَرْضِ، وَسَمَّاهُ إِبْرَاهِيْمَ، وَكَانَتْ قَابِلَتُهَا سَلْمٰى مَوْلَاةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَخَرَجَتْ إِلٰى زَوْجِهَا أَبِيْ رَافِعٍ فَأَخْبَرَتْهُ بِأَنَّهَا قَدْ وَلَدَتْ غُلَامًا فَجَاءَ أَبُوْ رَافِعٍ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَشَّرَهُ فَوَهَبَ لَهٗ عَبْدًا. [461]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا سے بوجہِ ملکِ یمین تعلقِ زوجیت قائم فرمایا۔ پھر سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ایک صاحبزادے کی ولادت ہوئی، جن کا نام آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "ابراہیم" رکھا۔ ساتویں دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف سے ایک

[461] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج1 ص107 ذکر ابراھیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بکری کی عقیقہ کی، ان کا سر مبارک منڈوایا، پھر ان کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی مسکینوں پر صدقہ فرمائی، اور حکم دیا کہ ان بالوں کو زمین میں دفن کر دیا جائے۔ سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا کی دایہ حضرت سلمٰی، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آزاد کردہ لونڈی تھیں، تھیں۔ انہوں نے اپنے شوہر حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کو اس ولادت کی خبر دی۔ چنانچہ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبزادے کی ولادت کی مبارک باد دی۔ اس خوشخبری کے صلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک غلام عطا فرمایا۔

اے ابو ابراہیم! آپ پر سلامتی ہو:

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے، تو اس مبارک ولادت کی خوشی میں آسمان سے فرشتوں کے سردار حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک نہایت پیارے اور نئے لقب سے پکار کر مبارکباد دی۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع ہاشمی بغدادی رحمہ اللہ (ت 230ھ) نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا وُلِدَ إِبْرَاهِيْمُ جَاءَ جِبْرِيْلُ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا إِبْرَاهِيْمَ! [462]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا إِبْرَاهِيمَ! (اے ابراہیم کے والد آپ پر سلام ہو)

قبطیوں سے حسنِ سلوک کا حکم:

سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا مصر کے قبطی خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان سے نکاح اور صاحبزادے

---

[462] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 1 ص 108 ذکر ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ابراہیم کی ولادت کے بعد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اہلِ مصر (قبطیوں) کے ساتھ خصوصی حسنِ سلوک کی وصیت فرمائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو ہدایت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ قبطیوں کے ساتھ حسن سلوک کرو، اس لیے کہ ان سے عہد اور نسب دونوں کا تعلق ہے۔ ان کے نسب کا تعلق یہ ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ (حضرت ہاجرہ سلام اللہ علیہا) اور میرے بیٹے ابراہیم کی والدہ (حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا) دونوں اسی قوم سے تعلق رکھتی ہیں، اور عہد کا تعلق یہ ہے کہ ان سے ہمارا معاہدہ ہو چکا ہے۔

اسی تناظر میں ایک اور موقع پر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ مصر (قبطیوں) کے حوالے سے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ تاریخی وصیت فرمائی تھی جس میں انہیں یہ یاد دہانی کرائی گئی کہ میں ان کا داماد ہوں۔

امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل فرماتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّكُمْ سَتَفْتَحُوْنَ مِصْرَ، وَهِيَ أَرْضٌ يُسَمَّى فِيهَا الْقِيْرَاطُ، فَإِذَا فَتَحْتُمُوهَا فَأَحْسِنُوْا إِلَى أَهْلِهَا، فَإِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَرَحِمًا"، أَوْ قَالَ: "ذِمَّةً وَصِهْرًا".[463]

ترجمہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب تم مصر کو فتح کروگے۔ مصر ایسی سرزمین ہے جہاں (وزن کے ایک معروف پیمانے) "قیراط" کا بہت ذکر کیا جاتا ہے۔ لہٰذا جب تم اسے فتح کر لو تو اس کے باشندوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا، کیونکہ ان کے ساتھ ہمارا عہد و امان بھی ہے اور قرابت داری کا تعلق بھی ہے یا یہ فرمایا کہ ان کے ساتھ ہمارا عہد و امان اور سسرالی رشتہ ہے۔

اس حدیث مبارکہ میں قبطیوں کے ساتھ جس "قرابت داری" اور "سسرالی" رشتے کا ذکر آیا ہے، علماء کرام نے اس کی نہایت واضح صراحت فرمائی ہے۔

امام ابو زکریا محی الدین یحیٰی بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت 676ھ) اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

وَأَمَّا الرَّحِمُ فَلِكَوْنِ هَاجَرَ أُمِّ إِسْمَاعِيْلَ مِنْهُمْ، وَأَمَّا الصِّهْرُ فَلِكَوْنِ مَارِيَةَ أُمِّ إِبْرَاهِيْمَ

---

[463] صحیح مسلم: رقم الحدیث 2543

مِنْهُمْ. [464]

ترجمہ: جہاں تک "رحم" (رحمی رشتہ) کا تعلق ہے تو وہ اس وجہ سے ہے کہ حضرت اسماعیل (علیہ السلام) کی والدہ حضرت ہاجر علیہا السلام ان (قبطیوں) میں سے تھیں، اور جہاں تک "صہر" (سسرالی رشتہ) کا تعلق ہے تو وہ اس وجہ سے ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی والدہ حضرت ماریہ (قبطیہ) ان میں سے تھیں۔

سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات:

پیدائش کے بعد اٹھارہ ماہ تک حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ زندہ رہے اور پھر وفات پاگئے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع ہاشمی بغدادی رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَامِرٍ قَالَ: تُوُفِّيَ إِبْرَاهِيمُ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَهْرًا. [465]

ترجمہ: حضرت عامر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم (رضی اللہ عنہ) نے وفات پائی تو ان کی عمر اٹھارہ ماہ تھی۔

سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کا غسل، جنازہ اور تدفین:

وفات کے بعد حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرزندِ رسول کو غسل دیا اور ایک چھوٹے سے تختے (چارپائی) پر اٹھا کر بقیع کی طرف چل پڑے۔ نماز جنازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پڑھائی۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع ہاشمی بغدادی رحمہ اللہ (ت 230ھ) فرماتے ہیں:

وَغَسَّلَهُ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْعَبَّاسُ جَالِسَانِ، ثُمَّ حُمِلَ، فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى شَفِيْرِ الْقَبْرِ، وَالْعَبَّاسُ جَالِسٌ إِلٰى جَنْبِهِ، وَنَزَلَ فِي حُفْرَتِهِ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، وَأَنَا أَبْكِي عِنْدَ قَبْرِهِ مَا يَنْهَانِي أَحَدٌ. [466]

---

[464] شرح صحیح مسلم للنووی: ج2 ص311 کتاب فضائل الصحابۃ رضی اللہ عنہم، باب وصیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم باھل مصر

[465] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج1 ص114 ذکر ابراھیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[466] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج1 ص114 ذکر ابراھیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ: (سیرین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) فضل بن عباس (رضی اللہ عنہما) نے انہیں غسل دیا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عباس (رضی اللہ عنہ) بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر انہیں اٹھایا گیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر کے کنارے پر دیکھا اور عباس ان کے پہلو میں بیٹھے تھے۔ ان کی قبر میں فضل بن عباس اور اسامہ بن زید (رضی اللہ عنہم) اترے۔ میں ان کی قبر کے پاس رو رہی تھی لیکن مجھے کسی نے منع نہیں کیا۔

نمازِ جنازہ کی ادائیگی اور مقامِ تدفین کے حوالے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ان کو کہاں دفن کریں؟ امام محمد بن سعد بصری رحمہ اللہ (ت 230ھ) اس کی تفصیل یوں نقل فرماتے ہیں:

وَحُمِلَ مِنْ بَيْتِ أُمِّ بُرْدَةَ عَلٰى سَرِيْرٍ صَغِيْرٍ، وَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَقِيْعِ، فَقِيْلَ لَهٗ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيْنَ نَدْفِنُهٗ؟ قَالَ: عِنْدَ فَرَطِنَا عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ. [467]

ترجمہ: انہیں (حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو) ام بردہ کے گھر سے ایک چھوٹی چارپائی پر اٹھایا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بقیع میں ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: یارسول اللہ! ہم انہیں کہاں دفن کریں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے پیشرو (ہم سے پہلے جانے والے) عثمان بن مظعون (رضی اللہ عنہ) کے پاس۔

سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا کی وفات:

محرم الحرام سن 16 ہجری میں سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ رضی اللہ عنہا کو جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا۔

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

كَانَ أَبُوْ بَكْرٍ يُنْفِقُ عَلٰى مَارِيَةَ حَتّٰى مَاتَ، ثُمَّ عُمَرُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ فِي خِلَافَتِه□، قَالَ الْوَاقِدِيُّ: مَاتَتْ فِي الْمُحَرَّمِ سَنَةَ سِتَّ عَشْرَةَ، فَكَانَ عُمَرُ يَحْشُرُ النَّاسَ لِشُهُوْدِهَا، وَصَلّٰى عَلَيْهَا بِالْبَقِيعِ. [468]

ترجمہ: حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) ماریہ (رضی اللہ عنہا) پر خرچ کیا کرتے تھے یہاں تک کہ وہ وفات پا گئے،

---

[467] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج1 ص115 ذکر ابراھیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[468] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2631 ترجمۃ ماریۃ القبطیۃ

پھر حضرت عمر (رضی اللہ عنہ خرچ کرتے رہے) یہاں تک کہ وہ ان کی خلافت میں وفات پا گئیں۔ واقدی کہتے ہیں: آپ رضی اللہ عنہا نے محرم سولہ (16) ہجری میں وفات پائی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو ان کے جنازے میں شرکت کے لیے جمع کرتے تھے، اور بقیع میں ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

﴿حصہ دوم﴾

اعتراضات وجوابات

اعتراض نمبر 1

امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن؛ اہلِ بیت میں شامل نہیں

امام ابوالحسن مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعَرٍ أَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهُ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَدْخَلَهُ ثُمَّ قَالَ: (اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا) [469]

ترجمہ: صفیہ بنت شیبہ سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایک روز صبح سویرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ اونی منقش چادر اوڑھے ہوئے تشریف لائے۔ (اتفاق سے) حسن بن علی (رضی اللہ عنہما) بھی وہاں آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی چادر میں لے لیا۔ پھر یکے بعد دیگرے حضرت حسین، حضرت فاطمہ اور حضرت علی (رضی اللہ عنہم) بھی تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو اپنی چادر میں جمع فرمالیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی (آیت کا ترجمہ یہ ہے: "اے (نبی کے) اہلِ بیت! اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور رکھے اور خوب پاکیزگی عطا فرمائے")۔

اعتراض:

اس حدیث کی بنیاد پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت فاطمہ اور حضرت علی (رضی اللہ عنہم) کو اپنی چادر میں جمع فرما کر آیتِ تطہیر کی تلاوت فرمائی جس میں "اہل البیت" کا لفظ ہے۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے بجائے صرف ان چار کو اپنی چادر میں لیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن؛ اہلِ بیت میں شامل نہیں۔

---

[469] صحیح مسلم: رقم الحدیث 2424

جواب نمبر 1: دعویٰ اور دلیل میں عدمِ مطابقت

اس اعتراض کا علمی اور اصولی جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ معترض کا دعویٰ اور اس کی پیش کردہ دلیل میں مطابقت نہیں ہے۔

کیونکہ حدیثِ کساء (چادر والی حدیث) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اس بات کی صراحت فرمائی ہے کہ یہ عظیم ہستیاں میرے اہلِ بیت ہیں، حدیث میں یہ ہرگز مذکور نہیں ہے کہ ان کے علاوہ کوئی اور اہلِ بیت میں شامل نہیں ہے۔ شرعی قاعدہ ہے کہ کسی ایک کے اثبات سے دوسرے کی نفی لازم نہیں آتی۔

اس قاعدہ کو سمجھنے کے لیے قرآن وسنت سے ایک مثال ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ) [470]

ترجمہ: وہ مسجد جو پہلے دن سے تقویٰ کی بنیاد پر قائم کی گئی ہے، اس میں آپ کا کھڑا ہونا زیادہ مناسب ہے۔

یہ آیتِ کریمہ دراصل مسجدِ قبا کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ مسجدِ قبا کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) فرماتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ أَهْلِ قُبَاءٍ. [471]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت اہلِ قُباء کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

جبکہ دوسری جانب صحیح مسلم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ "مسجدِ نبوی" کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔

امام ابو الحسن مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، قَالَ : مَرَّ بِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ، قَالَ: قُلْتُ لَهُ: كَيْفَ سَمِعْتَ أَبَاكَ يَذْكُرُ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِيْ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى ؟ قَالَ : قَالَ أَبِيْ : دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِ بَعْضِ نِسَائِه□، فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللهِ! أَيُّ الْمَسْجِدَيْنِ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى ؟ قَالَ : فَأَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصْبَاءَ ، فَضَرَبَ بِهِ الْأَرْضَ ، ثُمَّ قَالَ : "هُوَ مَسْجِدُكُمْ هٰذَا" لِمَسْجِدِ الْمَدِيْنَةِ، قَالَ : فَقُلْتُ : أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ أَبَاكَ

[470] سورۃ التوبۃ:108

[471] تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر: ج2 ص559 سورۃ التوبۃ، رقم الآیۃ 108

هٰكَذَا يَذْكُرُهٗ. [472]

ترجمہ: حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے پاس حضرت عبد الرحمٰن بن ابی سعید خدری رحمہ اللہ آئے۔ میں نے ان سے پوچھا: آپ نے اپنے والد کو اس مسجد کے بارے میں کیا بیان کرتے ہوئے سنا ہے جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے؟ انہوں نے کہا: میرے والد (حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آپ کی ایک زوجۂ مطہرہ کے گھر حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ان دو مسجدوں میں سے وہ کون سی مسجد ہے جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریوں کی ایک مٹھی اٹھائی، اسے زمین پر مارا، پھر فرمایا: "وہ تمہاری یہی مسجد ہے"، یعنی مدینہ منورہ کی مسجد (مسجد نبوی)۔ حضرت ابو سلمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آپ کے والد کو یہی روایت بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔

بظاہر ان دونوں نصوص میں تعارض نظر آتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ دونوں مسجدیں ہی اس قرآنی فرمان کا مصداق ہیں، کیونکہ دونوں مساجد کی بنیاد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے تقویٰ پر رکھی تھی۔

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) فرماتے ہیں:

وَقَدْ وَرَدَ فِي الْحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ: أَنَّ مَسْجِدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ هُوَ فِي جَوْفِ الْمَدِيْنَةِ، هُوَ الْمَسْجِدُ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى. وَهٰذَا صَحِيْحٌ. وَلَا مُنَافَاةَ بَيْنَ الْاٰيَةِ وَبَيْنَ هٰذَا؛ لِأَنَّهٗ إِذَا كَانَ مَسْجِدُ قُبَاءٍ قَدْ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ، فَمَسْجِدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَرِيْقِ الْأَوْلٰى وَالْأَحْرٰى. [473]

ترجمہ: صحیح حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد جو مدینہ منورہ کے وسط میں واقع ہے (یعنی مسجد نبوی) وہی وہ مسجد ہے جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔ یہ بات بالکل درست ہے۔ آیتِ کریمہ اور اس حدیث کے درمیان کوئی تعارض نہیں، کیونکہ جب مسجدِ قباء کی بنیاد پہلے ہی دن تقویٰ پر رکھی گئی تھی تو رسول اللہ

[472] صحیح مسلم: رقم الحدیث 1398

[473] تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر: ج2 ص558 سورۃ التوبۃ، رقم الآیۃ 108

صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد اس وصف کی زیادہ حق دار اور بدرجہ اُولیٰ مستحق ہے۔

توجس طرح صحیح مسلم کی حدیث میں مسجدِ نبوی کو "أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى" قرار دینے کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ مسجدِ قبا اس فضیلت سے خارج ہو گئی، بالکل اسی طرح حدیثِ کساء میں ان چار مقدس ہستیوں کو اہلِ بیت قرار دینے کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اہلِ بیت سے خارج ہو گئیں۔

جواب نمبر2: قرآنی صراحت اور مفسرین کا فیصلہ

مفسرین کرام کا فیصلہ ہے کہ اس آیت (اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ) میں اہلِ بیت اوّل مصداق ازواجِ مطہرات یعنی امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن ہیں۔

✿ حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) لکھتے ہیں:

وَهٰذَا نَصٌّ فِيْ دُخُوْلِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أَهْلِ الْبَيْتِ هَاهُنَا، لِأَنَّهُنَّ سَبَبُ نُزُوْلِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ. [474]

ترجمہ: یہ اس بات پر قطعی دلیل ہے کہ یہاں اہلِ بیت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات شامل ہیں، کیونکہ وہی اس آیت کے نزول کا سبب ہیں۔

✿ شیخ ابو زید عبد الرحمٰن بن محمد بن مخلوف ثعالبی مالکی رحمہ اللہ (ت875ھ) لکھتے ہیں:

وَلَفْظُ الْاٰيَةِ يَقْتَضِي أَنَّ الزَّوْجَاتِ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ، لِأَنَّ الْاٰيَةَ فِيْهِنَّ، وَالْمُخَاطَبَةَ لَهُنَّ. [475]

ترجمہ: آیت کا لفظی مفہوم اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ نبی کی بیویاں (رضی اللہ عنہن) اہلِ بیت میں شامل ہیں، کیونکہ یہ آیت انہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اور خطاب بھی انہی سے ہے۔

✿ علامہ سید ابو الثناء محمود آلوسی آفندی بغدادی حنفی رحمہ اللہ (ت1270ھ) لکھتے ہیں:

فَالْمُرَادُ بِأَهْلِه□ نِسَاؤُهُ الْمُطَهَّرَاتُ لِلْقَرَائِنِ الدَّالَّةِ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الْاٰيَاتِ السَّابِقَةِ وَاللَّاحِقَةِ.

---

[474] تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر: ج3 ص684 سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ 33

[475] تفسیر الثعالبی: ج3 ص59 سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ 33

[476]

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے "اہل" سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات ہیں کیونکہ اس بات کو (اس آیت سے) پہلے اور بعد والے قرائن ثابت کرتے ہیں۔

✿ مشہور مفسر شیخ محمد طاہر بن عاشور رحمہ اللہ (ت 1393ھ) لکھتے ہیں:

أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُنَّ اٰلُ بَيْتِهٖ بِصَرِيْحِ الْاٰيَةِ. [477]

ترجمہ: بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں صریح آیت کی رُو سے آپ کے اہلِ بیت میں شامل ہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ سورۃ الاحزاب کی جس آیت میں "اہلِ بیت" کا لفظ آیا ہے اس سے پہلے کی آیات سے واضح ہوتا ہے کہ ان میں خطاب امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن سے ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ "اہلِ بیت" والی آیت کا اولین مصداق بھی ازاوج مطہرات رضی اللہ عنہن (یعنی امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن) ہیں۔

اس آیت سے پہلے کی آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۚ (۳۲))[478]

ترجمہ: اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم تقویٰ اختیار کرو۔ اس لیے بات کرنے میں نرم لہجہ اختیار نہ کرو کہ جس کے دل میں بیماری ہے وہ لالچ کرنے لگے، اور تم صاف سیدھی بات کیا کرو۔

یہاں (يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ) کا لفظ واضح دلیل ہے کہ مراد ازواجِ مطہرات (امہات المؤمنین) ہیں۔

جواب نمبر 3: منطقی ترتیب کے اعتبار سے اہلِ بیت کا، فردِ اول

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اہلِ بیت کا اولین اور کامل ترین مصداق ہیں۔ اگر خاندانی اور معاشرتی ترتیب پر غور کیا جائے تو اہلِ بیت کی تشکیل درج ذیل ترتیب سے ہوتی ہے:

اول: انسان کی زندگی میں سب سے پہلے بیوی آتی ہے، اور بیوی ہوتی ہے تو بیٹی پیدا ہوتی ہے۔

---

[476] تفسیر روح المعانی: ج12 ص13 سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ 33

[477] تفسیر التحریر والتنویر: ج21 ص247 سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ 33

[478] سورۃ الاحزاب: 32

دوم: بیٹی جوان ہوتی ہے تو پھر خاندان میں داماد آتا ہے۔

سوم: داماد آتا ہے تو بیٹی کی اولاد (نواسے، نواسیاں) پیدا ہوتی ہے۔

جب خاندان کی بنیاد اور شروعات ہی بیوی سے ہوتی ہے، تو منطقی اور فطری اصول کے تحت اہلِ بیت کا فردِ اول اور مرکز "بیوی" ہی قرار پاتی ہے۔

جواب نمبر 4: لغتِ عرب میں بیت اور اہلِ بیت کا مفہوم

عربی لغت کے اعتبار سے "بیت" کا مادہ "بَاتَ يَبِيْتُ" سے ہے، جس کا معنی ہے: رات گزارنا۔

لغت کی مشہور کتاب "المنجد" میں اس کی تشریح یوں کی گئی ہے:

بَاتَ: بَيْتًا وَ بَيَاتًا وَ بَيْتُوْتَةً وَ مَبِيْتًا وَ مَبَاتًا فِي الْمَكَانِ، اَقَامَ فِيْهِ اللَّيْلَ۔ [479]

ترجمہ :بَاتَ: بَيْتًا وَ بَيَاتًا وَ بَيْتُوْتَةً وَ مَبِيْتًا وَ مَبَاتًا فِي الْمَكَانِ، کا معنی ہے: کسی جگہ رات گزارنا۔

لغوی اعتبار سے اہلِ بیت اسے کہیں گے جس کے پاس رات گزاری جائے۔ زندگی میں مستقل طور پر کسی کے ساتھ رات گزارنے والی صرف اس کی بیوی ہوتی ہے۔ اولاد اس کا کامل مصداق اس لیے نہیں بن سکتی کیونکہ اولاد کچھ وقت کے بعد اپنے الگ گھر بسا کر جدا ہو جاتی ہے۔

امام ابو عبد اللہ خلیل بن احمد الفراہیدی رحمہ اللہ (ت 174ھ) لکھتے ہیں:

"أَهْلُ الرَّجُلِ زَوْجُهُ، وَأَخَصُّ النَّاسِ بِهِ." [480]

ترجمہ: آدمی کے اہلِ بیت سے مراد اس کی بیوی اور اس کے قریبی لوگ ہیں۔

جواب نمبر 5: عرفِ عام اور روزمرہ کا محاورہ

ہمارے عرف اور معاشرتی محاورے میں بھی "اہلِ بیت" (گھر والوں) کا پہلا مصداق بیوی ہی ہوتی ہے۔

مثال کے طور پر اگر کسی شخص کو دعوت پر بلایا جائے اور کہا جائے کہ "گھر والوں کو ساتھ لائیں"۔ اب اگر وہ مہمان اپنے ساتھ بیٹے، بیٹیاں، پوتے، پوتیاں، نواسے اور نواسیاں لے آئے، لیکن اپنی بیوی کو نہ لائے، تو میزبان

---

[479] المنجد: ص55، مادہ بات

[480] كتاب العين للخليل الفراهيدی: ج4ص89

فوراً پوچھتا ہے کہ "گھر والے کیوں نہیں آئے؟" یہ سوال اس بات کی صریح دلیل ہے کہ عرف میں اہلِ بیت کا پہلا مصداق بیوی ہے۔

اس کے برعکس، اگر وہی مہمان دعوت میں صرف اپنی بیوی کو لے جائے لیکن بچے ساتھ نہ لے کر جائے، تو میزبان کبھی یہ نہیں پوچھتا کہ گھر والے کیوں نہیں آئے، بلکہ ان کے بارے میں اگر پوچھنا ہو تو وہ کہتا ہے کہ "بچے کیوں نہیں آئے؟"

جواب نمبر 6: دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کے واقعات میں قرآنی اسلوب

یہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کا معاملہ نہیں بلکہ قرآن مجید نے دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کے واقعات میں بھی بیوی ہی کو اہلِ بیت قرار دیا ہے۔

1: جب فرشتوں نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ (حضرت سارہ علیہا السلام) کو بشارت دی، تو قرآن نے ان الفاظ میں ان سے خطاب کیا:

(قَالُوْۤا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ) [481]

ترجمہ: فرشتوں نے کہا: "کیا تم اللہ کے حکم پر تعجب کرتی ہو؟ اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم پر ہوں، اے اہلِ بیت! بے شک وہ بڑی خوبیوں والا، نہایت بزرگی والا ہے۔"

2: جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنی اہلیہ کو لے کر مدین سے چلے، تو قرآن نے فرمایا:

(فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَ سَارَ بِاَهْلِهٖۤ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا) [482]

ترجمہ: پھر جب موسیٰ نے مقررہ مدت پوری کر لی اور اپنی اہلیہ کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے تو طور کی جانب ایک آگ دیکھی۔ انہوں نے اپنی اہلیہ سے کہا: "تم یہیں ٹھہرو، میں نے ایک آگ دیکھی ہے۔"

خلاصہ کلام:

---

[481] سورۃ ھود:73

[482] سورۃ القصص:29

قرآنی صراحت، منطقی ترتیب، لغتِ عرب اور عرفِ عام کی رو سے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اہلِ بیت کا اولین، قطعی اور کامل ترین مصداق ہیں۔ انہیں اہلِ بیت سے خارج سمجھنا قرآنی تعلیمات اور زبان وبیان کے مسلمہ اصولوں کے صریح خلاف ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰی إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اعتراض نمبر 2

امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن آپس میں حسد کرتی تھیں

1: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلٰى أَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ وَمَا رَأَيْتُهَا وَلٰكِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا أَعْضَاءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِيْ صَدَائِقِ خَدِيْجَةَ فَرُبَّمَا، قُلْتُ لَهُ: كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا إِلَّا خَدِيْجَةُ فَيَقُوْلُ: إِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِيْ مِنْهَا وَلَدٌ. [483]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے کسی پر اتنی غیرت نہیں آتی تھی جتنی سیدہ خدیجہ (رضی اللہ عنہا) پر آتی تھی، حالانکہ میں نے انہیں دیکھا تک نہیں تھا۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے ان کا ذکر فرماتے تھے۔ بسا اوقات آپ بکری ذبح فرماتے، پھر اس کے حصے کاٹتے اور انہیں خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کی سہیلیوں کے ہاں بھیج دیتے۔ کبھی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر دیتی: گویا دنیا میں خدیجہ کے سوا کوئی عورت ہی نہ تھی! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: بے شک وہ ایسی تھیں، ایسی تھیں (یعنی ان کی خوبیاں گنواتے) اور ان سے میری اولاد بھی تھی۔"

2: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ فَأَرْسَلَتْ إِحْدٰى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِصَحْفَةٍ فِيْهَا طَعَامٌ فَضَرَبَتِ الَّتِيْ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِهَا يَدَ الْخَادِمِ فَسَقَطَتِ الصَّحْفَةُ فَانْفَلَقَتْ فَجَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِلَقَ الصَّحْفَةِ ثُمَّ جَعَلَ يَجْمَعُ فِيْهَا الطَّعَامَ الَّذِيْ كَانَ فِي الصَّحْفَةِ وَيَقُوْلُ: "غَارَتْ أُمُّكُمْ"، ثُمَّ حَبَسَ الْخَادِمَ حَتّٰى أُتِيَ بِصَحْفَةٍ مِنْ عِنْدِ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا فَدَفَعَ الصَّحْفَةَ الصَّحِيْحَةَ إِلَى الَّتِيْ كُسِرَتْ صَحْفَتُهَا وَأَمْسَكَ الْمَكْسُوْرَةَ فِيْ بَيْتِ الَّتِيْ كَسَرَتْ. [484]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواجِ مطہرات

---

[483] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3818

[484] صحیح البخاری: رقم الحدیث 5225

(رضی اللہ عنہن) میں سے ایک زوجہ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) کے گھر تشریف فرما تھے، تو امہات المؤمنین میں سے ایک نے ایک پیالہ بھیجا جس میں کھانا تھا۔ اس گھر والی زوجہ نے (غصہ میں) خادم کے ہاتھ پر مارا جس سے پیالہ گر کر ٹوٹ گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالے کے ٹکڑے جمع کیے، پھر اس میں وہی کھانا جو اس میں تھا سمیٹنے لگے اور فرمایا: "تمہاری ماں کو غیرت آگئی ہے"۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خادم کو روکے رکھا یہاں تک کہ اس بیوی کے گھر سے جس میں آپ تھے ایک نیا پیالہ لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیا پیالہ اس کے حوالے کیا جس کا پیالہ ٹوٹ گیا تھا اور ٹوٹا ہوا پیالہ اسی کے گھر میں رکھ دیا جس نے توڑا تھا۔

اعتراض:

مذکورہ احادیث کی بنیاد پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن ایک دوسرے کے لیے حسد اور مخالفت کے جذبات رکھتی تھیں حالانکہ حسد اور عداوت سے روکا گیا ہے۔

جواب نمبر 1: رشک اور غیرت عورت کا طبعی تقاضا ہے

ان احادیث میں یہ الفاظ مذکور ہوئے ہیں:

1: غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ.
2: غَارَتْ أُمُّكُمْ.

یہاں لفظ "غیرت" ہے۔ "حسد" اور "غیرت" دو الگ الگ جذبات ہیں۔

- "حسد" ایک مذموم صفت ہے، جس میں انسان دوسرے کی نعمت کے زوال کی خواہش رکھتا ہے اور اس کے ساتھ عداوت و نفرت کا جذبہ بھی پایا جاتا ہے۔
- "غیرت" میاں بیوی کے پاکیزہ رشتے میں پایا جانے والا ایک فطری اور طبعی جذبہ ہے، جو تعلق کی حفاظت اور حساسیت سے متعلق ہوتا ہے۔

"حسد" مذموم اور قابلِ گرفت ہے جبکہ "غیرت" محمود ہے اور اس پر کوئی گرفت نہیں۔

حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

فِيْهِ ثُبُوْتُ الْغَيْرَةِ، وَأَنَّهَا غَيْرُ مُسْتَنْكَرٍ وُقُوْعُهَا مِنْ فَاضِلَاتِ النِّسَاءِ۔ [485]

ترجمہ: اس حدیث سے (عورت کی) طبعی غیرت کا ثبوت ملتا ہے، اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس (غیرت ورشک) کا بلند مرتبہ اور فاضل خواتین سے صادر ہونا بھی کوئی قابلِ اعتراض بات نہیں ہے۔

لہٰذا ایک فطری جذبہ کو جو محبت کی شدت پر مبنی ہو اسے "حسد" یا "بغض" کا نام دینا اصولِ نفسیات اور شریعت دونوں کے خلاف ہے۔

جواب نمبر2: سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر غیرت کی اصل وجہ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہانے جس غیرت اور رشک کا ذکر کیا وہ کسی دنیاوی مفاد کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے والہانہ محبت کو دیکھ کر پیدا ہوا تھا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنا بیان نقل کرتے ہیں:

مَا غِرْتُ عَلٰى أَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ وَمَا رَأَيْتُهَا وَلٰكِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا۔ [486]

ترجمہ: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے کسی پر اتنا رشک نہیں کیا جتنا مجھے خدیجہ (رضی اللہ عنہا) پر آیا، حالانکہ میں نے انہیں دیکھا تک نہیں تھا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے ان کا ذکر فرماتے تھے۔

چونکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت کرتی تھیں، اس لیے کثرتِ ذکر کی وجہ سے ان کے دل میں یہ معصومانہ تمنا پیدا ہوتی تھی کہ کاش یہ ساری توجہ صرف میرے حصے میں آئے۔ یہ ان کی محبتِ رسول کی روشن دلیل ہے نہ کہ حسد کی۔

جواب نمبر3: طبعی غیرت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عفو ودرگزر

[485] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج7ص136، کتاب مناقب الانصار

[486] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3818

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کھانا اکٹھا کیا لیکن اس زوجہ محترمہ پر کوئی شرعی گرفت، غصہ یا ڈانٹ ڈپٹ نہیں کی بلکہ مسکراتے ہوئے "غَارَتْ أُمُّكُمْ" (تمہاری ماں کو غیرت آگئی) فرما کر اس عمل کو ایک فطری محبت کا تقاضا قرار دیا۔

ان عائلی اور گھریلو معاملات میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن) کے ساتھ یہ حسنِ سلوک اور درگزر کا معاملہ اس بات کی واضح شہادت ہے کہ ان (رضی اللہ عنہن) کا جذبہ رشک و غیرت محمود اور قابلِ ستائش ہے، اسے حسد اور بغض سے تعبیر کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج، تربیت اور ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن) کی پاکیزہ فطرت سے بے خبری کی دلیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اعتراض نمبر 3

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر بوقتِ نکاح چھ سال اور بوقتِ رخصتی نو سال تھی

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلْنَا فِيْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ فَوُعِكْتُ فَتَمَزَّقَ شَعَرِيْ فَوَفَى جُمَيْمَةً فَأَتَتْنِي أُمِّيْ أُمُّ رُوْمَانَ، وَإِنِّيْ لَفِيْ أُرْجُوْحَةٍ وَمَعِي صَوَاحِبُ لِيْ، فَصَرَخَتْ بِيْ فَأَتَيْتُهَا لَا أَدْرِيْ مَا تُرِيْدُ بِيْ، فَأَخَذَتْ بِيَدِيْ حَتّٰى أَوْقَفَتْنِيْ عَلٰى بَابِ الدَّارِ وَإِنِّي لَأَنْهَجُ حَتّٰى سَكَنَ بَعْضُ نَفَسِيْ، ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ مَاءٍ فَمَسَحَتْ بِهِ وَجْهِيْ وَرَأْسِيْ ثُمَّ أَدْخَلَتْنِي الدَّارَ، فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ، فَقُلْنَ: عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ، وَعَلٰى خَيْرِ طَائِرٍ، فَأَسْلَمَتْنِيْ إِلَيْهِنَّ فَأَصْلَحْنَ مِنْ شَأْنِي، فَلَمْ يَرُعْنِيْ إِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحًى، فَأَسْلَمَتْنِيْ إِلَيْهِ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ. [487]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا تو اس وقت میری عمر چھ سال تھی۔ پھر جس وقت ہم مدینہ آئے اور بنی حارث بن خزرج کے ہاں ٹھہرے تو مجھے وہاں بخار ہو گیا۔ اس کی وجہ سے میرے بال جھڑ گئے۔ پھر جب میرے بال کندھے تک لمبے ہوئے تو ایک دن میری والدہ ام رومان میرے پاس آئیں، میں اس وقت اپنی سہیلیوں کے ساتھ جھولے پر تھی۔ انہوں نے مجھے پکارا تو میں ان کے پاس آ گئی، مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ مجھ سے کیا چاہتی ہیں۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور گھر کے دروازے پر لا کر کھڑا کر دیا، میرا سانس پھول رہا تھا اور کچھ دیر بعد بحال ہوا۔ پھر انہوں نے تھوڑا سا پانی لیا اور (گیلا ہاتھ) میرے چہرے اور سر پر پھیرا۔ پھر مجھے گھر کے اندر لے گئیں، تو وہاں انصار کی کچھ عورتیں موجود تھیں، جنہوں نے کہا: اس لڑکی کے نصیب اچھے اور برکت والے ہوں۔ والدہ نے مجھے ان کے سپرد کیا، انہوں نے میرا بناؤ سنگھار کیا۔ مجھے کسی بات کا علم ہی نہیں تھا کہ چاشت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میری والدہ نے مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا (یعنی اس وقت میری رخصتی ہوئی)۔ اس وقت میری عمر نو سال تھی۔

---

[487] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3894

اعتراض:

مذکورہ روایت کے پیشِ نظر اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر نکاح کے وقت چھ سال اور رخصتی کے وقت نو سال تھی، لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے نکاح کم سنی میں ہوا، جو موجودہ دور کے معیار کے مطابق درست نہیں۔

جواب نمبر 1: نکاحِ عائشہ رضی اللہ عنہا اور عرب معاشرہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عرب معاشرے میں کم عمری میں نکاح کوئی معیوب یا قابلِ اعتراض بات نہیں سمجھی جاتی تھی۔ اگر یہ نکاح اس دور کے معاشرتی معیار کے مطابق کوئی ناپسندیدہ یا غیر معمولی عمل ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین اسے ضرور آپ کے خلاف بطورِ اعتراض پیش کرتے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں نے آپ پر طرح طرح کے الزامات لگائے مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے حوالے سے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اس زمانے کے معاشرے میں اس نکاح کو ایک معمول اور قابلِ قبول امر سمجھا جاتا تھا۔

لہٰذا اس واقعہ کو اس کے اصل تاریخی اور معاشرتی پس منظر سے الگ کر کے دیکھنا درست طرزِ استدلال نہیں، اور اسی وجہ سے یہ اعتراض مضبوط تاریخی اور عقلی بنیادوں پر قائم نہیں رہتا۔

جواب نمبر2: کم عمری کے نکاح کے تاریخی شواہد

یہاں چند تاریخی شواہد ملاحظہ کیے جائیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ اس زمانے میں کم عمری میں نکاح اور اس کے بعد بلوغت و تولید کا وقوع کوئی غیر معروف یا شاذ امر نہیں تھا، بلکہ مختلف ادوار میں یہ ایک معروف حقیقت کے طور پر نقل ہوا ہے۔

1: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ: أَدْرَكْتُ جَارَةً لَنَا جَدَّةً بِنْتَ إِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ. [488]

---

[488] صحیح البخاری:كتاب الشهادات، باب بلوغ الصبيان وشهادتهم

ترجمہ: امام حسن بن صالح (ثقہ، فقیہ، صالح) رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے پڑوس کی ایک لڑکی کو دیکھا کہ وہ اکیس برس کی عمر میں نانی بن گئی تھی۔

2: حافظ ابو احمد عبد اللہ بن عدی جرجانی رحمہ اللہ (ت 365ھ) نقل کرتے ہیں:

عَنِ اللَّيْثِ أَنَّ أَبَا صَالِحٍ حَدَّثَهُ عَنْ رَجُلٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ ابْنَةً لَهُ حَمَلَتْ وَهِيَ بِنْتُ عَشْرِ سِنِيْنَ.... أَنَّ امْرَأَةً فِيْ جِوَارِهِمْ حَمَلَتْ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ. [489]

ترجمہ: لیث (بن سعد) سے مروی ہے کہ ابو صالح نے انہیں بیان کیا کہ ایک شخص نے انہیں خبر دی کہ اس کی ایک بیٹی دس سال کی عمر میں حاملہ ہوئی۔ (عبد اللہ بن صالح مزید فرماتے ہیں) ان کے پڑوس میں ایک عورت نو سال کی عمر میں حاملہ ہوئی۔

3: امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ بیہقی رحمہ اللہ (ت 458ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيِّ قَالَ: أَدْرَكْتُ فِيْنَا يَعْنِي الْمُهَالِبَةَ امْرَأَةً صَارَتْ جَدَّةً وَهِيَ بِنْتُ ثَمَانَ عَشْرَةَ سَنَةً وَلَدَتْ لِتِسْعِ سِنِيْنَ ابْنَةً، فَوَلَدَتِ ابْنَتُهَا لِتِسْعِ سِنِيْنَ، فَصَارَتْ هِيَ جَدَّةً وَهِيَ بِنْتُ ثَمَانَ عَشْرَةَ سَنَةً. [490]

ترجمہ: عباد بن عباد مہلبی کہتے ہیں کہ میں نے اپنی قوم "مہالبہ" میں ایک عورت کو دیکھا جو اٹھارہ سال کی عمر میں نانی بن گئی تھی۔ (اس کی صورت یہ ہوئی کہ) خود اس کو 9 سال کی عمر میں لڑکی پیدا ہوئی، پھر وہ لڑکی 9 سال میں لڑکے کی ماں بن گئی۔ یوں وہ عورت 18 سال کی عمر میں نانی بن گئی۔

4: امام ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد خطیب بغدادی رحمہ اللہ (ت 463ھ) نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ هِشَامٌ يُنْكِرُ عَلَى ابْنِ إِسْحَاقَ رِوَايَتَهُ عَنْهَا، وَيَقُوْلُ: لَقَدْ دَخَلْتُ بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ، وَمَا رَآهَا مَخْلُوْقٌ حَتّٰى لَحِقَتْ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ. [491]

ترجمہ: ہشام (بن عروہ) محمد بن اسحاق کی اُن (فاطمہ بنت منذر زوجہ ہشام بن عروہ) سے روایت لینے کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں نے فاطمہ بنت منذر سے جس وقت شادی کی اس وقت فاطمہ کی عمر نو سال تھی۔

---

[489] الکامل لابن عدی: ج5 ص343 رقم الترجمۃ 1015

[490] السنن الکبریٰ للبیہقی: ج7 ص420 باب السن التی یجوز ان تحیض فیھا المرأۃ

[491] تاریخ بغداد للخطیب: ج1 ص173 باب ذکر من اسمہ محمد

شادی کے بعد اسے کسی شخص نے بھی نہیں دیکھا یہاں تک کہ وہ اللہ عزوجل سے جاملی (تو محمد بن اسحاق نے کیسے روایت لے لی؟ اس لیے محمد بن اسحاق غلط کہتے ہیں کہ میں نے فاطمہ سے روایت لی ہے)

5: حافظ ابو القاسم علی بن ابی محمد الحسن بن ھبۃ اللہ المعروف ابن عساکر رحمہ اللہ (ت 571ھ) لکھتے ہیں:

زَوَّجَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ ابْنَتَهُ "هِنْدًا" مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ، وَبَنٰى لَهٗ قَصْرًا إِلٰى جَانِبِ قَصْرِهِ□، وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَابًا، وَأُدْخِلَتْ عَلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ. [492]

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی "ہند (بنت معاویہ)" کی شادی عبد اللہ بن عامر بن کریز سے کروائی اور ان کا محل اپنے محل کے قریب بنوایا۔ ان دونوں محلوں کے درمیان ایک درواز بھی رکھا۔ ہند بن معاویہ کی رخصتی اس وقت ہوئی جب ان کی عمر نو سال تھی۔

6: علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) نقل کرتے ہیں:

قَالَ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ الْفَلَّاسِ: سَمِعْتُ أَبَا عَاصِمٍ يَقُوْلُ: وُلِدَتْ أُمِّيْ سَنَةَ عَشْرٍ وَمِئَةٍ، وَوُلِدْتُ أَنَا فِي سَنَةِ اثْنَتَيْنِ وَعِشْرِيْنَ. [493]

ترجمہ: عمرو بن علی الفلاس کہتے ہیں کہ میں نے امام ابو عاصم (الضحاک بن مخلد الشیبانی) رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری والدہ 110 ہجری میں پیدا ہوئیں اور میں 122 ہجری میں پیدا ہوا۔

یعنی بارہ سال کی عمر میں ان کا بیٹا پیدا ہوا تو ظاہر ہے کہ ان کی والدہ کی شادی دس سے گیارہ سال کی عمر میں ہوئی ہو گی۔

7: حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) نقل کرتے ہیں:

وَقَدْ ذَكَرَ الشَّافِعِيُّ أَيْضًا أَنَّهٗ رَاٰى جَدَّةً بِنْتَ إِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ سَنَةً، وَأَنَّهَا حَاضَتْ لِاسْتِكْمَالِ تِسْعٍ، وَوَضَعَتْ بِنْتًا لِاسْتِكْمَالِ عَشْرٍ، وَوَقَعَ لِابْنَتِهَا مِثْلُ ذٰلِكَ. [494]

ترجمہ: امام شافعی رحمہ اللہ (اپنا چشم دید واقعہ) بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک عورت کو دیکھا جو اکیس سال کی عمر میں نانی بن گئی تھی۔ اس عورت کو نو سال کی عمر میں حیض آیا، دسویں سال اس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی اور اس

---

[492] تاریخ دمشق لابن عساکر: ج70 ص188

[493] سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج7 ص276 ترجمۃ ابو عاصم الضحاک بن مخلد

[494] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج5 ص341 کتاب الشہادات، باب بلوغ الصبیان وشہادتھم

لڑکی کا حیض وحمل بھی اسی طرح وقوع پذیر ہوا جس کے نتیجے میں اکیس سال کی عمر میں وہ نانی کہلانے لگی۔

اس اعتراض سے متعلق چند ذیلی شبہات

شبہ نمبر1:

اس نکاح کے پیچھے کیا حکمت تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی کم سن لڑکی سے شادی کی جبکہ نکاح کے لیے تو بڑی عمر کی خواتین موجود تھیں۔

جواب:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا دائرہ کار تمام امت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض منصبی میں جہاں امت کے عقائد نظریات کو درست کرنا تھا وہاں ان کے طرزِ زندگی، بودوباش اور رہن سہن کی اصلاح بھی ضروری تھی۔

اس مقصد کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ و تلقین اور زبانی ہدایات کے ساتھ اپنی مبارک زندگی کو بھی امت کے سامنے ایک کامل نمونۂ عمل کے طور پر پیش فرمایا، تاکہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کریں۔

عملی زندگی کے ان گوشوں میں سے بعض کا تعلق خالص مردوں کے ساتھ ہے اور بعض خالصتاً خواتین سے متعلق ہیں۔ ایسی صورت میں یہ بات ضروری تھی کہ خواتینِ اسلام کو گھریلو زندگی بتانے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکاح فرمائیں۔ چنانچہ احکام ومسائل بتلانے کے اس مقصد کی تکمیل کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی ایک عقد فرمائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں جہاں عمر رسیدہ خواتین؛ مطلقہ یا بیوہ موجود تھیں وہاں ضروری تھا کہ ایک کم سن خاتون بھی عقد میں ہونی چاہیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ

1: امت کے لیے مشعلِ راہ ہو کہ کم سن زوجہ سے حسنِ معاشرت کے اصول کیا ہیں اور زندگی بسر کرنے کا طریقہ کیا ہونا چاہیے؟

2: کم سن خواتین کے مسائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کر کے امت کو بتائے جائیں اور اس

مقصد کی تکمیل کے لیے وہی عورت موزوں ومناسب قرار پائے گی جو خود کم سن ہو۔

ان امور کی تکمیل کے لئے کم سن ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ درجہ کی قابلیت وصلاحیت کا پایا جانا بھی ضروری تھا جو ان احکام ومسائل کے سمجھنے میں مدو معاون ہو سکے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں جو خداداد صلاحیتیں اور قابلِ قدر خصوصیات تھی حالات و واقعات شاہدِ عدل ہیں کہ وہ صرف آپ ہی کا حصہ تھیں، کسی اور میں یہ خصوصیات موجود نہ تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ جس قدر احکام ومسائل آپ رضی اللہ عنہا سے منقول ہیں کسی اور بیوی سے اس کا عشر عشیر بھی منقول نہیں ملتا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی اس نو عمری میں کلام اللہ اور کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں گہری بصیرت حاصل کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ، اعمال وارشادات کا بہت بڑا ذخیرہ محفوظ رکھا اور اسے نقل وروایت کے ذریعہ امت کے حوالہ کر دیا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دوہزار دوسو دس (2210) مرفوع احادیث مروی ہیں۔ آپ کے اپنے آثار واقوال اور استنباطات اس تعداد کے علاوہ ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ صحابہ وصحابیات رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے بھی اتنی تعداد میں حدیث روایت نہیں کیں۔ اسی لئے تمام دنیائے اسلام بھی آپ کے فضل وکمال کی معترف ہے۔ چند اصحاب فضل وکمال کی شہادت پیش ہے:

1: امام ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت 230ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ مَسْرُوقٍ، أَنَّهُ قِيلَ لَهُ: هَلْ كَانَتْ عَائِشَةُ تُحْسِنُ الْفَرَائِضَ؟ فَقَالَ: أَيْ وَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ□، لَقَدْ رَأَيْتُ مَشْيَخَةَ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَكَابِرَ يَسْأَلُوْنَهَا عَنِ الْفَرَائِضِ. [495]

ترجمہ: مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ان سے پوچھا گیا: کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا علمِ فرائض (علم میراث) اچھی طرح جانتی تھیں؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، یقیناً میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معمّر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ وہ ان سے فرائض کے

[495] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص52 ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

متعلق سوال کرتے تھے۔

2: امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، قَالَ: مَا أَشْكَلَ عَلَيْنَا أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثٌ قَطُّ، فَسَأَلْنَا عَائِشَةَ، إِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا. [496]

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کبھی کسی مسئلہ کے سمجھنے میں کوئی اشکال پیش آیا تو ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو ان کے پاس اس کا علم پایا۔

3: حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ رَحِمَہُ اللهُ ، عَنْ أَبِيهِ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَعْلَمَ بِفِقْهٍ، وَلَا بِطِبٍّ، وَلَا بِشِعْرٍ مِنْ عَائِشَةَ. [497]

ترجمہ: ہشام بن عروہ اپنے والد (عروہ بن زبیر بن العوام) سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے فقہ، طب اور شاعری میں حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں دیکھا۔

4: حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ الزُّهْرِيُّ: لَوْ جُمِعَ عِلْمُ عَائِشَةَ إِلٰى عِلْمِ جَمِيْعِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَعِلْمِ جَمِيْعِ النِّسَاءِ لَكَانَ عِلْمُ عَائِشَةَ أَفْضَلَ. [498]

ترجمہ: امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر سیدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے علم کا تمام امہات المؤمنین (رضی اللہ عنہن) اور تمام عورتوں کے علم کے ساتھ تقابل کیا جائے تو سیدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کا علم افضل ہو گا۔

5: علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف زرقانی مالکی رحمہ اللہ (ت 1122ھ) لکھتے ہیں:

وَقَالَ عُرْوَةُ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَعْلَمَ بِالْقُرْآنِ، وَلَا بِفَرِيْضَةٍ، وَلَا بِحَرَامٍ، وَلَا بِحَلَالٍ، وَلَا بِفِقْهٍ، وَلَا بِشِعْرٍ، وَلَا بِطِبٍّ، وَلَا بِحَدِيْثِ الْعَرَبِ، وَلَا نَسَبٍ مِنْ عَائِشَةَ. [499]

---

[496] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3883

[497] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2574 عائشۃ بنت ابی بکر الصدیق

[498] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص2574 عائشۃ بنت ابی بکر الصدیق

[499] شرح العلامۃ الزرقانی: ج4 ص389 ذکر عائشۃ ام المؤمنین

ترجمہ: حضرت عروہ (بن زبیر بن العوام) رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے قرآن، علم میراث، حلال وحرام، فقہ، شاعری، طب، تاریخِ عرب اور علم انساب میں حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں دیکھا۔

ان وجوہات کے پیشِ نظر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی نکاح کے لیے موزوں تھیں۔

شبہ نمبر2:

عورت کو خاوند کے پاس جانے کے لیے شادی وخلوت کی صلاحیت پیدا ہونا ضروری ہے۔ جسمانی مضبوطی کی حامل خاتون ہی خلوت اور بچے کی ولادت کے قابل ہو سکتی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں نو سال کی عمر میں یہ صلاحیت کہاں پیدا ہوئی تھی؟

جواب:

عرب کی گرم آب وہوا اور وہاں کی غذا سے جسمانی نشوونما میں جلد ترقی ہو جایا کرتی تھی۔ اس لیے نو سال کی عمر کی لڑکی میں اس صلاحیت کا پیدا ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ (چند نظائر بھی ماقبل میں پیش کیے گئے)

عام مشاہدہ ہے کہ ممتاز اشخاص کے دماغی اور ذہنی قُویٰ میں جس طرح غیر معمولی ترقی واستعداد پیدا ہوتی ہے اسی طرح ان کے قدو قامت میں بھی بالیدگی ونشوونما کی خاص صلاحیت من جانب اللہ موجود ہوتی ہے۔ اس لیے ظاہری بات ہے کہ اس کم سنی میں وہ قوت وصلاحیت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں پیدا ہو گئی تھی جو شوہر کے پاس جانے کے لیے ایک عورت میں ضروری ہوتی ہے۔

مزید یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ محترمہ نے ان کے خورد ونوش کے لیے ایسی چیزوں کا خاص اہتمام کیا ہوا تھا جو اُن کی جسمانی نشوونما میں مدد ومعاون ثابت ہوئیں۔

خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

أَرَادَتْ أُمِّی أَنْ تُسَمِّنِّی لِدُخُوْلِی عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: فَلَمْ أَقْبَلْ عَلَیْهَا بِشَیْءٍ مِمَّا تُرِیْدُ حَتّٰی أَطْعَمَتْنِی الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ فَسَمِنْتُ عَلَیْہِ کَاَحْسَنِ السِّمَنِ۔ [500]

---

[500] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 3903

ترجمہ: میری والدہ نے میری رخصتی کی خاطر میری جسمانی ترقی کے لیے بہت سی تدبیریں اختیار کیں۔ آخر کار والدہ صاحبہ کی تدابیر میں سے ایک تدبیر سے مجھے خاطر خواہ فائدہ ہوا کہ میری والدہ مجھے ککڑی اور تازہ کھجور کھلانے لگیں تو میرے جسمانی حالات میں بہترین انقلاب پیدا ہو گیا۔

امام ابو جعفر احمد بن سعید داؤدی مالکی رحمہ اللہ (ت402ھ) نے فرمایا ہے:

وَكَانَتْ قَدْ شَبَّتْ شَبَابًا حَسَنًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا. [501]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بہت عمدگی کے ساتھ سنِ شباب تک پہنچیں۔

اس کے ساتھ اس حقیقت کو بھی کبھی نظر انداز نہ کرنا چاہئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خود ان کی والدہ نے خدمتِ نبوی میں رخصت کر کے بھیجا تھا۔ اہلِ عقل و دانش پر یہ بات بالکل واضح ہے کہ ماں کی نظر میں اس کی بیٹی سب سے زیادہ عزیز اور محبوب ہوتی ہے۔ اس لیے یہ بات ناممکن ہے کہ انہوں نے رخصتی کی صلاحیت واہلیت سے پہلے ہی ان کی رخصت کر دیا ہو۔

شبہ نمبر 3:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بڑی بہن سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا طویل العمر صحابیات میں سے ہیں۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ ہیں۔ بڑی خدا رسیدہ عبادت گزار اور بہادر خاتون تھیں، ان کی عمر مؤرخین نے سو سال لکھی ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان سے دس سال چھوٹی ہیں۔ سیدہ اسماء حضرت عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے پانچ یا دس دن بعد فوت ہوئیں۔ سن وفات 73ھ ہے۔ اس حساب سے سیدہ اسماء کی عمر ہجرت کے وقت 27 سال ہوئی اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان سے دس سال چھوٹی ہیں تو آپ کی عمر ہجرت کے وقت 17 سال ہوئی۔ اگر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی 2ھ کو مانی جائے تو رخصتی کے وقت آپ کی عمر مبارک 19 سال ہوئی..... جیسا کہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تصریح کرتے ہیں:

---

[501] شرح مسلم للنووی: ج1 ص456 کتاب النکاح باب تزویج الاب البکر الصغیرۃ

أَسْلَمَتْ أَسْمَاءُ قَدِيْمًا وَهُمْ بِمَكَّةَ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ ... وَهِيَ آخِرُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْمُهَاجِرَاتِ مَوْتًا. وَكَانَتْ ... هِيَ أَكْبَرَ مِنْ أُخْتِهَا عَائِشَةَ بِعَشْرِ سِنِيْنَ ... بَلَغَتْ مِنَ الْعُمُرِ مِائَةَ سَنَةٍ. اسماء مکہ میں اوائل اسلام میں مسلمان ہوئیں۔ مہاجرین مردوں عورتوں میں سب سے آخر فوت ہونے والی ہیں۔ اپنی بہن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دس سال بڑی تھیں۔ (البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر)

جواب:

اس استدلال کی بنیاد اس بات پر ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دس سال بڑی ہیں۔ اس حوالے سے چند امور ملحوظ رکھے جائیں:

[1]: صحیح البخاری و صحیح مسلم کی متفق علیہ روایات نیز امت کا اجماع اس بات پر شاہد ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک نکاح کے وقت چھے سال اور رخصتی کے وقت نو سال تھی۔ اس اتفاقی موقف کو محض ایک تاریخی روایت کی وجہ سے رد کرنا کہاں درست ہو سکتا ہے؟

[2]: رخصتی کے وقت کی عمر مبارک کے نو سال ہونے پر خود ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اتنی کثرت سے روایات مروی ہیں کہ ان کے مقابلے تاریخی بات (جو کہ مبہم و محتمل ہے جیسا کہ آگے تفصیل آ رہی ہے) ناقابلِ اعتبار ہے۔

[3]: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کتنے سال بڑی تھیں اس بارے میں "دس" سال کا عدد کوئی حتمی نہیں۔ اس لیے کہ مفصل روایات میں دس کے ساتھ مزید الفاظ بھی ملتے ہیں۔

- امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ ابن عبد البر قرطبی مالکی رحمہ اللہ (ت 463ھ) لکھتے ہیں:

قَالَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ، وَكَانَتْ أَكْبَرَ مِنْ عَائِشَةَ بِعَشْرِ سِنِيْنَ أَوْ نَحْوِهَا. [502]

ترجمہ: حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں اور آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دس سال یا اس کے لگ بھگ سال بڑی تھی۔

[502] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب لابن عبد البر: ج2 ص616 رقم الترحمۃ 982 ترجمۃ سعید بن زید

♦ علامہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:
وَكَانَتْ أَسَنَّ مِنْ عَائِشَةَ بِبِضْعِ عَشْرَةَ سَنَةً. [503]
ترجمہ: حضرت اسماء؛ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے دس سال اور [بضع] کچھ سال مزید بڑی تھی۔

"بِضْع" کا اطلاق تین سے لے کر نو تک ہوتا ہے۔

عمروں کے تفاوت کی ان دو روایات سے معلوم ہوا کہ "وَكَانَتْ ... هِيَ أَكْبَرَ مِنْ أُخْتِهَا عَائِشَةَ بِعَشْرِ سِنِيْنَ" (البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر) کی روایت یا اختصار ہے یا پھر راوی کا تسامح ہے۔ عمروں میں فرق 13 سال سے 19 سال تک کا ممکن ہے۔ اس لیے البدایۃ والنہایۃ کی اس روایت کا مطلب وہی درست مانا جائے گا جو صحیح البخاری (صحیح مسلم وغیرہ) کی روایات سے مطابقت رکھتا ہو۔

اس لیے صحیح فرق یہ بنتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر حضرت اسماء کی عمر سے کم از کم 19 سال کم ہو۔ اس صورت میں تطبیق یوں ہو گی کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا سن وفات 73ھ ہے اور وفات کے وقت ان کی عمر 100 سال تھی۔ یوں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی عمر بوقت ہجرت 27 سال ہوئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان سے لگ بھگ انیس سال چھوٹی ہیں تو آپ کی عمر ہجرت کے وقت 7، 8 سال ہوئی۔ پھر رخصتی ہجرت کے دوسرے سال ہوئی تو یوں آپ کی عمر مبارک تقریباً نَو سال بنی۔ یہ توجیہ صحیحین کی روایت کے موافق ہے۔

[4]: "البدایۃ والنہایۃ" کی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے بارے میں مجمل روایت ("وَكَانَتْ ... هِيَ أَكْبَرَ مِنْ أُخْتِهَا عَائِشَةَ بِعَشْرِ سِنِيْنَ") کے بجائے خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حالات میں پیش کردہ اجماع کو دیکھ لیا جائے تو نَو سال رخصتی والی روایت پر اشکال نہ رہے۔

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) اس اجماع کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:
تَزَوَّجَهَا وَهِيَ ابْنَةُ سِتِّ سِنِيْنَ، وَبَنٰى بِهَا وَهِيَ ابْنَةُ تِسْعٍ، مَا لَا خِلَافَ فِيْهِ بَيْنَ النَّاسِ - وَقَدْ ثَبَتَ فِي الصِّحَاحِ وَغَيْرِهَا - وَكَانَ بِنَاؤُهُ بِهَا عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي السَّنَةِ الثَّانِيَةِ مِنَ الْهِجْرَةِ إِلَى

---

[503] سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج2 ص375 ترجمۃ اسماء بنت ابی بکر

الْمَدِیْنَۃِ. [504]

ترجمہ: (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا نکاح 6 سال کی عمر میں ہوا اور رخصتی 9 سال کی عمر میں ہوئی۔ یہ ایسی بات ہے کہ اس بارے میں لوگوں کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ویسے بھی یہ بات صحیح بخاری و صحیح مسلم سمیت دیگر کتب میں بھی ثابت ہے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی رخصتی ہجرت کے دوسرے سال ہوئی تھی۔

خود علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ کی اس تصریح کے بعد مجمل روایت کے پیشِ نظر صحیحین کی روایت پر اشکال ختم ہو جانا چاہیے۔

شبہ نمبر 4:

آج کل کے معاشرے میں کم سنی کی شادی جدید ذہن کو لازماً ایک منفی تاثر دیتی ہے۔ اگر بڑی عمر کا مرد کسی کم سن عورت سے شادی کرے تو اسے عجیب نظروں سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کی وجوہات کئی ہو سکتی ہیں۔ مثلاً...

1: کم عمر عورت اور بڑی عمر کے مرد کے جذبات اور طبعی میلان میں بہت زیادہ فرق ہوتا ہے۔ عورت چاہتی ہے کہ اس کی زندگی کا ساتھی اس کا ہم عمر ہو لیکن بڑی عمر کے مرد کے ساتھ زندگی گزارنے میں اس کا یہ جذبہ ختم ہو جاتا ہے۔

2: جدید ذہن اس طرح کی شادی کو سن کر "وحشت" محسوس کرتا ہے اور اسے بے جوڑ رشتہ قرار دیتا ہے۔

لہٰذا چھ سال کی عمر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح بھی کچھ یہی صورتحال دماغ میں بٹھانے کا سبب بنتا ہے۔

جواب:

ہر معاشرے اور ہر دور کے اپنے تہذیبی، ثقافتی اور معاشرتی معیارات ہوتے ہیں، اس لیے کسی ایک زمانے یا معاشرے کے پیمانوں کو دوسرے زمانے اور معاشرے پر منطبق کرنا درست نہیں۔ عہدِ نبوی (علی صاحبہا الصلوٰۃ

---

[504] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج2 ص142 فصل فی ترویجہ بعد خدیجۃ

والسلام) کے عرب معاشرے میں کم عمری میں نکاح اور رخصتی کوئی معیوب، غیر معمولی یا غیر اخلاقی امر نہیں سمجھا جاتا تھا، بلکہ یہ ایک معروف اور معاشرتی طور پر قابلِ قبول عمل تھا۔

لہٰذا آج کے معاشرتی تصورات اور معیارات کو بنیاد بنا کر عہدِ نبوی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے واقعات اور فیصلوں پر اعتراض کرنا درست طرزِ استدلال نہیں۔ کسی تاریخی واقعہ کا منصفانہ جائزہ اسی وقت ممکن ہے جب اسے اس کے اپنے معاشرتی اور تاریخی پس منظر میں سمجھا جائے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے حوالے سے پیدا کیے جانے والے شبہات بھی اسی اصول کو نظر انداز کرنے کا نتیجہ ہیں۔ اگر یہ اصول ملحوظ ہوں تو یہ نکاح بالکل قابلِ اشکال نہیں رہتا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ
وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

اعتراض نمبر 4

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا امہات المؤمنین کی روزہ کی حالت میں مباشرت نقل کرتی تھیں

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ. [505]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں (اپنی ازواج کو) بوسہ دیتے تھے اور مباشرت بھی فرماتے تھے۔

---

[505] صحیح البخاری: رقم الحدیث 1927

امام ابوعبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ (ت 303ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: إِنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: احْتَرَقْتُ. ثُمَّ قَالَ: وَطِئْتُ امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ نَهَارًا. قَالَ: تَصَدَّقْ، تَصَدَّقْ. [506]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: "میں ہلاک ہو گیا ہوں۔" پھر اس نے کہا: "میں نے رمضان کے دن میں اپنی بیوی سے صحبت کر لی ہے۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "صدقہ دو، صدقہ دو۔" (یعنی تمہارا روزہ ٹوٹ چکا ہے، اس لیے تم کفارہ ادا کرو۔)

اعتراض:

مذکورہ دونوں احادیث کا تقابل کر کے اعتراض کیا جاتا ہے کہ روزہ کی حالت میں بیوی سے ہمبستری کرنا جائز نہیں، اس سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور کفارہ بھی لازم آتا ہے جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا؛ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مباشرت یعنی ہمبستری کو نقل کرتی ہے جو کہ روزہ کے منافی عمل ہے۔

جواب نمبر 1: لفظِ "مباشرت" کا درست لغوی اور فقہی مفہوم

عربی لغت اور علمِ فقہ کی اصطلاح میں لفظ "مباشرت" کے دو مختلف معانی ہیں:

1: اس کا عام معنی ہے: "بَشَرہ" (یعنی کھال یا جلد) کا کھال سے مس ہونا (چھونا، گلے ملنا)۔

2: اس کا خاص معنی ہے: "جماع" (ہمبستری کرنا)۔

حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

وَأَصْلُ الْمُبَاشَرَةِ الْتِقَاءُ الْبَشَرَتَيْنِ، وَيُسْتَعْمَلُ فِي الْجِمَاعِ سَوَاءٌ أَوْلَجَ أَوْ لَمْ يُولِجْ، وَلَيْسَ الْجِمَاعُ مُرَادًا بِهٰذِهِ التَّرْجَمَةِ. [507]

ترجمہ: "مباشرت" کا لغوی معنی ہے: ایک جلد کا دوسری جلد سے ملنا۔ یہ لفظ جماع کے معنی میں بھی استعمال ہوتا

---

[506] السنن الکبریٰ للنسائی: ج2 ص210 رقم الحدیث 3098

[507] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج4 ص191 باب المباشرة للصائم

ہے، خواہ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو، لیکن اس ترجمۃ الباب میں "جماع" مراد نہیں ہے۔

حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ عینی حنفی رحمہ اللہ (ت 855ھ) لکھتے ہیں:

الْمُبَاشَرَةُ: مُفَاعَلَةٌ وَهِيَ الْمُلَامَسَةُ، وَأَصْلُهَا مِنْ لَمْسِ بَشَرَةِ الرَّجُلِ بَشَرَةَ الْمَرْأَةِ، وَقَدْ تَرِدُ بِمَعْنَى الْوَطْءِ فِي الْفَرْجِ وَخَارِجًا مِنْهُ، وَلَيْسَ الْمُرَادُ بِهَذِهِ التَّرْجَمَةِ الْجِمَاعَ. [508]

ترجمہ: "مباشرت" بابِ مفاعلہ سے ہے۔ اس کے معنی باہم جسمانی لمس اور چھونے کے ہیں۔ اس کا لغوی معنی ہے: مرد کی جلد کا عورت کی جلد سے ملنا۔ یہ لفظ کبھی شرم گاہ میں جماع اور اس کے علاوہ دیگر جسمانی تعلقات کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے، لیکن اس ترجمۃ الباب میں "جماع" مراد نہیں ہے۔

اس حدیثِ مبارک کے سیاق و سباق اور شارحینِ صحیح البخاری کی صراحت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہاں پہلا یعنی عام معنی (چھونا اور گلے ملنا) مراد ہے، کیونکہ روایت کے شروع میں ہی "يُقَبِّلُ" (بوسہ لینے) کے الفاظ موجود ہیں جو خالصتاً قربت اور بوسہ کے معانی کو ظاہر کرتے ہیں، نہ کہ جماع کے معنی کو۔

جواب نمبر 2: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بے مثال ضبطِ نفس

در حقیقت اس اعتراض کا جواب خود سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے کلام میں موجود ہے۔ مکمل حدیث پڑھنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ چنانچہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ وَكَانَ أَمْلَكَكُمْ لِإِرْبِهِ. [509]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں (اپنی ازواج کو) بوسہ دیتے تھے اور مباشرت بھی فرماتے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواہشِ نفس پر تم سب سے زیادہ قابو رکھنے والے تھے۔

اس جملے کی حکمت یہ ہے کہ عام آدمی کے لیے روزہ کی حالت میں اپنی بیوی کا بوسہ لینا یا اس سے گلے ملنا

[508] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری: ج 8 ص 84 باب المباشرة للصائم

[509] صحیح البخاری: رقم الحدیث 1927

اس لیے مکروہ ہو سکتا ہے کہ کہیں اس کی شہوت نہ بھڑک اٹھے اور وہ روزے کے احکامات کی خلاف ورزی کر بیٹھے۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو کمال درجہ کا ضبطِ نفس عطا فرمایا تھا، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے محض بوسہ لینا یا قریب ہونا قابلِ اعتراض نہیں۔

حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (ت852ھ) فرماتے ہیں:

أَنَّ الْإِبَاحَةَ لِمَنْ يَكُوْنُ مَالِكًا لِنَفْسِه دُوْنَ مَنْ لَا يَأْمَنُ مِنَ الْوُقُوعِ فِيمَا يَحْرُمُ۔ [510]

ترجمہ: یہ (بوسہ دینا اور قربت اختیار کرنا) اس شخص کے لیے جائز ہونے کی دلیل ہے جو اپنے نفس پر قابو رکھتا ہو، نہ کہ اس شخص کے لیے جو کسی ممنوع کام میں مبتلا ہو جانے سے محفوظ نہ ہو۔

[510] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج4ص192باب المباشرة للصائم

اعتراض نمبر 5

امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن بال کٹوا کر چھوٹے کر لیتی تھیں

امام ابوالحسن مسلم بن حجاج القشیری النیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

" عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ... كَانَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذْنَ مِنْ رُءُوْسِهِنَّ حَتّٰى تَكُوْنَ كَالْوَفْرَةِ". [511]

ترجمہ: حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات اپنے بال (اس قدر) کم کر لیتی تھیں کہ وہ "وَفْرَہ" (کانوں کی لَو تک) ہو جاتے تھے۔

اعتراض:

اس حدیث کے پیشِ نظر؛ یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ امہات المؤمنین اپنے بال اس طرح چھوٹے کرواتی تھیں جس طرح مرد حضرات اپنے کانوں کی لَو تک کرواتے ہیں حالانکہ عورتوں کو مردوں کی مشابہت اختیار کرنے سے روکا گیا ہے۔

جواب: حدیث کی مراد بالوں کو ایک جگہ اکٹھا کرنا ہے، نہ کہ کٹوانا

محققین کے نزدیک اس حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے اپنے بال کٹوا کر چھوٹے کر لیے تھے بلکہ وہ اپنے لمبے بالوں کو سمیٹ کر سر کے پیچھے باندھ لیتی تھیں، جس کی وجہ سے وہ ظاہری طور پر کانوں تک کے بالوں کی مانند معلوم ہوتے تھے۔ ایسا کرنا غسل اور صفائی میں سہولت کے لیے تھا کیونکہ کھلے لمبے بالوں کے ساتھ جسم کے تمام حصوں تک پانی پہنچانا دشوار ہو سکتا ہے۔

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ (ت 1369ھ) اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

وَعِنْدِي الْمُرَادُ بِالْحَدِيْثِ أَنَّ نِسَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ يَقْصُصْنَ شُعُوْرَهُنَّ الْمُسْتَرْسِلَةَ، وَيَعْقِدْنَهَا عَلَى الْقَفَا، أَوْ عَلَى الرَّأْسِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَتَّخِذْنَهَا قُرُوْنًا وَضَفَائِرَ، حَتّٰى

---

[511] صحیح مسلم: رقم الحدیث 320

تَكُوْنَ كَالْوَفْرَةِ فِي عَدَمِ مُجَاوَزَتِهَا مِنَ الْأُذُنَيْنِ، كَمَا يَفْعَلُهُ كَثِيْرٌ مِنَ الْعَجَائِزِ وَالْأَيَامٰى فِي عَصْرِنَا، بَلْ عَامَّةُ النِّسَاءِ فِي حَالَةِ الِاغْتِسَالِ بَعْدَ غَسْلِ الرَّأْسِ، فَإِنَّ الشُّعُوْرَ الطَّوِيْلَةَ لَو اسْتَرْسَلَتْ عَلٰى حَالِهَا فَإِيْصَالُ الْمَاءِ إِلَى الْبَدَنِ الْمَسْتُوْرِ تَحْتَ الشُّعُوْرِ الْمُسْتَرْسِلَةِ لَا يَخْلُوْ عَنْ كُلْفَةٍ وَمَشَقَّةٍ. [512]

ترجمہ: میرے نزدیک اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن) اپنے لمبے اور کھلے ہوئے بالوں کو سمیٹ کر گُدی یا سر پر باندھ لیتی تھیں لیکن انہیں مینڈھیوں یا چوٹیوں کی شکل نہیں دیتی تھیں، یہاں تک کہ وہ لمبائی میں ایسی معلوم ہوتیں جیسے کانوں سے نیچے نہ جانے والے بال ہوں۔ ہمارے زمانے میں بہت سی بوڑھی اور بیوہ عورتیں بلکہ عام عورتیں بھی غسل کے وقت سر دھونے کے بعد ایسا ہی کرتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر لمبے بال اپنی حالت پر کھلے رہیں تو ان کے نیچے جسم کے ڈھکے ہوئے حصوں تک پانی پہنچانا مشقت اور دشواری سے خالی نہیں ہوتا۔

اس کیفیت سے مردوں کی مشابہت نہیں ہوتی بلکہ زینت سے اجتناب، سہولت اور ضرورت کے پیشِ نظر اختیار کی گئی تھی، لہٰذا اسے مردانہ وضع یا ممنوع تشبہ پر محمول کرنا درست نہیں۔

[512] فتح الملہم شرح صحیح مسلم للعثمانی: ج3ص156باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة

اعتراض نمبر 6

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا جنگِ جمل کے لیے سفر قرآنی حکم کی مخالفت ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ) [513]

ترجمہ: اپنے گھروں میں وقار کے ساتھ ٹھہری رہو۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی مالکی رحمہ اللہ (ت 671ھ) فرماتے ہیں:

مَعْنٰی هٰذِهِ الْاٰیَةِ الْأَمْرُ بِلُزُوْمِ الْبَیْتِ، وَإِنْ كَانَ الْخِطَابُ لِنِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ دَخَلَ غَيْرُهُنَّ فِيْهِ بِالْمَعْنٰى. [514]

ترجمہ: اس آیت کا مطلب گھروں میں ٹھہرے رہنے کا حکم ہے۔ اگرچہ خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن) سے ہے لیکن معنی کے اعتبار سے دوسری عورتیں بھی اس حکم میں داخل ہیں۔

اعتراض:

اس آیت اور اس کی تفسیر کے پیشِ نظر؛ یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس آیت میں امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کو گھروں میں ٹھہرے رہنے کا حکم دیا گیا ہے لیکن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جنگِ جمل کے سلسلہ میں پہلے مکہ مکرمہ گئیں، پھر مکہ مکرمہ سے بصرہ گئیں۔ لہٰذا جنگِ جمل کے لیے آپ کا یہ سفر درست نہیں تھا۔

جواب نمبر 1: قرآنی آیت کا درست مفہوم اور ممانعت کی اصل علت

سورۂ احزاب کی آیت (وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ) سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن گھروں میں اس طرح مقید ہو جائیں کہ کسی ضرورت یا مصلحت کے تحت بھی باہر نہ نکل سکیں۔ اگر اس آیت کا یہی مفہوم ہوتا تو آیتِ حجاب کے نزول کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو حج و

---

[513] سورۃ الاحزاب: 33

[514] الجامع لاحکام القرآن: ج2 ص2477 سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ 33

عمرہ کے لیے سفر کرنے کی اجازت نہ دیتے، انہیں بعض غزوات میں اپنے ساتھ نہ لے جاتے اور نہ ہی والدین سے ملاقات، عیادتِ مریض یا دیگر ضروری امور کے لیے گھر سے نکلنے کی اجازت مرحمت فرماتے۔

درحقیقت اس آیت کا مقصد ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اور دیگر عورتوں کو مطلقاً گھر سے نکلنے سے روکنا نہیں بلکہ انہیں وقار، حیا اور پردے کے تقاضوں کے ساتھ زندگی گزارنے کی تلقین کرنا ہے۔

چنانچہ آیت کا مکمل سیاق یہ ہے:

(وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی) [515]

ترجمہ: اپنے گھروں میں وقار کے ساتھ ٹھہری رہو اور پہلی جاہلیت کی طرح اپنے بناؤ سنگھار کا اظہار مت کرو۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ ممانعت گھر سے نکلنے کی نہیں بلکہ دورِ جاہلیت کی عورتوں کی طرح بے پردگی، نمائشِ زینت اور بلا ضرورت نکلنے کی ہے۔ لہٰذا شرعی حدود، پردے اور وقار کے ساتھ ضرورت کے تحت گھر سے نکلنا اس آیت کے منافی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مفسرین نے اس آیت سے ضرورت کے تحت باہر نکلنے کو مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) لکھتے ہیں:

أَيِ: الْزَمْنَ بُيُوتَكُنَّ فَلَا تَخْرُجْنَ لِغَيْرِ حَاجَةٍ. [516]

ترجمہ: یعنی اپنے گھروں کو لازم پکڑ لو اور بغیر کسی ضرورت کے باہر مت نکلو۔

جواب نمبر2: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا سفر، دینی مصلحت پر مبنی تھا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ سفر کسی دنیاوی غرض یا جاہلانہ نمائش کے لیے نہیں تھا بلکہ یہ خالصتاً ایک دینی اور شرعی ضرورت کے تحت تھا۔

چونکہ مسلمانوں کے دو گروہوں میں شدید نوعیت کا اختلاف پڑ گیا تھا، اس لیے آپ کا مقصد صرف "اصلاح بین الناس" (مسلمانوں کے درمیان صلح کروانا) اور خلیفہ راشد سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کے

---

[515] سورۃ الاحزاب:33

[516] تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر: ج3 ص683 سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ 33

قصاص پر امت کو متفق کرنا تھا۔

علامہ تقی الدین احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیہ حرانی حنبلی رحمہ اللہ (ت 728ھ) لکھتے ہیں:

وَإِنَّمَا خَرَجَتْ لِقَصْدِ الْإِصْلَاحِ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ. [517]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صرف اور صرف مسلمانوں کے درمیان اصلاح کی غرض سے نکلی تھیں۔

امام المحدثین شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ (ت 1239ھ) فرماتے ہیں:

"ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ سفر بھی اس نوعیت کا تھا کہ مسلمانوں میں باہم رخنہ پڑ گیا ہے اس کی اصلاح ہو... آپ کا یہ سفر حج وعمرہ کے سفر کی مانند تھا"۔[518]

لہٰذا، جس طرح ایک عورت شرعی پردے اور شرائط کے ساتھ حج اور عمرہ کے مقدس سفر پر جا سکتی ہے، اسی طرح اصلاحِ امت کی غرض سے کیا گیا یہ سفر بھی عین شریعت کے مطابق تھا۔

جواب نمبر 3: دیگر ازواجِ مطہرات کا عمل اور فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سفر کو آیتِ کریمہ (وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ) کے خلاف قرار دینا اس لیے بھی درست نہیں کہ اگر اس آیت کا مفہوم یہ ہوتا کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو ہر حال میں گھروں تک محدود رہنا ہے اور کسی شرعی ضرورت کے لیے بھی سفر کی اجازت نہیں، تو پھر یہ حکم تمام امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے لیے یکساں ہوتا، نہ کہ صرف سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے۔

حقیقت یہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن بھی شرعی ضرورتوں اور دینی مصالح کے لیے سفر کرتی تھیں۔ سیدہ ام سلمہ اور سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہما حج وعمرہ کے لیے تشریف لے جاتی تھیں۔ خود سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اس سفر میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مکہ مکرمہ تک شریکِ سفر رہیں اور آگے بھی جانے کا ارادہ رکھتی تھیں، مگر ان کے صاحبزادے حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی

---

[517] منہاج السنۃ النبویۃ لابن تیمیہ: ج2 ص264

[518] تحفہ اثنا عشریۃ: ص630

اللہ عنہ نے کسی مصلحت کے پیشِ نظر انہیں روک لیا۔

مزید یہ کہ قرآنِ کریم نے عورتوں کے گھر سے نکلنے سے نہیں روکا بلکہ اس شرط کے ساتھ نکلنے کی اجازت دی ہے کہ نکلتے وقت پردہ اور حیا کی پابندی کی جائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

(يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ)[519]

ترجمہ: اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادیجیے کہ وہ (جب باہر نکلیں تو) اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں۔

لہٰذا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ سفر آیت (وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ) کے منافی نہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ وَأَزْوَاجِهٖ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَأَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اعتراض نمبر 7

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم دیا

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید الطبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

[519] سورۃ الاحزاب:59

إِنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا لَمَّا انْتَهَتْ إِلَى سَرِف رَاجِعَةً فِيْ طَرِيْقِهَا إِلَى مَكَّةَ لَقِيَهَا عَبْدُ بْنُ أُمِّ كِلَابٍ- وَهُوَ عَبْدُ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ يُنْسَبُ إِلَى أُمِّهِ، فَقَالَتْ لَهُ: مَهْيَمْ؟ قَالَ: قَتَلُوْا عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَمَكَثُوْا ثَمَانِيًا قَالَتْ: ثُمَّ صَنَعُوْا مَاذَا؟ قَالَ: أَخَذَهَا أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ بِالِاجْتِمَاعِ فَجَازَتْ بِهِمُ الْأُمُورُ إِلَى خَيْرِ مُجَازِنٍ اجْتَمَعُوْا عَلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَتْ: وَاللهِ لَيْتَ أَنَّ هٰذِهِ انْطَبَقَتْ عَلَى هٰذِهِ إِنْ تَمَّ الْأَمْرُ لِصَاحِبِكَ! رُدُّوْنِي رُدُّوْنِي، فَانْصَرَفَتْ إِلَى مَكَّةَ وَهِيَ تَقُوْلُ:قُتِلَ وَاللهِ عُثْمَانُ مَظْلُوْمًا وَاللهِ لَأَطْلُبَنَّ بِدَمِهِ فَقَالَ لَهَا ابْنُ أُمِّ كِلَابٍ: وَلِمَ؟ فَوَ اللهِ إِنَّ أَوَّلَ مَنْ أَمَالَ حَرْفَهُ لَأَنْتِ! وَلَقَدْ كُنْتِ تَقُولِيْنَ: اقْتُلُوْا نَعْثَلًا فَقَدْ كَفَرَ، قَالَتْ: إِنَّهُمُ اسْتَتَابُوْهُ ثُمَّ قَتَلُوْهُ، وَقَدْ قُلْتُ وَقَالُوْا وَقَوْلِيَ الْأَخِيْرُ خَيْرٌ مِنْ قَوْلِيَ الْأَوَّلِ. [520]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب مکہ مکرمہ سے واپس لوٹتے ہوئے راستے میں مقام "سَرف" پر پہنچیں تو انہیں عبد بن ام کلاب ملے۔ عبد کے والد کا نام ابو سلمہ تھا لیکن وہ اپنی ماں کی طرف منسوب (ہو کر عبد بن ام کلاب کہلاتے) تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے (انہیں دیکھا تو) فرمایا: کیا ہوا؟ (کہ اس وقت یہاں ہو) عبد بن ام کلاب نے کہا کہ لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا ہے اور آٹھ روز تک اسی طرح (بغیر خلیفہ کے) رہے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: اس کے بعد لوگوں نے کیا کیا؟ عبد بن ام کلاب نے کہا: اہلِ مدینہ (باہمی مشورہ کے لئے) جمع ہوئے اور ان کا مشورہ ایک کارِ خیر کو پہنچا کہ انہوں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے پر اتفاق کر لیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (یہ سن کر) فرمانے لگیں: اگر تیرے ساتھی کو ہی خلافت ملنی ہوتی تو اے کاش! یہ آسمان وزمین ایک دوسرے سے مل جاتے (یعنی تباہ ہو جاتے)۔ مجھے (مکہ مکرمہ میں) واپس لے جاؤ! مجھے واپس لے جاؤ۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہا (مقام سَرف سے) مکہ مکرمہ واپس لوٹ آئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا (راستے میں) یہ فرمارہی تھیں کہ قسم بخدا! عثمان مظلوم حالت میں قتل کیے گئے ہیں، اللہ کی قسم! میں ان کے خون کا مطالبہ کروں گی۔ عبد بن ام کلاب نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ایسا کیوں کہہ رہی ہیں؟ اللہ کی قسم! آپ ہی نے سب سے پہلے (حضرت علی رضی اللہ عنہ سے) انحراف کیا ہے۔ آپ ہی تو یہ کہا کرتی تھیں کہ اس نعثل کو قتل کر دو، یہ کافر ہو چکا ہے۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں: ان لوگوں نے عثمان سے پہلے توبہ کروائی، پھر انہیں قتل کر دیا۔ میں نے جو کہا تھا وہ اوروں نے بھی کہا تھا۔ اب میرا یہ (آخری) قول پہلے

[520] تاریخ الطبری: ج4 ص458، 459

قول سے بہتر ہے۔ (یعنی میں نے پہلے قتل کا حکم دیا تھا لیکن اب میں ان کے خون کا مطالبہ کروں گی۔ العیاذ باللہ)

فائدہ: "نعثل" ایک یہودی کا نام ہے جس کی لمبی ڈاڑھی تھی۔ یہ شخص مدینہ منورہ میں رہتا تھا۔ اس روایت میں اسی یہودی سے تشبیہ دینا مذکور ہے۔

اعتراض:

اس روایت کے پیشِ نظر اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم دیا تھا۔

جواب نمبر 1: روایت کے راوی متروک وکذاب ہیں

اس روایت کے راویوں میں مجہول، متروک، کذاب، غالی رافضی راوی ہیں۔ تصریحات ملاحظہ ہوں:

[1]: الحسین بن نصر بن مزاحم العطار المنقری

یہ شخص مجہول الحال ہے۔ کتبِ جرح وتعدیل میں اس کی تعدیل اور اس پر کوئی تبصرہ ہمیں نہیں مل سکا۔

[2]: نصر بن مزاحم العطار المنقری

- امام صالح بن محمد کہتے ہیں:

نَصْرُ بْنُ مُزَاحِمٍ رَوٰى عَنِ الضُّعَفَاءِ أَحَادِيْثَ مَنَاكِيْرَ.[521]

کہ نصر بن مزاحم ضعیف راویوں سے منکر روایات بیان کرتا ہے۔

- امام ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی فرماتے ہیں:

نَصْرُ بْنُ مُزَاحِمٍ الْعَطَّارُ كَانَ زَائِغًا عَنِ الْحَقِّ مَائِلًا، قُلْتُ: أَرَادَ بِذٰلِكَ غُلُوَّهُ فِي الرِّفْضِ. [522]

کہ نصر بن مزاحم العطار کج روی کا شکار تھا اور حق سے کوسوں دور تھا۔ میں (خطیب بغدادی) کہتا ہوں کہ امام جوزجانی

---

[521] تاریخ بغداد للخطیب: ج11 ص201 ترجمۃ نصر بن مزاحم

[522] تاریخ بغداد للخطیب: ج11 ص201 ترجمۃ نصر بن مزاحم

کا مطلب یہ ہے کہ یہ شخص غالی رافضی تھا۔

♦ امام ابو حاتم رازی فرماتے ہیں:

وَاهِي الْحَدِيْثِ، مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ، لَا يُكْتَبُ حَدِيْثُهٗ.[523]

کہ یہ شخص غلط احادیث بیان کرنے والا ہے۔ متروک الحدیث ہے۔ اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔

♦ امام ابو خیثمہ کہتے ہیں: كَانَ كَذَّابًا.[524]

کہ یہ شخص جھوٹا تھا۔

♦ امام یحیٰ بن معین فرماتے ہیں: لَيْسَ حَدِيْثُهٗ بِشَيْءٍ.[525]

کہ اس کی بیان کردہ احادیث ناقابلِ اعتبار ہیں۔

♦ امام دار قطنی فرماتے ہیں: ضَعِيْفٌ.[526]

کہ یہ ضعیف تھا۔

♦ علامہ شمس الدین الذھبی فرماتے ہیں: رَافِضِيٌّ جَلْدٌ ، تَرَكُوْهُ.[527]

کہ یہ پکا رافضی تھا، (اس لیے) محدثین نے اس کو ترک کر دیا ہے۔

[3]: اس روایت کے راوی اسد بن عبد اللہ نے جن راویوں سے روایت لی ہے ان کا نام ذکر نہیں کیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ رواۃ بھی مجہول ہیں۔

لہٰذا یہ روایت موضوع و باطل ہے، حجت نہیں ہے۔

---

[523] الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم الرازی: ج8 ص534 ترجمۃ نصر بن مزاحم

[524] الضعفاء والمتروکون لابن الجوزی: ج3 ص160 ترجمۃ نصر بن مزاحم

[525] الضعفاء والمتروکون لابن الجوزی: ج3 ص160 ترجمۃ نصر بن مزاحم

[526] الضعفاء والمتروکون لابن الجوزی: ج3 ص160 ترجمۃ نصر بن مزاحم

[527] میزان الاعتدال للذھبی: ج5 ص17 ترجمۃ نصر بن مزاحم

جواب نمبر2: محققین کے ہاں یہ روایت جھوٹی ہے

محققین حضرات نے بھی اس روایت کو جھوٹ اور بے بنیاد قرار دیا ہے۔

چنانچہ علامہ سید محمود آلوسی بغدادی حنفی رحمہ اللہ (ت1270ھ) لکھتے ہیں:

وَمَا زَعِمَتْهُ الشِّيْعَةُ مِنْ أَنَّهَا رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهَا كَانَتْ هِيَ الَّتِيْ تَحْرَضُ النَّاسَ عَلٰی قَتْلِ عُثْمَانَ وَتَقُوْلُ: اُقْتُلُوْا نَعْثَلًا فَقَدْ فَجَرَ تُشَبِّهُهُ بِيَهُوْدِيٍّ يُدْعٰی "نَعْثَلًا" ... كِذْبٌ لَا أَصْلَ لَهُ.[528]

ترجمہ: شیعہ لوگ جو یہ بات کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہی لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل پر ابھارا اور آپ- رضی اللہ عنہا- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ایک یہودی "نعثل" کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے کہا کرتی تھیں کہ اس نعثل کو قتل کر دو، یہ فاجر ہو چکا ہے۔... یہ سارا قصہ جھوٹ ہے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

جواب نمبر3: قتل کا حکم نہ دینے پر تین شاہد

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم قطعاً نہیں دیا تھا۔ اس پر کئی شواہد ہیں۔

[شاہد نمبر1]: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کرتی تھیں۔

چنانچہ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يَا عُثْمَانُ! إِنَّهُ لَعَلَّ اللهُ يُقَمِّصُكَ قَمِيْصًا فَإِنْ أَرَادُوْكَ عَلٰی خَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ. [529]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اے عثمان! امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایک قمیص پہنائیں گے (مراد؛ خلافت سے نوازیں گے)، لوگ اگر اسے اتروانا چاہیں تو آپ نے ان کی وجہ سے اتارنی نہیں ہے۔

---

[528] تفسیر روح المعانی: ج22 ص11 تحت تفسیر سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ33

[529] سنن الترمذی: رقم الحدیث 3705

امام ابو الفضل زین الدین عبد الرحیم بن الحسین العراقی رحمہ اللہ (ت 806ھ) روایت نقل فرماتے ہیں:

قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہَا: لَقَدْ قَتَلُوْہُ وَإِنَّہٗ لَمِنْ أَوْصَلِہِمْ لِلرَّحِمِ وَأَتْقَاھُمْ لِرَبِّہٖ.[530]

ترجمہ: ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے اور سب سے زیادہ اپنے رب سے ڈرنے والے تھے۔

[شاہد نمبر 2]: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی طرف منسوب جعلی خطوط کی نفی کرتی تھیں۔ چنانچہ جب آپ رضی اللہ عنہا کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہا کی شہادت کی اطلاع ملی تو آپ رضی اللہ عنہا نے اپنی طرف منسوب جھوٹے خطوط کی نفی فرمادی۔

امام ابو عبد اللہ محمد ابن سعد ابن منیع البصری رحمہ اللہ (ت 430ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ حِيْنَ قُتِلَ عُثْمَانُ: تَرَكْتُمُوْهُ كَالثَّوْبِ النَّقِيِّ مِنَ الدَّنَسِ، ثُمَّ قَرَّبْتُمُوْهُ تَذْبَحُوْنَهٗ كَمَا يُذْبَحُ الْكَبْشُ، هَلَّا كَانَ هٰذَا قَبْلَ هٰذَا، فَقَالَ لَهَا مَسْرُوْقٌ: هٰذَا عَمَلُكِ، أَنْتِ كَتَبْتِ إِلَى النَّاسِ تَأْمُرِيْنَهُمْ بِالْخُرُوْجِ إِلَيْهِ، قَالَ: فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لَا! وَالَّذِيْ اٰمَنَ بِهِ الْمُؤْمِنُوْنَ وَكَفَرَ بِهِ الْكَافِرُوْنَ مَا كَتَبْتُ إِلَيْهِمْ بِسَوْدَاءَ فِيْ بَيْضَاءَ حَتّٰى جَلَسْتُ مَجْلِسِيْ هٰذَا، قَالَ الْأَعْمَشُ: فَكَانُوْا يَرَوْنَ أَنَّهٗ كُتِبَ عَلٰى لِسَانِهَا. [531]

ترجمہ: حضرت مسروق رحمہ اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہا کو شہید کیا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے (اظہارِ افسوس کرتے ہوئے قاتلین کو) فرمایا: تم لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو میل کچیل سے پاک کپڑے کی طرح کر دیا، پھر جب تم ان کے قریب ہوئے تو انہیں مینڈھے کی طرح ذبح کر ڈالا۔ یہ اس سے پہلے کیوں نہ ہوا؟ اس کے بعد مسروق رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض کیا (لوگ کہتے ہیں) کہ یہ سب کچھ آپ کے کہنے پر ہوا ہے، آپ نے ہی لوگوں کو یہ لکھا اور حکم دیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کریں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں ارشاد

---

[530] طرح التثریب فی شرح التقریب: ج 1 ص 82 ترجمۃ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

[531] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 3 ص 60 ترجمۃ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

فرمایا: نہیں، اس ذات کی قسم! جس پر مومن ایمان لائے اور کفار نے اس ذات کا انکار کیا میں نے اپنی اس مجلس میں بیٹھنے تک ان لوگوں کو سفید کاغذ پر سیاہ نقطہ لگا کر بھی نہیں دیا۔ اس روایت کے راوی اعمش کہتے ہیں کہ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ تردید اس لیے کی کیونکہ) لوگوں کا گمان تھا کہ یہ سب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہنے پر لکھا گیا ہے۔

[شاہد نمبر 3]: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قاتلینِ عثمان پر لعنت بھیجتی تھیں۔

1: امام احمد بن حنبل بغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُمَرَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْيَشْكُرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أُمِّي تُحَدِّثُ أَنَّ أُمَّهَا انْطَلَقَتْ إِلَى الْبَيْتِ حَاجَّةً وَالْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ لَهُ بَابَانِ، قَالَتْ: فَلَمَّا قَضَيْتُ طَوَافِيْ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! إِنَّ بَعْضَ بَنِيْكِ بَعَثَ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ، وَإِنَّ النَّاسَ قَدْ أَكْثَرُوْا فِيْ عُثْمَانَ، فَمَا تَقُوْلِيْنَ فِيْهِ؟ قَالَتْ: لَعَنَ اللهُ مَنْ لَعَنَهُ لَا أَحْسِبُهَا إِلَّا قَالَتْ: ثَلَاثَ مِرَارٍ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسْنِدٌ فَخِذَهُ إِلٰى عُثْمَانَ، وَإِنِّيْ لَأَمْسَحُ الْعَرَقَ عَنْ جَبِيْنِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّ الْوَحْيَ يَنْزِلُ عَلَيْهِ، وَلَقَدْ زَوَّجَهُ ابْنَتَيْهِ إِحْدَاهُمَا عَلٰى إِثْرِ الْأُخْرٰى، وَإِنَّهُ لَيَقُوْلُ: "اكْتُبْ عُثْمَانُ"، قَالَتْ: مَا كَانَ اللهُ لِيُنْزِلَ عَبْدًا مِنْ نَبِيِّهِ□ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ إِلَّا عَبْدًا عَلَيْهِ كَرِيْمًا. [532]

ترجمہ: حضرت عمر بن ابراہیم یشکری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سے سنا، وہ بیان کرتی ہیں کہ ان کی والدہ بیان کرتی تھیں کہ وہ بیت اللہ میں کسی ضرورت سے گئیں اور اس وقت بیت اللہ کے دو دروازے تھے، کہتی ہیں کہ جب میں نے طواف مکمل کر لیا تو میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اور اس سے عرض کی: اے ام المؤمنین! آپ کا ایک بیٹا آپ کو سلام کہہ رہا ہے اور (یہ کہہ رہا ہے کہ) لوگ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے متعلق بہت زیادہ باتیں کر رہے ہیں، آپ ان کے بارے میں کیا کہتی ہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جو اُن پر لعنت کرے اللہ اس پر لعنت کرے۔ یہ جملہ آپ نے تین بار ارشاد فرمایا۔ پھر فرمانے لگیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ران حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ لگائے ہوئے تھے، اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک سے پسینہ صاف کر رہی تھی، اس وقت آپ صلی

[532] مسند احمد: ج18 ص169 رقم الحدیث 26125

اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یکے بعد دیگرے اپنی دو بیٹیوں کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کروایا۔ (جب وحی نازل ہوتی تو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہوتے: اے عثمان! لکھو۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے ہاں اسی شخص کو قدر و منزلت سے نوازتا ہے جو اللہ کی نگاہ میں معزز ہو۔

2: امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الْحُبَابِ أَبُوْ خَلِيْفَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ الْحَجَبِيُّ حَدَّثَنَا حَزْمٌ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ: سَمِعْتُ طَلِيْقَ بْنَ خَشَّافٍ يَقُوْلُ: وَفَدْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ لِنَنْظُرَ فِيْمَ قُتِلَ عُثْمَانُ، فَلَمَّا قَدِمْنَا مَرَّ مِنَّا بَعْضٌ إِلٰى عَلِيٍّ وَبَعْضٌ إِلَى الْحُسَيْنِ بنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَبَعْضٌ إِلٰى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُنَّ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى أَتَيْتُ عَائِشَةَ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهَا فَرَدَّتِ السَّلَامَ فَقَالَتْ: وَمَنِ الرَّجُلُ؟ قُلْتُ: مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ، فَقَالَتْ:مِنْ أَيِّ أَهْلِ الْبَصْرَةِ؟ قُلْتُ: مِنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ قَالَتْ: مِنْ أَيِّ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ؟ قُلْتُ:مِنْ بَنِيْ قَيْسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ، قَالَتْ: أَمِنْ أَهْلِ فُلَانٍ؟ فَقُلْتُ لَهَا : يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! فِيْمَ قُتِلَ عُثْمَانُ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ؟ قَالَتْ:قُتِلَ وَاللّٰهِ مَظْلُوْمًا، لَعَنَ اللّٰهُ قَتَلَتَهُ.[533]

ترجمہ: ابو الاسود کہتے ہیں کہ میں نے طلق بن خشاف سے سنا، انہوں نے بتایا کہ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد) ہم مدینہ طیبہ میں آئے تاکہ معلوم کریں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کیوں شہید کیا گیا۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو ہم میں سے بعض لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں، بعض حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی خدمت میں اور بعض امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ امہات المؤمنین سے ہوتے ہوئے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے سلام کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا: اہل بصرہ سے، انہوں نے کہا: اہل بصرہ میں سے کس قبیلہ سے ہو؟ میں نے کہا: بکر بن وائل سے۔ انہوں نے کہا: بکر بن وائل کے کس گھرانے سے ہو؟ میں نے کہا: بنی قیس بن ثعلبہ سے۔ فرمانے لگیں: اچھا تم فلاں سے ہو۔ پھر میں نے سوال کیا: اے ام المومنین! عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کس بناء پر شہید کیے گئے؟ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ کی قسم! عثمان رضی اللہ عنہ مظلوماً قتل کیے گئے، ان کے قاتلین پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

---

[533] المعجم الکبیر للطبرانی: ج1 ص51 رقم الحدیث 131

اعتراض نمبر 8

عائشہ رضی اللہ عنہا کا جنگِ جمل پر نادم ہونا عداوتِ علی رضی اللہ عنہ کی دلیل ہے

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا؛ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے قتال کرنے پر ندامت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کرتی تھیں:

"قَاتَلْتُ عَلِيًّا وَلَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا"

ترجمہ: میں نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے قتال (جنگ) کیا، کاش! میں (اس سے پہلے ہی) بھولی بسری چیز ہو چکی ہوتی۔

اعتراض:

مذکورہ روایت کے پیشِ نظر اعتراض کیا جاتا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے قتال پر نادم تھیں۔ انسان کو ندامت اس فعل پر ہوتی ہے جو کسی کی عداوت میں کیا جائے اور بعد میں اپنی غلطی واضح ہو جائے۔ کیونکہ جو کام رضائے الٰہی کے پیشِ نظر کیا جائے اس میں ندامت بھی نہیں ہوتی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس جنگ کی بنیاد محض عداوتِ علی (رضی اللہ عنہ) تھی۔

جواب نمبر 1: یہ روایت غیر ثابت ہے

اعتراض میں جن الفاظ کا سہارا لے کر اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر اعتراض کرنے کی کوشش کی گئی ہے ان مخصوص الفاظ کے ساتھ کوئی روایت بھی صحیح اور مستند طریقہ سے منقول نہیں ہے۔ لہٰذا ایک غیر ثابت شدہ روایت کی بنیاد پر ام المؤمنین جیسی جلیل القدر ہستی پر طعن کرنا جائز نہیں۔

جواب نمبر 2: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اظہارِ افسوس کی اصل وجہ

صحیح روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ یومِ جمل کی جب بھی یاد آتی تھی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بے اختیار رویا کرتی تھیں اور ان کی چادر مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی۔

امام ابوحیان محمد بن یوسف بن علی غرناطی اندلسی رحمہ اللہ (ت 745ھ) لکھتے ہیں:

بَکَتْ حَتّٰی تَبُلَّ خِمَارَهَا، تَتَذَكَّرُ خُرُوْجَهَا أَيَّامَ الْجَمَلِ تَطْلُبُ بِدَمِ عُثْمَانَ. [534]

ترجمہ: آپ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) جب جنگِ جمل کے ایام میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ کرنے کے لیے اپنے خروج کو یاد کرتیں تو اتنا روتیں کہ آپ کی اوڑھنی آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔

آپ رضی اللہ عنہا کا رونا اس وجہ سے نہ تھا کہ آپ یہ سمجھتی ہوں کہ آپ کو حضرت علی سے عداوت ہے جس کی حقیقت جنگ کے بعد آشکارا ہوئی ہے بلکہ یہ رونا اور اظہارِ افسوس اس بنا پر تھا کہ کاش آپ پہلے حالات کا بھرپور جائزہ لے لیتیں اور حالات پر مزید غور و فکر کر لیتیں تو یہ سانحہ وقوع پذیر نہ ہوتا۔ یہ آپ رضی اللہ عنہا کی امت سے ہمدردی اور تقویٰ کی دلیل ہے۔

واقعہ جمل پر صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے افسوس کا اظہار نہیں کیا بلکہ امیر المؤمنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی اس واقعہ پر افسوس انگیز گفتگو منقول ہے۔

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب شامی طبرانی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَّادٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَوْمَ الْجَمَلِ يَقُوْلُ لِابْنِهِحَسَنٍ: يَا حَسَنُ! وَدِدْتُ أَنِّيْ كُنْتُ مِتُّ مُنْذُ عِشْرِيْنَ سَنَةً. [535]

ترجمہ: حضرت قیس بن عباد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معرکہ جمل کے دن اپنے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ فرماتے ہوئے سنا: اے حسن! کاش میں اس سے 20 سال پہلے ہی وفات پا گیا ہوتا (تاکہ یہ جمل کا دن نہ دیکھنا پڑتا)

نیز جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر کو شکست ہوئی اور فریقین کے لوگ بہت زیادہ شہید ہوئے، تو جب حضرت علی رضی اللہ عنہ مقتولین کی لاشوں کے ملاحظہ کے لیے تشریف لے گئے تو بھی اظہارِ افسوس کیا۔

علامہ سید محمود آلوسی بغدادی حنفی رحمہ اللہ (ت 1270ھ) لکھتے ہیں:

"فَقَدْ صَحَّ أَنَّهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا وَقَعَ الِانْهِزَامُ عَلٰى مَنْ مَعَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ وَقُتِلَ مَنْ قُتِلَ مِنَ الْجَمْعَيْنِ طَافَ فِي مَقْتَلِ الْقَتْلٰى كَانَ يَضْرِبُ فَخْذَيْهِ وَيَقُوْلُ: "يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هٰذَا

---

[534] تفسیر البحر المحیط: ج7 ص223 تحت سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ 33

[535] المعجم الکبیر للطبرانی: ج1 ص72 رقم الحدیث 203

وَكُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا". [536]

ترجمہ: بلاشبہ یہ بات صحیح طور پر ثابت ہے کہ جب ام المؤمنین کے ساتھیوں کو شکست ہوئی اور دونوں جماعتوں کے جو لوگ شہید ہونے تھے وہ ہوگئے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ مقتولین کے درمیان پھرتے تھے، اپنی دونوں رانوں پر ہاتھ مارتے تھے اور فرماتے تھے: اے کاش! میں اس سے پہلے مر چکا ہوتا اور بھولی بسری بات ہوگیا ہوتا۔

امام المحدثین شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ (ت1239ھ) فرماتے ہیں:

"ایسے ہی الفاظ جناب علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں کہ جب ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے لشکر کو ہزیمت ہوگئی اور دونوں طرف کے کافی لوگ شہید ہوگئے تو آپ جب مقتولین کی لاشوں کے ملاحظہ کے لیے گئے تو اپنے زانو پیٹ پیٹ کر یہ فرما رہے تھے: "يَا لَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا"، اے کاش! میں اس سے پہلے مر کر بھولی بسری بات کیوں نہ ہوگیا۔[537]

خلاصہ یہ کہ:

1: ان الفاظ "قَاتَلْتُ عَلِيًّا وَلَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا" سے کوئی روایت ثابت نہیں۔

2: اظہارِ افسوس کے الفاظ جس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہیں اسی طرح کے الفاظ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔ دونوں کا مقصد یہ تھا کہ اس واقعہ سے پہلے مزید غور و فکر کر لیا جاتا اور حالات کا مزید گہرائی سے جائزہ لے لیا جاتا تو یہ سانحہ رونما نہ ہوتا۔ لہٰذا کلام کے اس درست معنیٰ و مفہوم کو چھوڑ کر فریقین کی نیت پر شک کرنا کسی صورت درست نہیں۔

اعتراض نمبر 9

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لیٹنا نماز کے ٹوٹنے کا سبب تھا

1: امام ابو الحسن مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

[536] روح المعانی للآلوسی: ج12 ص11 سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ 33

[537] تحفہ اثنا عشریہ: ص638

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ وَالْكَلْبُ ، وَيَقِي ذٰلِكَ مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ۔ [538]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت، گدھا اور کتا نماز کو قطع کر دیتے ہیں۔ اس سے اتنی چیز بچاؤ کا سبب بن جاتی ہے جو کجاوے کے پچھلے حصہ (سترہ) کے برابر ہو۔

2: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَايَ فِي قِبْلَتِه، فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ فَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا، قَالَتْ: وَالْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ۔ [539]

ترجمہ: زوجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سوئی ہوتی تھی اور میرے پاؤں آپ کے قبلہ کی سمت میں ہوتے تھے۔ جب آپ سجدہ کرتے تو مجھے ہلکا سا اشارہ (دبا) دیتے، میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی، جب آپ کھڑے ہو جاتے تو میں انہیں پھر پھیلا دیتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ان دنوں گھروں میں چراغ نہیں ہوا کرتے تھے۔

اعتراض:

مذکورہ روایات کا تقابل کر کے اعتراض کیا جاتا ہے کہ عورت کے سامنے آنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے جبکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا دورانِ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لیٹی رہتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے اس عمل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں خلل واقع ہوتا تھا۔

جواب:

اس اعتراض کے جواب میں چند امور ملاحظہ فرمائیں:

امرِ اول:

اس حدیث میں " يَقْطَعُ الصَّلَاةَ " سے مراد نماز کا باطل ہونا یا مکمل طور پر ٹوٹ جانا ہرگز نہیں ہے بلکہ

---

[538] صحیح مسلم: رقم الحدیث 511

[539] صحیح البخاری: رقم الحدیث 382

اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ ان چیزوں کے سامنے سے گزرنے کے باعث نمازی کے خشوع وخضوع اور یکسوئی میں خلل واقع ہو جاتا ہے، جس سے نماز کا کمال کم ہو جاتا ہے، نہ یہ کہ نماز سرے سے ٹوٹ جاتی ہے۔

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ (ت 1369ھ) لکھتے ہیں:

يَكُوْنَ مَعْنَى الْقَطْعِ: قَطْعَ الْإِقْبَالِ عَلَيْهَا وَالشُّغْلِ بِهَا، فَالشَّيْطَانُ يُوَسْوِسُ، وَالْمَرْأَةُ تَفْتِنُ، وَالْكَلْبُ وَالْحِمَارُ لِقُبْحِ أَصْوَاتِهِمَا. [540]

ترجمہ: اس حدیث میں "قطع الصلاۃ" سے مراد نماز سے دل کی توجہ منقطع ہونا اور ان چیزوں میں مشغول ہو جانا ہے۔ چنانچہ شیطان وسوسے ڈالتا ہے، عورت انسان کے لیے باعثِ فتنہ بن سکتی ہے اور کتا اور گدھا اپنی آوازوں کے ناگوار ہونے کی وجہ سے توجہ میں خلل ڈالتے ہیں۔

امرِ دوم:

اگر نمازی کے سامنے کوئی شخص لیٹا ہوا ہو تو وہ سترہ کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا لیٹنا بطورِ سترہ کے تھا جو کسی بھی طور پر نماز میں خلل کا باعث نہیں تھا۔ لہٰذا آپ رضی اللہ عنہا کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے دوران سامنے لیٹے رہنا؛ نماز کے خشوع کے منافی نہ تھا۔

امام ابو الحسن مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ ، كَاعْتِرَاضِ الْجَنَازَةِ. [541]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت نماز پڑھا کرتے تھے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور قبلہ کے درمیان اس طرح لیٹی ہوتی تھی جیسے جنازہ رکھا ہوتا ہے۔

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ (ت 1369ھ) اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

وَفِيْهِ أَنَّ الصَّلَاةَ إِلَى النَّائِمِ لَا تُكْرَهُ. [542]

---

[540] فتح الملہم شرح صحیح مسلم للعثمانی: ج3 ص692 باب سترۃ المصلی

[541] صحیح مسلم: رقم الحدیث 512

[542] فتح الملہم شرح صحیح مسلم للعثمانی: ج3 ص692 باب سترۃ المصلی

ترجمہ: اس (حدیث) سے معلوم ہوتا ہے کہ سوئے ہوئے شخص کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

امرِ سوم:

اگر بالفرض اس سطحی اعتراض کو درست مان لیا جائے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا سامنے لیٹنا نماز کے منافی تھا تو ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر سامنے لیٹنے سے نماز میں کوئی خلل واقع ہوتا یا بطلان لازم آتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز اس حالت میں نماز ادا نہ فرماتے بلکہ آپ رضی اللہ عنہا کو وہاں سے ہٹا دیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت میں نماز کو جاری رکھا جو دلیل ہے کہ نماز درست تھی اور خشوع کے منافی نہ تھی۔

امرِ چہارم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں مشغول ہوتے تو بارگاہِ الٰہی میں اس قدر مستغرق اور محو ہو جاتے کہ ہر غیر اللہ سے توجہ منقطع ہو جاتی اور کسی دنیاوی امر کی طرف التفات باقی نہ رہتا۔ اسی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اس بات کا کوئی اندیشہ نہ تھا کہ سامنے موجود کسی چیز یا شخص کی وجہ سے خشوع و خضوع میں خلل واقع ہو یا دل اس کی طرف متوجہ ہو جائے۔

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ (ت 1369ھ) ایک حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

إِنَّ الشُّغْلَ بِهَا مَأْمُوْنٌ فِي حَقِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَنْ أَمِنَ ذٰلِكَ لَمْ يُكْرَهْ ذٰلِكَ فِي حَقِّهِ. [543]

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اس (یعنی عورت کی طرف متوجہ ہونے) کا اندیشہ نہیں تھا، لہٰذا جو شخص بھی اس اندیشے سے محفوظ ہو، اس کے حق میں بھی یہ (عورت کی موجودگی میں نماز پڑھنا) مکروہ نہیں ہوگا۔

معلوم ہوا کہ اس مسئلے میں کراہت کی علت محض عورت کا سامنے ہونا نہیں، بلکہ نماز سے توجہ ہٹنے اور دل کے مشغول ہونے کا اندیشہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل اور مذکورہ تشریح سے واضح ہوتا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لیٹا ہونا نماز میں خلل اور کراہت کا سبب نہ تھا۔

[543] فتح الملہم شرح صحیح مسلم للعثمانی: ج3 ص699 باب سترۃ المصلی

ان چاروں امور سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے خشوع کے منافی تھا، نہ بطلان کا سبب تھا۔

اعتراض نمبر 10

آپ ﷺ کی کوئی کنیز نہ تھی، نہ اس سے کوئی اولاد تھی

اعتراض:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی باندی نہیں تھی۔ لہٰذا حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیز قرار دینا اور ان کے بطن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت کا دعویٰ کرنا خلافِ حقیقت بات ہے۔

جواب نمبر 1: تاریخی حقائق پر ائمہ امت کا اجماع اور محدثین کی گواہی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک سے لے کر آج تک امتِ مسلمہ کے تمام طبقات، جن میں محدثین، مفسرین، فقہاء اور مؤرخین شامل ہیں، اس بات پر مکمل متفق ہیں کہ سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیز تھیں اور انہی کے بطنِ مبارک سے 9 ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لختِ جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تھے۔

1: امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب حِمیَری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ هِشَام: وَأَمَّا إِبْرَاهِيْمُ فَأُمُّهُ مَارِيَةُ الْقِبْطِيَّةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ لَهِيْعَةَ قَالَ: أُمُّ إِبْرَاهِيْمَ: مَارِيَةُ سُرِّيَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ أَهْدَاهَا إِلَيْهِ الْمُقَوْقِسُ. [544]

ترجمہ: ابن ہشام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابراہیم کی والدہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ عبد اللہ بن وہب رحمہ اللہ نے ابن لہیعہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: حضرت ابراہیم کی والدہ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا تھیں، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باندی (سُرّیّہ) تھیں، جنہیں مقوقس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تحفہ کے طور پر بھیجا تھا۔

---

[544] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: جز1 ص189 حَدِيثُ تَزْوِيجِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيْجَةَ

2: امام ابو القاسم عبد الرحمٰن بن محمد بن اسحاق ابن مندۃ اصبہانی رحمہ اللہ (ت470ھ) فرماتے ہیں:

إِبْرَاهِيْمُ بْنُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَدَتْهُ مَارِيَةُ الْقِبْطِيَّةُ فِيْ ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ ثَمَانٍ مِنَ الْهِجْرَةِ . [545]

ترجمہ: حضرت ابراہیم؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے تھے۔ آپ ماہ ذوالحجہ 8 ہجری میں حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں پیدا ہوئے۔

3: امام ابو محمد عبد الغنی بن عبد الواحد مقدسی رحمہ اللہ (ت600ھ) لکھتے ہیں:

كَانَ لَهُ مِنَ الْوَلَدِ الذُّكُوْرِ ثَلَاثَةٌ، وَقِيْلَ: أَرْبَعَةٌ: الْقَاسِمُ وَبِه كَانَ يُكْنٰى وَعَبْدُ اللهِ وَهُوَ الطَّاهِرُ وَالطَّيِّبُ،وَإِبْرَاهِيْمُ وَالصَّحِيْحُ أَنَّهُمْ ثَلَاثَةٌ .... وَوَلَدُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ مِنْ خَدِيْجَةَ إِلَّا إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّهُ مِنْ مَارِيَةَ، وَلَمْ يَلِدْ لَهُ غَيْرُهُمَا. [546]

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکر اولاد میں تین بیٹے تھے، اور ایک قول یہ ہے کہ چار تھے: حضرت قاسم رضی اللہ عنہ، جن کے نام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت تھی، اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ، اور وہی طاہر اور طیب ہیں، اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ۔ صحیح بات یہ ہے کہ وہ تین ہی (صاحبزادے) تھے... اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تھی، سوائے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے، کیونکہ وہ حضرت ماریہ (قبطیہ) رضی اللہ عنہا سے تھے۔ اور ان دونوں (سیدہ خدیجہ اور سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہما) کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی (کسی اور زوجہ سے) کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

4: حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) لکھتے ہیں:

كَانَ جَمِيْعُ أَوْلَادِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِيْجَةَ إِلَّا إِبْرَاهِيْمَ، فَإِنَّهُ كَانَ مِنْ جَارِيَتِه مَارِيَةَ. [547]

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) سے تھی سوائے حضرت ابراہیم (رضی اللہ عنہ) کے، وہ آپ کی کنیز حضرت ماریہ (رضی اللہ عنہا) کے بطن سے تھے۔

---

[545] المستخرج من كتب الناس للتذكرة: جز1 ص6 ذِكْرُ مَنْ وُلِدَ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[546] الکمال فی اسماء الرجال للمقدسی: ج1 ص116 تحت محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[547] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج7 ص172 کتاب مناقب الانصار، باب تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلم خدیجۃ وفضلہا

جواب نمبر2: قرآنِ مجید کی صریح نصوص اور ملکِ یمین کا شرعی ثبوت

معترض کا یہ کہنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی کنیز نہیں تھی، خود قرآنِ مجید کے صریح آیات اور احکامات کے سراسر خلاف ہے۔ شریعتِ اسلامیہ نے اپنے دور کے معروضی حالات کے مطابق باندیوں کے مخصوص احکام بیان کیے ہیں۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کنیز کی حلت کا اعلان فرمایا ہے۔ اسی طرح تاریخی نصوص بھی اس پر شاہد عدل ہیں۔

1: ﴿يٰاَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِىْۤ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ﴾[548]

ترجمہ: اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! یقیناً ہم نے آپ کے لیے آپ کی وہ بیویاں حلال کر دی ہیں جن کے مہر آپ ادا کر چکے ہیں، اور وہ (باندیاں) بھی جو آپ کی ملکیت میں ہیں، ان میں سے جو اللہ نے مالِ غنیمت کے طور پر آپ کو عطا فرمائیں۔

2: (لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَ لَاۤ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ رَّقِيْبًا (۵۲)) [549]

ترجمہ: اس کے بعد آپ کے لیے مزید عورتیں (نکاح میں لانا) حلال نہیں، اور نہ یہ جائز ہے کہ آپ ان (موجودہ بیویوں) کے بدلے دوسری بیویاں لے آئیں، اگرچہ ان کا حسن آپ کو پسند ہی کیوں نہ آئے، البتہ جو لونڈیاں آپ کی ملکیت میں ہوں (وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں)۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگہبان ہے۔

3: امام ابوعبد اللہ محمد بن سعد بن منیع بصری زہری رحمہ اللہ (ت230ھ) فرماتے ہیں:

فَوَطِئَ مَارِيَةَ بِالْمِلْكِ ... وَوَلَدَتْ مَارِيَةُ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا فَسَمَّاهُ "إِبْرَاهِيْمَ"، وَعَقَّ عَنْهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ يَوْمَ سَابِعِهِ وَحَلَقَ رَأْسَهُ فَتَصَدَّقَ بِزِنَةِ شَعْرِهِ فِضَّةً عَلَى الْمَسَاكِيْنِ وَأَمَرَ بِشَعْرِهِ فَدُفِنَ فِي الْأَرْضِ، وَسَمَّاهُ إِبْرَاهِيْمَ، وَكَانَتْ قَابِلَتُهَا سَلْمٰى مَوْلَاةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَخَرَجَتْ إِلٰى زَوْجِهَا أَبِيْ رَافِعٍ فَأَخْبَرَتْهُ بِأَنَّهَا قَدْ وَلَدَتْ غُلَامًا فَجَاءَ أَبُوْ رَافِعٍ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

---

[548] سورۃ الاحزاب:50

[549] سورۃ الاحزاب:52

فَبَشَّرَهُ فَوَهَبَ لَهُ عَبْدًا۔ [550]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا سے بوجہِ ملکِ یمین تعلقِ زوجیت قائم فرمایا۔ پھر سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ایک صاحبزادے کی ولادت ہوئی، جن کا نام آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "ابراہیم" رکھا۔ ساتویں دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف سے ایک بکری کی عقیقہ کی، ان کا سر مبارک منڈوایا، پھر ان کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی مسکینوں پر صدقہ فرمائی، اور حکم دیا کہ ان بالوں کو زمین میں دفن کر دیا جائے۔ سیدہ ماریہ رضی اللہ عنہا کی دایہ حضرت سلمٰی، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آزاد کردہ لونڈی تھیں، تھیں۔ انہوں نے اپنے شوہر حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کو اس ولادت کی خبر دی۔ چنانچہ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبزادے کی ولادت کی مبارک باد دی۔ اس خوشخبری کے صلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک غلام عطا فرمایا۔

قرآنِ مجید کی قطعی نصوص اور مستند تاریخی روایات سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہوتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت میں کنیزیں موجود تھیں۔ لہٰذا اس حقیقت کو اسی طرح تسلیم کرنا چاہیے جس طرح قرآن وسنت اور تاریخِ اسلام نے اسے بیان کیا ہے، کیونکہ دینی نصوص کے فہم میں ان کے واضح اور ثابت شدہ مفہوم کو قبول کرنا ہی صحیح علمی اور شرعی طرزِ عمل ہے۔

[550] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج1 ص107 ذکر ابراھیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم